

# قومی ڈائجسٹ

• بچپن کیسے گزرا  
• جوانی کہاں لٹادی

• کون کون سے امراض لاحق ہوئے  
• پیسے اکٹھے کرنے کے لئے کیا کیا جتن کئے  
• ثبوت کا خیال کیسے پیدا ہوا  
• اسے کیسے حاصل کر لیا

• محمدی بیگم سے شادی کا خواب  
کیسے اُدھورا رہ گیا

• پیش گوئیاں جنہوں نے پورا  
ہونے سے انکار کر دیا

• مسلمانوں کو کافر کیسے بنایا  
• انگریزوں کو دغاؤں کا یقین

• کس کس طرح دلایا  
• بیضہ کیسے ہوا دم کیسے نکلا

مرزا صاحب کی کہانی  
مرزا صاحب کی زبان

ایک ایسی دستاویز جس نے قادیانی قلعہ سمار کر دیا



قومی ڈائجسٹ

# قادیانیت نمبر

لائبریری ایڈیشن

قومی پبلشرز - ۵۰، لوئر مال لاہور





# فہرست مضامین

## حالات

۱۵

- بچپن، بھولپن
- جوانی، دیوانی
- بڑھاپا، سیاہا

## معاملات

۵۱

- زمین کی حسرت
- زر کی محبت
- زن کی قیامت

## تعلقات

۸۷

- محبتیں، نفرتیں
- مفتیں، خوشامدیں
- دھمکیاں، پیشگوئیاں

## سیاست

۱۰۸

- انگریز سے وفاداری
- ملت سے غداری
- مسلمانوں سے بیزارگی

## کفریات

۱۶۳

● جو مسلمان مجھے پیغمبر نہیں مانتا

وہ کافر ہے۔

● نہ اُس کا جنازہ پڑھو،

● نہ اُس سے رشتہ جوڑو۔

## ناپاک جہارت

۱۹۰

● مرزا صاحب نے قرآن کے الفاظ بدل ڈالے۔

## حقیقت

۲۱۶

● اگر قادیانی مسلمان ہیں، تو

مسلمان غیر مسلم قرار پائیں گے۔

## ختم نبوت

۲۳۸

● اگر بعد میں کوئی نبی آنے والا ہوتا

تو رسول اللہ اس کا کھلا کھلا اعلان ضرور کرتے۔

۲۶۱

● حضور کے بعد کسی کو نبی مان لینے کا نتیجہ کیا ہوگا؟

۲۸۲

● قادیانیت نے عالم اسلام کو کیا عطا کیا؟



# معارف

”قادیانیت“ کے بارے میں ”قومی ڈائجسٹ“ کے خاص شمارے کو اس قدر پسند کیا گیا کہ جس کی کوئی مثال کم از کم اس جریدے کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ شمارہ شائع ہوتے ہی مبارک باد کے ڈھیر لگ گئے۔ ہر اس شخص نے جس کا دل ختم المرسلین کی محبت سے مالا مال ہے، اس کاوش پر تحسین کے پھول بھیجے۔ کئی ایڈیشن شائع ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ بہت سے حضرات نے اعتراف کیا کہ انہیں پہلی بار قادیانیت کے حقیقی چہرے کو دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس تفصیل کے ساتھ یہ ان کے سامنے اس سے پہلے بے نقاب نہیں ہوا تھا۔

اصرار کیا گیا کہ اس شمارے کا لائبریری ایڈیشن سفید کاغذ پر چھاپا جائے، تاکہ اسے محفوظ رکھا جا سکے۔ اب یہی مطلوبہ ایڈیشن پیش خدمت ہے۔

قادیانیت منبر کی اشاعت کے کچھ ہی عرصہ بعد مجھے فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، اور در رسول پر حاضر کی کاشف بھی۔ یہ پروگرام یوں آنا فانا بنا، اور چند روز میں سارے مرحلے طے کر کے اس طرح بیت اللہ میں باسجدہ ریز ہوئے کہ غور کریں تو آج بھی حیرت ہوتی ہے۔ کئی دوستوں نے بار بار کہا کہ یہ سب اس شمارے کی بدولت ہے۔ عاجزانہ کاوش اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم کے حضور مقبول ہوئی۔

مجھ جیسا سیاہ کار اپنی کاریوں سے واقف ہونے کی وجہ سے دعویٰ نہیں کر سکتا۔ آپ سے بس یہ گزارش ہے کہ اس شمارے کو پڑھتے ہوئے میرے حق میں دُعا فرمادیں کہ جس طرح بارگاہ رسالت میں یہ ہدیہ پیش کرنے کی توفیق ہوئی ہے، اسی طرح سرکارِ دو جہاں کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی سعادت بھی نصیب ہو۔ کہ اگر یہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں۔

محیب الرحمن شامی



# قادیانی مسئلہ

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم اور بنیادی نوعیت کا معاملہ ہے۔ اسے ان کے لیے زندگی اور موت کا معاملہ کہا جائے تو اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہ ہوگا۔ یہی بنیاد ہے جس پر اسلامی معاشرے کی عظیم الشان عمارت اٹھائی جاتی ہے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکمرانی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ ہر مسلمان کے نزدیک ہر معاملے میں "فائل اختاری" اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ کے احکامات کی تشریح و تفسیر کی "فائل اختاری" محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ رسول خداؐ کے بعد کسی اور شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دین مبین میں کوئی ترمیم، تفسیح، اضافے یا کمی کی خبر دے سکے۔ مسلمانوں میں بے شمار فرقے اور گروہ موجود ہیں، لیکن ان کے درمیان اختلافات کی نوعیت یہ نہیں کہ ہر ایک ایسا الگ الگ پیشوا رکھتا ہے، جسے رسالت کے اختیارات میں سے کوئی اختیار حاصل ہے۔ سب اس امر پر متفق ہیں کہ رسول اللہؐ کے احکامات آخری اور حتمی ہیں۔ ان میں جو کچھ اختلاف بھی ہے، وہ ان کو سمجھنے اور ان کے معانی اخذ کرنے تک ہے۔ ان کی نوعیت یہی ہے، جو تفسیرات پاکستان کی کئی دفعہ کی تشریح و تفسیر کی حد تک مختلف و کلاً یا نچ صاحبان میں ہوتی ہے۔ لیکن قادیانیوں کے نام سے جس گروہ نے انگریزی دور میں، برصغیر میں کام کا آغاز کیا، اُس نے اپنا ایک نبی بنالیا۔ ختم نبوت کے عقیدے کی وضاحت اس طرح کی کہ اس میں ختم نبوت کے علاوہ سب کچھ داخل کر دیا۔ اس نبی کے خیالات اور ارشادات مستقل طور پر ماخذ قانون قرار پائے، اور اس نے دین میں رد و بدل کے اختیارات حاصل کر لیے۔ اس صورت حال کو مسلمانوں نے پچودھ سو سال میں کبھی برداشت نہ کیا تھا۔ ہماری تاریخ کا ایک ایک دن گواہ ہے کہ ملت اسلامیہ نے کسی شخص کے دعویٰ نبوت کو تسلیم نہیں کیا، اور رسول اللہؐ کے بعد ہر ایسے داعی کو اتفاق رائے سے کاذب قرار دیا۔ امام ابو حنیفہؒ کے بقول نبوت کے کسی دعویدار سے نبوت طلب کرنا بھی خلاف اسلام ہے۔ جب نبی آ ہی نہیں سکتا، نبوت کا اعلان ہی کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے، تو پھر کسی دوسرے نبوت کو طلب کرنے کی کیا حاجت اور کیا ضرورت ہے؟

مرزا غلام احمد صاحب اگر آج زندہ ہوتے اور دعویٰ رسالت کرتے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں انہیں فائر العقل قرار دے کر حوالہ زندان کر دیا جاتا۔ کیونکہ ان کی رسالت کی پرورش برطانوی سامراج کے تحت ہوئی، اس لیے ان کے دعوے سے وہ سلوک نہ کیا جاسکا، جس کا یہ مستحق تھا۔ خاص اسباب اور حالات مکی و مدینہ کے گروہ نے ایک خاص اہمیت اختیار کر لی اور پاکستان بننے کے بعد بھی اٹرو و سٹو کا دائرہ بڑھانے کی



مکاشش کا مباحی سے جاری رکھی۔

مسلمان عوام کے لیے یہ بات ناقابلِ برداشت تھی، اس لیے گزشتہ ۳۷ سال کے دوران بار بار اس گروہ کی سرگرمیوں کی نشاندہی کی جاتی رہی۔ بار بار احتجاج کیا گیا۔ الحمد للہ معاطہ بیان تک پہنچ گیا ہے کہ اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ مسلمانوں سے الگ کرنے کے لیے کئی دوسرے قانونی اقدامات بھی کر لیے گئے ہیں۔

مصیبت یہ ہے کہ اپنا ایک نبی ایجاد کرنے کے باوجود اور مسلمانوں سے الگ تشخص کا دعویٰ رکھنے کے باوجود، یہ گروہ اپنے آپ کو غیر مسلم کہلانے سے انکاری ہے۔ اس کے بہت سے مبلغ بڑی مصیبت کے ساتھ مذاکرہ و جدوجہد کی ان تصانیف سے اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو درغلا تے ہیں، جو ان کے دعویٰ نبوت سے پچھلے کی قسمی ہوئی ہیں۔ قادیانی حضرات اپنے آپ کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دیتے کی کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقوں کو خاص طور پر نشانہ بنا کر رواداری اور فراخ دلی کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی مہم چلائی جا رہی ہے۔ اس میں نظر میں ضروری تھا کہ ان کا تفصیلی تعارف ایک بار پھر کرا دیا جائے، تاکہ ان کی شخصیت کو سمجھنے میں دھوکہ کھانے کا کوئی امکان نہ رہے۔

پروفیسر الیاس برنی حیدر آباد کے نامور دانشور اور مفکر تھے، انہوں نے متعدد کتابیں مرزا صاحب کے افکار و خیالات پر مرتب کی ہیں۔ خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مرزا صاحب کے نظریات ان کے اپنے یا ان کے قریبی رفقاء اور جانشینوں کے الفاظ میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ موجودہ شمارے کا بڑا حصہ برنی صاحب کی علمی کاوش پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ چند نامور اہل قلم کے چند ضروری مضامین بھی شامل اشاعت کر لیے گئے ہیں جو اس مسئلے کی تہ تک پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔

موجودہ شمارے کا رنگ منظرانہ نہیں، نہ اس میں ذاتی حملے کرنے کی کوئی کوشش کی گئی ہے۔ کئی افسوسناک الفاظ افسوس کے ساتھ شامل اشاعت کیے گئے ہیں۔ یہ اگر مرزا صاحب کی زبان اور قلم سے ادا نہ ہوتے تو ہمارے صفحات پر ہرگز ہرگز جگہ نہ پاتے۔

قادیانی حضرات سے گزارش ہے کہ وہ کھلے دل کے ساتھ اپنے جڑیوں کا مطالعہ کریں، اور پھر دیکھیں کہ وہ خود کہاں کھڑے ہیں؟ اپنے تمام قارئین سے بھی ہماری درخواست ہے کہ وہ اس شمارے کو خورے پڑھیں، ان کو اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی وقت نہیں بھریں کہ ”قادیانی مسئلہ“ مولویوں کا کھڑا کیا ہوا نہیں ہے، یہ خود قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔ قادیانیوں کی جان، مال اور عزت کی دستوری ذمہ داری اپنی جگہ اہم ہے، ان کے خلاف قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا حق کسی شخص کو حاصل نہیں ہے، لیکن یہ بات بہر حال سمجھ لینے کی ہے کہ مسلمان انہیں اپنے آپ سے الگ سمجھنے، اور الگ تنگ قرار دینے کے جو مطالبے کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب اور تنگ نظری کی بنیاد پر نہیں ہیں، بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت اور ان کے ایمان کا اولین تقاضہ ہیں۔

الحسین

# مطالبہ

کراچی میں ۱۹۵۲ء میں مسلمانوں کے تمام مذاہب فکر کے ۳۲ نمائندہ علماء کے اجتماع نے متفقہ طور پر یہ مطالبہ کیا،  
 "یہ ایک نہایت ضروری ترمیم ہے، جسے ہم ٹیبلے امرار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ملک کے دستور سازوں کے لیے  
 یہ بات کسی طرح سوزوں نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے حالات اور مخصوص اجتماعی مسائل سے بدلے پر حاظر بعض اپنے  
 ذاتی نظریات کی بنا پر دستور بنانے لگیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ملک کے جن علاقوں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد  
 مسلمانوں کے ساتھ مل جاتی ہے، وہاں اس قادیانی مسئلے نے کس قدر نازک صورت حال پیدا کر دی ہے۔ ان کو کچھ دور کے  
 بیرونی حکمرانوں کی طرح نہ جہنا چاہیے، جس نے ہندو مسلم مسئلے کی نزاکت کو اس وقت تک محسوس کر کے ہی دیا، جب  
 تک متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ دونوں قسوں کے فسادات سے خون آلود نہ ہو گیا، جو دستور ساز حضرات خود اس  
 ملک کے رہنے والے ہیں۔ ان کی فطرتی بڑی افسوسناک ہوگی کہ وہ جب تک پاکستان میں قادیانی مسلم تصادم کو الگ کی طرح  
 برکتے ہوئے دیکھ لیں اس وقت تک انہیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ یہاں ایک قادیانی مسلم مسئلہ موجود ہے، جسے  
 حل کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اس مسئلے کو جس چیز نے نزاکت کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ قادیانی ایک  
 طرف مسلمان ہی کہ مسلمانوں میں گھسے بی ہیں اور دوسری طرف عقائد، عبادات اور اجتماعی شیرازہ بندی میں مسلمانوں سے  
 ذمہ دار الگ، بلکہ ان کے خلاف صحت آرا بھی ہیں اور مذہبی طور پر تمام مسلمانوں کو طعنہ دینے کا قرار دیتے ہیں۔ اس  
 خلاف کا علاج آج بھی یہی ہے اور پہلے بھی یہی تھا جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے اب سے اسی برس پہلے فرمایا تھا کہ قادیانیوں  
 کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے دیا جائے۔"

## تکمیل

اس مطالبہ کو عرض دراز تک تسلیم نہ کیا گیا۔ ۱۹۵۲ء میں تحریک ملی اور لاہور میں پہلا مارشل لا نافذ کیا گیا۔ ناسیہ  
 اور لائٹل مردودی اور مولانا عبدالستار ریاضی کو قومی عدالت سے منزلے موت کا حکم سنایا گیا۔ متفقہ حکم کوام اور مزاروں  
 مسلمان گرفتار ہوئے، لیکن معاملہ ختم نہ ہو سکا۔ ۱۹۵۳ء، ۱۹۵۴ء میں تحریک ملی اور سب سے بڑے کو قومی عدالت نے اتفاق رائے  
 سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے لیے آئین پاکستان میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا۔  
 آرٹیکل نمبر ۲۹

جو شخص خاتم الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کھل ایمان نہیں لگاتا یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 بعد کسی بھی انداز میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی نبوت یا مذہبی مصلح پر ایمان لگاتا ہے، وہ از روئے آئین  
 قانون مسلمان نہیں۔  
 آرٹیکل نمبر ۱۰۶ کا لاز نمبر ۳

مذہبی اہلسنیوں میں بھرپور احتجاج، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی کلاز نمبر ۱ میں دی گئی نشستوں کے  
 علاوہ ان اہلسنیوں میں جیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور قادیانیوں یا شیڈول  
 کلاس کے لیے اضافی نشستیں ہوں گی۔

## آرڈی منس

اس ترمیم کے بعد بھی قادیانی سرگرمیوں کی روک تھام نہ ہو سکی، جذبات کی آگ پھر بھڑکنے والی تھی کہ ۱۲ اپریل ۱۹۵۴ء کو  
 مندرجہ ذیل آرڈی منس نافذ کیا گیا:  
 قادیانی گروہ، لاہوری گروہ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں کے ارتکاب سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کرنے  
 کا آرڈی منس  
 برکاکہ یہ امر قریبی مصلحت ہے کہ قادیانی گروہ، لاہوری گروہ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں کے ارتکاب

سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔  
ہر گاہ کہ صدر پاکستان کو ایسی حالت موجود ہیں، جو قادیانی کے متقاضی ہیں، لہذا پانچ جولائی  
سے لڑنے کے اعلان کی تعمیل میں اعلان تمام اختیارات کو روکنے کا کرتے ہوئے، جو اس سلسلے میں انہیں حاصل  
ہیں، صدر پاکستان حسب ذیل آرڈی نس وضع اور نافذ کرتے ہیں۔

#### ۱۔ مختصر عنوان اور اختصار

(ا) اس آرڈی نس کا نام قادیانی گروہ کا ہمدری گروہ اور احمادیوں کا خلاف اسلام سرگرمیوں کا ارتکاب، رمانیت و  
سزا آرڈی نس ہوگا۔  
(ب) یہ قادیانی گروہ پر نافذ عمل ہوگا۔

۲۔ حالات کی احکام اور فیصلوں کے استرداد کا آرڈی نس  
اس آرڈی نس کی دفعات/ حالات کے احکام اور فیصلوں کے مل الزام نافذ ہوں گے۔  
حصہ دوم۔

#### مجموعہ تعزیرات پاکستان کی ترمیم (قانون نمبر ۱۸۹۰)

۳۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان (قانون نمبر ۱۸۹۰) میں نئی دفعات ۲۹۸ ب، اور ۲۹۸ ج کا اضافہ۔  
مجموعہ تعزیرات پاکستان (قانون نمبر ۱۸۹۰) کے باب پندرہ میں دفعہ ۲۹۸۔ ۱ کے بعد حسب ذیل  
نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔  
۲۹۸ ب۔ بعض مخصوص ہتھیاروں اور دیگر کی صفات کے لیے مخصوص القاب و آداب صفات وغیرہ کا غلط استعمال

۱۔ قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص کسی تقریر، تحریر  
یا واقعہ علامت کے ذریعے سے۔  
۲۔ رسول پاک حضرت محمد کے کسی خلیفہ یا صحابی کے سوا کسی اور شخص کو "امیر المومنین" "خلیفۃ المومنین" "خلیفۃ المسیحین"  
"جہانی" "رضی اللہ عنہ"

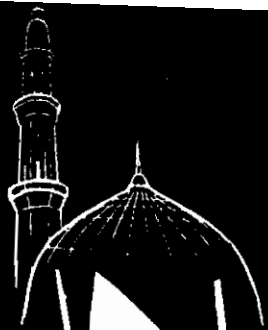
۳۔ رسول پاک حضرت محمد کے افراد خاندان (اہل بیت) کے سوا کسی اور کو "اہل بیت" یا  
اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کے نام سے؛

۴۔ پکارے گا، یا اس کا حوالہ دے گا، وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) اور جرمانے کی سزا کا مستوجب ہوگا۔  
۵۔ قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص کسی تقریر، تحریر  
یا واقعہ علامت کے ذریعے سے اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کے لیے بلائے کے طریقے یا شکل کو "اذان"  
سے موسوم کرے گا یا مسلمانوں کے طریقے کے مطابق اذان کے گا، وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) کی سزا،  
نیز جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔

#### ۶۔ ۲۹۸ ج۔ قادیانی گروہ وغیرہ کا اپنے آپ کو مسلمان یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرنے یا نشر و اشاعت کرنے والا شخص

قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص اپنے آپ کو بلا واسطہ  
یا بالواسطہ "مسلم" کہتا ہے، یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا ظاہر کرتا ہے، یا دوسروں کو تقریر، تحریر یا واضح علامت  
یا کسی بھی اور طریقے سے اپنے عقیدے کی دعوت دیتا اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہے، وہ تین سال تک  
کی قید (کسی قسم) کی سزا نیز جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔

انما خلدنا  
للمسلمين  
بالحق  
ذاتی حالات



ہو بسندہ آزاد اگر صاحب الہام  
 ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے ہمیز  
 اس کے نفس گرم کی تاثیر ہے ایسی  
 ہو جاتی ہے خاک چمنستان شرر آمیز  
 شاہیں کی ادا ہوتی ہے بلبل میں نمودار  
 کس درجہ بدل جلتے ہیں مرغانِ سحر یخیز  
 اس مردِ خود آگاہ و خدا مست کی صحبت  
 دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم و پرویز  
 محکوم کے الہام سے اللہ بچائے  
 غارت گر اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

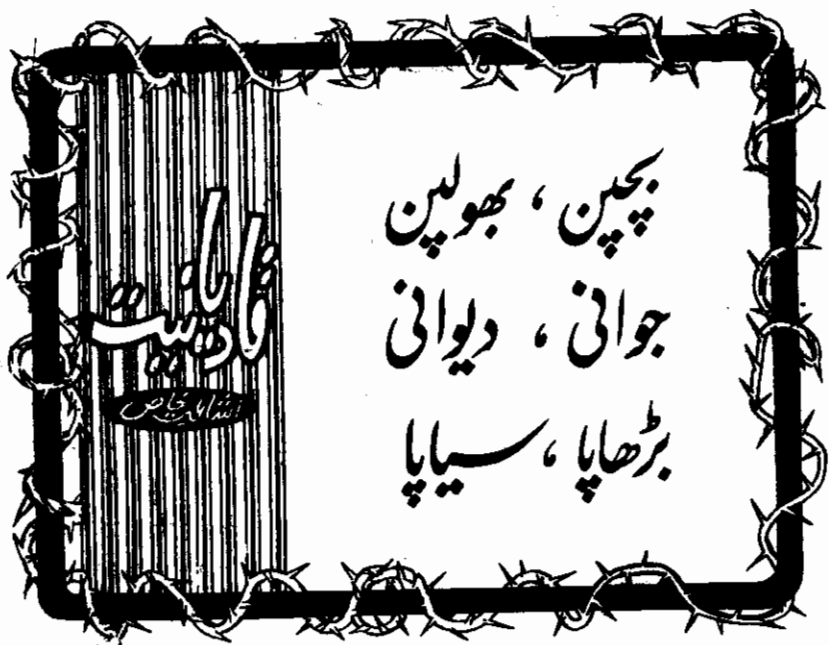
الہام  
 و  
 آزادی

میں نہ عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہ  
 مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام  
 ہاں مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر  
 فاش ہے مجھ پر ضمیرِ فلک نیلی فام  
 عصرِ حاضر کی شبِ تاریں دیکھی میں نے  
 یہ حقیقت کہ ہے روشن صفتِ ماہِ تمام  
 وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگِ حشیش  
 جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

نبوت

اقبال





# بچپن ، بھولپن جوانی ، دیوانی بڑھاپا ، سیاپا

اب میرے سماع اس طور پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، ہماری قوم منگل ریلاں ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں ہر قدر سے آئے تھے۔

سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس نواح کے تھے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بچائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا صاحب عطا محمد صاحب فرزند رشیدان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے۔۔۔۔۔ ایکس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رعیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں میرے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس آئے۔ پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔

میری پیدائش ۱۸۷۱ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔ اور ۱۸۷۵ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا اور اچھی لکھت و بردت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے معائب و بیچھے تھے لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک غازی خواں حکم میرے لیے لوکر کرا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ اور جب میری عمر قریب دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب

میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے، جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا نے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تمہیزی تھی، اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت محنت اور توجہ سے پڑھاتے رہے۔ اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو افادہ طبعی اور حکمت وغیرہ علوم مرد جگر کو جہاں تک خدا نے تعالیٰ نے چاہا چھل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔ اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ نہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔

میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے، کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے دُستے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیران کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اسی شکل سے آگے جو کہ ان کے غنوم و ہوم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آیا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا، ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان یہود و جھگڑوں میں ضائع گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا، اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا۔ ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوتی یعنی سیالکوٹ کی کچری میں (در ۱۵) ماہوں کے محرم تھے۔ آخر چونکہ میرا جدارہنا میرے والد پر بہت گراں تھا۔ اس لیے ان کے حکم جو عین میری منشا کے موافق تھا، میں نے اس منشی دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے موافق تھی، اسکو دش کو دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیر میں پھر حاضر ہوا تو بدستوان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیر اور حدیثوں کو دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔

میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کی ہو گئی، جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔ مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا، جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرض و پیش میں مبتلا پایا اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے۔ غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گزری۔ ایک طرف ان کا وینسے اٹھ جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شر سے سلسلہ کمالات الہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔

(کتاب الہرہ ص ۱۳ تا ۱۶ خلاصہ حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(نور الہدیٰ ص ۱۲۸ تا ۱۳۰ سورہ ۲۱-۲۸ منی ۱۹۲۴ء)

میرے والد مرزا غلام تفریقی صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے۔ اور سرکار انگریزی کے (۲) خاندانی زوال | ایسی خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گروہ سے غریب کرا اور پکاں جو ان جگہ بہم پہنچا کر اپنی حیثیت پر سے زیادہ اس کو رنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔

غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ آخری فوجت ہماری تھی کہ ایک کم و در کم زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہو گئی۔ (توضیح قیصر یہ ۱۷ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) آبائی مکانات | بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اس نے کہ بیان کیا ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے کہ ایک دفعہ سترہ کھانگی ڈبھی کشن گورداس پورہ قادیان دورہ پر آئے۔ راستے میں انہوں نے دادا صاحب و مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے کہا کہ آپ کے خیال میں کچھ حکومت اچھی تھی یا انگریزی حکومت اچھی ہے۔ دادا صاحب نے کہا کہ گاؤں میں کروڑوں جاں دلوں کا۔ جب قادیان پہنچے تو دادا صاحب نے اپنے اور بھائیوں کے مکانات دکھا کر کہا کہ یہ کھجور کے وقت کے بنے ہوئے ہیں۔ مجھے اُمید نہیں کہ آپ کے وقت میں میرے بیٹے ان کی مرثیہ کر سکیں۔  
(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۲۵ مولانا جبارہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴) سندھی | والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک سے چند پوری عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ نے فرمایا کہ میں نے نہ سمجھا تھا کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت کے ملنے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچہ کو حزن منہی رکھ دیتی ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کا والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کسی اس نام سے پکارتی تھیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۲۵ مولانا جبارہ بشیر احمد صاحب) میں تو ام پیدہ ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور مرزا صاحب کا (۵) لطیف اشارہ | یہ ابام کہ یاد آؤں سکتا اُغت و زنجبٹ بلسٹہ جو آج سے بیس برس پہلے برابین احمدیہ مصنف مرزا صاحب کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے، اس میں جو جنت کا لفظ ہے، اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا والدہ یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ (ترباتی انتقوب ص ۱۵۲ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) اثیت کا مادہ | حضرت مرزا صاحب تو ام پیدا ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی جن کا نام جنت رکھا گیا تھا۔ وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گئی اور لی الواقع جنت میں چل گئی۔ مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خصلتے ثنائی نے اثیت کا مادہ مجھ سے بھی الگ کر دیا۔ (حیات ابی جلد اول ص ۱۰۲ مولانا یعقوب علی صاحب قادیانی کتاب البریہ ص ۱۴۲ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) بچپن کی بات | بیان کیا مجھ سے والدہ نے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب سنا تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے بیٹھا لاؤ۔ میں گھر آیا اور بغیر کسی پوچھنے کے ایک برتن میں سے سینہ بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک ٹھکی بھر کر منہ ڈال لی پس پھر کھا تھا۔ میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سینہ بورا کچھ کھجوروں میں بھر تھا، وہ بورا نہ تھا، بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۲۵ مولانا جبارہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸) ادھر ادھر | بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تہارے دادا کی پیشین وصولی کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے۔ جب آپ نے پیشین وصولی کر لی تو وہ آپ کو بھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھر امار با۔ پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے دایں گھر نہیں آئے اور چونکہ تہارے دادا کا منشا اڑتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈبھی کشن گورداس گجری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔

والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چارے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا لیا۔ مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ کیسا ہی آدمی تھا، ہمارے مخالفت یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زلو بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۲۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۹) بھٹی لوگ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ مرزا امام الدین اپنے مکان میں کسی کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ بھٹی (یعنی بھائی) لوگ! حضرت صاحب کی طرف اشارہ تھا، دوکانیں چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں۔ ہم بھی کوئی دوکان چلاتے ہیں۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ پھر اس نے چوڑیوں کی پیری کا سلسلہ جاری کیا (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۲۴ مرقومہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)۔

(۱۰) لازمہ شرافت و شجاعت بتیارات رکھتے تھے اور استعمال کرتے تھے اور ٹھکانہ وغیرہ اور تلوار کے کرب کی تفریش عام تھیں، لیکن حضرت مسیح موعود چونکہ فیض الحروب کے لیے آئے تھے اور ان کے زمانے میں اسن و آسائش کی راہیں کھل جالے دلی تھیں، آپ نے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی۔ بسا لیکہ ایسا لازمہ شرافت و شجاعت سمجھے جاتے تھے۔

(حیات النبی جلد اول نمبر دوم ص ۱۳۸ مرقومہ یعقوب علی قادیانی صاحب)

(۱۱) دایاں پاتھ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم ورد صاحب قادیانی ایم اے) نے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنے چچا سے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوڑا آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے، سامنے اسٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی بڑی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ قلم تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر باقی کا تبراں وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نمازیں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے نبھانا پڑتا تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۹۰ مرقومہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۲) دندان مبارک دندان مبارک آپ کے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کچھ اجڑا ہوا اور حوصلہ کو لگ گیا تھا، جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک ڈاکٹر کا سراپا لوگ دار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا۔ توراہتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر براہِ برہمی کرایا تھا، مگر کبھی کوئی دانت نکلوا یا نہیں۔ سو اس آپ اکثر فرمایا کرتے تھے (شاید دیر میں شروع کی) ورد کیڑا نہ لگتا۔ (مرقاۃ، سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۳۵ مرقومہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۳) توبہ توبہ خاکسار مرزا بشیر احمد صاحب، کے ساموں ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزے کو ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور شخص کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لیے حضرت (مرزا صاحب) اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے، مگر بجائے چوزہ کی گردن پر پھری پھرنے کے، غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی، جس سے بہت خون بہ گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کیے تھے، اس لیے بجائے چوزہ کی گردن کے انگلی پر پھری پھری۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت (مرزا) صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہ دیتا تو سر کندھے سے حلال کر لیتے تھے (سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۲۲۷) مصنفہ صاحبہ جہادہ بشیر احمد صاحبہ قادریاں ہیں۔  
 بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمرہ خلیع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت (مرزا) صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمرہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہ (حضرت صاحبہ) بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سر کندھے سے ذبح کر لیتے تھے۔ (سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۲۲۷) مؤلفہ صاحبہ جہادہ بشیر احمد صاحبہ قادریاں

(۱۴) انگریزی دانی  
 اسی زمانہ میں (یعنی جب کہ مرزا صاحبہ سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے۔ مولوی بابی بخش صاحب کی سہمی سے جو چیف محترمہ ملازمت تھے۔ کچہری کے ملازم منشیوں کے لیے ایک مدر سر قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن ہسپتال بنارس مقرر ہوئے۔ مرزا صاحبہ نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں (مرزا صاحبہ کے انگریزی اہانتا سے بھی بس اسی قدر یاقوت معلوم ہوئی ہے۔ موقوف) (سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۲۲۷) مصنفہ صاحبہ جہادہ بشیر احمد صاحبہ قادریاں  
 چونکہ مرزا صاحبہ ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے، اس واسطے آپ نے ممتادی کے استعان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر استعان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے؟ وہ دنیوی اشتغال کے لیے ممتا نے نہیں گئے تھے۔

حہر کے راہبر کا سے ساختہ! (سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۲۲۷) مصنفہ صاحبہ جہادہ بشیر احمد صاحبہ قادریاں  
 ان دنوں میں پنجاب یونیورسٹی ٹی ٹی قائم ہوئی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی، جس کی تنخواہ (۱۶) مدرسی ایک سو روپیہ ماہوار تھی۔ میں نے ان کی (یعنی مرزا صاحبہ کی) خدمت میں عرض کی کہ آپ درخواست بھیج دیں۔ چونکہ آپ کی یاقوت عربی زبانی دانی کی نہایت کامل ہے، آپ فرد اس عہدے پر مقرر ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ میں مذہبی کو پسند نہیں کرتا کہ اگر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرافت کے کام کرتے ہیں اور علم کو فیرا دھاندلنا جائز کاموں لکھتے ہیں۔ اس آیت کے دمیت بہت ڈرتا ہوں۔ اَفَشَسُّوْا وَلِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اٰذَا نُوْا اٰلِهٰمُ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے (سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۲۲۷) مصنفہ بشیر احمد قادریاں

(۱۷) ملازمت  
 بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ..... چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہنا تھا کہ آپ (مرزا) صاحبہ کچپن ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قیاس تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔ حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے ..... خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی ملازمت رکھنا (۱۸۹۸ء) کا واقعہ ہے۔ (سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۲۲۷) مصنفہ صاحبہ جہادہ بشیر احمد صاحبہ قادریاں

(۱۸) مرزا صاحبہ کی سادگی  
 حضور جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب فرما کر کوٹ پگڑی اور ایک کھونڈا گویا خنجر (۱۸۹۸ء) کا واقعہ ہے۔ (سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۲۲۷) مصنفہ صاحبہ جہادہ بشیر احمد صاحبہ قادریاں  
 کھڑکی سے باہر نکلتے تو وہاں ہمارے مکرم حافظ ابوالیم صاحب نادیا علی العلوم گیارہ بیسے ہی سے بیٹھے ہوتے۔ وہ غور سب سے پہلے السلام علیکم کہتے یا اس کا جواب دیتے اور پھر لباس مبارک کو سکر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لیے عرض کر دیتے صرف ایک بار میں نے حضور کی زیارت ایسے لباس میں کی، جب کہ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔ سرحد ترکی ٹوپی تھی۔ جو بہت بڑی اور فرمودہ سی بیزر پینڈے کے اور مہندی لگنے



ہوئے تھے۔ غالباً اسی لیے مرث کرتے تھا۔ کوٹ نہ تھا شیخ صاحب نے عرض کیا حضور گھڑی تو ابھی چلتی ہے۔ آپ نے ایک دو مال فروش پر رکھ کر اور ایک دو گائیاں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی معلوم ہوا کہ بند ہے۔ چابی دی گئی، وقت درست کیا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب سے آہستہ سے کہا۔ اب جس دن پھر آؤ گے، چابی دے دینا۔ حضورؐ نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روز چابی دی جاتی ہے۔

۱ یادایام از قاضی محمد بن ابوالدین صاحب قادیانی مندرجہ الحکم قادیانی غیر ملکہ ۲ ۱۸۹۱ء بمذخر ۲۸۰۲۱ مئی ۱۹۳۲ء

(۱۹) جہی گھڑی

بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سہری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جہی گھڑی بخش دی۔ حضرت صاحب اس کو روٹل میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہند سے یعنی عود سے من گن کر مدت کا پتہ لگاتے تھے اور انھیں رکھ کر ہند سرگنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے۔ میرا عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ ایک جہی گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرتا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔ دسمبر الہدی حوالہ ۱۳۷۰ مسندہ عاجزہ لکھنؤ صاحب قادیانی

(۲۰) لباس اگر تھیں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علامت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو سواخت دیتی تھی۔ اس لیے اگر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں پیچھے کرتا ملی رہتا تھا، بجائے گرم کرنے کے صدی گھر میں اکثر پہنے رہتے، مگر عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے، بلکہ بعض اوقات پوسٹین بھی۔

جوابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور دن پر سچ فلتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو چربیاں اوپر تے چڑھالیتے۔ مگر بار بار جواب اس طرح نہیں لیتے کہ وہ پیرینک ٹیپک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سراسر اگلے ٹکڑا بتا دیا کبھی جواب کی ایڑی کی جگہ پر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جواب سیدھی دوسری الٹی۔ دیرینہ امجدی صحت دوم ص ۱۳۰ مصنف صاحبہ جلالہ بیاض احمد صاحب تارانی ۱۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ نوپی۔ عمارات کو اندر کر ٹیکہ کے پتے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ ٹھکانے اور میل سے بچانے کو لاگ جگہ کوٹھی پر ٹانگ دیتے تھے، وہ بستر و سر اور جسم کے پتے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوتی کہ اگر کوئی نیشن کا دلدادہ اور سنوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر ہیٹ لے۔ (دیر قلمبندی تہہ)

۱۲۵۸ھ مؤلف صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی

صدر کی جیب میں یا بعض اوقات کونٹ کی جیب میں آپ کا نو مال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ ڈارو مال رکھتے تھے۔۔۔۔۔ اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے۔ اور اسی رو مال میں نقدی وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کرتے تھے، باندھ لیا کرتے تھے۔ دیر ذرا پہلے ہی عقدہ دوم ص ۱۲۸

فناک رخص کر کے آپس میں ملا صاحب، معمولی نقدی دھما اپنے رومال میں جوڑے سا نرکا مل بنا ہوا تھا، باغہ لیا کرتے تھے اندر رومال کا دوسرا کنارہ واکسٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا لاج میں بندھوا لیتے اور چابیوں آواز بند کے ساتھ باندھتے تھے جو ہر جہ سے بعض اوقات ٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ فراتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود و موعودا مدنی آواز بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپس کو پیشاب جلدی آتا تھا، اس لیے ہشی آواز بند رکھتے تھے، تاکہ ٹھنڈے میں آسانی ہو۔ اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں وقت نہ ہو۔ سوئی آواز بند میں آپسے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو کرنی تکلیف ہوتی تھی۔ رسیہ والہ

حضرت مولانا محمد صاحب قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۱) بوٹ کا ٹھنڈا | ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تنخواہ میں پیش کیا۔ آپ نے (مرزا صاحب) نے اس کی خاطر سے پس لیا، مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے تھے۔ دریاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بائیں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں بہن لیتے۔ آخر اس غلطی سے پہنچنے کے لیے ایک طرف کے بوٹ پر سیارہ سے نشان لگانا پڑا۔ (میں نے خلافت کا انجام مصنفہ مولانا الدین شمس صاحب قادری ص ۹۶)

(۲۲) خاص احوال | نئی جوتی جب پاؤں میں لگائی تو جھٹ ایڑی ٹھنڈا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد و آلودگی پر پڑ جایا کرتی تھی، جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ چونکہ حضور (مرزا صاحب) کی تہذیب و ادب اس کی طرف نہیں ہوا کرتی تھی، اس لیے آپ کی واسکٹ کے بنیں ہمیشہ اپنے جاکوں سے بھجائی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ حاربے بنیں تو بڑی جلدی بوٹ جایا کرتے ہیں۔

شیخ زکریا صاحب یاد دیکر اجاب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنا کر لایا کرتے تھے۔ حضور بھی تیل سرسبار کی لگاتے تو تیل والا ہاتھ سرسبار کی اور داڑھی مبارک سے جوتا ہوا بعض اوقات سینے تک بٹا جاتا، قیمتی کوٹ پر وجہ پڑ جاتے۔ (انجیل الفکر قادیان جلد ۲۸ نمبر ۶ سورہ ۲۱ ذی ۱۹۲۵ء)

(۲۳) (اٹھ) مرزا صاحب قادری کی سیر (راج) | میاں عبدالعزیز صاحب المعروف محل سکون لاہور نے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام صبح کو نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر اجاب کو اپنے اہامات دیکھنا سنا یا کرتے تھے اور پھر دوستوں میں سے کوئی روایا دیکھتا تو اسے بھی سناتے کے لیے فرماتے۔ پھر حضور گھر تشریف لے جاتے تھے اور آٹھ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلتے، پہلے چوک میں بہانوں کا انتظار کرتے، پھر حضرت مولوی نور الدین صاحب کو اطلاع دیتے۔ مولوی صاحب جو بھی کام کر رہے ہوتے، اسے وہیں چھوڑ کر حاضر ہو جاتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شاید حضور کے حکم کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ سیر کر رہا تین میل ہوا کرتی تھی، ہم لوگ جب تھک جاتے تو سوچتے کہ اب واپسی کی کیا تدبیر کریں۔ عرض کرنے کی توجہات نہیں ہوتی تھی، اس لیے ہم چند نوجوان ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چل پڑتے اور پھر تھوڑی دُور چل کر قندیل کی طرف رُوح کر لیتے۔ حضور بھی پیچھے ہو بیٹھے پھر ہم پیچھے ہو جاتے۔ راستہ میں اجاب کی کثرت کی وجہ سے اس قدر گرد و آلودگی کہ سر ادرنہ منی سے بھر جاتے۔ حضور اکثر پگڑی کے ٹھکڑے کو بائیں جانب منہ کے آگے رکھ لیتے۔ حضور کے دائیں ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی جو بعض اوقات لوگوں کی ٹوکروں سے گر بھی جاتی، مگر حضور پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے، بلکہ جب کوئی چھڑی پکڑا دیتا تھا تو پکڑ لیتے۔ بعض اوقات حضور کے پاؤں کو بھی ٹھوکر لگ جاتی۔

اگر دوران سیر کسی وقت پیشاب کی حاجت پیش آ جاتی تو حضور اجاب سے دُور نکل جاتے۔ دُورانی حضور بیٹھ کر ہی کیا کرتے تھے۔ ہم نے بھی حضور کو کھڑے ہو کر دُورانی کرتے نہیں دیکھا۔ (انجیل الفضل قادیان جلد ۲۷ سورہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

اسی موقع پر حضور ایک مرتبہ سیر کیلئے باہر تشریف لائے۔ ساتھ بہت ہجوم تھا۔ حضور بڑے درخت کے قریب کھڑے ہو گئے۔ اجاب چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں کھڑے تھے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے گرد و آلودگی تھی۔ حضور علیہ السلام کی طبیعت ہجوم اور گرد و جہ سے انزاس وجہ سے کہ دُھوپ تھی اور گرمی کا آغلا تھا۔ کچھ ناسازی ہوئی، ایک دوست نے کہا کہ اجاب جگہ کی چھوڑیں اور حضور کے نزدیک زیادہ ہجوم نہ کریں اور ایک دوسرے پر نہ لگیں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھی قریب تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ لوگ بھی پیچھے سے کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دیکھنے کو ملا ہے (سوں کی یہ قدر ہم ہی ہے لکھنؤ برنی) (قادیان نمبر ۱۸، جلد نمبر ۲۴ سورہ ۲۲ اگست ۱۹۲۶ء)

اس طرح زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے لیے تشریف لے جاتے تو لوگ آپ کے ساتھ چلے جاتے آپ کی باتیں سنتے، لیکن آخری جلسہ سالانہ کے موقع پر جب آپ میرے لیے نکلے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ لوگوں کے سر گھٹنے کی وجہ سے کبھی آپ کی چھتری گر جاتی، ابھی کبھی آپ کی چھتری اتر جاتی (میر کا تھی ایک تہہ تماشہ بلوغت برلی) آپ سبک تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے اب چار کام ختم ہو گیا ہے۔ اب تو جماعت اتنی بڑھ گئی ہے کہ میر کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ (تقدیم کچھ ایسی زیادہ نہ تھی لیکن معلوم ہوتا تھا کہ اپنے مریدوں سے مرزا قادیانی صاحب کا نام میں دم لگتا تھا کہ میر سے دل بیزاد ہو گیا۔ اہل نادانستہ طور پر موت کی آرزو دل میں آنے لگتی۔ بلوغت برلی) میں بشیر الدین احمد صاحب خلیفہ قادیان کا درشلہ مندرجہ اجمل افضل تاریاں جلد ہجری ۱۳۰۳ سنہ ۱۹۰۵ء (۲۶ دسمبر ۱۹۰۴ء)

(۲۳) مرزا قادیانی صاحب کی شکرگزاری | دعویٰ سے قبل کا واقعہ ہے کہ حضور (مرزا صاحب) باغ میں تشریف لے گئے۔ ساتھ چند اور دوست بھی تھے۔ کسی دوست نے ایک چل دار پر چڑھ کر اقدس کا عصا ہلک چھینکا۔ وہ عصا وہیں لٹک کر رہ گئی۔ دوستوں نے پتھروں اور ڈھیلوں سے ہر چند کوشش کی، مگر وہ عصا نیچے ڈگرا۔ میں حافظ بی بخش صاحب قادیانی، نوجوان لڑکا تھا۔ اپنا تہ بند کس کو درخت کے اوپر چڑھ گیا اور عصا ہلک کر اُتار دیا۔ حضرت اقدس کی کو اس سے بڑی غصی ہوئی۔ بار بار فرماتے، میاں بی بخش تم نے بڑا کال کیا۔ تم نے آج میرے والد صاحب کا سوئی نیا لک بجے دیا ہے۔ باغ سے واپس لوٹے تو راستے میں جوئے، ان سے بھی ذکر کیا کہ میاں بی بخش نے مجھے آج نیا سوٹ لاکر دیا ہے۔ پھر مسجد میں آکر بھی اسی شکرگزاری کا ذکر فرماتے رہے۔ (ذکر حبیب الزکریا)

بخدمت انجمن مخدوم و مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲۴) نامردی کا عین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.....

جس قدر ضعف و مبالغہ کے عارضہ میں یہ عاجز بنتا ہے، مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی ہو۔ جب میں نے شادی کی تھی تو وقت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں (پھر شادی کس بعد دوسرے پر کی۔ اول محنت و دست کرنا لازم تھا۔ در وقت کا اندیشہ تھا۔ بلوغت برلی) آخر میں نے صبر کیا (آپ سے زیادہ صبر آپ کی اہل پر لازم ہوتا۔ پھر بھی معلوم ہوا کہ اولاد شادی کے بعد ملے ہی شروع ہو گئی۔ بلوغت برلی) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا۔ سو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی اس قدر ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ رنگارنگ احمد قادیان ۱۲ فروری ۱۳۱۰ء المکتوب احمدیہ جلد پنجم خط نمبر ۱۸۱ منقول از نوشتہ غیبیہ وفد خالد وزیر آبادی ۲۔

دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل، دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور عکاسہ فرمایا بیٹس اور دران سر اور تفتیش قلب کے وقت کی بیماری کا اثر بھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت دورہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے اس کو کیا۔ کیونکہ میری حالت مروی کا عدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد شین شاہی نے مجھے خط لکھا تھا جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنا چاہیے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے مجھے پوری قوت و محنت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کیے۔ (زبدل الدین ص ۱۲۰ حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۵) ایک ابتلا | ایک ابتلا مجھ کو اس دہلی کی شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا شکار رہ چکا تھا اور دو غصے میں لیا بیٹس اور دوسرے

سخت دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں، جن کے ساتھ بعض اوقات تشنگی قلب بھی تھا، اس لیے میری حالت عمومی

کا لہم علیہ السلام پیرانہ سال کے رنگ میں میری زندگی تھی.....

غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لیے اپنے امام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشتی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوائیں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں کوئی یقین سے معلوم کیا کہ وہ ہر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے، وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطایہ کئے۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خدا داد طاقت میں پہچاننے کے قائم مقام تھا۔ تریاق القلوب ص ۳۷۳

مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب،

مخدومی مکرمی انجیم مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.....

(۲۶) مجرب دوائیں | وہ دوا جس میں مرادید داخل ہیں، جو کسی قدر آپ دے گئے تھے، اس کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ تو تباہ کہ ایک عجیب فائدہ یہ دعا پہنچاتی ہے اور مقوی مدد اور کاہلی سستی کو دور کرتی ہے اور کی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ مجھ کو تو یہ بہت سوانح آگئی فالحمد للہ علی ذلک۔ خاکسار غلام احمد۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء۔

اُمکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴ مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی۔

مخدومی مکرمی انجیم مولوی مکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا مسکومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال معلوم ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی و سستی و رطوبات مدہ اس سے دور ہو گئے۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ صحت کے وقت لینے کی حالت میں لہو تلخی کا آثار ہوتا ہے۔ تاہر وقت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور مٹی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں کار نمایاں پاسے ہیں حادثہ علم و عمل علم۔

اگر دوا موجود ہو اور آپ دوا دہ اور طائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کے استعمال کریں تو میں خواہش مند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی نشاندہی ہوں کہ کسی بھی اچھی دوا کی چھی چھی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو بھتے عشرے کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ کھالی ہے۔ اس لیے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔ لیکن چونکہ میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے، جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا، ابھی تک وہ گمان بکثرت ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے، اس جہت سے جلد تیار کر کے کی چندال فرودت میں نہیں دیکھتا۔ مگر میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ مدد و کایا نہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو قلعی عطا کی فائدہ علی احسان۔ خاکسار غلام احمد قادیانی ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۵۶)۔ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، ۱

مجتبیٰ عزیز می انجیم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں بدست مرزا خدابخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ اور کسی قدر اس وقت دے دیوں گا جب آپ قلیاں آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک عین زہری، مردارید، سونے کا کشتہ فولاد، یا قوت، احر، کوہین، سا فسورس، کبریا، مر جان، و سئل، کیو، زہر عفران، یہ تمام دوائیں قویہ سوکے ہیں۔ اور بہت سا فسورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔

یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ متھوی و ماخ، متھوی جگر، متھوی معدہ، متھوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور متھوی خون ہے۔  
 مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اولیٰ تامل تھا کہ بہت سارے پیسے پر اس کا تیکہ کرنا مقوف تھا، لیکن جو کچھ صحت کے لیے یہ دوا  
 مفید ہے اس لیے اس قدر خرچ کر لیا گیا.....

خود اس کی اولیٰ استعمال میں دورتی سے زیادہ نہیں جونی چاہیے۔ تاکہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ متھوی عصاب  
 ہے۔ اور خارش اور شورات اور عظام اور ذیابیطس اور انواع و اقسام کے غمہ نگاہی کے لیے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو  
 ایک عجیب اثر ہے۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۲۹ اگست ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴) ص ۵۷ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

مخدومی کمری اخون مرزا الدین صاحب سلمہ لڑتھال

ایک میرے دوست سمانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں۔ جن کا نام میرزا محمد یوسف بیگ ہے۔ انہوں نے کئی دفعہ مجھ کو بنکر  
 بھیجی ہے، جس میں کچھ مدد بردا غل ہوتا ہے۔ وہ مجھ کو میرے تجربہ میں آیا ہے کہ اعصاب کے لیے نہایت مفید ہے۔  
 اور لہذا ریشہ اور فاسک اور نقوۃ تہ ماخ اور قوت باہ کے لیے اور نیز قوت معدہ کے لیے فائدہ مند ہے۔ رات سے میرے  
 استعمال میں ہے۔ اگر آپ اس کو استعمال کرنا صحت کے لیے تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے، بھیج دوں۔ دکتوبر ۱۸۹۹ء  
 جلد پنجم نمبر ۲ ص ۵۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

(۲۷) خاندانی طلیب | خاکسار ہمیشہ عرض کرتا ہے کہ طاقت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس  
 علم میں ماہر رہا ہے واد صاحب نہایت ماہر اور مشہور حافظ طلیب تھے۔ تایا صاحب نے  
 بھی طلیب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طلیب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے  
 تھے، جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔ دیر الہدیٰ حصار ص ۴۵ مولانا حجازہ بشیر احمد صاحب قادیانی

آپ دینی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، خاندانی طلیب تھے۔ آپ کے والد ماجد اس علاقہ میں نامی گرامی طلیب گزر  
 چکے ہیں اور آپ نے بھی طلیب سبقاً سبقاً پڑھی ہے۔ مگر باقاعدہ طلیب نہیں کیا۔ کچھ تو خود دیکھ رہے تھے اور کچھ چوک  
 علاج پوچھنے آجاتے تھے، آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے۔ نہ صرف دوائی بلکہ انگریزی بھی اور آخر  
 میں تو آپ کی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں۔ مفصل ذکر طبابت کے چمچے آئے گا۔ یہاں اتنا ذکر  
 کر دینا ضروری ہے کہ آپ کئی قسم کی متھوی ادویات کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ شہ کو کا کولا، پچلی کے تیل کا مرکب، ایٹمی پیر  
 کوئین۔ فولاد و غیرہ۔ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو آپ اس کو بلا تکلف پی لیا کرتے رہیں۔ دیر الہدیٰ حصار ص ۱۷ مولانا  
 حجازہ بشیر احمد صاحب قادیانی

(۲۸) توحید کا گزر | حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرزا صاحب کی علوت تھی کہ آپ جب کسی بیماری  
 میں دوائی کا استعمال کرتے تو صرف ایک دوائی کھاتے پر ہی اکتانہ نہ کرتے بلکہ بہت سی  
 دوائی کھاتے اور فرمایا کرتے کہ یہ میں اس لیے کرتا ہوں تاکہ جب شفا حاصل ہو جائے تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ  
 فلاں دوائی سے شفا ہوئی ہے۔ اور اس طرح پر اس قدر اعتماد ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹا لے۔ یہ  
 ایک توحید کا گزر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھاتے سکتا یا۔ آپ نہایت ہی طرف اپنی توجہ رکھنے کے لیے صرف  
 ایک دوا نہیں، بلکہ کئی بہت سی دوائی کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (خطبہ جمعہ میاں محمد احمد صاحب خلیفہ قادیانی مندرجہ  
 اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۹ ص ۹۲ جنوری ۱۹۰۹ء)





(۲۹) پہلا دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود رضی اللہ عنہما جب اکہ پہلی دفعہ دوران سراور ہسٹریا کلا دورہ بشیر ازل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوئے ہوئے آپ کو اٹھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ دن بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لیے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج طبیعت کچھ خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تم کوئی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گالگرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھتی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عودت کو کہا کہ اس سے پوچھو یہاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کہ خراب ہو گئی ہے۔ میں پر دھڑکا کہ مسجد میں جلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کمر میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسان تک چلی گئی۔ پھر میں بیچ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں، اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا۔ دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا۔ اتمہ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹے کینچ جلتے تھے خصوصاً گردن کے پٹے اور سر میں جکڑ ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہا رہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ قدرے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردی کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں، مگر پھر دوروں کے بعد چھوٹی۔ ریزہ ریزہ ہدیٰ حصول صلاحتہ صلاحتہ (بشیر احمد نقوی)

(۳۰) رمضان کے دورے

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے دورے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے۔ مگر آٹھ روزہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لیے باقی چھ روزے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا۔ تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے۔ اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے۔ آپ نے سب روزے رکھے۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے۔ اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداً دوروں کے زمانہ میں روزے پھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سراور برد اعراض کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی ریزہ ریزہ ہدیٰ حصول صلاحتہ صلاحتہ (بشیر احمد نقوی)

(۳۱) سخت دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ادائی میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آگئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت (مرزا) صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے، مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ بھی ادھر بھاگتا تھا۔ ادھر کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا

تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کا پھٹتے تھے۔ سیرقا لہدی حضرت اہل بیتؑ سے متعلقہ صاحب زادہ  
بشیر احمد صاحب قادیانی

### (۳۲) خطرناک

پھر آپ نے (یعنی مرزا صاحب) نے فرمایا کہ میں کیا کرں؟ میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے  
کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں رو باپٹنے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے  
کہ نہیں۔ میں تجھے ذلت سے بھاؤں گا۔ اور عزت کے ساتھ بری کر دوں گا۔ پھر آپ بحجت الہی پر تقریر فرماتے لگ  
گئے۔ اور قریباً نصف گھنٹے تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یک گھنٹے بولتے بولتے آپ کو آبگانی آئی اور ساتھ ہی  
تھ ہوئی جو خالص خون کی تھی، جس میں کچھ ٹخن جا ہوا تھا اور کچھ پیٹنے والا تھا۔ حضرت نے تھ سے سر اٹھا کر دھل سے  
اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں، جوتھ کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ تھ میں کیا کھلا  
ہے، کیوں کہ آپ نے یک گھنٹے تک کر کے کی اور پھر سر اٹھا لیا، مگر میں اسے دیکھنے کے لیے جھکا تو حضور نے فرمایا،  
کیا ہے! میں نے عرض کی حضور تھ میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی  
محمد علی صاحب اور دوسرے سب لوگ کمرے میں آ گئے اور ڈاکٹر کو بلا لیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا اور تھ دیکھ کر بولا کہ یہ تھ  
کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی تھ آنا خطرناک ہے۔  
پھر اس نے یہ کہانیہ آلام کیوں نہیں کرتے، خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب  
کی پیشانی ڈال کر تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ مولوی مقدمہ ہے، جو یوں ہی طے ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا اس وقت آرام فروری  
ہے۔ میں سرٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں۔ کتنے عرصہ کے لیے سرٹیفکیٹ چاہیے۔ پھر عود ہی کہنے لگا میرے خیال میں دو ہفتے آرام  
کرنا چاہیے۔ خواجہ صاحب نے کہانی الحاح ایک مہینہ کافی ہو گا۔ اس نے فوراً ایک مہینہ کے لیے سرٹیفکیٹ لکھ دیا۔  
اور لکھا کہ میں اس عرصہ میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔ (سیرقا لہدی حضرت اہل بیتؑ سے متعلقہ صاحب زادہ بشیر  
احمد صاحب قادیانی)

(۳۳) مراق کا سلسلہ | پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت و داغی محنت، تکلیفات، غم، اور سوہ بھرم تھا جس  
کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دردِ اہل سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔

(رسالہ ریویو قادیان ص ۱۲۱ تا ۱۲۲ اگست ۱۹۲۵ء)

میری چوکی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ جوتی ہے، کیونکہ ملتی اصول کے مطابق اس کے لیے چہل  
قدی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی جوتی ہیں اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے۔ ہم باغ تک  
جاتے ہیں۔ پھر واپس آ جاتے ہیں، درمیان افلام احمد قادیانی صاحب کا بیان عدالت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۲۹ نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲  
۱۹۱۰ء منقول از منشور اہل بیتؑ ص ۲۷۲ مصنف منظور اہل بیتؑ صاحب قادیانی لاہوری

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ایک حقیقی ماموں تھے، جن کا نام مرزا جمعیت بیگ  
تھا۔ ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی، اداوان کے دماغ میں کچھ خلل آ گیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور  
لڑکی کا حرمیت بی بی، لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد  
پیدا ہوئے۔ (سیرقا لہدی حضرت اہل بیتؑ سے متعلقہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مراق کے اسباب میں سب سے بڑا سبب درشتی ملا جو اطبعی میلان اور عصبی کمزوری ہے۔ عصبی امراض ہمیشہ درشت  
میں ملتے ہیں۔ اور بے عرصہ تک غماز ان میں چلتے ہیں۔ (بیاض نور الدینی جلد اول منقول از اخبار پیغام صلح لاہور ۱۳۶۷ء) ۴، سورہ

جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (ریس) محمود امی صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو کبھی کسی مرقا کا دورہ ہوتا ہے (مضمون ڈاکٹر شاہ غلامرضا صاحب قادیانی مسند روح رسالہ ریلو قادیان ص ۱۹) بابت اگست ۱۹۴۵ء

اکثر یہ مرض (مرقا) تنہا رہنے یا زیادہ غرض علم میں کرنے یا محنت شدیدہ یا ریاضت شدیدہ یا مجاہدۂ نفس سے پیدا ہوتا ہے (تذکرۃ الوفا فی علاج المرقا من ملاحظہ حکیم جعفر حسین فرخ آبادی)

مالینویا کی ایک قسم ہے جس کو مرقا کہتے ہیں۔ یہ مرض تیز سودا ہے، جو معدہ میں پیدا ہوتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہو جاتا ہے، اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔

اس کی علامات یہ ہیں۔ ترش و خانی ذکایں آنا، ضعف معدہ کی وجہ سے کھانے کی لذت کم معلوم ہونا، باطن خراب ہونا، پیٹ پھولنا، پرخاندہ ہونا، دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہونا۔ (ترجمہ)

(شرح الاسباب والاعلامات امراض لیس مالینویا، تصنیف علامہ برکات اللہ علیہ السلام)

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مرض (مرقا) کی علامات کا ظہور فتنہ و قوت جوانی یا روح جوانی سے ہوتا ہے، جو کہ جگر و معدہ میں ہوتی ہے۔ مگر تحقیقات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس مرض عصبی ہے۔ اور جیسا کہ عورت میں رحم کی شراکت سے مرض اختناقی اعظم اور سڑا پیدا ہوتا ہے، اسی طرح اعضائے اندرونی کے طور سے ضعف دماغ ہو کر مردوں میں مرقا ہو جاتا ہے۔

علامات : مریض ہمیشہ سست و متکدر رہتا ہے۔ اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک بات میں مباخذہ کرتا ہے۔ ..... جب تک نہیں گنتی، کھانا ٹھیک طور پر ہضم نہیں ہوتا۔

فزن حکمت مصنفہ شمس الالباب حکیم ذاکر غلام جیلانی صاحب طبع دوم)

فساد ہضم، کھٹی و خانی فکایں، منہ میں زیادہ رال آئے، پیٹ پھولتا ہو، پیٹ میں قراقر، تناوٹ اور سوزش ہو، جھوٹی جھوک معلوم ہو، تاو کی طرف دھویں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہوں، باطن اچھا ہو، تو مرض میں تخفیف ہو، باطن کی خرابی اور غشے سے مرض میں زیادتی ہو۔ گاہے جسم کے اوپر کے حصے میں پکھی اور لرزہ ہاتھ پاؤں کی ہسیوں یا تمام بدن کا ٹھنڈا ہو جانا، مرض کی کبھی پیشی کے مطابق کمزوری لاحق ہونا، یہاں تک کہ کبھی غشی تک نوبت پہنچ جائے، کبھی ایک چیز کے دو معلوم ہونا، کبھی آنکھوں کے سامنے بجلی کی کوئی معلوم ہو یا آنکھوں کی کڑھکی، پلکیں کا بوجھل ہونا، دماغ اور سر میں سوزش و گرمی، درد سر اور سیانہ بک بیگ اچھوٹک جانا..... مرض مرقا کے لوازم سے ہے، لیکن ان سب کا ایک مریض میں پایا جانا ضروری نہیں۔ (ترجمہ)

(اکبر عظیم جیلانی ص ۱۸۹ مصنفہ حکیم محمد عظیم خان صاحب)

مالینویا اس مرض کو کہتے ہیں جس میں حالت طبعی کے خلاف خیالات و افکار متغیر بخوف و فساد ہو جاتے ہیں۔ اس کا سبب مزاج سوداوی ہو جانا ہوتا ہے، جس سے روح دماغی اندرونی طور پر متوحش ہوتی ہے اور مریض اس کی غلبت سے پرالذہ خاطر ہو جاتا ہے۔ یا پھر یہ مرض حرارتِ بگلی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہی چیز مرقا ہوتی ہے۔ جب ابھی میں غلظت کے فطرت اور آنتوں کے بخارات جمع ہو جاتے ہیں اور اس کے اخلاط بل کر سودا کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو ان اعضائے سیاہ بخارات اٹھ کر سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ اسی کو فتنہ مرقا، مالینویا نے نافع اور مالینویا نے مرقا کہتے ہیں۔ (ترجمہ، قانون شیعہ الزیلس حکیم یحییٰ بن اولیٰ اکثبات ثالث)

28

**علاج :-** عمدہ عمن پیکار کرنے والی غذائیں استعمال کرائی جائیں مثلاً پھلی پرندوں کا ازوہم گوشت اور کبھی پیسیدہ مٹی شراب، جو تیز اور پرائی نہ ہو..... اور عمدہ خوشبوئیں بھی ملکہ حنبر، ناف اور عمدہ استعمال کرائیں، نیز فہم عمدہ کے لیے مقوی جوارشات کا استعمال کرائیں۔

معمولی جوارشات کا استعمال کر لیں۔  
 مریض مایوگیا کو لازم ہے۔ کہ کسی دل خوش کن کام میں مشغول رہے اور اس کے پاس وہ لوگ رہیں جو اس کی تعلیم و  
 تکریم کرتے رہیں اور اس کو خوش رکھیں اور شراب تھوڑا تھوڑا پانی ملا کر اعتدال کے ساتھ پلائی جائے وہ کارل فرینچ الٹیس حکیم  
 برہم علی سینا نے اول اول کتاب ثالث

(۳۵) مایخو لیلہ کے کرشمے

ماریخوں میں گلابے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے۔ اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے۔..... اور بعض میں یہ فساد یہاں تک نفی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

مریض کے اکثر اذحام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جن میں مریض روزانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً..... لیٹر فیض صاحب علم ہونو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے، خدا کی بایں کرتا ہے، اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ (اے عظیم جلال و شہادت! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب)

۱۳۶) ہسٹریا ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفع حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا سے بعض اوقات آپس راتی بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو داعی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں۔ جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرنے کرتے یک دم صفت ہو جانا، پکڑوں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ پہچانا، ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے، یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذاک۔ میرزا ابوبکر حسد موعود صاحب نے بقیہ صاحب کا وہابی

[illegible]

ایک مدعی البام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو سہیلہ، ایلیو یا مگر کی کامرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لیے کسی اور طب کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے۔ جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔ (مضمون ڈاکٹر شاہناز صاحب تھلانی سندرجہ رسالہ دیویوت و فحضر تھلانی بابت ماہ اگست ۱۹۸۸ء)

(۳۷) **دق اور اسل** حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی زندگی میں ہو گئی تھی اور آپ قریباً چھ ماہ بیمار رہے۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کا علاج خود کرتے تھے۔ اور آپ کو بکرے کے پائے کا شورہ پکھلیا کرتے تھے۔ اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔ ربات احمد عہد دوم نے بڑا دل سے مروتاً قریب علی صاحب قادری

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت دمرزا صاحب کو سل ہو گئی۔  
 حتیٰ کہ لوگوں سے نا اہلی ہو گئی۔ ..... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے  
 اور بار بار مائیک انہوں نے آپ کو بکسر سکے ہائے کا شور مچا دیا تھا۔ دسیرو الہدیٰ حصہ اول ص ۱۷۷ سولہ صاحب زادہ  
 بشیر صاحب قادیانی۔

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی، جو اس  
 طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ سچ آسان پر ہے۔ جب اترے گا تو دوزخ  
 چا دیں اس نے پہنی ہوئی جوں کی تناسل طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی یعنی  
 مرق اور کثرت بول۔ اور شاد مرزا اعلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تنقید الاذقان قادیان ماہ جون ۱۳۹۵ء، اخبار مدیر قادیان جلد ۱  
 نمبر ۲۳ ص ۱۷۷ بحوالہ ۱۹۰۷ء

دور میں میرے لائق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرا بدن کے نیچے کے حصہ میں، اوپر کے  
 حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب اور یہ دونوں مریضیں اس زمانے میں، جس زمانے سے  
 میں نے اپنا دعویٰ مامورین الشہادۃ کا شروع کیا ہے۔ دشا یہ دعویٰ کی برکت ہو۔ مملکت برنی پھر زاقادیانی صاحب کی  
 تالیف حقیقت الہی ص ۱۷۷، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰،

ہی فرش پر لیٹنے کا مجھے موقع مل گیا اور جب سب لوگ نکلے بیٹے تھے، تو مجھے آہٹ ہوئی کہ حضور چار بائی پر سے اٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا چاہیے۔ حضور نے فرمایا کہ پیشاب کی حاجت ہے۔ سر دی کا موسم تھا۔ میں جلدی سے ایک مٹی کا برتن لایا اور مٹی کے ڈھیلے لایا حضور پیشاب سے فارغ ہوئے، تو میں برتن اٹھا کر باہر لے گیا۔

دوسری دفعہ لاہور میں جب حضور نے حضرت میاں چراغ الدین صاحب مرحوم کے مکان پر قیام کیا۔ تب بھی رات کے وقت حضور کو پیشاب کی حاجت ہوئی۔ میں جاگ رہا تھا۔ ایک مٹی کا برتن لایا۔ جب حضور فارغ ہوئے تو میں نے ہاتھ بڑھایا اور مٹی کے برتن کو پکڑا کہ باہر لے جاؤں، مگر اس دفعہ حضور نے مجھے اجازت ددی کہ میں ایسا کر دوں اور ایک گھڑی سے جو اس گھرے میں تھی، خود ہی پیشاب باہر کرادیا۔ دستی جو صادق صاحب کا بیان مندرجہ بالا افضل قلیان نمبر ۲۲ جلد ۲۵ صفحہ ۱۹۲ (دیکھیں)

(۳۹) دو بیماریاں | مجھے دو بیماریاں مدت دماز سے تھیں۔ ایک شدید دھڑکنے سے جس سے میں نہایت بے تاب ہو جاتا کرتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامن گیر رہی اور اس کے ساتھ دورانِ سر بھی لاحق ہو گیا۔ اور طبیوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قرباد و ماہنگ اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرضِ حرج میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔ لہذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلیا سادہ رنگ، چار پائی کی شکل پر، جو بیڑ کے قد کے مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے، میرے پر حمل کرنے لگی اور میرے دل میں ڈال گیا کہ یہی مرض ہے تو میں نے اپنا دانا بنا ہاتھ زور سے اس کے سینے پر مارا اور لگا لگا کر زور ہوتا رہا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جانتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی۔ صرف دورانِ سر بھی جوتے کہ درد رنگ جلاروں کی پیشین گوئی میں خلل نہ آوے دوسری مرض زیا بیٹس ٹیفٹائیس برس سے ہے، جو مجھے لاحق ہے۔ جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے۔ اور استحالے سے بلل میں ٹسکر پائی گئی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کی رو سے انسجامِ زیا بیٹس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے۔ یا کاربیکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے، جو ہلکا ہوتا ہے۔ سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا۔ یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی، آنکھ اور عضو پر اور پھر جب کاربیکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا۔ السلام علیکم۔ سو ایک عمر گزری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔ (تجملہ حصہ الوعی ص ۲۳) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

(۴۰) تیس تیس | مجھے دوسری دماغی مرض ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ بیروں کا سر دھو جانا، نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے پنجے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریب تیس برس سے ہیں۔ (نسیم دعوت ص ۵۷) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

یہ دونوں بیماریاں کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں گو یاد دور ہو گئیں، مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دی جائیں تو حجابِ ملا کہ ایسا نہیں ہو گا..... مسیح موعود کے لیے یہ بھی ایک علامت ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ درد و چادرول میں اترے گا۔ (راغب پر پیام ص ۱۸۰ جلد ۳۲ ص ۲۹۰ سرخیم دیکھیں)

(۴۱) دائم المرض | میں ایک دائم المرض آدمی ہوں..... جیسے ہر سرد اور دورانِ سر اور کی خواب اور تشنگی دل کی بیماری دور کے ساتھ آتی ہے۔ بیماری زیا بیٹس ہے کہ ایک مدت سے دماغ پر ہے اور

بسا اوقات سوسو لہرات کو یادوں کو پیشاب آتا ہے۔ اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض صحت وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شالہی حال رہتے ہیں۔ (غیر لہجہ نیربہ) ہضم معتد مزاج غلام احمد قادیانی صاحب،  
مخدومی مکرئی انخیم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے۔ کبھی غلبہ دوران سراں قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ عدول کم ہوتا ہے۔ لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے پیچھے کر پڑھی جاتی ہے بعض وقت درمیان میں تڑپتی پڑتی ہے۔ اکثر شیے پیچھے لیکن ہوجاتی ہے اور زمین پر قدم بھی طرح نہیں ہوتا۔ قریب چھ ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی۔ اور نہ پیٹھ کو اس وضع پر پڑھی جاتی ہے، جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قلیل بہرہ اندیشگی پر صوفیوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے! (خاکسار غلام احمد قادیانی) فردی لکھنؤ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص ۳۵) مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

(۴۲) چشم نیم باز  
مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں۔۔۔۔۔ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب مع چند خدام کے ٹوٹکھوٹے لگے تو ٹوٹکھوٹے گرا کر آپ سے ٹکرائے۔ حضرت ذرا آنکھیں کھول کر کہیں، در نہ تصویر ابھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا، مگر وہ پھر اسی طرح بند ہو گئیں (سیرۃ الہدی ص ۱۵۸) مکہ معتد صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی

(۴۳) عصبی کمزوری  
حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکلیف مثلاً دوران سراں اور سر کی خواب، تشنج ذلی، بد ہضمی، اسہال، کثرت پیشاب۔ اور مراقی وغیرہ کا عرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔ (رسالہ ریلوے قادیان بابت مئی ۱۹۳۷ء)

(۴۴) مرض اعصابی  
مخدومی مکرئی انخیم مولوی نور الدین صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
یہ عاجز پیر کے دن ۱۹ مارچ ۱۳۵۷ھ کو صبح اپنے عیال کے کو دھیانہ کی طرف جائے گا اور چونکہ سردی اور دوسرے تیسرے روز بارش بھی ہو جاتی ہے اور اس عاجز کو مرض اعصابی ہے، سرد ہوا اور بارش سے بہت فرط ہوتا ہے، اس وجہ سے یہ عاجز کسی صورت سے اس قدر تکلیف اٹھا نہیں سکتا کہ اس حالت میں لد جیانا نہ پہنچ کر پھر جلدی لا ہو رہی آوے۔ طبیعت یہاں ہے۔ لاچار ہوں۔ اس لیے مناسب ہے کہ اپریل کے مہینہ میں کوئی تاریخ مقرر کی جاوے۔۔۔۔۔ والسلام، خاکسار غلام احمد رضی اللہ عنہ  
مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص ۲۷ سیرۃ الہدی علی عرفانی صاحب قادیانی

(۴۵) خرابی حافظہ  
میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کسی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاد دہانی عود طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ باتری ہے کہ چلیں چلیں کر سکتا۔ (خاکسار غلام احمد صدر اربانہ) حافظہ نگاہی مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص ۲۷  
مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

(۴۶) مقدمہ کی فکر  
پچھتے وہ لمبا اور تعلیمت وہ فوجداری مقدمہ جو کرم دین سا کی عین ضلع جہلم کی طرف سے  
اولیٰ اول جہلم اور پھر اس کے بعد گورداسپور میں چل پائی گئی تھی اور بالآخر عدالت اسے ای  
بری شن منج امر سر بہ بنوری شہید کو فیصل ہوا اور آپ ریسی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، بری کیسے لگے (سیرۃ الہدی ص ۱۵۸) مکہ معتد صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی

بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپد میں کرم دین کا مقدمہ تھا، ایک دن حضرت (مرزا) صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے پہلے دھاکے لیے اس کمرے میں گئے، جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتہار میں کھڑے رہے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اس وقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دھاکے کبھی نہ دیا اور فرمایا یہ کسی کی چھڑی ہے، عرض کیا گیا کہ حضور کی ہے، جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا! میں نے تو سمجھا تھا کہ میری نہیں ہے۔ (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۲۲)

مرزا صاحب (شیخ احمد صاحب قادیانی)

ڈاکٹر محمد علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات (۴۷) بے توجہی میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں، بلکہ اوپر کو ہوجاتی تھی اور بارہا ایک کالج کا بن دوسرے کالج میں لگا ہوتا تھا۔ اور بعض وقت کوئی دوست حضور کے لیے گرگاہی (بجوتا) دیتا تھا تو آپ بسا اوقات دریاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بائیں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ ویسی ہوتا پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی شکرد وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔ (سیرۃ المہدی جلد دوم ص ۵۵)

سیرۃ المہدی جلد دوم ص ۵۵ حضرت احمد صاحب قادیانی

آپ کو (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو) شریعت سے بہت پیار ہے اور مرضی ال (۴۸) جیب کے ڈھیلے بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اسی زمانہ میں آپ شہی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناقد ہیں کہ آپ کو اپنے بارہا زلی کی محنت میں ایسی محنت تھی کہ جس کے باعث اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے (البتہ کھانے میں مرغ، شیر، مقویات میں مشک، عنبر، مغز جوز، اور خاص مجربات اور شفا میں سرکار عظمت ہمار کی توصیت و تائید اور دین میں تاویلات اور نبوت کے دعویٰ دینا کی طرف اسی قدر توجہ پائی رہ گئی تھی) اس سے زیادہ ہمیں (مؤقت) (مرزا صاحب کے حالات مرتبہ مولوی عبدالحق صاحب قادیانی تھم براہین احمدیہ جلد اول ص ۱۷)

میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں تاہم (۴۹) مصر و قیٹ اور مراقب آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراقب کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا درد زیادہ ہو جاتا ہے تاہم میں اس بات کی پروا نہیں کرتا اور اس کام کر کے جاتا ہوں۔ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۳ مورخہ ۱۳۳۳ اکبر منقول از کتاب منظوم الہی ص ۳۹ مؤلف محمد منظور الہی صاحب قادیانی)

باوجودیکہ مجھے اسپتال کی بیماری تھی اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جس وقت پافانے (۵۰) انہماک کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوتی ہے! اسی طرح جب روتی کھانے کے لیے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو ہر جگر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بغاہر تو میں روتی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۳ منقول از کتاب منظوم الہی ص ۳۹ مؤلف محمد منظور الہی صاحب قادیانی)



(۵۱) اوچو | ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حضور دروازہ صاحب کے پاس یکدم بیٹھا ہوا تھا آپ میری طرف بہت جھک گئے۔ میں فدا کھس گیا۔ آپ اور میری طرف ہو گئے، میں اور ایک طرف ہو گیا۔ حتیٰ کہ اتنی تھوڑی سی جگہ پر میں رہ گیا کہ ایک جگہ پر یکدم کاہر ہو کر کھڑے ہو گیا۔ اس دھکے سے میں نے جاپڑا اور جلدی سے اٹھ کر پیشاب کے لیے بیٹھ گیا۔ تا حضرت صاحب محسوس نہ کریں کہ میں گرا ہوں، مگر آپ نے فرمایا اوچو ہستی صاحب گری گئے۔ جگہ بہت ہے اور آپ پیچھے ہٹ گئے۔ شاید یہ بھی کوئی استعان ہی تھا۔ اکثر بہتر جانتا ہے۔ تقریر ہستی محسوس تھا۔ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیانی جلد ۱۲ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۳۲۵ء

(۵۲) روٹی کے ٹکڑے | حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بیشکل ایک ٹھٹھا آپ کھاتے۔ اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا پورہ آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے کرتے جاتے۔ پھر کوئی ٹھٹھا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے پتھر خوں پر پکے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسا کیوں کیا کرتے تھے۔ مگر کئی دوست کہنا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کوئی تسبیح کرنے والا ہے اور کون نہیں۔ (میاں بخاؤ صاحب غلیظہ قادیان کا خطبہ جبر مند جہا اخبار الفضل قادیانی جلد ۱۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۳۲۵ء)

(۵۳) دورانِ سر | بان محمد یحییٰ (غفرلہ) اور ایک انگریزی وضع کا پانخانہ، جو ایک چوک ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے اس کی قیمت معلوم نہیں، آپ ساتھ لائیں۔ قیمت یہاں دی جاوے گی۔ مجھے دورانِ سر کی بہت شدت سے مرض ہو گئی ہے۔ پیر دل پر بوجھ دے کہ پانخانہ پھرنے سے مجھے سر کو جکڑ آتا ہے (خلو نام نام غلام ملا مجرمہ کتابات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دادا رقی صحت لاہور)

(۵۴) دماغی بے ہوشی | پہلے بھی کسی دفعہ ایسا ہوا کہ جب حضور سخت دماغی محنت کیا کرتے تو اچانک آپ کے دماغ پر ایک ٹکڑی کا حمل ہوتا اور ہوش ہو جاتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے۔ جب کہ عیسائی دشمنوں نے حضور پر قہر قیام قتل کا بنایا اور مسلمان مولوی صاحبان عیسائیوں کی تائید میں گواہیاں دینے کے لیے آئے۔ تو جس دن بٹلر میں پیشی تھی اس سے قبل رات عشاء کی نماز کے بعد حضور جواب دعوت کے لئے بیٹھے اور مجھے حکم فرمایا کہ میں حضور کے مسودہ کو خوشنظر لکھتا جاؤں۔ اندر کے صحن میں حضور بیٹھ گئے۔ لائین اور قیام روشن کی گئیں۔ حضرت صاحب مسودہ لکھتے رہے اور میں نقل کر رہا۔ اسی حالت میں بات گزر گئی اور صبح کی افان چو گئی۔ اس وقت اچانک حضرت صاحب کو دماغ میں تکلیف محسوس ہوئی، جس سے لیٹ گئے اور پیروں پر ہو گئے۔ لوگ باہر سے بلائے گئے۔ بہت دیر تک بدن کو دبائے اور کھنے کے بعد ہوش میں آئے۔ منظر صلا زمتی محسوس تھا صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیانی خاص نمبر مورخہ ۱۱ مئی ۱۳۲۵ء

(۵۵) خرابی صحت | عرصہ تین چارہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے۔ بجز دو وقت ظہر و عصر کے نماز کے لیے بھی نہیں جاسکتا اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دورانِ سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بے کار ہو رہا ہے۔ اور جسمانی قوی ایسے معمول ہو گئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا سلوب القوی ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی و دائم المریض ہے۔ امراض رحم و جگر دامن گیر ہیں۔ رادر شد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان جلد نمبر ۱۱ منقول از میز احمدیت صلا ۱۸ مورخہ وصفت مجھ صاحب قادیانی لاہوری

## (۵۶) سخت بیمار

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب رحلہ الرحیم صاحب درو قادیانی ایم اے، کہ ایک دفعہ والد صاحب رحیمی مرزا غلام احمد قادیانی سخت بیمار ہو گئے اور حالت تندرستی ہو گئی اور کھجوروں نے نانا سیدی کا اظہار کر دیا اور غرض بھی بند ہو گئی، مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کھجور کا کر میرے اوپر بیٹھے رکھو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس سے حالت دو باصلاح ہو گئی، خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مرض قویج زحیری کا تھا۔ چنانچہ تھکے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قویج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پانچ خانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۲)

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگو کر بطن پر غلی جاوے یہ ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہو گیا ہے (سیرۃ امجدی ص ۱۷۷) صاحب درو قادیانی

## (۵۷) مرغوبات

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت (مرزا) صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی منگو کر گول سے پی منہ لگا کر پانی پیتے تھے۔ اور مٹی کے تازہ ٹینڈیا تازہ آب خورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرا سے پکڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگو کر مسجد میں بیٹے بیٹے کھایا کرتے تھے اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا..... گوشت کی خوب محنتی برائیوں میں بھی مرغوب تھیں..... حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہی فرمایا تھا کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیے۔ جو شخص چالیس دن کا تاد کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ والہ ہیزی، ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیے۔ (سیرۃ امجدی ص ۱۷۷) صاحب درو قادیانی

پرنسپل کا گوشت آپ کو مرغوب تھا اس لیے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیز فائزہ وغیرہ کے نیلے شیخ عبدالرحیم صاحب نو مسلم کو ایسا گوشت ہینا کرنے کے لیے فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیرڈل کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر فیز جب سے کہ جناب میں طاعون کا زود ہوا، کھانے چھوڑ دیئے تھے۔ بلکہ مرغ کا گوشت بھی اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے..... مرغ کا گوشت ہر طرح آپ کھا لیتے تھے۔ سالن ہوا، یا جھنا ہوا کباب ہر پلاؤ، مگر اکثر ایک ران پر ہی گزارہ کرتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی..... پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے۔ مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہونے چاؤلن کا اور بیٹھے چاؤلن کو بھی خود کھانے کو پکایا کرتے تھے۔ مگر گڑھے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا ٹینڈے اور اسی طرح شیرینی بیٹھے چاؤلن وغیرہ تب ہی آپ کھانے کو پکایا کرتے تھے، جب خفص سلوم ہوتا۔ جن دنوں میں تعلیمت کا کام ہوتا یا صحت اچھی ہوتی تو ان دنوں میں بخولی کھانا ہی کھاتے تھے..... دودھ، بلانی، بکھتی یہ اشیاء بلکہ باؤم روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف کے دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے اور ہمیشہ معمول مقدار میں بعض لوگوں نے آپ کے کھانے پر اعتراض کیے ہیں، مگر ان پر غور فرمائیے کہ یہ خبر نہیں کہ ایک شخص جو عرصہ بڑھ چاہے اور اسے کئی امراض مل گئے ہوں میں اور باوجود ان کے وہ تمام جہاں سے مصروف پیکار ہے..... وہ شخص ان مقوی غذاؤں کو صرف بطور قوت لایوت اور سدرق کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ تو کون عقل کا اندھا ایسا ہو گا کہ اس خوراک کو لذت یہ حیوانی اور حظوظ نفسانی سے تیر کرے؟ خدا تعالیٰ ہر مومن کو بخلی سے بچائے۔

میرہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفے کے لایا بھی کرتے تھے کباب سے کباب خود بھی کھاتے تھے۔ پسند فرماتے تھے آپ کو کھجور، بیٹی کا کیلا، ناگپوری سنگلہ، سیب، سریش اور مردلی آم زیادہ پسند تھے۔ پانی پوتے

بھی گلے گلے جو آتے رہتے تھے کھایا کرتے تھے۔

زمانہ خود کے اجمادات مثلاً برف اور سوڈا اینڈ پنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے۔ بلکہ شدت گرمی میں برف بھی اتر کر لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔ بازاری ٹھکانوں سے بھی آپ کو کئی قسم کا پرہیز تھا۔ نہ اس بات کی پوجا تھی کہ ہندو کی ساختہ ہے یا مسلمان کی۔ لوگوں کی تذارد کے طور پر آدیرہ ٹھکانوں میں سے کھیتے تھے اور خود بھی دوپے دوڑنے کے مٹھائی منگوا کر کھا کرتے تھے۔ یہ مٹھائی بچوں کے لیے ہوتی تھی۔ لکھ ولایتی بکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے۔ اس لیے کہ میں کیا معلوم کہ اس میں کیا چربی ہے کیونکہ نہانے والے کا اذکار کھن ہے۔ پھر ہم ناحق بدگمانی اور شک میں کیوں پڑیں۔ (ریۃ المہدی ص ۱۳۷ صفحہ ۱۳۷ جلد ۱ بشر احماد قادری)

عام طور پر آپ کو دشکار سے، شوق اور دلچسپی نہ تھی۔ ہاں بطور کے گوشت کو پسند فرماتے تھے اور دراصل حضرت صاحبزادگان میں شکار کا شوق بھی حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے تھا حضرت والا صاحب قبلہ کی خوشنودی اور دعا کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ ان آیات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غذا بالکل کم ہو گئی تھی اور کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ پرندے کا شور با آپ پسند کرتے تھے۔ اس لیے عام طور پر خادم کو کشش کرتے تھے کہ کوئی پرندہ شکار کر کے لائیں۔ اس سلسلے میں حضرت صاحب زادہ صاحب بھی سہی کرتے تھے۔ (حیات البیضاء جلد اول نمبر دوم ص ۱۲۹ مولد یعقوب علی صاحب قادیانی)

ایک وہ زمانہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر مہانوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے اور ابتدائیں بعض دفعہ آپ کے ساتھ ایک آدمی، بعض دفعہ دو آدمی اور بعض دفعہ سات آدمی ہوتے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے یہ تعداد پندرہ بیس تک پہنچ گئی تو آپ نے کھانا باہر مہانوں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا کہ اب یہ تکلیف مالا لیاقت ہے۔ پھر یہ بات نہ رہی اور آپ نے گھر میں بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا۔ رتبائی میں سرزاد قادیانی کو بولی بھی کھانا صاحب دلخواہ اچھا ملتا ہو گا۔ چنانچہ ذکر ہے کہ سرزاد صاحب کو پرندوں کا گوشت بہت مرغوب تھا۔ مثلاً قیتر مرغ، غیر وغیرہ (ملفوظہ رسانی) دیباں بشیر الدین محلومہ صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ انبار الفضل جلد ۲ ص ۲۲۲ صفحہ ۵ دیکھ لیں۔

نچے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناخوشی ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف و تصنیف کے لائق نہیں رہی۔ اور ایسی کمزوری تھی کہ اگر با بدن میں رُوح نہیں تھی۔ اسی حالت میں مجھے الہام ہوا۔ اَسْتَذِلُّکَ اَنْوَارُ الشَّامِبِ یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس گئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری کم شدہ وقایہ پھر واپس آتی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہو گئی کہ میں ہر روز دو دو جزو نو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا، بلکہ سوچنا اور فکر کرنا، جو تلی تالیف کے لیے کیے ضروری ہے، پورے طور پر پیشتر آگیا۔ ہاں دوسری میر سے لائق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرے بدن کے چپے کے حصہ میں، اور اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور چپے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے، یہ دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعوئی مآخوذ من اللہ بنے کا شائع کیا ہے۔ میں نے ان کے لیے دعائیں بھی کیں، مگر منہ میں خواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ اتنے سے مسیح موعود کے لیے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دوزخ و جہنم کے ساتھ دوزخ و جہنم کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہونے اترے گا سو یہ وہی دوزخ و جہنم ہیں ماجر میری جسمانی حالت کے شامل کی گئیں۔ (حقیقۃ الہی ص ۲۳ صفحہ ۲۳ جلد اول مولد قادیانی صاحب)

(۶۰) **روغن بادام** | اس لیے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا روغن بدلاؤ کہ جو تازہ ہو اور کبھ نہ ہو اور نیز اس کے ساتھ کوئی طوئی نہ ہو تو ایک بوتل خرید کر بھیج دیں۔ پانچ روپیہ قیمت اس کی ارسال ہے۔ رخطوط امام بنام غلام محمد مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دوا خانہ رفیق الصحت لاہور

بادام روغن میری بیماری کے لیے خرید جائے گا۔ نیا تازہ ہو اور عمدہ ہو۔ یہ آپ کا خاص دتر ہے۔ رخطوط امام بنام غلام محمد مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دوا خانہ رفیق الصحت لاہور

(۶۱) **مُشک** | آپ براۓ مہربانی ایک تولہ مشک خالص، جس میں ریشہ بھلی اور صوف نہ ہوں اور تازہ خوشبو دار ہو، بذریعہ دھوپے اپیل پارسل ارسال کریں۔ کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ ضرورت رہتی ہے۔ رخطوط امام بنام غلام محمد مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دوا خانہ رفیق الصحت لاہور

پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دوشیشوں میں عمدہ عمدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمائیں۔ ص ۳۲

آپ بیشک ایک تولہ مشک قیمت دس روپے خرید کر کے بذریعہ دی پل بھیج دیں۔ خرید بھیج دیں (ص ۳۲)

پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے مجھے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جانتے ہی ایک تولہ مشک خالص، جس میں چھوٹا نہ ہو اور سخی جیسا کہ چاہیے، خوشبو دار ہو، ضرور دیو کر کر بھیج دیں۔ جس قدر قیمت ہو، مسافہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو، چھوٹا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں خوشبو ہوتی ہے، وہی اس میں ہو ورنہ رخطوط امام بنام غلام محمد مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دوا خانہ رفیق الصحت لاہور

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب السلام علیکم در رحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اس عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے مرض کے غلبے سے نہایت لاپرواہی ہے مجھ کو آں کمرے میں کسی قدر مشک دیا تھا۔ وہ نہایت خالص تھا اور مجھ کو بہت فائدہ اس سے ہوا تھا۔ اب میں نے کچھ عرصہ ہوا، لاہور سے مشک منگوائی تھی اور استعمال بھی کی، مگر بہت کم فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں خوشبو ہوتی ہیں۔ خاص کو مشک، یہ تو مشورہ ہونے سے خالی نہیں ہوتی۔ چونکہ میری طبیعت گرمی جاتی ہے اور ایک سخت کام کی محنت میں رہتا ہے، اس لیے تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خاص تولہ اس طرف فرمادیں۔ اور مشک کو ضرور دستیاب کریں۔ بشرطیکہ وہ بازاری نہ ہو، کیونکہ بازاری تو چند دفعہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اگرچہ مشک دو ماشے یا تین ماشے ہو، وہ بافضل کفایت کرے گا مگر عمدہ ہو، اگر اصلی ناف جو صوفی نہ ہو مل جائے تو نہایت خوب ہے، مگر جلد ہو۔ (خط غلام احمد قادیانی) اور گنت ۱۹۹۹ مکتوبات وغیرہ جلد نمبر ۱۲۱ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

مخدومی مکرمی اخویہ بیٹہ صاحب سلام السلام علیکم در رحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل سے میری طبیعت علیل ہو گئی ہے۔ کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے رو برو جو حاضر تھے، سخت درجہ کا دھڑکن لاقح حال ہوا۔ اور ایک دفعہ تمام بدن مرد اور عورتوں اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں۔ بہت نازک حالت ہو کر پھر صحت کی طرف عود ہوا۔ مگر اب تک کلی اطمینان نہیں۔ کچھ کچھ آثار عود مرض کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ فضل و رحم فرمائے۔

ایسے وقتوں میں ہمیشہ مُشک کام آتی ہے۔ اس وقت مُشک، جو بھٹی سے آپسے منگو اگر بھیجی تھی، لیکن طبیعت کی سخت گوانی اور دل کے اضطراب کی وجہ سے وہ مُشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہو کر گئی اور گرنے کے سبب سے مُشک بھی اور ہوا چل رہی تھی، ضائع ہو گئی۔ اس لیے مجھے دوبارہ آپ کو تحلیف دینی پڑی۔ یہ مُشک بہت عمدہ تھی۔ اس دکان سے ایک ٹولہ مُشک لے کر جہاں تک ممکن ہو جلدارسالی سندھ میں کہ دورہ مرض کا سخت اندیشہ ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔  
 - زفاکار غلام احمد قادیان - مکتوبات جدیدہ حصہ اول ص ۲۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب -

سر کے دوسرے اور سردی کی تکلیف کے لیے سب سے زیادہ آپ مُشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کا منگو یا کرتے تھے۔ یہ مُشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین صاحب لاہوری صاحب فرج عنبری کے پُر دہی۔ عنبر اور مُشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس کی معرفت بھی آتے رہے۔ مُشک کی تو آپ کو اس قدر ضرورت رہتی کہ بعض اوقات سانسے رومال میں باندھ رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی فوراً نکال لیا۔ (سیرۃ الہدی حصہ دوم ص ۳۳ مٹلاھا جیلو بشیر احمد صاحب قادیانی)

مخدومی مکریمی اخیم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم در رحمۃ اللہ وبرکاتہ،  
 (۶۲) عنبر | عنایت نامہ پہنچا۔ اب بفضلہ تعالیٰ میری طبیعت ٹھہر گئی ہے۔ دورہ مرض سے امن ہے۔ حقیقت میں یہ عمر جب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہو جاتا ہے، مرنے کے لیے ایک بہانہ چاہتی ہے، جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قدر سخت حملوں سے وہ بچا لیتا ہے۔ کل کی تاریخ عنبر بھی پہنچ گیا۔ میری طرف سے آپ اس مہربان دوست کی خدمت میں شکریا داکر دوں، جنہوں نے میری بیماری کا حال سن کر اپنی عنایت اور ہمدردی محض اللہ ظاہر کی۔ خدا تعالیٰ ان کو اس خدمت کا اجر بخشے اور ساتھ ہی آپ کو۔ آمین ثم آمین۔ (مکتوب نمبر ۶۶)  
 عنبر سفید دراصل بہت ہی نافع معلوم ہوا۔ تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دورانِ خون کو تیز کر دیتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے (مکتوب نمبر ۶۶)  
 (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۲۶، مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)  
 عزیز ی اخیم نواب صاحب سلمہ السلام علیکم در رحمۃ اللہ۔

میں باعثِ علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب قریب حالت ہو جاتی ہے اور دورانِ خون یک دم ٹھہر جاتا ہے۔ جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے۔ آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔ اس حالت میں صرف عنبر یا مُشک فائدہ کرتا ہے۔ رات دس خوراک کے قریب مُشک کھایا۔ پھر بھی پیر تک مرض کا جوش رہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدا نے تعالیٰ کے بھروسے پر زندگی ہے، ورنہ دل جو رئیس بدن ہے، بہت ضعیف ہو گیا ہے۔ (زفاکار مرزا غلام احمد قادیانی ص ۲۰ جون ۱۹۹۸ء)

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۶۷ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)  
 یا قوت مرادید، مرجان، شبنم، اکبریا، کستوری، زعفران وغیرہ کا ہر دھریز مرکب معطر  
 (۶۳) معطر عنبری | عنبری بڑی محنت سے تیار ہو گیا ہے۔ قیمت ایک ڈیڑھ روپیہ  
 (استہارہ مندرجہ سب درق مخطوط امام بنم غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی مالک  
 مدافانہ رفیق الصفت لاہور)

میں (حکیم محمد حسین صاحب) اپنے مولاکریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لیے بے اندازہ فخر و حرکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا صاحب) اس ناچیز کی تیار کردہ مترجہ عربی کا بھی استعمال فرماتے تھے۔ حضور کو چونکہ دورہ مرض کے وقت اکثر مشک و دیگر معویہ دلوادویات کی ضرورت رہتی تھی، جو اکثر ہمیری معرفت جایا کرتی تھیں۔  
 دخطوط امام بنام غلام محمد محمود مکتوبات مرزا غلام احمد قادری صاحب ہمام حکیم محمد حسین صاحب قریشی مالک دوخانہ رفیق الصمت لاہور)

مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصبہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ڈیپٹس کی بیماری ہے۔ ہندو بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہوتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے یہ صلاح دی کہ ڈیپٹس کے لیے ایفون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ ایفون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی، لیکن اگر میں ڈیپٹس کے لیے ایفون کھانے کی عادت کر لوں تو ڈر رہتا ہوں لوگ سمجھا کہ یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی اور دوسرا ایفونی۔  
 پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان حیثیت پیچڑوں کا محتاج نہیں کیا۔

رہیم دعت مشلا معصنہ مرزا غلام احمد قادری صاحب)

ایفون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ ایفون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت ایفون کا استعمال کیا ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الہی دوا خداتعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو ایفون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور ایفون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اولیٰ (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔ مضمون یہاں محترمہ صاحب خلیفہ قادریان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱، نمبر ۱۰، صفحہ ۱۹، جولائی ۱۹۲۹ء)

جب آپ رہنمی مرزا قادیانی صاحب) پہلی بار میرے مطبع میں تشریف لائے تو آپ تکیہ دار موٹے پر بیٹھ گئے اور ایک موٹے پر میں بیٹھ گیا اور مجھ سے کتاب کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے آپ کی آنکھوں کو خوابیدہ دیکھ کر دھوکہ کھایا کہ شاید آپ پورست یا ایفون استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ رئیسوں کا حال عموماً دیکھنے میں آیا، مگر جب حضرت کی تقریر یا گفتگو سنتا تھا اور بڑے اہل احمدیہ کے مضامین پر غور کرتا تھا تو سخت حیرت ہوتی تھی کہ ایفون وغیرہ کے استعمال کرنے والے کی تو یہ حالت نہیں ہوتی۔ ایسی تصنیف اور ترجمہ ایسا آدمی کب کر سکتا ہے۔ پھر حضرت صاحب تشریف لے گئے۔ اب مجھے اپنی پہلی غلطی اور دھوکہ کھا جانے پر افسوس ہوا۔ اور ندامت ہوئی اور خوب معلوم ہوا کہ یہ نشہ معرفت الہی کا نشہ ہے۔ نہ کہ ایفون وغیرہ کا، جیسے میں اس وقت سمجھا تھا۔ میرزا قادیانی صاحب تو ایفون کے اس درجہ قائل تھے کہ گویا ایفون نصف طب ہے۔ یوں بھی قادیانی تحسیر یوں میں ایفون کا تذکرہ پایا گیا۔ ایفون کا عیب اور کمال یہی ہے کہ تحقیق کو مضبوط اور وسیع کر دیتی ہے اور اس کے نشہ میں وہ باتیں سوچتی ہیں کہ عقل حیران رہ جائے آدمی تیز اور طباع ہو تو پھر سونے پر سہاگہ۔ (ملفوظ برلی)۔  
 (قادریان صحابی شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض جہند

کامیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۹۲ جلد ۳۲ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۵۱ء

آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیر زما صاحب کے متعلق کہتے تھے،  
 انہیں آردو بھی نہیں آتی اور عربی دوسروں سے کھٹکار اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں مولوی نور الدین  
 آپ کو کتہ ہیں لکھ کر دیتے ہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ دعوے نہ تھا کہ آپ نے قاضی علوم کہیں  
 پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے، میرا ایک استاد تھا، جو انیم کہا کرتا تھا۔ وہ حق کے کر بٹھڑ بٹھڑا تھا۔ کئی دفعہ بیٹک میں اس کے  
 حق کے چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے بٹھانا کیا تھا غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے۔ کئی لوگ اس بات کے  
 تمدی تھے کہ آپ کئی سال بڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ دارشادیاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل  
 قادیان جلد ۱۲ نمبر ۶۲ مورخہ ۵ فروری ۱۹۵۱ء

جیسے چھپن میں بیماری کی وجہ سے ایفون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے مگر ایک دن نہ دی تو والد صاحب  
 فرمائی ہیں، محمد پر نہ دیتے گا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس پر حضرت زہرا ہجرت فرمایا خدا نے پھر آدمی تو اب نہ دو۔ دارشادیاں  
 محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۶۲ مورخہ ۵ فروری ۱۹۵۱ء

۲۸ جون بروز جمعہ صبح کے وقت حضرت غلیظہ اس ثانی مدہ اللہ تعالیٰ مجھے ڈاکٹر شمس اللہ صاحب الدیال ناصر  
 احمد صاحب کو سنا چھٹے کر خواجہ رکمال الدین صاحب کی عبادت کے لیے تشریف لے گئے۔  
 خواجہ صاحب نے اپنا قلعہ شام شروع کیا جو علاج کراتے ہیں اور جرحہ رخصتے رہے ہیں، سب کا ذکر ہوتا  
 رہا۔ خواجہ صاحب ایفون بھی آج کل کھاتے ہیں۔ ایک رتی سے شروع کی تھی۔ ابھی یہ خیال ہے کہ چھ ماہ اور کھائیں تاکہ  
 اعصاب مضبوط ہو جائیں۔ (ڈاکٹر یسار محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان شمس عبد الرحیم درد صاحب قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان  
 مورخہ ۵ جولائی ۱۹۵۱ء نمبر ۱۹۲ جلد ۱۲)

(۶۵) سنکھیا جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کے حکم کیوں کے خطوط وصول  
 ہوئے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سکھیا کے مرکبات استعمال کیے، تاکہ خدا نخواستہ  
 آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔ دارشادیاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل  
 قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۵۱ء

(۶۶) دو بوتل برانڈی حضور مرزا صاحب علیہ السلام نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لیے ایک  
 فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلتے لگا تو یہ منظور مجھ صاحب نے مجھے روپیہ دے کر  
 کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لیے پلومر کی دکان سے لیتے آؤں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔  
 پیر صاحب فوت حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لیے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے۔  
 حضور ان کو تاکید فرمادی۔ حقیقت یہ ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس مرزا صاحب نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میں  
 مہدی حسین جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو، لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لیے لا مارا  
 ہے، میں نے پلومر کی دکان سے دو بوتل برانڈی کی خریدیں اور روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لادیں۔ ان کی اہلیہ کے  
 لیے ڈاکٹروں نے بتائی ہوں گی۔ (اخبار الحکم قادیان جلد ۳۹ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۵۱ء)

(۶۷) ٹانک واٹن بمبئی انجیم بیک محمد حسین صاحب علیہ السلام علیکم وجہہ اللہ وبرکاتہ!  
 اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنے کی خود خریدیں اور ایک  
 بوتل ٹانک واٹن کی، پلومر کی دکان سے خریدیں۔ مگر ٹانک واٹن چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے

والسلام (مرزا غلام احمد غفری) خط امام بنام غلام مجبور مکتوبات مرزا غلام احمد خدای صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب مالک دواخانہ رفیقہ الفتاح لاہور

ٹانک واٹن کی حقیقت لاہور میں پلیمبر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جو اپنا تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلیمبر کی دکان سے دریافت کیا گیا کہ خراب حسب ذیل ملا۔

”ٹانک واٹن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے، جو ولایت سے مرہند بولٹوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت صبر ہے (۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء) سولہ سوائے مرزا صاحب نے حاشیہ معنی حکیم محمد علی صاحب پرنسپل پلیمبر لکھا کہ اس سے

پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود پرانڈی اور دم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کر دیتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ غلام شریعت

نہ تھا، چہ جائیکہ ٹانک واٹن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لیے جو کسی بے مرض سے اٹھا ہو۔ اور کمزور ہو یا بالضرع حال خود اپنے لیے بھی منگو لیا ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔

آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سر ہوجاتے تھے۔ بنش ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ بنش کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ تو اہل ادا کھڑوں کے مشورے سے آپ نے ٹانک واٹن

کا استعمال اندر ہی حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی بڑھتا تھا۔ تو اندر ہی حالات اگر ٹانک واٹن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آگئی۔ (راڈ ڈاکٹر لٹلٹ احمد صاحب قادیانی فریق لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۵ء)

۱۹۳۵ء جلد ۲۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

میرزا شریعت علی صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سالے اور دان کے فرزند امیرزا افضل صاحب کے خستے۔ انہیں لوگوں کو حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کے پاس جانے سے روکنے کا جلا شوق تھا۔ راستہ میں ایک بڑی لمبی سیج لے کر بیٹھ جاتے۔ سیج کے دسے پھرتے جاتے اور منہ سے گایاں دیتے جاتے۔ بڑا اثر ہے لوگوں کو کونٹھ کے لیے دکان کھول رکھی ہے۔

بہشتی مقبرہ کی سرک پر دار الضحاک کے پاس بیٹھے رہتے۔ بڑی لمبی سفید داڑھی تھی۔ سفید رنگ تھا۔ سیج کا تھم میں لیے بڑے شاندار آدمی معلوم ہوتے تھے اور غلیظ خاندان کی پوری یادگار تھے۔ سیج بے بیٹھے رہتے، جو کوئی نیا آدمی نہا

اسے اپنے پاس ہلکا کر نکالتے اور بھانٹا شروع کر دیتے کہ میرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے۔ آخر میں لے کھول نہ اسے مان لیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اس کے حالات سے ابھی طرح واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دکان

ہے، جو لوگوں کو کٹھن کے لیے کھولی گئی ہے۔ میں میرزا کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہوں۔ میں اس کے حالات سے خوب واقف ہوں، اہل میں آٹھ کی کم تھی۔ بھائی نے جائیداد سے بھی محروم کر دیا۔ اس لیے یہ دکان کھول لی ہے۔ آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں کتنا بڑا بزرگ ہو گا۔ پتہ تو ہم

کو ہے، جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے آپ کی خیر خواہی کے لیے آپ کو بتائی ہیں۔ (دیباں بشیر الدین مجا احمد صاحب کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء مندرجہ اخبار لٹلٹ قادیان نمبر ۲۴ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۳۵ء)

مخدومی مکرمی انور مولوی صاحب ملکہ نقانی۔ یہ بات ستم اور فحش ہے کہ راستہ با انسان کے لیے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہد

فروری ہے۔ انکرامات ثمرۃ مجاہدات۔



علاقت طبع بہت حرج انداز ہے۔ اگر یہ مقابلہ صحت اور طاقت و ماضی کے دھام میں ہوتا تو یقین تھا کہ تھوڑے دن کافی ہوتے، مگر اب طبیعت کچل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی اور ادنیٰ درجے کی صحت اور خوش اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے۔ خاکسار غلام احمد ۳۱ مارچ ۱۸۹۱ء

دکھنات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲۷۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

مخدومی مکتبی انجیلیم (مولوی نور الدین صاحب)

## (۷۰) توجہات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، دو روز سے میں نے اس شخص کے لیے توجہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس عمر میں میرے گھر کے لوگ ایک دفعہ صحت علیل ہو گئے۔ یعنی تیز تپ ہو گیا، جس کی وجہ سے مجھے ان کی طرف توجہ کرنا پڑی۔ کل امداد ہے کہ ان کو سہل دہل۔ بعد ان کی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہوں۔۔۔۔۔ والسلام خاکسار غلام احمد (دکھنات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲۷۲ مکتوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

یہ عقد بہت اور توجہ شہیر تیرے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ میری رائے میں بیوں کی تمام کامیابی کا بڑا موجب ہی توجہ باطنی تھا۔ خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۹ فروری ۱۸۸۸ء (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲۷۲ مکتوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

میری طبیعت آپ کے بعد بھرپور ہو گئی۔ ابھی کہ پرخش کا نہایت زور ہے۔ دماغ بہت ضعیف ہو گیا ہے۔ آپ کے دوست خاکسارام کے لیے ایک دن بھی توجہ کرنے کے لیے مجھے نہیں ملا صحت کا منتظر ہوں والسلام خاکسار غلام احمد ورنیک مخدومی ۱۹۹۱ء

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲۷۲ مکتوب علی عرفانی صاحب قادیانی

سے شک یہ درست ہے کہ پنجابی خلق ہر ایک لفظ پوری طرح ادا نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ تو قرآن کا صحیح تلفظ عربی اہم میں ادا نہیں کر سکتا ہے۔ ایسا شخص کہاں مسیح ہو سکتا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر سید عبداللطیف صاحب شہید نے اس پر ہاتھ اٹھایا۔ مگر مولوی عبدالکیم صاحب مرحوم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت مسیح نے بھی انہیں روک دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ ایک کھنڈ کا آدمی آیا۔ آپ نے قرآن کریم کا ذکر کیا تو کہنے لگا۔ اچھے مسیح موعود بنے ہو کہ قرآن کو کہیں بھی فرق نہیں جانتے (خلیفہ محمد یحییٰ مکرّم صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۷۲) نماز | اب پنجاب میں حاجی رباح الدین احمد صاحب فقہ و حشر دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کر گئے تھے۔ دل میں آتی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بھی مل لیں۔ دیکھیں کس قماش کے درگ ہیں۔ لاہور سے روانہ ہوئے قادیان میں پہنچے۔ مرزا صاحب مرحمت و اخلاق سے ملے اپنے کا گھر کی کوشش کے رکن اعظم حکیم نور الدین صاحب مرحوم سے ملا۔ اور پھر مرزا صاحب نے اپنے حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا اپنی خلوت خاں میں جگہ دی راستے میں نماز کا وقت آگیا حکیم نور الدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کے نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں، مرزا صاحب نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران کیا۔ اتنا پیش آئی، جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑ دیتے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مرزا صاحب پر نماز میں جب وہی نازل ہوتی ہے تو آپ بیٹاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں (رسالہ دنگلا دنگ مکتوبات مارچ ۱۹۱۱ء) (تقریریں مکرّم احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء نمبر ۳۷ جلد ۱۶)

بیان کیا ہے کہ حضرت ایک رکعت کے بعد نماز کی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے۔ مگر کسی بیماری کے غلبہ کی وجہ سے

ایسا ہوا تو محل احترام نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھ گھرنے کے مطابق دو دن سر اور بر و اطراف کامرانی سے اور یہ وہ زرد چادریں تھیں جو روضہ ازل سے خدائے اپنے میساج کے لیے بطور طہارت خاص مقدور فرمائی تھیں۔ واقعہ افضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰، ص ۱۸-۱۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۳۳) زانی نماز | جامعہ پڑھتے تھے اور حضرت یحییٰ صاحب دمرزا صاحب کی ایلہ صفت میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں، بلکہ حضرت دمرزا صاحب کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں۔ (تقریر مرقیہ خرمادق صاحب قادیان مندرجہ بالا افضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۲، ص ۱۸، جنوری ۱۹۱۵ء)

حضور (مرزا صاحب) اسی عرصے آخری سالوں میں جب دوران سر وغیرہ تکالیف کے سبب مغرب، عشر اور فجر گھر پر ہی پڑھنے لگے تو حضور گھر میں عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھایا کرتے تھے۔ کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر اور حضور کے پیچھے اکثر گھر کی مستورات ہوا کرتی تھیں۔ ایسے موقعوں پر میں نے بھی بڑی کثرت سے بالخصوص سنہ ۱۹۰۵ء میں کئی ماہ تک باغ میں زلزلہ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، جی میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں طرف کھڑا ہوتا تھا اور مستورات پیچھے ہوتی تھیں۔ میر محمد اسحاق صاحب قادیان کی روایت مندرجہ بالا افضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۰-۸، ص ۲۴، نومبر ۱۹۱۵ء)

(۴۱) سٹیشن کی سیر | بیان کیا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کبھی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ یحییٰ صاحب کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر بیٹھنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیل تھی، میرے پاس آنے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر یہ لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ یحییٰ صاحب کو الگ ایک جگہ بٹھادیں۔ حضرت نے فرمایا۔ جاؤ گی، میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر پہنچے والے میری طرف آئے۔ میں نے کہا، مولوی صاحب جواب لے آئے؟ (میرزا ابھری حضرت اولیٰ حضرت علیہ السلام علیہ السلام قادیانی)

(۴۵) مرزا صاحب کا نسب نامہ | اب میرے سوانح اس طور پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام گل محمد صاحب تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پڑانے کاغذات سے، جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔ (کتاب البرہۃ ص ۱۸) حاشیہ صفحہ ۱۸ غلام احمد قادیانی صاحب، ملک ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں لاہور سے گوشہ شمال مشرق میں ایک گاؤں قادیان نام ہے، جو ضلع گورداس پور میں واقع ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا گنا گاؤں تھا۔ دنیا میں کوئی بھی اس کو نہیں پہچانتا تھا۔ جو اس ضلع کے آدمیوں کے، جس میں وہ واقع ہے۔ یہاں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب، رئیس اعظم دمرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے والد، سکونت پذیر تھے، جو قوم کے مغل گوت کے برلاس کہلاتے تھے۔ (مجلد مسمیٰ جلد دوم ص ۱۲۹) مولفہ مرزا احد بخش صاحب قادیانی

یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر خلیفہ خاندان ہے۔ کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فادرین کا خاندان تھا۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض وادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کی کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سوا کی پر

ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسی کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، کسی دوسرے کو پرگز معلوم نہیں۔ (داربعین نمبر ۲) وحاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

میرے پاس فارسی ہونے کے لیے بجز ابہام الہی کے اور کچھ ثبوت نہیں (تمذگرو دیہ ۱۲) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی میں نے اپنے آباؤ اجداد کی سوانح کی کتابوں میں پڑھا ہے اور نیز اپنے والد سے سنا ہے کہ میرے آباؤ اجداد مثل نسل سے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ وہ ترک نہیں تھے۔ بلکہ بنو فادس میں سے تھے اور میرے رب سے یہ بھی خبر دی ہے۔ میری بعض دایاں بنو فاطمہ اور ایک بنت نبوت میں سے تھیں تو اللہ تعالیٰ نے کمال محبت مصلیٰ سے انہی واسطیل کی نسل جمع کر دی۔ (ترجمہ الاستغفار غیر حقیقۃ الوحی) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

اس پیش گوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب خصوص میں لکھا ہے کہ وصی الاصل ہوگا۔ (مقن) اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا۔ ہمارا خاندان، جو اچھی شہرت کے لحاظ سے خاندان کہلاتا ہے، اس پیش گوئی کا مصداق ہے، کیونکہ اگر چہ سچ وہی ہے، جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے، مگر یہ تو یقینی اور مشہور و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دایاں ہماری خلیہ خاندان سے ہیں اور وصی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی (وحاشیہ) حقیقۃ الوحی صلاحتین وحاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

ایک حدیث سے جو کنز العمال میں موجود ہے، سمجھا جاتا ہے کہ فارس یعنی بنو فارس، بنی اسحاق میں سے ہیں۔ پس اس طرح پر وہ آئے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہائی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے، فاطمی بھی ہوا۔ پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہوا اور نصف فاطمی ہوا، جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لیے بجز ابہام الہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔ (تمذگرو دیہ ص ۲۹) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

(اپنے خیال میں مرزا صاحب فروری سمجھتے تھے۔ کہ مختلف پیش گوئیاں نسل و خاندان کے لحاظ سے اپنے اوپر منطبق کریں اور اس سچی لا حاصل میں مرزا صاحب کو جس درجہ تاویلات کو طول دینا پڑا وہ کافی سبق آموز ہے (ملفوظات)

بخدمت مولوی شہداء اللہ صاحب السلام علیہم ائیت الہدیٰ

## ۱۵) بیض کا فضیلہ

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کذبیت زیادہ عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام و ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب مفری نہیں اور خدا کے مکالمے و مخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے اتیدر کتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکنت بین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا، جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ ہلاک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں بدوا قہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی صاحب مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر یکایک انتقال کر گئے۔ اور حضرت مرزا شہداء صاحب امرتسری بعد میں بھی مدت دراز تک بخیر و عافیت قادیانیت کی سرکوبی میں مشغول رہے۔ (الموافق برنی)

اس استہار کی شاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۱۲۵ اپریل ۱۹۰۶ء کو اخبار بد قادیان میں مرزا صاحب کی وفات فارسی میں شائع ہو کر

شہداء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا، یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی (یعنی کے واقعہ سے بھی یہی ظاہر ہوا۔ (ملفوظات برنی) (اخبار بد قادیان مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۶ء)

## ۷۹) مرزا صاحب کی وفات

برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی مجدد مرزا صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسپتال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام نہ دے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کی تھی اور چونکہ دل سخت کر دیا تھا اور بغض سا تھا جو جلا کر کٹی تھی، اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دن پہلے یہ حالت ہوئی، لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن (پیغام صلح) کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو کچھ اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوائی جو کہ پہلے مفتی محمد اسحاق استعمال فرماتے تھے، مجھے کچھ بھیجا تو ہوا کہ بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور قریباً گیارہ بجے آخر ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی۔ اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مفتی اور ویر دی لکین اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے مرض شروع ہوئی، نیند سے آزاد جانے کا، ہم واپس اپنی جگہ پر پہلے گئے۔ مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور ٹرا دست آگیا، جس سے نبض بالکل بند ہو گئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادر مڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت دورہ ہو گیا ہے۔ آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی، اس لیے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج قائم رہا۔ مگر پھر بغض واپس نہ آئی یہاں تک کہ ۱۰ بجے صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔ **إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ** ۵ اعلان جناب فاضل سید محمد حسین شاہ صاحب قادیانی سندھ خیمہ انبار الحکم قادیان غیر معمولی دورہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء

## ۸۰) ایک سخت بیماری (۱)

اگر آپ احمد دینی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی ذاتی کو اخبار بدر کے پرچوں سے ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی۔ آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے، آپ سارا دن ایک رسالہ لکھنے میں مشغول رہے جس کا نام پیغام صلح ہے۔ اور تاریخ تقریباً مئی کی اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا جاوے اور اس دن کی شام کو جب معمول سیر کے لیے باہر تشریف لے گئے اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپ کا آخری سیر تھا۔ رات کو وہ ایک سخت بیماری میں دینی دست اور تھے میں الموعود (جسٹا ہو گئے اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لیے بالکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ جنہوں نے لوگوں کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا۔ (رسالہ رویت دیدی۔ قادیان صفحہ ۲۳ نمبر ۷ جلد ۳)

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بوقت ۴ بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی، جو آپ کی وفات پر دلالت کرتی تھی۔ سب اشعائین از بازی روزگار۔ اسی وحی کے بعد قادیان میں کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو۔ اس لیے قادیان میں یہ آخری وحی تھی (انبار الحکم قادیان کا خاص نمبر جلد نمبر ۳، ۱۹۰۸ء، محدثہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

مقام لاہور آپ کا دینی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا قیام قریباً ایک ماہ تک با اہل اس عرصہ میں آپ نے کئی تقریریں فرمادیں۔ لکھنے والوں اور سننے والوں کا تیرل کے ساتھ گفتگو میں کس اور روزمرہ نمازوں میں شامل ہونے رہے اور ہر روز سیر کے واسطے جاتے رہے۔ جس روز حضور کا واقعہ وصال ہوا، اس سے ایک روز پہلے حضور نے ایک رسالہ لکھا۔ جس کا نام پیغام صلح رکھا۔ یہ پیغام آپ نے اس غرض سے لکھا تھا کہ لاہور ٹاؤن ہال میں مختلف مذاہب

کے دکلا کو ایک عام جلسہ میں مدعو کر کے سُنایا جاوے۔ جب وہ پیغام لکھ چکے تو شام کے وقت وہ سیر کیلے تشریف لے گئے، مگر واپسی پر ان کی طبیعت نامساز ہو گئی۔ بیمار ہو گئے، یعنی دست اور حق کی بیماری میں مبتلا ہو گئے، لہذا، اور دوسرے دن قریب ساڑھے دس بجے کے وقت راہی ملک بٹھا ہو گئے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اللّٰهُ لَا جَعُولٌ ۝۲۔ (رسالہ ریور آن ریویز قادیان ۲۳۱ نمبر ۹ جلد ۳)

باوجود اس کے کہ زمانہ وفات کے قریب ہونے کی خبر متواتر دجھول سے ملتی رہی، مگر پھر بھی جب حضرت عتبات علی الارض خلیفۃ اللہ فی کل الانبیاء حضرت احمد علیہ السلام کے حب و عداہ الہی متوفی ہو کر حیاتِ طیبہ سے رفیع المرتبت ہونے کا وقت آیا تو بالکل بے تکلف ہی آگیا جس میں حق کے پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کے لیے آپ کی بیعت ہوئی تھی۔ اس کام میں وہ برابر آخر وقت تک نہایت مستعدی سے مصروف رہے یہاں تک کہ بیماریِ دوست اور تپ کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور قریباً ۱۲ گھنٹے کی بیماری کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اللّٰهُ لَا جَعُولٌ ۝۲۔ (رسالہ ریور آن ریویز قادیان ۲۳۱ نمبر ۹ جلد ۳)

**۴۷ موت کی پہل**  
 یوم الوصال کی صبح کو گو علالت کی خبر مل چکی تھی، مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ صبح ہمارے لیے شام فراق بننے والی ہے۔ مجھے سہا پاد پر پس میں بھیج دیا گیا لیکن میں اپنے قلب میں کچھ اس طرح اضطراب یا تاثر کا نہیں سمجھتا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ بجائے بارہ بجے کے سوا نو بجے ہی واپس چلا آیا۔ آتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ سرسبز پریشان اندھیراں میں ہیں۔ ایک دوسرے پر چلا کر کچھ جواب نہ ملا شاید ہر شخص کے اندر میں کو گموا کا عالم ہو۔ (موت برنی) آخر معلوم ہوا کہ حضور اس وقت نازک حالت میں رہ گویا فزع کی عام کی صورت نہیں۔ (موت برنی) تھوڑی دیر بعد انگریز ڈاکٹر آیا۔ مگر آتے ہی چلا گیا آخر تک موت کی خاص صورت ظاہر ہے۔ (موت برنی) اور ادھر ایک دوست کو اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اللّٰهُ لَا جَعُولٌ ۝۲ میں کلمہ پڑھتے سُن کر کلیجہ پھوٹے دل سوکس کر رہ گیا۔ (قاضی اکل صاحب قادیان کا مضمون یادایام مجدد جہاخبار الحکم قادیان کا خاص نمبر جلد نمبر ۲۰ نمبر ۱۲۴) محد خرداد ۲۱-۲۸ مئی ۱۹۳۴ء

**۴۸ مرض الموت**  
 خاکسار مختصر عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۲۸۰ یعنی پیر کی شام کو بالکل چلتے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ بیٹنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آگئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگا پایا۔ یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بے لگائی کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) اسپتال کی بیلری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر ادھر محاکم اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔ مدیرۃ المہدی حضرت ادا دل و سولہ صاحبہ اور بشیر احمد صاحب قادیانی

**۴۹ وقت آخر**  
 خاکسار نے والدہ صاحبہ کو روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے۔ جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر کیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حیاتِ ممسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لیے آپ پانچاں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف

میں کوئی اور آپ کے لئے اتنے سے بچھو چکا۔ میں اسی کو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چار پائی پر لیٹ گئے اور میں آپ کے پاس دبا نہ بیٹھ سکی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا، تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دوبائی ہوں۔ اسے میں آپ کو ایک اندر دست آیا۔ مگر آپ اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جاسکتے تھے۔ اس لیے چار پائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دبا دی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور در دست آیا اور پھر آپ کو بھگتی۔ جب آپ سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چار پائی پر گر گئے اور آپ کا سر چار پائی کی گڑھی سے ٹکرایا اور حالت دیگر گوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا: اللہ بیکار ہونے لگا ہے تو آپ نے کہا وہی ہے جو شہید کا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آپ کب گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا مشاہدہ..... والدہ صاحبہ نے فرمایا: "ہاں" اور پھر الہدی ص ۱۹۰ مضامین جزوہ بشر احمد قادیانی،

(۸۰) مہیضہ کا واقعہ | والد میرزا مرزا صاحب نقشبند فرزند دفتر منبر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں راستہ رجب آج کل ہمارے گھر کے لوگ مقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس بیٹھ اپنے والد میرزا مرزا صاحب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب سورخ ۲۲ مارچ ۱۳۸۵ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۸۰ سورقہ قائم علی قادیانی ابتدائیں جب کہیں حضرت مرزا صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لیے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہم کا ہمراہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے، جہاں سفر میں آپ کی سفر آخرت پیش آیا۔ تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا، جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از رو پہر انتقال فرمایا۔ اور رحمت تبدیل میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی نعمت نصیب نازل ہوئی کہ جس کی کفایت بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جانی سکتا۔

حضرت مرزا صاحب جن حالت کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگا لگا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا صاحب) کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا، میرا صاحب مجھے دبا لی مہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے حضور حاضر ص ۱۸۰) قادیانی کے خود نوشتہ حالات مندرجہ حیات نامہ ص ۱۸۰ تب ہی قریب علی قادیانی قادیانی،

(۸۱) ڈاک کا ٹکے سے ایک شخص نے لکھا ہے کہ یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مرض مہیضہ سے ہوئی۔ مہیضہ کی خبر میری ہنسی کی طرح ہر روز ہر دن تک پہنچتی تھی۔ موقوف برنی، انیز اور ریش بھی اعتراضی رنگ میں وفات کے متعلق کہتے ہیں لیکن یہ کہ روایت ہے کہ آخری وقت منہ کی رامے غلاط خارج ہوئی۔ استغفر اللہ میرا لہجہ قادیانی ہے اس وقت کے حالات لکھو کہ پیچھے جائیں۔ لہذا ناظم صاحب تحریک جدید کے حکم کی تعمیل میں عاجز رہے مفسر ذیل مضمون لکھا ہے۔ جو فائدہ عام کے واسطے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ رحمہ صادق عفا اللہ عنہ ۱۲ نورمبر ۱۳۸۵ء

وصل سے دو گھنٹہ قبل حضور بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ساجی تھے۔ کاغذ، قلم و دوات منگا کر حضور نے لکھا۔ خشکی بہت ہے۔ بات نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے جو بڑے زبردستی لکھے۔ اگر کیا آخر وقت میں زبان سے نہ نکلتا ہو گا۔ دل کا حال کسی کو کیا معلوم۔ بظاہر ہر حواس معلوم ہو رہی تھی کہ تحریر بھی نہ تھی نہ آسکی۔ مرض مہیضہ میں خشکی کی بہت شکایت ہو جاتی ہے۔ صحت حال سے

اللہ ہی بہتر واقف ہے۔ البتہ بظاہر بڑی محنت معلوم ہوتی ہے۔ (الموافقت برہی)  
 میر صاحب کے صحابی محمد افدھا حبث قادریانی کا مضمون۔ مسند جہا اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۴-۲۵  
 مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۹ء

چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے، جو لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔ لاہور  
 سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو میں میرے منہ سے نکل  
 گیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے۔ وہ بزرگ جھٹ بول اٹھے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے  
 کہ محمود رشتی بیان نمونہ احمد صاحب علیہ السلام کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ کے منہ سے  
 یا خدا نکل رہا تھا۔ میں نے اس بزرگ سے دریافت کیا کہ آپ نے خواجہ صاحب کو دیکھا۔ ارشاد ہوا۔ دیکھا تو نہیں،  
 مگر جو میں کہتا ہوں۔ یہ ہے۔ میں نے آیت **قَدْ حَقَّقَ مَا لَمْ يَكُنْ يَحْتَسِبُ** کی طرف توجہ دلائی مگر بے  
 سود۔ مجھے بہت محبت ہوا۔ بالکل ایسے ہی الفاظ موت کے وقت منہ سے یا خدا نکل رہا تھا۔ (الموافقت برہی)  
 ماضی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درمزا غلام احمد قادیانی صاحب کے متعلق کہتے ہیں اور لاکھ  
 تدریک و تفسیر نہیں ملتے وہاں کے ماہر آل راز سے کثرت سازندہ مقلدہ الموافقت برہی

(پہلی جلد) محمد اسماعیل صاحب قادیانی لاہوری کا بیان جو قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ نمبر ۳۲-  
 مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا)

اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں۔ حالانکہ وہ خدا کا  
 ہی طرف سے ہے، اس کے الہام و کلام سے مشرف ہے۔ وہ بہت بڑی موت سے مرنا ہے اور اس کا انجام نہایت  
 ہی بد اور قابلِ عبرت ہوتا ہے۔ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۲۴ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۲۹ء

محمد عاشق نائب صدر مجلس احرار قصور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہنشاہ  
 میں بے حد بدزبانی کیا کرتا تھا۔ ۲۹ جولائی کو بیضہ سے نہایت عبرت ناک موت  
 مر گیا۔ قصور کے دوسرے احرار کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنی تحریکات میں بیٹھنے کو قبرانی کا ایک نشان قرار دیتے تھے۔  
 جو سرکشوں پر بطور عذاب نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض مسلمانوں مثلاً مولوی تہا، اللہ صاحب  
 سے جو ان کے مقابلے ہوئے ان میں بھی انہوں نے ہی بد دعا کی کہ جو کاؤب ہو، اس پر بیٹھے وغیرہ کی شکل میں موت  
 نازل ہو۔ اللہ آج قادیانی صاحبان کا بیضہ کے متعلق یہی عقیدہ ہے۔ خدا کی قدرت کہ اسی مرض بیضہ میں خود مرزا صاحب  
 نے انتقال کیا اور بیضہ بھی ایسا تیز کر اچھے خاصے تھے، تصنیف و تالیف میں مشغول تھے۔ شام کو سیر و تفریح کر کے  
 آئے۔ رات کو بڑی صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔ یکایک دست اور تے شروع ہوئے۔ ہزار علاج کیا چند گھنٹوں  
 میں خاتمہ ہو گیا۔ مقامِ عبرت ہے۔

قادیانی صاحبان اس واقعہ سے دل میں تو شرماتے ہیں۔ لیکن زبان سے جھٹلاتے ہیں کہ مرزا صاحب گویا  
 اسہال کے مرض میں فوت ہوئے۔ بیضہ سے فوت نہیں ہوئے۔ چنانچہ ہم نے اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں  
 یہ دعویٰ بات لکھ دی تھی کہ مرزا صاحب بیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے۔ لیکن قادیانی صاحبان اس پر بہت  
 چرخ پا ہوئے کہ گویا مرزا صاحب فوت ہوئے تو سارا مطلب فوت ہو گیا۔ چنانچہ پہلی کتاب تصدیق احمدیہ "مصدقہ  
 سید بشارت احمد صاحب قادیانی" میں یہ تنبیہ کی گئی کہ حضور درمزا صاحب کے وصال کا باعث بیضہ قرار دینا

مرتبہ جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے۔ دوسری کتاب ہمارا مذہب "مصنف محمد علی صاحب قادیانی شائع ہوا تو اس میں الزام دیا گیا کہ جناب مفتی برقی صاحب بالحق اپنے حضرت مسیح موعود کی وفات کے متعلق لکھا ہے کہ بیضہ سے واقع ہوئی مگر یہ بھلا آپ کے افراؤں کے ایک نہایت ہی ناپاک افتراء ہے۔ شاید ناپاک بیضہ سے پیدا ہوئی۔ چونکہ قادیانی صاحبان بوجہ معلوم بیضہ کے نام سے بہت چڑتے ہیں۔ بعد کے ایڈیشنوں میں ہم نے اس کی مراحات کھدی کہ مرزا صاحب دست اور تے کے مرض میں فوت ہوئے لیکن مثل مشہور ہے، جو زندہ یا بندہ حق کا انہار ہونا تھا۔ بالآخر خود مرزا صاحب کے قول سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ ان کو مرض بیضہ لاحق ہوا تھا۔ جو باعث وفات ہوا۔ اور مرزا صاحب بھی کون، جو قادیانی اعتراف کے بموجب "خاندانی طیب" تھے، اور علم طب میں خامی و سترس رکھتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں مرزا صاحب کے خسر میرزا نواب صاحب کی یعنی شہادت اس پانچویں ایڈیشن میں اوپر درج ہے۔ کیا اب توقع کی جاسکتی ہے کہ قادیانی صاحبان بیضہ کے واقعہ کو تسلیم کر لیں یا اب بھی ان کو عذر ہی رہے گا اور خطا خواستہ مرزا صاحب کا آخری قول بھٹلانے میں بھی دریغ نہ ہوگا۔ اس بارے میں قادیانی صاحبان دو عذر بڑے شد و تہ سے پیش کرتے ہیں۔ اول یہ کہ بیمار دارو اکثر اور ابلتا نے مرزا صاحب کی وفات کا سبب اسہال قرار دیا۔ دوم یہ کہ مرزا صاحب کا جنازہ لاہور سے قادیان لائے تو کچھ سفر ریل میں طے ہوا۔ گویا بیضہ کے مرض میں ریل کے سفر کی اجازت کیے مل سکتی تھی۔ لیکن ان عذرات کی حقیقت بخوبی ظاہر ہے یہ بیمار دارو اکثر اور طیب کون تھے۔ خود مرزا صاحب کے مرید اور معتقد جو کسی طرح مرزا صاحب سے بیضہ منسوب کرنا گوارہ نہیں کر سکتے۔ لہذا گول بات کہدی کہ اسہال سے موت واقع ہوئی۔ حالانکہ اسہال تمام عمر آئے۔ اسہال میں تمام کام انجام پائے گویا اسہال طبیعت ثانی بن چکے تھے پھر یہ کس قسم کے اسہال تھے کہ یکایک اچھی صحت میں شروع ہوئے۔ ان کے ساتھ نے بھی آئی اور آنا قانا کام تمام ہو گیا و طویل میں جنازہ لے جانے کا معاملہ ایک جماعت کا مذہبی پیشوا جو ذی اثر اور ذی استطاعت ہو جو خصوصیت سے حکومت کا مؤید اور مداح رہا ہو۔ حکومت سے روابط رکھتا ہو۔ اگر کسی قریب مقام تک اس کا جنازہ ریل میں لے جانے کی اجازت مل جائے۔ اور روک ٹوک نہ ہو تو کون بڑی بات ہے اور ایسی رعایت میں کیا مبالغہ ہے۔

خود مرزا صاحب کی وفات تو واقع ہوئی۔ اس کے سوا قادیانی اکابر اور مخلصین جو مرزا صاحب کے بڑے بڑے صحابہ شمار ہوتے تھے۔ مثلاً مولوی عبدالکرم صاحب، حکیم نور الدین صاحب، میاں عبدالغفور صاحب، یہ بھی جن حالات میں اور جن امراض میں فوت ہوئے، وہ خالی از جہت نہیں۔

قادیانی صاحبان کا یہ قدیم مسلک ہے کہ کوئی مسلمان جو ان کی آنکھ میں کھینکتا ہو۔ اگر اس کو کوئی معمولی حادثہ بھی پیش آجائے تو اس کو بڑا چڑھا کر مستہیر کرتے ہیں اور خرمیاں مناتے ہیں کہ اس کو آسمانی نصرت حاصل ہوئی۔ چنانچہ اس ذہنیت کا اکثر مظاہرہ ہوتا رہتا ہے، جو ہمیشہ منہ مکہ خیر ہوتا ہے۔ قادیانی صاحبان جو مسلمانوں کو بہت عبرت دلانا چاہتے ہیں، کبھی تو انصاف سے دل میں سوچیں کہ غردان کو عبرت حاصل کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے اور کس درجہ عبرت آموز واقعات ان کو پیش آچکے ہیں اور پیش آرہے ہیں ورنہ ظہر ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

(پروفیسر ایلاس برنی)







انما فتح الدين  
للمسلمين

بفتح الدين

معاذات



سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس  
 خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے ستیار  
 پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں  
 نے جدتِ گفتار ہے، نے جدتِ کردار  
 ہیں اہل سیاست کے وہی کمنہ خم و پیچ  
 شاعر اسی افلاسِ تخیل میں گرفتار  
 دُنیا کو ہے اس ہمدیٰ برحق کی ضرورت  
 ہو جس کی نگہ زلزلہء عالم افکار

○  
 ہمدیٰ  
 برحق  
 ○

تُو نے پوچھی ہے امانت کی حقیقت مجھ سے  
 حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے  
 ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق  
 جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے  
 موت کے آٹنے میں تجھ کو دکھا کر رُخ دوست  
 زندگی تیرے لیے اور بھی دُشوار کرے  
 دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے  
 فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے  
 فتنہ ملتِ بیضا ہے امانت اس کی  
 جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے

○  
 امانت  
 ○

# زمین کی حسرت زر کی محبت زن کی قیامت

عالمی کتب  
انتشار خاص

**دہلی کی شادی** | ستا تیسواں نشان (نبوت) یہ پیش گوئی ہے کہ میری اس شادی کے بائے میں جو دہلی میں ہوتی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ الحمد للہ الذی جعل لکم العسر والنسب — یعنی اس خدا کی تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہارے نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لیے ایک پیش گوئی تھی جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کے لیے اس بوجھ کا تحمل ہو سکوں گا تو میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی بھر میں طاقت نہیں تب یہ الہام ہوا کہ ے

ہرچہ باندہ لرعو سی راہم سامان کنم و آنچه در کار شما باشد عطاے آن کنم  
یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لیے درکار ہو گا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا شادی کے لیے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا ان ضروری اخراجات کے لیے منشی عبدالحق صاحب اکوٹنٹ لاہوری نے پانچ سو روپیہ مجھے قرض دیا اور ایک صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلاں نور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ بطور قرض دیا۔

اس وقت منشی عبدالحق صاحب اکوٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا بے جہانہ کا ہستی کو پسندے دروازہ پر باندھنا میں نے ان کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا اگلنا نے خود وہ دھڑا دھڑا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا اور زیادہ زمانہ تھا کہ باعث فقر و وجود معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا اور اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اس کے کئی غریب سادہ رویش

اس نگرخانہ میں روٹی کھاتے ہیں اور یہ پیش گوئی لالہ شریعت آریہ اور ملا وائل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت شائع تھی۔ اور شیخ حامد علی اور چند اور اوقف کاروں کو اس سے اطلاع دی گئی تھی۔ اور منشی عبدالحی کو کنسٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں مگر میں امید نہیں رکھتا کہ وہ اس سچی شہادت کا انکشاف کریں۔  
(حقیقت الہی ص ۲۳۵ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**املاک آمدنی اور خرچ** | اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہوتا تو میں اپنی کل املاک منقولہ جو دس ہزار روپے کی قیمت سے کم نہیں ہوگی ایسا توں کر دے گا۔

(اشہار مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم ص ۱۲۴ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)  
مرزا غلام احمد پر امالی سات ہزار دو سو روپے اس کی سالانہ آمدنی قرار دے کر ایک سو ستاسی روپے آٹھ آنہ انکم ٹیکس قرار دیا گیا۔ اس کی قدر داری پر اس کا بیان خاص موقع قادیان میں جبکہ کترین متفریب دورہ اس طرف گیا تھا اور تیرہ کس گواہان کی شہادت قلمبند کی گئی۔ مرزا غلام احمد نے اپنے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری زمین اور باغ کی آمدنی ہے۔ تعلقہ داری کی سالانہ تخمیناً بیاسی روپے دس آنے کی زمین کی تخمیناً تین سو روپے سالانہ کی اور باغ کی سالانہ دو سو تین سو روپے چار سو روپے اور حد درجہ باغ سو روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تقریباً پانچ ہزار دو سو روپے سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچائے ورنہ اوسط سالانہ آمدنی تقریباً چار ہزار دو سو روپے کی ہوتی ہے۔ وہ پانچ تہوں میں جن کا ذکر اوپر کیا گیا خرچ ہوتی ہے اور اس کے ذاتی خرچ میں نہیں آتی اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے۔ صرف یادداشت سے تخمیناً لکھوایا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ کے لیے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لائے۔

(رپورٹ تلخ الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ ضلع گورداسپور مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۹۸ء بمقتدہ مندرجہ داری ٹیکس نمبر ۱۴۴ مندرجہ ضرورۃ الامام مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مہدی مسعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنی زندگی میں اپنے اہل و عیال اور آقارب کو اسی آمدنی سے خرچ دیتے تھے جو جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہوتی تھی یا کسی اور سبیل سے یہ بات ہر ایک فرد جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام (مرزا صاحب) اسی آمد سے خرچ دیا کرتے تھے پس آپ کے بعد انجمن (احمدیہ قادیان) کا یہ فرض ہے کہ ان کو اسی آمدنی سے اسی انداز پر دیں جس طرح حضرت مسیح موعود دیتے تھے کیونکہ انجمن مسیح موعود سے بڑھ کر امین نہیں ہو سکتی۔

(انظار حقیقت ص ۱۳ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۳ء جس کو قادیانیوں کی انجمن انصار اللہ قادیان نے شائع کیا)

**ٹپ ٹپچی** | نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی نگرخانہ کے مصارف میں بہت قلت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم اس لیے دعا کی گئی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹپچی۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت آئے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی بعد اس کے خدا نے تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ

سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوتیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کتنی ہزار روپیہ آگیا۔ چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کے لیے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹری ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے آخر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

(حقیقت الوحی ص ۳۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**رانی درشنی** | اس عاجز کو بھی اس بات کا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض اوقات خواب یا کشف میں روحانی امور جسمانی شکل پر متشکل ہو کر مثل انسان نظر آ جاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میرے والد صاحب غفر اللہ جو ایک معزز رئیس اور اپنی فراع میں عزت کے ساتھ مشہور تھے انتقال کر گئے تو ان کے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک نہایت خوب صورت عورت خواب میں میں نے دیکھی جس کا حلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارت سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اوروجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لیے رو گئی۔

انہی دنوں میں نے ایک نہایت خوبصورت مرد دیکھا اور میں نے اس سے کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت ہو۔ اس نے اشارہ سے میرے پر غماز کیا کہ میں تیرا تخت بیدار ہوں۔ اور میرے اس سوال کے جواب میں کہ تو عجیب خوبصورت آدمی ہے۔ اس نے یہ جواب دیا کہ میں درشنی آدمی ہوں۔

(حیات النبی جلد اول ص ۱۰۹، مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

**منی آرڈر کی وحی** | ایک دفع صبح کے وقت وحی الہی سے میری زبان پر جاری ہو آ عبد اللہ خاں ڈیرہ اسماعیل خیل اور تقسیم ہوتی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں.... اس الہام کا ذکر کیا میں نے بیان کیا کہ اگر آج روپیہ نہ آیا تو میں حق پر نہیں۔ ان میں سے ایک ہندویشن داس قوم کا رہن جو آج کل ایک جگہ کا بٹواری ہے بول اٹھا کہ میں اس کا امتحان کروں گا اور میں ڈاک خانہ میں جاؤں گا۔ ان دنوں بھی قادیان میں ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی۔ وہ اسی وقت ڈاک خانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ دراصل عبد اللہ خاں نامی شخص نے جو ڈیرہ اسماعیل خاں میں اکثر اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔

(حقیقت الوحی ص ۲۹۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

عزیزی اغویم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج ڈاک میں مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ آپ کے مجھ کو مل گئے جو اکمل اللہ خیرا۔ عجب اتفاق ہے کہ مجھ کو آج کل اشد ضرورت تھی۔ آج ۴ نومبر ۱۸۹۱ء میں خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک شخص روپیہ بھیجتا ہے اگر ایک شخص کے بجائے رشید صاحب ہی کو خواب میں دکھلایا جاتا تو خواب اور بھی کرامت بن جاتا۔ بہر حال روپیہ دیکھ لیا اور یہی کافی ہے اور شاید دین میں بھی یہ خیال دل میں آتا ہو کہ کاش کہیں سے روپیہ آجاتا۔ تاہم مرزا قادیانی صاحب کے ایسے خواب بھی ان کی نزوت کے ہزار ہا نشانوں میں شامل رہتے ہیں۔ مطلقاً برنی میں بہت خوش ہوا اور یقین رکھتا تھا کہ آج پچاس روپیہ آئے گا۔ چنانچہ آج ہی چار نومبر ۱۸۹۱ء کو آپ کا پچاس روپیہ آگیا۔ فالجہ اللہ جزاکم اللہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روپیہ بھیجا درگاہ الہی میں قبول ہے۔ چنانچہ آج جو جمعہ کا روز ہے میں نے آپ کے لیے درگاہ الہی میں نماز جمعہ میں دُعا کی امید کہ انشاء اللہ ہر کس دفعہ کروں گا۔ مجھے آپ سے دل محبت ہے۔

اب دل بہت چاہتا ہے کہ آپ نزدیک آجائیں۔ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کرنے باقی خیریت ہے والسلام۔  
خاکسار غلام احمد عفی عنہم نومبر ۲۱۸۹ء بروز جمعہ

(مرزا قادیانی صاحب مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۰ جلد ۲۲ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء)

**ایک روپے کی شیرینی**  
خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست ویک روپیہ آئے دالے میں چنانچہ یہ الہام بھی ان ہی آریوں کو بتلایا گیا جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوتی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز دیر ستر گھنٹہ نامی ایک بیمار نے اگر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی میں روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آتیں گے چنانچہ ڈاک خانہ میں اپنا ایک مہندہ بھیجا گیا۔ وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے۔

اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوتی کیونکہ میں آریوں کو اس پیشگوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکس روپیہ آتیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کو کیا ان نہیں پرست سکتا کیونکہ اس کی خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں، زیادہ روپیہ سے قطعاً فوہدی ہو گئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو اطلاع دی گئی تھی دل میں بہت عوٹ ہوئے ہیں کہ آج میں تکلیف کا موقع مل گیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا کہ بست ویک آئے ہیں۔ اس میں شک نہیں میں آریوں کو یہ الہام سنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا۔ کیونکہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹ ماسٹر تھا غلطانہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں۔ بعد اس کے اتفاقاً ایک آریہ ان آریوں میں سے ڈاک خانہ گیا اور اس کو ڈاک منشی نے اس کے استفسار سے یا خود بخود کہا۔ دراصل میں روپیہ آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ پانچ روپیہ آئے ہیں اور ساتھ اس کے منشی اعلیٰ بخش صاحب کو ٹنٹے کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۶ء کو پہنچا جس دن یہ الہام ہوا پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لیے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لیے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

(حقیقت الہی ص ۵۵ مستفہم از غلام احمد قادیانی صاحب)

**نام کے دام**  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عرب سولی یہاں آیا۔ آپ نے اسے ایک محفل رقم دے دی بعض نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا یہ جہاں بھی جاتے گا ہمارا ذکر کرے گا۔ خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لیے ہی کرے مگر دوردراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ ص ۱۳۶ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۵ء قادیانی لاہوری)

**پچاس ہزار خواب و الہام**  
یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں، ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے۔ اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

(حقیقت الہی ص ۳۳ مستفہم از غلام احمد قادیانی صاحب)

**ٹیکس کا مقدمہ**  
تیسواں نشان (نبوت) جس کے مقدم میں پیش گوئی ہے جو بعض مشرک لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ غمخیز کی تھی کہ ہزار ہا روپیہ کی ان کو آمدنی ہے ٹیکس لگانا

چاہتے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اس میں وہ لوگ نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا (غلباً مرزا صاحب ٹیکس سے بچ گئے۔ موقوف)

(حقیقۃ الہی ص ۲۱۶، مصنف، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**تلی ہوئی مچھلی** | توڑے وال نشان (نبوت) ایک قانونی ڈاک کی غلاف و درزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جس کی سزا پانچ سو روپے جرمانہ با پچھ ماہ کی قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوئی تھی۔ تب بعد عدالت نے عدالت تعالیٰ نے خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائے گا۔

اس مقدمہ کا فیصلہ ایک جیسائی رلیا نام کا تھا جو امرتسر میں وکیل تھا اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور میں نے اس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اس کی طرف واپس بھیج دیا۔ چونکہ وہ وکیل تھا اس لیے میرے مقدمہ کی نظر کر لیا اس کے لیے کارآمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہو گیا۔ (حقیقۃ الہی ص ۲۳۵، مصنف، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**ہاتھی کے سر پر تیل** | ایک دوست نے آپ کے رو برو اپنا ایک خواب سنایا کہ اس نے رات کو خواب میں ہاتھی دیکھا تھا اور یہ کہ حضرت (مرزا صاحب) اس کے سر پر تیل لگا رہے ہیں حضرت مسیح موعود نے اس کی تعبیر فرمائی کہ رات کے وقت خواب میں ہاتھی دیکھنا عمدہ ہوتا ہے اور تیل لگانا چونکہ زینت کا کام ہے اس لیے یہ بھی اچھا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۴۵، مرتبہ: محمد منظور الہی صاحب قادیانی لاہوری)

**گھر کی بات** | میرے مکان کے کچن دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور یہ باعث تلی مکان تو وسیع مکان کی ضرورت تھی۔ ایک دفعہ مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا جو اس زمین پر ایک بڑا چوترا ہے اور مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ اس جگہ ایک لباد والا بن جلے گا اور مجھے دکھلایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت بننے کے لیے ڈمکی ہے اور مغربی حصہ کی زمین اتنا دہ نے آمین کہی ہے چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صد ہا آدمیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے بدلے حصہ میں آگئے اور ان کے بعض حصوں میں مکانات ہمارے لیے بناتے گئے حالانکہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئے گا۔

(حقیقۃ الہی ص ۳۷۹، مصنف، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**ریل کا سفر** | اوائل میں حضرت مرزا صاحب انٹرکلاس میں سفر کیا کرتے تھے اور اگر حضرت بیوی صاحبہ ساتھ ہوتی تھیں تو ان کو اور دیگر مسنورات کو زنانہ حقہ ڈکلاس میں بٹھادیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کا یہ طریق تھا کہ زنانہ سواروں کو خود ساتھ جا کر اپنے سامنے زنانہ گاڑی میں بٹھاتے تھے اور پھر اس کے بعد خود اپنی گاڑی میں اپنے خدام کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے اور آخری سالوں میں حضور عموماً ایک سالم سیکٹ کلاس کرہ اپنے لیے ریزرو کر لیا کرتے تھے اور اسی میں حضرت بری صاحبہ اور بچوں کے ساتھ سفر فرماتے تھے اور حضور کے اصحاب دوسری گاڑی میں بیٹھتے تھے مگر مختلف ایشینوں پر آ کر کہ وہ حضور سے ملتے رہتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۷۱، مصنف، صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

**ریل کا الہام** | ایک دفعہ ہم ریل پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے کہ الہام ہوا۔ نصف تر نصف عمالقہ را۔ اور بعض کے ساتھ یہ تفہیم ہوتی کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکا۔ میں سے ایک

عورت بختی، مرجاتے گی اور اس کی زمین نصف ہمیں اور نصف دیگر شرکاء کو مل جلتے گی۔ یہ الہام ان دوستوں کو جو اس وقت ہمارے ساتھ تھے، سنا دیا گیا تھا چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکورہ بختی اور اس کی نصف زمین ہمیں اور نصف بعض دیگر شرکاء کو مل گئی۔

(نزول الملک ص ۲۱۳، حاشیہ مصنف، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والدین جاہد و فیئنا سجد منہم سبنا۔ مروی محبوب علی صاحب اس سے کثیرہ ہوجایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۵۳، مصنف، صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے میان عبداللہ سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لیں حضور نے فرمایا پیر کا کام جنگی کا سا کام ہے۔ اے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۸۲، مصنف، صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

لوگ ایک عرصہ سے آپ کو بیعت لینے کے لیے موصول کر رہے تھے آپ نے ہمیشہ ایسے طالبین کو یہ کہا کہ میں اس عرض کے لیے ابھی مامور نہیں ہوں اور اگر جب خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کو بیعت لینے کے لیے مامور فرمایا تو آپ نے بیعت کے لیے اعلان کر دیا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم حاشیہ ص ۵، مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

میر غایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی۔ ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا "بیعت ثوبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت اور نام مع ولایت و سکونت لکھے جاتے تھے۔ اولیٰ مرتبہ حضرت مولوی نور الدین صاحب بیعت میں داخل ہوتے، دوم میر عباس علی صاحب ان کے بعد شایہ فلکسار (میر غایت علی صاحب) ہی سوئم نمبر پر جاتا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لیے بھیج دیا کہ ان کو بلا لاؤ عرض ہمارا دونوں کے آنے سے سات آدمی بیعت میں داخل ہو گئے ان کے بعد قبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوتے اور نمبر ۹ میں خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں چنانچہ میں نے جو دھری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہو گئے اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لیے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کر لیا جاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸، مصنف، صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

ڈاکٹر تید عبداللہ شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۹ء میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو حضور نے..... مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعوے کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا لیکن اگر بیعت نہ کی جاوے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ بیعت سنتِ انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں۔

نیز مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب نے بیعت کے فوائد



پزلقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ فائدہ بیعت کا کوئی کم ہے کہ انسان کے پہلے سائے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۹۵ مصنف، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے قادیان آیا تو اس وقت نماز ظہر کے قریب کا وقت تھا اور میں مہمان خانہ میں وضو کر کے مسجد مبارک میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے اور حضور کے بہت سے احباب حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی مجلس کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔ جب حوالہ جات کے متعلق گفتگو بند ہوتی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آگے بڑھے لگا۔ جس پر سید احمد انور صاحب کابل نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے، اسے رستہ دے دیا جلتے۔ میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں تو اور کیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۹۹ مصنف، ساجدہ بشر احمد صاحب قادیانی)

۱۲ ستمبر ۱۹۰۹ء مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسٹرکٹ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی اگر کسی بزرگ سے کسی ہودہ قائم رہتی ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا: جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت تو بہرے پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کسی کامرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ ایسے حقائق و معارف ظاہر نہ کرے گا، جو خداوند تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے۔

(روایت مندرجہ اخبار الکلم قادیان جلد ۶ نمبر ۳ منقول از منظور ابی ص ۳۲۹ متولد منظور ابی صاحب قادیانی لاہوری)

خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا۔ چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ انخاص نے میری بیعت کی۔

**قادیانی مبلغے**

(رسالہ تحفۃ اللہ ص ۵۵ مصنف، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں دمرزا غلام احمد قادیانی اہل قادیانی اہل قادیانی کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ پچھلے دل سے پرے پر ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے کہ ان کے گریبان تو بھرتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۴۲ مصنف، ساجدہ بشر احمد صاحب قادیانی)

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کسی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے، نصیحت کرتا ہوں۔

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲ مئی ۱۹۰۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۱۲۲ متولد میر تھامس علی صاحب قادیانی)

ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھ کو کمزور و کمزور کیا چنانچہ ہزارا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں۔

(متممہ حقیقتہ الوحی ص ۱۱ مصنف، مرزا غلام احمد قادیانی)

۲۰ مئی ۱۹۰۹ء کے بدرجلد نمبر ۳ میں ایک ایڈیٹوریل بعنوان "یادایام سلف نے ہاتھ کیا تڑپا دیا" چھپا ہے اس کے

آخر میں یہ دستور ہیں۔

” (اے مسیح موجود) تیری ہمت تیرا استقلال تیرا حزم اس سے ظاہر ہے کہ اور نبیوں کے لیے تو صرف یہ بات منانے کی ہوتی تھی کہ میں نبی ہوں۔ مگر تیرے لیے وہ شکلیں تھیں، اول یہ کہ کوئی نبی آسکتا ہے۔ دوم یہ کہ میں نبی ہوں۔ آخر تو نے چار لاکھ انبیاؤں کے جزو ایمان میں یہ بات داخل کر دی۔“

(اخبار افضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۲۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

جماعت کی تعداد اندازاً بتا سکتا ہوں چار پانچ لاکھ کی جماعت ہے غیر مبالغین (لاہوری جماعت) کے ساتھ ایک ہزار آدمی ہو گا۔

(میل محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سببج عدالت گورداسپور)

مندرجہ اخبار افضل قادیان مورخہ ۲۶ جون ۱۹۳۶ء جلد ۹ نمبر ۱۶)

ہم چار لاکھ احمدی صفاتے قلب کے ساتھ آپ (ہندوؤں) کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو تیار ہیں مگر آپ بشرائط مندرجہ ”پیغام“ پر کار بند ہونے کو تیار ہیں۔

(خواجہ کمال الدین صاحب کا اعلان مورخہ ۵ جون ۱۹۰۸ء مندرجہ پیغام صلح حصہ ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) خواجہ حسن نظامی صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں محمود احمد خلیفہ قادیان صاحب میں ہزار مریدین کی فہرست بھی نہیں دے سکتا، کیونکہ خواجہ صاحب کے نزدیک کل ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ نہیں ہے معلوم نہیں خواجہ صاحب کو ایسے کون سے تقینی وجوہ ہاتھ آگئے ہیں کہ انہوں نے چار پانچ لاکھ کی جماعت کو اٹھارہ ہزار کی جماعت کہہ دیا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ میں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ کے امام ہیں قطعاً بے بنیاد ہے۔ ہم تو صرف یہیں دیکھیں گے کہ میں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ کی جماعت کے امام ہیں یا یہ کہ ۹۵ فی صدی جماعت میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یا ان کا یہ بیان کہ اس حصہ جماعت کی تعداد جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی کل دو فی صدی کہاں تک صحیح ہے یا کون سی بات ان میں سے سچی ہے اور کون سی جھوٹی۔۔۔ کیونکہ میں صاحب اور ان کے مریدین آئے دن یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) جماعت احمدیہ کے کسی بھی حصہ کی قائم مقام نہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ نمبر ۵۹ مورخہ ۶ فروری ۱۹۱۸ء)

مقدمہ اخبار مباہلہ میں قادیانی گواہوں نے قادیانیوں کی تعداد دس لاکھ بیان کی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں کوکب ڈری کے قادیانی مولف کے قول کے مطابق بیس لاکھ قادیانی دنیا میں موجود تھے۔ ستمبر ۱۹۳۲ء میں بھیرہ (پنجاب) کے مناظرہ میں مولوی مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان نے قادیانیوں کی تعداد پچاس لاکھ بیان کی۔ حل ہی میں عبدالرحیم درو قادیانی مبلغ نے انگلستان میں مشرقی کے سامنے بیان کیا تھا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں غالب اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ پنجاب میں قریباً ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں اس حساب سے بقول عبدالرحیم صاحب گویا ۵۷ لاکھ سے بھی زیادہ قادیانی پنجاب میں موجود ہیں۔ (رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) جلد ۵ نمبر ۱)

لیکن سرکاری مردم شماری کا غلط اہلکار کے سراسر ا بھانڈا چھوٹ گیا اور بالآخر لاچار ہو کر میں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو اصلی تعداد تسلیم کرنی پڑی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

جس وقت ہماری تعداد آج کی تعداد سے بہت کم یعنی سرکاری مردم شماری کی رُو سے اٹھارہ سو تھی اس وقت اخبار بدر کے خریداروں کی تعداد (۱۴۰۰) تھی۔ اس وقت سرکاری مردم شماری ۵۶ ہزار ہے اور اگر پہلی نسبت کا لحاظ رکھا جائے تو ہمارے اخبار کے صرف پنجاب میں ۳۰۰ سے زائد خریدار ہونے چاہئیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۶ - ۵ اگست ۱۹۳۴ء)  
 ہماری جماعت مردم شماری کی رُو سے پنجاب میں ۵۶ ہزار ہے۔ گو یہ بالکل غلط ہے (بے شک غلط ہے۔ سرکاری رپورٹ  
 ۱۹۳۱ء میں مجموعی تعداد ۵۵ ہزار درج ہے جس میں لاہوری جماعت کے کئی ہزار لوگ بھی شامل ہیں۔ اس طرح میاں محمود  
 صاحب کی جماعت کی تعداد پچاس ہزار بھی نہیں رہتی۔ مکتوف)..... مگر فرض کر لو کہ یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو  
 کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار فرد رہتے ہیں تب بھی یہ پچھتر چھتر ہزار آدمی بن جاتے ہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۵ - ۱۵ دسمبر ۱۹۳۴ء)  
 اگر پچاس سال کی سعی اور تبلیغ کے بعد تمام ہندوستان میں خود خلیفہ صاحب قادیان کے حساب سے قادیانیوں کی نفی  
 تعداد زیادہ سے زیادہ پچھتر ہزار قرار پاتی ہے۔ کیا مضائقہ ہے پچھتر لاکھ اور پچھتر ہزار میں صرف دو لفظوں کا فرق ہے۔ کچھ  
 زیادہ فرق نہیں ہے۔ خود مرزا صاحب بھی ایسے فرق کو فرق نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ حقہ پنجم کے دیباچہ میں  
 فرماتے ہیں کہ پہلے پچاس حصے کھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور جو کہ پچاس اور پانچ کے عدد میں  
 صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لیے پانچ حصوں سے وعدہ پورا ہو گیا۔ حساب کا گنسا سچا اصول ہے۔ مکتوف)

**مرزا صاحب کے مرید**  
 اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت مجددہ دار ہیں جو ڈپٹی کلکٹر اور  
 اکثر اسسٹنٹ اور تحصیل دار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ ایسا ہی پنجاب  
 اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف۔ اے۔ بی۔ اے اور ایم اے اور بڑے بڑے تاجر اس  
 جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے، یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار  
 انگریزی کی طرف سے مامور تھے، یا رئیس اور جاگیردار اور تعلقدار اور نوابوں کی اولاد تھے اور یا ہندوستان کے قطبوں  
 اور حوزوں کی نسل تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب سمجھتے تھے، وہ لوگ اس جماعت  
 میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔

(کتاب البریہ ص ۱۷۱ حاشیہ مصنف، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ عمن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی  
 جلتے اور سچی شکر گزاری کی جلتے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر  
 عملدرآمد کرنے کے لیے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر  
 مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب  
 کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت  
 کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا سقم قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزار ہا روپے کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور  
 پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑے گا۔ بالخصوص  
 وہ جماعت جو میرے ساتھ قطعی بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی حلقہ اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن  
 گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کی نظر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لیے ایک  
 وفادار فرنس ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

(مختصر قصیدہ ص ۱۷۱ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**فرمان واجب الاداعان**  
 اشتہار کرتی معمولی تحریر نہیں تھی، بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں،  
 آخری فیصلہ کرتا ہوں مجھے خدا نے بتلایا ہے، میرا ان ہی سے پیوند ہے یعنی

ہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں عوامانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتر ہے ایسے ہیں کہ گویا خدا تے تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر شخص کو چاہیے کہ اس نئے انتظام کے بدلتے سرے سے جہد کہ کسی اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک غرض حق کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے لیے جواب کا انتظار کیا جاتے گا۔ وہ کیا ماہواری چندہ اس سلسلہ کا امداد کے لیے قبول کر لے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہیں آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا ہد کر کے تین ماہ چندے کے پھینچنے سے لاپرواہی کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا۔ اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصاریں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ اسلام ملی من اتباع احمدی۔

مشہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان (روح المہدی ص ۱۷۸) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر چندہ گورڈا سپور میں مقدمہ میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں لنگر خاد دو دیگر ہو گئے۔ ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورڈا سپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے لہذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔

(تقریر سالانہ جلسہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان)  
مورخہ ۱۹۲۷ء ص ۵۵ جلد ۱۴

**فتوے** بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتوے دریافت کیا کہ میری ایک سہن کبھی تھی اس نے اس حالت میں بہت روپیہ کیا پھر وہ مر گئی اور مجھے اس کا ترک ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے اور اسلام کی خدمت خود مرزا صاحب کے سپرد تھی۔ ان سے زیادہ اس مال کا متقی اور کوئی ہو سکتا تھا۔ مملو تفت۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۳۳، مصنف، صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)  
چندے کا مطالبہ قوم کو چاہیے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاتے مالی طور پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ چندہ کے بغیر نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کیے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیں تو بھی بہت کچھ ہو سکتا تھا۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔  
(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ بدر مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۳ء اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ء مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۰۳ء)

## فتوحات

میں تھا غریب و بیکس و گناہ و بے ہنر  
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر  
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی  
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی  
اب دیکھتے ہو کیسے رجوع جہاں ہوا  
اک مرجع خاص یہی قادیان ہوا!

۵ درجن اردو ص ۵۹ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور میری نوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گناہم انسان تھا جو قادیان جیسے دیران گاقوں میں زاویہ گنگامی میں پڑا ہوا تھا پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر نعمات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیے ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو فریبوں کو خاک سے اٹھاتا ہے اور شکر ووں کو خاک میں ملاتا ہے، اس نے میری دست گیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ اچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو۔ اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو میں برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو۔ تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے۔ حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزار ہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں۔ اور نیز ایسی آمدنی جو لغافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

(حقیقتہً ۱۲۱۱ھ ۱۸۹۶ء، مصنف، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تیسری پیشگوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے۔ سو اس کثرت سے آئے کہ اگر ہر روزہ آمدن اور خاص وقتوں کے جمعوں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک اس کی تعداد پہنچتی ہے۔ اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کیے جائیں تو شاید اندازہ کروڑ تک پہنچ جاتے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۱۰ء، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب نے ۱۸۸۰ء سے علمی اور مذہبی زندگی شروع کی جبکہ براہین احمد کا یہ اعلان کیا اور ۱۹۰۸ء میں امتحان ہو گیا مکمل (۲۷) سال یہ مسئلہ رہا۔ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی تحریک نے تدریج ترقی شروع کی۔ ابتداء میں چند سال کام بلکار یا بعد کو فروغ ہوا۔

تاہم اگر کل ۲۷ سال مساوی مان لیے جائیں تو بھی مرزا صاحب کے بیان کے مطابق خطوں اور مہانوں کا دروازہ وسط بلاناغہ ایک ہزار پڑتا ہے اور اگر حسب واقعہ سال غیر مساوی مانے جائیں تو آخری سالوں کا دروازہ وسط کئی ہزار پڑتا جاتے۔ خوب حساب ہے بلکہ کوف۔

محبوب رنگ مکتبی اعوام حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب اللہ رکھا سلا۔

**تحصیل تشریف**  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کل کی ڈاک میں بذریعہ تار مبلغ پانچ سو روپے مسئلہ اک کرم مجھ کو پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان الہی خدمات کا دونوں جہاں وہ اجر بخشے جو اپنے غلصہ اور وفادار بندوں کو بخشا ہے۔ آمین ثم آمین۔ یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ مجھ کو آپ کے روپیہ سے اس قدر دینی کام میں مدد پہنچ رہی ہے کہ اس کی نظر میرے پاس بہت ہی کم ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے جا رہا ہوں کہ آپ کی ان خدمات کا وہ یہ رحمت پاداش بخشے کہ تمام حاجات دارین پر محیط ہو اور اپنی محنت میں ترقیات عطا فرمائے۔ محض اللہ کے لیے اس پر آشوب زمانہ میں جو دل سخت ہو رہے ہیں، آگے سے آگے بڑھنا کچھ تھوڑی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ یہ آپ ایک بڑے ثواب کا حصہ پانے والے ہیں۔ کچھ تھوڑے دن بچتے کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں۔ ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ راتے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے نے ہماری حاجات، کے لیے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا مافی رسل الیکم ہدیۃ کہ میں تمہاری طرف مدد بھیجتا ہوں اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہ ہی تعبیر ہے کہ ہمارے غلصہ دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متشکل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے اب وہ میں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکھ لیا۔ چنانچہ کل اس کی

تصدیق ہو گئی۔ الحمد للہ یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور الہام سے تصدیق فرمائی .... والسلام  
خاکسار مرزا غلام احمد - ۶ مارچ ۱۸۹۵ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۵۷ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)  
مخدومی مری انجیم سیٹھ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ اُس عجب مجھ کو پہنچا۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اُس روپیہ کے پہنچنے سے جتنا اُسات گھنے پہلے مجھ کو خدا سے عزوجل نے اس کی اطلاع دی۔ سو آپ کی خدمت کے لیے یہ اجر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہے۔ اس کی رضا کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہو جاتے تو مجھ کو پرواہ نہیں۔ یہ کشف اور الہام آپ ہی کے بارے میں مجھ کو دودفعہ ہوا ہے۔ فالحمد للہ .... والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲ اکتوبر ۱۸۹۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۵۷ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مری انجیم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عیانیت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے لکھا ہے آپ کے صدق و اخلاص پر قری نشانی ہے۔ میں نے جو خط لکھا تھا اُس کے کھنے کے لیے یہ تحریر یک پدا ہوئی تھی جو چند ہفتے ہوتے ہیں مجھے الہام ہوا تھا۔ ختم لہ دفعہ البلا من مالہ ذفنا اس میں تفہیم یہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت ساعدہ اپنے مال میں سے بطور نذرانہ بھراتے گا۔ میں نے اس الہام کو اپنی کتاب میں لکھ لیا تھا بلکہ اپنے گھر کے قریب دیوار پر مسجد کی نہایت خوشخطیہ الہام لکھ کر جہاں کر دیا۔ اس الہام میں نہ کسی مدت کا ذکر ہے کہ کب ہو گا اور نہ کسی انسان کا ذکر ہے کہ کس شخص کو ایسی کامیابی ہوگی یا ایسی مسرت ظہور میں آئے گی۔ لیکن چونکہ میرا دل اُس کرم کی کامیابی کی طرف لگا ہوا ہے۔ اس لیے طبیعت نے یہی چاہا کہ کسی وقت اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خدا تعالیٰ ایسا کرے۔ کیا اللہ جل شانہ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ روپیہ کچھ بڑی بات ہے۔

دعاؤں میں اصرار ہوتا ہے میں مگر مبر سے ان کا ظہور ضرور ہوتا ہے۔ .... میں آپ کے شدت اخلاص کی وجہ سے اس میں لگا ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کی زندہ دعا آپ کے حق میں ہو جائے اور جس طرح سے شکاری ایک دم سے دام اٹھاتا ہے اور دوسری جگہ بچھا تہے تاکہ کسی طرح شکار مارنے میں کامیاب ہو جائے، اسی طرح میں ہر طرح سے دعائیں روحانی جیلوں کو استعمال میں لاتا ہوں۔ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ یہ الموفق اس بات کو اسی قادر کے فضل و کرم اور توفیق سے دکھلاؤں گا کہ زندہ دعا اس کو کہتے ہیں باقی خیر مست ہے والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد حنفی حنہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۸ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۵۷ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مری انجیم سیٹھ صاحب سلمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ سو روپیہ مرسلہ اُس کرم نذر لیم ڈاک مجھ کو ملا۔ میں آپ کے اس صدق و اخلاص سے نہایت امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ مجھے آپ کے روپیہ سے اپنے کاروبار میں اس قدر مدد ملتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ یہی علی حالت ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بہت ہی امید دلاتی ہے چونکہ مجھے اپنے سلسلہ میں طبع تک ایسی حالتیں پیش آتی رہتی ہیں اور مجھے اس سے زیادہ دینیائیں کوئی غم نہیں کہ جو میں جو بوجہ میسر آئے مالی سرمایہ کے طبع کتب دینیہ سے مجبور رہ جاؤں۔ اس لیے میں ایک ہی حکمت علی آپ کے متعلق دیکھتا ہوں کہ آپ دل میں ایک نذر مقرر کر چھوڑیں کہ اگر ایک عہدہ کامیابی اور تجارت میں آپ کو میسر آئے تو آپ یک مشت نذر اس کارخانہ کے لیے ارسال فرمادیں۔ کیا تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس صدق و اخلاص

پر نظر کر کے وہ کامیابی آپ کے نصیب کرے کہ جو فوق العادہ ہو اور اس ذریعہ سے اس اپنے سلسلہ کو بھی کافی مدد پہنچ جاوے کہ چونکہ اب یہ سلسلہ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اور شاید یہ کام طبع کتب کا آگے کو بند ہو جائے، آپ کی طرف سے جو مدد آتی ہے وہ نگرخانہ میں خرچ ہو جاتی ہے اور مجھے جس قدر آپ کے کاروبار کے لیے توجہ ہے، ایک دلی خواہش ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ میں پیدا کی ہے اور یہ یقین جانتا ہوں کہ یہ خالی نہیں جاتے گا کیا تعجب کہ اس نیت کے پختہ کرنے پر خدا تعالیٰ فوق العادہ کے طور پر آپ سے کوئی رحمت کا معاملہ کرے میں تو جانتا ہوں آپ نہایت خوش نصیب ہیں آپ کی دنیا بھی ابھی ہے اور آخرت بھی کیونکہ آپ اس طرف دل سے اور پورے اعتقاد سے جھک گئے ہیں۔ سو اگر تمام دنیا کا کاروبار تباہی میں آجاتے تب میں یقین کرتا کہ آپ ضائع کیے جاتیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد تادیانی صاحب)

مخدومی مکرئی انویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
آپ کا عنایت نامہ مع مبلغ ایک سو روپیہ کچ مجھ کو ملا جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ آمین۔ جس قدر یہ عاجز آپ کو تسلی اور اطمینان کے لفظ لکھتا ہے یہ لغو اور بیسودہ نہیں ہے بلکہ بوجہ آپ کے نہایت درجہ کے اخلاص کے اس درجہ پر آپ کے لیے دُعا ظہور میں آتی ہے کہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جاتی گی۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ مبلغ ایک سو روپیہ سیٹھ دالی جی صاحب کی طرف سے بھی پہنچ گیا تھا۔ میری طرف سے دُعا اور شکرانہ کو پہنچا دینا۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۲ نومبر ۱۸۹۸ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۲۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد تادیانی صاحب)

مخدومی مکرئی انویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
عنایت نامہ اُس مکرّم اور نیر مزین مبلغ ایک سو روپیہ مجھ کو پہنچا جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ میں آپ کے لیے دُعا میں مشغول ہوں۔ آپ کا ہر ایک خط جس میں تفرقہ خاطر اور غوغا و خطر کا ذکر ہوتا ہے پہلی دفعہ تو میرے پر ایک دردناک اثر ہوتا ہے مگر پھر بعد اس کے جب اللہ جل شانہ کی طاقت اور قدرت اور اس کے وہ الطاف کو مانتا ہوں جو میرے پر ہیں ملا توقف یاد آجاتی ہیں تو وہ غم و درد ہو کر نہایت یقینی امیدیں دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپ کے لیے میرے دل میں عجب جوش و خروش ظہور اور دُعا ہے۔ اگر حق مصالح جس کا علم بشر کو نہیں ملا توقف کو نہ چاہتیں تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید تھی کہ اس قدر توقف ظہور میں نہ آتا۔ بہر حال میں آپ کی بلاؤں کی دفع کے لیے ایسا کھڑا ہوں جیسا کوئی شخص لڑائی میں کھڑا ہوتا ہے۔ خدا داؤد وقت استقلال اور ثابت قدمی اور صدق و یقین کے ہتھیاروں سے اور عقیدہ تہمت کی پیش قدمی سے اسی میدان میں خدا تعالیٰ سے کامیابی چاہتا ہوں۔۔۔ میں پہلے اس کی اطلاع دے چکا ہوں کہ میرے چڑچڑاہٹ کو جلداری مقدمہ سرکار کی طرف سے دائر ہو گیا ہے۔۔۔ میں نے اول خیال کیا تھا کہ شاید اُس مکرّم کی تحریک سے مدارس میں کسی قدر چندہ بڑھ کر پھر مجھے خیال آتا ہے کہ ہر ایک انسان اس ہمدردی کے لائق نہیں۔ جب تک انسان سلسلے میں داخل ہو کر جائزہ مرید نہ ہو تب تک ایسے واقعات دُوح پر قوی اثر نہیں کرتے۔ دون کا خدا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے باوجود اس تفرقہ کے اور ایسی حالت کے جو قریب قریب تباہی کے ہے آپ کو وہ اخلاص بخشا ہے کہ جو فادار جان شارجوان مرد میں ہوتا ہے میں نے پہلے بھی لکھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ آپ ہر وقت مالی امداد میں مشغول ہیں اس لیے ایسے چندہ سے آپ متعلق ہیں۔ آپ کا بہت سا چندہ پہنچ چکا ہے۔ والسلام۔

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۲۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد تادیانی صاحب)

مخدومی مکرئی انویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا مجھ کو سخت افسوس ہے جس کو میں قبول نہیں سکتا کہ مجھ کو قبل اس حادثہ وفات کے اس کامل دُعا کا موقع نہیں ملا جو اکثر شمشہ قدرت دکھلاتی ہیں۔ میں دُعا تو کرتا رہا مگر وہ اضطراب جو سینہ میں ایک جلن پیدا کرتی ہے اور دل کو بے چین کر دیتی ہے، وہ اس کے لیے کامل طور پر پید نہ ہوتی۔ آپ کے عنایت نامہ جات جو حال میں آتے تھے، فقرہ بھی درج ہوتا رہا کہ آپ کسی قدر آرام ہے اور آخری خط آپ کا جو نہایت اضطراب سے بھرا ہوا تھا، اس نار کے بعد آیا جس میں وفات کی خبر تھی۔ اس خانہ ویرانی سے جو دوبارہ وقوع میں آگئی، رنج اور درد و غم تو بہت ہے، نہ معلوم آپ پر کیا کیا خلق اور رنج گزرا ہو گا لیکن خداوند کریم و رحیم کی اس میں کوئی جبری حکمت ہوگی۔ باقی خیر ہے۔ والسلام

فلکسار مرزا غلام احمد ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۲۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی و مکرئی انویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا موجودہ حالات سے آپ دل گیر نہ ہوں اور کسی گھبراہٹ کو اپنے دل میں آنے میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز غلط نہیں جاتیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے تو میں اس کو ممکن جانتا ہوں، مگر وہ دعائیں جو آپ کے لیے لکھی گئی ہیں، مثلاً والی نہیں۔ ہاں میرے خدا سے کریم و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے، اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بد بخت اور شائبہ کار ہیں وہ بھاگ جاتیں.... میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جاتیں اور وہ جو آپ کے لیے تحم لویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جاتے.... سو غلطہ تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ قوت ایمانی دکھلا دیں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصیاب مصائب ہو کہ سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں

زکا ربستہ مینیش و دل شکستہ مدار کہ چشمہ جواں درون تاریکی است

والسلام۔ مرزا غلام احمد ۲۲، مئی ۱۹۰۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۳۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرئی انویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے گم یا معدوم ہونے کی حالت میں بیشک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر وہ جو بگاڑ تلے ہو ہی بنانے پر قادر ہے۔ پس دنیا میں شکستہ دلوں کے اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لیے ایک ذریعہ ہے کہ اس ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں سخت پر سے خاکِ مذلت میں ڈالتا ہے، ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک غلط میں تخت پر بٹھا دیتا ہے.... اور وہ کریم و رحیم ہے۔ ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں۔ والسلام

فلکسار مرزا غلام احمد ۴ جولائی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۳۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرئی انویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ غم و اندوہ کی کثرت اور بارگراں قرضہ ایسی حالت میں جبکہ انسان اپنی کمزوری اور بے سروسامانی اور عدم موجودگی اسباب کا مطالعہ کر رہا ہو، بہت آزاد رہ چیز ہے لیکن اگر دوسرے پہلو میں کہ خدا داری چہ غم داری سوجا جائے تو ایسے غم کو بہت مجبوریوں کے ساتھ لاحق ہوں۔ تاہم ایک غفلت کا شائبہ ثابت ہوں گے یعنی قادرِ حقیقی



کے عجائب و ندرتوں پر ایمان نہیں ہوتا جو ہونا چاہیے۔ یہ خیال درحقیقت ایک تسلی اور شکر اور ہزار ہا امیدوں کے سلسلہ کا موجب ہے کہ ہمارا خدا قادر و خدا ہے اس کے آگے کوئی بات ان ہوتی نہیں۔ یہ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ محض طفل تسلی کے طور پر دل خوش کن باتیں ہوں..... باقی سب طرح خیریت ہے۔ خدا آپ کا حافظ ہر زیادہ خیریت والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد مہدی عند ۱۳ اگست ۱۹۰۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۳۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرئی انویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ مجھ کو ملا آپ بہت مضبوطی سے اپنی استقامت پر قائم رہیں۔ کیونکہ جو آپ کے لیے کوشش کی گئی ہے وہ خالص نہیں جانے گی۔ ضرور ہے کہ اول یہ ابتلا آتہا تک پہنچ جائے عسکے ساتھ لُسر ہوتی ہے اور غم کے بعد خوشی ایسا نہ ہو کہ آپ بشریت کے وہم سے مغلوب ہو کر سلسلہ امتداد کو ہاتھ سے چھوڑ دیں کہ ایسا کرنا دعا کی برکت کو کم کر دیتا ہے۔ میں بڑی سرگرمی سے آپ کے لیے مشغول ہوں۔ مگر قریباً پندرہ روز سے ریزش کی شدت سے بیمار ہوں اور ضعف بہت ہے اس لیے میں خط لکھنے سے اکثر مجبور و معذور رہتا ہوں۔ اکثر باعث ضعیف میرے دل پر ایسے حوادث کا جو ہم رہتا ہے کہ میں بہت کمزور ہو جاتا ہوں..... خدا آپ کو استقامت بخشے اور آپ کے دل میں صبر ڈالے۔ صبر وہ کیمیائے جس کا سونا بھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ خدا ابتلا کے طور پر آگ میں ڈالنا ہے مگر صابر اور وفادار کو پھر محبت سے پکڑ لیتا ہے اور دوسری حالت اس کی پہلی سے اچھی ہوتی ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد مہدی عند

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۳۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرئی انویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ذمت ہوتی آئی مکرم کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا۔ نہایت تردد اور فکر ہے۔ خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے۔ اس طرف طاعون کا اس قدر تردد ہے کہ نمونہ قیامت ہے مگر کی کے ایام میں بھی زلزلہ جلاتا ہے۔ میں آپ کے لیے برابر دعا کر رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آخر کار یہ پریشانی دور کرے گا۔ مناسب ہے کہ آپ ارسال خطوط میں تسلی ناکر کہ اس سے فکر پیدا ہوتا ہے۔ خدا حافظ ہو۔ چند روز سے میری طبیعت ملامت زحیر طویل ہے۔ لہذا اللہ بر شفا ہر جا کی۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد مہدی ۲۰ مئی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۳۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بھارتی نذرانہ

میں نے حضور کو کھاکھاک میں جہاد سے دعا کر رہا ہوں مگر اب تک بیٹے کے حق میں دعا قبول نہیں ہوتی۔ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر دھار کی توفیق مل رہی ہے۔ ولی محمد صاحب کے خط کے ساتھ ہی اسی جگہ کہ ایک احمدی دوست علی صاحب انامی کا خط بھی اسی مضمون کا آیا ہے اس ریس کے بیٹے کو اب تک محبت نہیں ہوتی اور مخالف طعن کرتے ہیں۔ ہر دو خطوط کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جواب لکھ دیں کہ خدا کی یہ عادت نہیں کہ ہر ایک دعا قبول کرے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ہاں مقبول کی دعائیں بہ نسبت دوسروں کے بہت قبول ہوتی ہیں۔ خدا کے مقابلہ میں کسی کا زور نہیں۔ اگر وہ ریس ایسا ہی بے دل ہے تو چاہیے کہ اس سلسلہ کی تائید میں کوئی عبادی نذر مقرر کر لے جو اس کی انتہائی طاقت کے برابر ہو اور اس سے اطلاع ملے اور یاد دلاتا ہے

**خانگی زندگی** | اور جس روز مسجد کے واسطے سڑیا لڑا لے کی طرف جا رہے تھے اور جناب نواب خلیل صاحب تحصیل دار کے خانگہ پریم تینوں سوار تھے۔ کچان (اور جناب خواجہ کمال الدین) صاحب آگے تھے۔ میں (یعنی سید سرور شاہ صاحب) اور جناب (یعنی مولوی محمد علی صاحب) کچلی سیٹ پر بیٹھے ہوتے تھے تو خواجہ صاحب نے یہ فرما کر کہ راستہ باتوں سے طے ہو کر تپا ہے اور میرا ایک سوال ہے میں کا جواب مجھے نہیں آتا میں اسے پیش کرتا ہوں آپ اس کا جواب دیں۔ سوال شروع کیا۔ صبح اور یقینی مضمون اس کا یہ تھا۔

پہلے ہم اپنی حورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہیے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خوش رہتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے، اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہیے عرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر پر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ تم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے جس قدر آرام کی زندگی اور تمیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا تو عشر حشر بھی باہر نہیں حالانکہ ہمارا دو پیہ پنا کیا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قوی اغراض کے لیے قوی روپیہ ہوتا ہے لہذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بولی کہ اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکہ میں نہ آؤں گی۔ پس اب وہ ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔

اس پر خواجہ کمال الدین صاحب نے عود ہی فرمایا تھا کہ ایک جواب تم لوگوں کو دیا کرتے ہو۔ پھر تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چل سکتا کیونکہ میں خود واقف ہوں اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید و فروخت کرکے..... ان اعتراضات کے باعث مجھے ایسا غصہ ہو رہا تھا کہ غضب خدا نازل ہو رہا ہے اور میں متاثر و غامض مشغول تھا اور بار بار جناب الہی میں عرض کرتا تھا کہ مولا کریم میں اس قسم کی باتوں کے خلاف ہوں۔ میں اس مجلس سے علحدہ ہو جاتا، مگر مجبور ہوں۔ پس تیرا غضب جو نازل ہو رہا ہے اس سے مجھے بچانا۔ (کشف الاختلاف ص ۳۱) مصنف سید سرور شاہ صاحب قادیانی

لہذا نہ کا ایک شخص تھا، جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب کے سامنے کہا کہ جماعت مقدوس ہو کر اور اپنی بوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ کے زیورات اور کپڑے بی جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا اس پر حرام ہے کہ وہ ایک خبر بھی کسی سلسلے کے لیے بھیجے اور پھر دیکھے کہ خدا کے سلسلہ کا کیا بگاڑ نکلتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ آئندہ اس سے بھی چندہ نہ لیا جائے۔ حالانکہ وہ پُرانا انا حدی تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے بھی پہلے آپ سے تعلق رکھتا تھا۔ (جب ہی تو بے تکلفی کا مزا چکھا لاگت)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹ صفحہ ۳۲ مورخ ۱۸ اگست ۱۹۳۸ء)

**بڑا اعتراض** | سب سے بڑا اعتراض جو اس نے (ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے) مسیح موعود (مرزا صاحب) پر کیا وہ مال کے متعلق تھا کہ لوگوں سے روپیہ لیتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی کتب میں بہت جگہ بھی وادیا کی ہے جیسا کہ الذکر الحکیم نمبر ۳ صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹،

۸۴، ۸۳، ۸۲ وغیرہ میں ذکر ہے کہ اپنی کتابوں کے شائع کرنے کے لیے چندے جمع کر لیتے ہیں اور جس طرح ہو سکتا ہے مکرو فریب کے لوگوں سے مال جمع کر لیتے ہیں اور اسے جس طرح چاہتے ہیں جلدییا صرف کرتے ہیں۔ کوئی حساب نہیں۔  
(انخبار افضل قادیان جلد ۵ نمبر ۵ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۲۱ء)

## حساب کی کھٹ پیٹ

مولوی محمد حسین صاحب (بٹالوی) بل گئے ان کا رسالہ اشاعت السنۃ اس زمانہ میں میرے مطبع میں چھپا کر نکلتا۔ انہوں نے بعد سلام مسنون مجھ سے کہا کہ میرے مکان پر چلو کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ میں ان کے مکان پر گیا تو مولوی صاحب نے کہا تم قادیان جاتے ہو، میرا ایک پیغام مرزا صاحب کو دے دینا کہ مجھے اپنی آمدنی کا حساب دیں اور میں کئی خط لکھ چکا ہوں، جواب نہیں دیتے بلکہ کا روپیہ فضول خرچ ہو رہا ہے۔ کہاں کہاں روپیہ خرچ ہوتا ہے (غالباً یہ وہی روپیہ ہے جو ابتداء میں مرزا قادیانی صاحب نے کتابوں کے نام سے وصول کیا اور شائع نہ ہوتی توجہ دینے والوں سے خوب جھک جھک ہوتی۔ موقوف برقی) میں نے کہا آپ کیوں حساب مانگتے ہیں بیکار اس میں آپ کی شرکت ہے۔ انہوں نے کہا میری شرکت تو نہیں لیکن میں نے جو رسالہ اشاعت السنۃ میں ان کی تعریف لکھی ہے، اس کو دیکھ کر لوگ روج ہو گئے اور میں نے بھی ان کو یہاں تک چڑھایا ہے اور اسی سے ان کے پاس بکثرت روپیہ کی آمد ہو گئی ہے۔ اگر یہ حساب نہ دیں گے تو مجھے میں نے ان کو چڑھایا ہے، ویسے ہی گراؤں گا۔ باقی کے دانت کھانے کھا اور دکھانے کھا اور اور جب دکھاوے کے دانت نکل آئیں تو ان کو توڑنا بہت دشوار ہے مگر مولوی بٹالوی صاحب و انہوں کا فرق نہیں سمجھا اس لیے دھوکا کھا گئے۔ موقوف برقی) میں نے کہا کہ اگر چہ تمہارا یہ مطالبہ فضول ہے مگر میں تمہارا یہ پیغام حضرت کی خدمت میں عرض کر دوں گا میں قادیان پہنچا مولوی صاحب کا پیغام بھی سنایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے مولوی صاحب کو جواب دے دیا ہے کہ ہمارے پاس خدا کے لیے روپیہ آتا ہے اور خدا کے لیے ہی ہم خرچ کر دیتے ہیں۔ ہم نے کوئی حساب نہیں رکھا۔ نہ بھاری مولوی صاحب یا کسی اور سے شرکت ہے۔ ان کا کہنا اور لکھنا فضول ہے۔ مولوی صاحب زبردست دنیا دار ہیں۔ سوائے دنیا اور زر پرستی کے کچھ شوجھا ہی نہیں۔ یہ ان کے لیے خطرناک راہ ہے (ابن مرزا قادیانی صاحب نے جو راہ اختیار کی وہ ہر طرح سے محفوظ ہے۔ موقوف برقی)۔

(قادیانی روایات مند رجہ انخبار افضل قادیان نمبر ۲۰۱ جلد ۳ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۲۶ء)

## لنگر کا قصہ

پھر جناب کو دعائی محمد علی صاحب لاہوری کو یاد ہو گا کہ جب میں نے دعائی مولوی سرور شاہ صاحب قادیانی نے جناب کو کہا تھا کہ آج مجھے سخت ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ باوجود میرے بتانے کے خدا کا منشا یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہو تو لنگر بند ہو جائے گا مگر یہ خواجہ وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کرو دادو مجھ پر بظنی کرتے ہیں اور یہ سنا کر میں نے بوجہ محبت آپ کو (یعنی مولوی محمد علی صاحب کو) یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں شریک نہ ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت تہاقدس کی زیادہ مامور اعلیٰ کا موجب ہو جائے اور آپ کو نقصان پہنچے۔

(کشف الاختلاف ص ۳۳ مصنف سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

اور خواجہ (کمال الدین) صاحب بار بار تاکہ کرتے تھے کہ ضرور کہنا اور یہ باتیں کرے تھے کہ دفعۃً آپ کی (یعنی مولوی محمد علی صاحب کی) طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گا جس سے لنگر کا انتظام فرما حضرت (مرزا) صاحب ہمارے سپرد کر دیں۔۔۔ پس آپ نے کہا کہ خواجہ صاحب میں قیام ہرگز پیش نہ کروں گا۔



مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کارشاد مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۵ء منقول از اخبار الفضل  
قادیان جلد ۲۴ نمبر ۶۹ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۶ء جلد ۲۵ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۸ء

## مالی مناقشہ

باقی آپ سے (یعنی مولوی حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول سے) میں (یعنی میاں  
محمد و احمد صاحب ابن مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ  
ابتکار اگر حضرت (مرزا) صاحب زندہ رہتے تو ان کے عہد میں بھی آنیکو نکیہ لوگ (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب اور  
مولوی محمد علی صاحب لاہوری) اندر ہی اندر تیار ہی کر رہے تھے۔ چنانچہ نواب صاحب نے بتایا کہ ان سے انہوں  
نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب سے حساب لیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اپنی  
وفات سے پہلے جس دن وفات ہوئی اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور  
مولوی محمد علی صاحب وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں۔ ان کو ایسا نہ کرنا چاہیے ورنہ  
انجام اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی (صاحب) کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ  
مولوی محمد علی صاحب نے کھا ہے کہ لشکر کا خرچہ تو تھوڑا سا ہوتا ہے، باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں  
جاتا ہے اور گھر میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں۔ ان کو اس روپیہ سے  
کیا تعلق اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدنی بند ہو جاتے۔

پھر خواجہ صاحب نے ایک ڈپویشن کے موتمن پر جو عمارت مدرسہ کا چندہ لینے گیا تھا مولوی محمد علی سے کہا کہ حضرت  
مرزا (صاحب) آپ تو خوب پیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تسلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچہ گھٹا کر بھی چندہ  
دو جس کا جواب مولوی محمد علی (صاحب) نے یہ دیا کہ ہاں اس کا انکار تو نہیں ہو سکتا مگر نثریت ہے کیا ضرور میرا  
ان باتوں کے کھنسنے سے یہ مطلب تھا کہ ابھی بات شروع نہیں ہوئی۔ بلکہ حضرت اقدس کے زمانہ سے ہے۔ وہ یعنی  
مرزا صاحب لشکر کا چندہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ نے وہ بھی ان کے یعنی خواجہ صاحب وغیرہ کے حوالے کر دیا اب  
ان کو خیال سوچا کہ چلو اور بھی سب کچھ چھینو باقی رہا ان کا تقویٰ وہ تو ان کے بلوں اور بٹوں سے بہت کچھ ظاہر  
ہو سکتا ہے کہ جس پر شور مچا رہے ہیں وہ کام روزمرہ کرتے ہیں۔

(میاں محمد و احمد صاحب کا خط بنام مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول مندرجہ حقیقت اختلاف)

منہ مصنف، مولوی محمد علی صاحب قادیانی (امیر جماعت لاہور)

اس خط کے آخری فقرہ سے میاں صاحب کی گھبراہٹ جو ان کو اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ سب کچھ انجن کے ہاتھ میں  
چلا گیا ہے اور جا رہا ہے، کس قدر حیاں ہے حضرت مولوی (نور الدین) صاحب مرحوم کا بھی اسے بڑا قصور دیا گیا ہے  
کہ انہوں نے لشکر کا چندہ بھی انجن کے حوالہ کر دیا اور اب ان کو خیال سوچا کہ چلو اور سب کچھ چھینو.... مگر یہ سب کچھ  
چھین کر ہم کہاں لے جا رہے ہیں کیا اپنی جات اور بڑھا رہے تھے یا قوم پر ہی صرف کر رہے تھے.... ہاں میاں (محمد و احمد  
صاحب) کی ذاتی جات اور بڑھ گئی ہے اور مردوں کے بھی مکانات بن گئے ہیں۔

(حقیقت اختلافات ص ۲۴ مصنف مولوی محمد علی صاحب قادیانی (امیر جماعت لاہور)

میں یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری اس سے انکار نہیں کرتا کہ میاں (محمد و احمد) صاحب نے چند مقامات پر  
مبلغیں بھیجے کا اچھا کام کیا ہے مگر حق تو یہ ہے کہ اس بارہ میں بھی سابق وہی شخص ہے جیسے میاں صاحب سابق کہہ رہے  
ہیں۔ میں اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ قادیان میں بہت سے احمادیوں نے سکونت اختیار کر لی ہے اور مکانات بناتے ہیں  
اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سلسلہ پیری مریدی میں میاں صاحب نے نمایاں ترقی کی ہے اور نذر و نیاز کی آمدنی بھی

بڑھ گئی ہے اور جناب میل صاحب کی ذاتی جائداد بھی بہت بڑھ گئی ہے۔

(حقیقت اختلاف منہ مصنفہ سروری محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

**مجزرہ بیت المال** | دوسرا مطالبہ جو دراصل پہلے ہی مطالبہ برہمنی ہے، میں یہ کرتا ہوں کہ جماعت کے غلصہ افراد کی ایک جماعت ایسی تشکیل دی جائے کہ اس کا کل سے پہلے حصہ تک سلسلہ کے مفاد کے لیے قیام سال تک بیت المال میں جمع کرانے کی صورت ہو کہ جس قدر وہ مختلف چندوں میں دیتے ہیں یا دوسرے ثواب کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں یا دارالانوار کی کوشش کا حصہ یا حصہ انہوں نے لیے ہیں (اخبارات وغیرہ کی قیمتوں کے علاوہ) وہ سب رقم اس حصہ میں کاٹ لیں اور باقی رقم اس تحریک کی امانت میں صدر راجن احمدیہ کے پاس جمع کرادیں مثلاً ایک شخص کی پانچ سو آمدنی ہے اور وہ موصی بھی ہے اور دارالانوار کا ایک حصہ بھی اس نے لیا ہوا ہے وہ دس روپے ماہوار اور ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرتا ہے اس شخص نے چار دینے کا عہد کر لیا اور یہ سو روپے کی رقم ہوئی۔ وصیت ایسے شخص کی پیاس ہوئی (بہشتی مقبرہ کے واسطے) دارالانوار کی کوشش کے ۲۵ ہوتے چندہ کشمیر اور دوسرے کارہائے ثواب مثلاً بارہ روپے ہوتے یہ کل رقم ۱۷ ہوتی باقی تیرہ روپے ماہوار اس شخص کو راجن میں اس تحریک کی امانت میں جمع کرانے رہتے چاہئیں۔

اس مطالبے کے ماتحت جو آنا چاہیے اسے چاہیے کہ جلد سے جلد مجھے اطلاع دے۔ مقررہ تین سال کے بعد جتنی رقم جمع ہوگی، وہ یا تو فقہار رقم جائداد کی صورت میں سے اسے واپس دے دی جائے گی۔۔۔۔۔ جو کوشش میں اس رقم کی حفاظت کے لیے مقرر کردہ گامداس کافر جن ہو گا کہ ہر شخص پر ثابت کر دے کہ اگر کسی کی جائداد کی صورت میں روپیہ واپس کیا جا رہا ہے تو وہ جائداد فی الواقع اس رقم میں غرق ہو گئی ہے۔

(خطبہ میاں محمد احمد صاحب علیہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ نومبر ۱۹۳۴ء)

**مخریص و ترغیب** | ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بنگ بازار کل گئے اپنی اپنی دو منزلی جو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونمائی ہوتی ہے بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور رمل اور موتیوں اور ہیروں روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسمائیں کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ بیکے، بھگیاں، ٹم، ٹم، پانکھیاں، گھوڑے لشکر میں پیدل اس قدر بازار میں آتے جلتے ہیں کہ مڑھ سے مڑھ چاٹ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء اخبار الفضل قادیان)

جلد ۱۷ ص ۵۵ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ء

جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم یہ متادلی میں نہیں رکھتا۔ اس حالت کی نسبت مجھ کو اطلاع دیشہ ہے کہ وہ ہاگ کر لے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔

(تاریق القلوب منہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

پھر ایک اور شاذ ذریعہ تزکیہ نفوس کے لیے جو موعود (مرزا صاحب) نے کہلے اور میرا یقین ہے کہ وہ باطل و بدعت ہے ہر ہر حرف اس کا سچا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو۔۔۔۔۔ قادیان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اندادی العقوبۃ فرمایا۔ یہ باطل درست ہے کہ یہاں تک مکرہ اور بدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے تھے۔

زمین قادیان ابجا محترم ہے، بحرم خلق سے ادنیٰ حرم ہے

(منصب خلافت ۳۳ صفحہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

**معاملہ کی بات** قادیان میں اراضی خریدنے کے خواہش مند احباب مطلع رہیں کہ ہمارے انتظام میں فروخت ہر قسم اور ہر موقع کی زمین موجود رہتی ہے۔ تفصیلات بذریعہ خط و کتابت معلوم کی جاتیں۔

خاکسار (صاحبزادہ مرزا بشیر احمد قادیان)

(انبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۲ء)

قادیان کی نئی آبادی کے مختلف علاقہ جات میں مختلف موقعوں پر قطععات اراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ خواہش مند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ خاکسار (مرزا بشیر احمد)

(انبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء جلد ۱۳ نمبر ۲۲، مارچ ۱۹۳۶ء جلد ۱۳ نمبر ۹)

حضرت خلیفہ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوٹلی واقع دارالانوار قادیان کے احاطہ کے ساتھ بالکل ملحق جانب شمال کچھ قبر مملوک مرزا عزیز احمد صاحب و مرزا رشید احمد صاحب قابل فروخت موجود ہے جس کی فروخت کرنے کا مالکان کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے۔ نہایت با موقع اور اعلیٰ درجہ کی زمین ہے۔ قیمت یکمشت وصول کی جاگی بھٹی خاکسار (مرزا بشیر احمد قادیان)

(انبار الفضل قادیان نمبر ۱ جلد ۲۲ مورخہ ۱ اگست ۱۹۳۴ء)

**بہشتی مقبرہ** حضرت مسیح موعود و مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے فرمایا کہ نمائندے کوئی میں باپکس منٹ پشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہو گا وہ بہشتی ہو گا۔ نادھی الی و فی و اشار الی ارض و قال اتھا و ارض تحتھا الجنۃ فمن دفن فیھا، دخل الجنۃ من اتینہم مکاشفات ۲۳ مورخہ بابو منظور الہی صاحب قادیان) صبح کو نماز کے لیے اٹھنے سے کوئی ۲۵۴۰ منٹ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک زمین اس مطلب کے لیے خریدی گئی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جائیں۔ تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہو گا وہ بہشتی ہو گا۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ۴۹۹-۴۹۸ء مرتبہ منظور الہی صاحب قادیانی لاہوری) کشنی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر ابھام ہوا۔ دوتے زمین کی تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات ۵۹ء مورخہ محمد منظور الہی صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقبرہ بہشتی کے متعلق حسب ذیل ارشادات رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں۔ ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اس قبرستان کے لیے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیہا سائل رحمتہ یعنی ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔

آگے چل کر اس میں داخل ہونے کی شرائط بیان فرمائی گئی ہیں اور ان شرائط کے بعد یہ اضافہ فرمایا ہے۔ میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہو گا۔ (انبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۵ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۶ء)

ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں..... چونکہ اس قبرستان کے لیے بڑی بجاری بنائیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیہا کل رحمۃ..... اس لیے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لیے ایسے شرائط لگا دیے جاتیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان معارف (تکمیل احاطہ وغیرہ) کے لیے چندہ داخل کرے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد وہ دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا کہ ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ کھڑے تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور عمرات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صلوات مسلمان ہو۔ ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوتی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم از کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں.....

اگر کوئی صاحب فضل خواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں..... ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی حلیہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں.....

اگر کوئی صاحب دوسرے حصہ جاتا دیکھ وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہونے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یاد گاہیں اسی قبرستان میں ایک کتبہ یا نسطا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جاتے اور اس پر واقعات لکھے جاتیں۔

اگر خدا خواستہ کوئی ایسا شخص ہو جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے مجدد و ہوجس کی جسمانی حالت اسی لائق نہ ہو جو وہ قبرستان میں لایا جاتے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے۔ میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے اشتیاء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

(الوصیت ص ۲۳ تا ۲۴ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ (منہاج الطالبین مجموعہ تعاریف میراں محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۱۹)

مقبرہ بہشتی اس سلسلہ کا ایک ایسا مرکزی نقطہ ہے اور ایسا عظیم الشان انٹی ٹیوشن یعنی

لوگ ترستے مر گئے

حکم ہے۔ جس کی اہمیت ہر دوسرے حکم سے بڑھ کر ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کو آدم کے وقت سے اس وقت تک کے لوگ ترستے مر گئے گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم اول کو جب شیطان نے ایک حاضی بہشت سے نکالا تھا تو اس کی تلافی کے لیے چھ ہزار سال کے بعد پھر آدم ثانی کی معرفت یہ حکم دیا جی جنت میں داخل ہونے کا اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے لیے کھولا ہے۔ اگلے زمانہ میں انبیاء اپنے بعض خاص خاص مقربوں کو بہشت میں داخل ہونے کی شہادت دیا کرتے تھے اور یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ بہشت کا دروازہ کھل گیا ہے۔ صرف ذرا کھڑا ہونے اور قدم اٹھانے کی دیر ہے۔

(انجام فضائل قادیانی جلد ۲۴ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)



ابو بکر کے ہم پلہ | آج تہائے لیے ابو بکر و عمری فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیالے کا تالیس الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو اور چونکہ حیثیتوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہو گا اُس لیے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہو گے اور تہائے لیے اس خصوصیت میں ابو بکر و عمر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔

(انجمن بہشتی مقبرہ اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹۹ مورخہ ۲ فروری ۱۹۱۵ء)

وصیتوں کے قصے | بقایا و اراں حصہ آمد کے متعلق اخبار الفضل میں متواتر کئی دفعہ اعلان ہو چکا ہے کہ بھلائی

ایسی تک ایسا نہیں کیا۔ اب مزید توجہ دینے کے لیے مندرجہ ذیل اعلان کیا جاتا ہے کہ اس آواز کو ہر مومن تک پہنچا دیں۔

موجب ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی امین اللہ تعالیٰ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو مومن وصیت کا چنڈہ و چب ہونے کی تاریخ کے کچھ ماہ بعد تک رقم وصیت ادا نہ کرے گا تو دفتر سے اپنی معذوری بتا کر جہلت حاصل کرے گا اس کی وصیت انجمن کا پرہیزان مصالحت قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار ہے اور جس قدر روپیہ وہ وصیت میں ادا کر چکا ہے اس کے واپس لینے کا مومن کو حق نہ ہو گا سوائے اس شخص کے جو احدیت سے مراد ہو جائے اور جو وصیت اس وقت تک برچکی ہو ان کے لیے یہ قاعدہ مقرر کیا جاتا ہے کہ جو مومن وصیت کا چنڈہ واجب ہونے کے کچھ ماہ بعد تک چنڈہ ادا نہیں کرتا اس کی وصیت منسوخ کی جاتے اور آئندہ اس سے جب تک وہ توبہ نہ کرے کہی قسم کا چنڈہ وصول نہ کیا جاتے سوائے اس صورت کے کہ وہ اپنی معذوری ثابت کر کے خود اپنی وصیت کی ادائیگی کے لیے انجمن سے جہلت حاصل کر چکا ہو (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۴ نمبر ۹۲ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۶ء)

بقایا و اراں موصیان حصہ آمد کے متعلق کئی دفعہ اعلان ہو چکا ہے کہ آخر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک جن موصیان حصہ آمد کا بقایا ادا نہ ہو گیا ادائیگی کے متعلق نظارت ہذا سے انہوں نے جہلت حاصل نہ کر لی ہو اس کے وصایا۔ ہر دو منسوخ جلس کار پر دوا میں پیش کر دی جائیں گی۔ مذکورہ بالا اعلانات کے بعد بعض موصیان کی طرف سے خطوط آتے ہیں کہ ہماری وصایا منسوخ کر دی جائیں ہم بعد میں دوبارہ وصیتیں کر دیں گے اس کے متعلق واضح کر دیا جاتا ہے کہ ایسے موصیان کی دوبارہ وصایا نہیں لی جائیں گی جو بقایا کی وجہ سے منسوخ کرائیں گے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۴ نمبر ۵۵ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

عملی مثال گھناؤنی اور شرمناک | اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ ایک ایسے قادیانی احمدی کو جس پر بہشتی مقبرہ کی شرائط صادق نہ آتی غلطی سے ان میں دفن کر دیا گیا اور بعد میں غلطی معلوم ہونے پر اس کی نعش اکھاڑ کر پھر دوسرے قبرستان میں دفن کی گئی۔ تو یہ عملی مثال احرار کے فعل شیعہ سے بھی (کہ انہوں نے قادیانی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکا۔ ملاحظہ) بڑھ کر گھناؤنی اور شرمناک۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۴۹ مورخہ ۳ اگست ۱۹۳۶ء)

بہشتی مقبرہ سے خارج | ایک غیر متعلق (لاہوری قادیانی) کے متعلق ایک صاحب نے سوال کیا کہ آیا وہ مقبرہ بہشتی میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امین اللہ (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھا یا کہ دلوں کا حال اللہ تعالیٰ

جاتا ہے۔ ہمارا کام ظاہر کو دیکھنا ہے حضرت مسیح موعود نے شرط لگائی ہے کہ وصیت کنندہ محبوب سے پاک ہو اور ہمارے نزدیک وصیت سے باہر ہونا گناہ ہے۔ اس لیے غیر جماعت (لاہوری تادیبانی) مقبرہ میں نہیں دفن ہو سکتا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ تادیبانی مندرجہ اخبار الفضل تادیبانی مورخہ ۱۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۹۹)

**طاعون کی دعا** | حاجۃ البشریٰ میں کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لیے دعا کی ہے۔ سو وہ دعا قبول ہو کہ ملک میں طاعون پھیل گئی۔

**طاعون کا فلسفہ** | براہین احمدیہ کے آخری اور ان کو دیکھا تو ان میں یہ الہام درج تھا "دنیا میں ایک نذیر آیا اور دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ پر خدا اس کو قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سپاہی ظاہر کرے گا۔"

اس پر مجھے خیال آیا کہ اس وقت دنیا کہاں تھی اور ہمارا دعویٰ بھی نہ تھا۔ لیکن اس الہام میں ایک پیشگوئی تھی جو اس وقت طاعون پر صادقی آرہی ہے اور زور آور حملوں سے طاعون مراد ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۵۲۲ مرتبہ محمد منظور الہی صاحب تادیبانی لاہوری)

ہوشر اور راجا جاندھر کے اضلاع میں ابھی چند درہاتیں طاعون کی ہوتی تھیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پیش گوئی کی تھی کہ وہاں پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی پھیل جائے گی۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۵۲۲ مرتبہ محمد منظور الہی صاحب تادیبانی لاہوری)

اسی طرح سے طاعون سے محفوظ رہنے کا جو نشان مجھے دیا گیا ہے میں اس سے کیونکر غفلت کر سکتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بدن شیک طاعون مجھے اس بیماری سے بچایا گیا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۵۲۲ مرتبہ محمد منظور الہی صاحب تادیبانی لاہوری)

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی اب بھی کئی مخالفت یہی کہتے ہیں کہ ان کو طاعون کیوں نہیں آتی حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدکار لوگ انبیاء سے خود ہی عذاب طلب کیا کرتے تھے کم بخت لوگ یہ نہیں کہتے کہ آپ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیکی کی ہدایت دے بلکہ انطا طاعون ہی مانگتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۵۳۱ مرتبہ محمد منظور الہی صاحب تادیبانی لاہوری)

اگر خدا نخواستہ کوئی شخص ہماری جماعت سے اس مرض سے وفات پا جائے تو گو وہ ذات کی موت ہوتی لیکن ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے خود اشتہار دے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہماری جماعت سے وعدہ ہے کہ وہ منتفی کو اس سے بچائے گا اس لیے تم کو چاہیے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرو تاکہ دوسروں کے طعن اور خدا کے عذاب سے محفوظ رہو۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۴۹۲ مرتبہ محمد منظور الہی صاحب تادیبانی لاہوری)

اگر ہماری جماعت کا کوئی شخص طاعون سے مر جائے اور اس وجہ سے ہماری جماعت کو ملزم گردانا جائے تو ہم کہیں گے یہ محض دھوکہ اور منطاطہ ہے کیونکہ طاعون کی موت ثابت کرتی ہے کہ وہ فی الحقیقت جماعت سے الگ تھا اور نہ ایک موت تو دوسری بات کا بخارہ ہو جاتی ہے۔ اگر اس کے نفسیاتی جذبات اور خواہشات پر موت آپگئی ہوتی اور دنیا کے فریبوں اور مکاروں سے علیحدہ ہو چکا تھا۔ تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ دوبارہ ہلاک کیا جاتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص ۳۵۸ مرتبہ محمد منظور الہی صاحب تادیبانی لاہوری)

قیض تو ہم دے دیں گے لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی فیض انسان نہ پہنچا کوئی دوسری چیز مخالفت نہیں کر سکتی۔ دیکھو میں جانتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے بار بار وعدہ فرمایا کہ وہ میری اور میری جماعت کی اس ذات

کومت سے محافظت فرماتے مگر لیکن اس حفاظت کے وعدہ کے ساتھ تعزیری کی شرط ہے۔ محض رسمی طور پر مسلمان کہلاتا یا رسمی طور پر بیعت کر لینا کسی کام نہیں آ سکتا۔

(ملفوظات امجدیہ حصہ ہفتم ص ۴۹ مرتبہ منظور ابینی صاحب قادیانی لاہوری)

**ایمان و اسباب** ایک یونں کا جس قدر ایمان اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ہوتا ہے اسی قدر وہ اسباب پرستی پر بھروسہ کرنے سے دور ہوتا ہے اور یہ سب بھی سچ کیونکہ جب انسان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر کامل ہو جاتا تو اس کی ایمانی نظر میں اسباب کا سلسلہ بالکل معدوم ہو جاتا ہے اور اس کا سارا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتا ہے۔ (ملفوظات امجدیہ حصہ ہفتم ص ۵۵ مرتبہ منظور ابینی صاحب قادیانی لاہوری)

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت خیال تھا۔ خصوصاً طاعون کے آہام میں آنا خیال رہتا تھا کہ فیئائل لوٹنے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے باخاؤں اور نالیوں میں جگر ڈالتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیلا گھوڑا کر آگ بھی جلوا یا کرتے تھے تاکہ ضرور دھواں جراثیم مر جاویں۔ آپ نے ایک بہت بڑی انگیٹھی منگوائی ہوتی تھی جسے کوئٹہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دتے جاتے تھے اور اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح پیتا تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

**باغ میں قیام** خدیو کمری اغویم سید صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ غایت نامہ پہنچا بد ریافت میر و عافیت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ اس جگہ بھی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے نصرت ہے۔ میں اس وقت تک مع اپنی جماعت کے باغ میں ہوں۔ اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے لیکن میں اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے۔ اس کی نسبت میں توجہ کر رہا ہوں۔ اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ جلد نہ آنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان میں چلے جائیں۔ بہر حال دس یا پندرہ یونں تک اللہ تعالیٰ میں اسی باغ میں ہوں آپ تشریف لے آویں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آنے سے پہلے مجھے اطلاع دیں۔ والسلام۔

فلکسار مرزا غلام احمد ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء

(مکتوب نمبر ۳ مندرجہ مکتوب ۱۱ حصہ اول ص ۳۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو جو خطرناک زلزلہ آیا۔ اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلزلہ کے متعلق کثرت سے الہامات ہوتے۔ آپ خدا تعالیٰ کے کلام کا ادب و احترام کرتے ہوئے باغ میں تشریف لے گئے۔ کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا اس وقت چونکہ زلزلہ کے متعلق آپ کو الہامات ہو رہے تھے اس لیے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔

(خبر جمعہ میاں محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء)

**طاعونی جہاد** جن لوگوں کو خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینی کرنے ہیں جس کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے اعتراض کے نیچے ہجرت نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ ہم ایسے متعصبوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام میں شہید ہوتے تھے۔ (ترتیب حقیقۃ الہی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**طاعون کی برکت** | اسی طرح میں کہتا ہوں اور بڑے دعوے اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری

جماعت میں سے طاعون سے مرلہ ہو تو بجائے اس کے سو آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفین کو نابود کرتی جاتی ہے ہر ایک

ہین میں کم سے کم پانچ سو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے پس ہمارے

لیے طاعون رحمت ہے اور مخالفین کے لیے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا۔ پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔

(ترجمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۳۱۳-۱۳۴ مرزا غلام احمد قادیانی)

**سلسلہ کی ترقی** | چنانچہ اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ سرعت کے ساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی، بروقی، ایسی سرعت اس وقت تک اور کسی زمانہ میں نہیں

ہوتی نہ طاعون کے دور دورہ سے قبل اور نہ اس کے بعد۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیان فرماتے تھے کہ جن دنوں میں

اس بیماری کا پتہ میں زور تھا ان دنوں میں بعض اوقات پانچ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک ایک دن میں حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۴۷۷ ترجمہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

**طاعون کا مخرب علاج** | چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جاتے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ من چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لیے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا گھنا جس میں ہمارا حصہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں میری مدد است میں یہ جو ملی جو ہماری جو ملی کا ایک جزد ہو سکتی ہے۔ وہ ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وہی الہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہو گا نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا۔ اس لیے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی اس لیے تو بیع کی ضرورت پڑی۔

(المشتر مرزا غلام احمد قادیانی)

(کشتی نوح ص ۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

**طاعون کی قادیانی قدردانی** | میں نے جو اپنی نسبت خواہیں اور الہام دیکھے ہیں میں ان سے حیران ہوں

ہے اور درم نمودار ہے اور آج بھی یہ خواب آتی ہے۔ اسی کے قریب قریب ایک الہام بھی ہے جو کسی رنج اور بلا پر دلالت کرتا ہے اور بصر میں نے طاعون سے مراد کبھی تو طاعون اور کبھی خارش اور حکام کی طرف سے کوئی عذاب و تکالیف اور کبھی کوئی فتنہ رنج وہ مراد لیا ہے معلوم نہیں کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ خواب کی تعبیر یہ ہے کہ مرض طاعون کی شدت ہے اور مرزا قادیانی صاحب نے اس کو عذاب الہی قرار دیا ہے۔ اپنے منکرین کے حق میں لیکن ممکن ہے کہ خود بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جائیں لہذا اتنا احتیاط یہ ہے کہ اس کو خواب میں شامل کر لیا جاتے کہ اس صورت میں کم از کم اپنا کشف مسلم

رہے۔ اگر مرض نہ لگے تو اس کی تاویل بھی موجود ہے۔ ایسی پیش بندیاں مرزا قادیانی صاحب کا بڑا کمال ہیں (ملفوظ برنی)  
(ایام ۲۵ مارچ ۱۸۹۰ء مندرجہ تذکرہ ص ۴۰۷ منقول از رسالہ تصنیفات محمدیہ جلد ۱ از دہم  
مؤلف شیخ غلام محمد صاحب قادیانی قدرت ثانی)

جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھیڑ کا کھانا چھوڑ دیا کیونکہ آپ  
فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔  
سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۳۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی  
و بانی پیام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کارڈ کو بھی جو دباؤ لے  
شہر سے آتا چھوئے تو باقہ ضرور دھو لیتے۔

(قادیانی رسالہ دیوار آت پیلور اگست ۱۹۲۸ء ص ۵۵ منقول از اخبار الفضل قادیانی جلد ۲۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۸ مئی ۱۹۲۷ء)  
میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر دواتے طاعون آپ کے لیے لکھ کر دوں کہ وہ نہ صرف طاعون کے لیے بلکہ اور بہت سے  
امراض کے لیے مفید ہے۔ غالباً انشاء اللہ اس ہفتہ کے اندر راندر روانہ کروں گا۔ آپ ہر روز قریباً چار دینی کھالیاں اور  
کسی قدر دودھ پینی لیا کریں۔ باقی ہر طرح سے غیرت ہے۔ اس ملک میں پھر طاعون کے خطرات معلوم ہوتے ہیں انشاء اللہ  
رحم فرماتے۔ والسلام۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ایک مکتوب مورخہ ۲۲ جولائی ۱۸۹۴ء بنام ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب)

خبر مرزا اخبار الفضل قادیانی جلد ۳۴ نمبر ۱۹۴ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء)

جب ہندوستان میں پیشگوئی کے مطابق طاعون کا مرض پھیلا اور پنجاب میں بھی اس کے کیس ہونے لگے تو حضرت  
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے ایک دینی تیار کی جس میں کوئین، جدار، کاؤر، کستوری، مرادید  
اور بہت سی قیمتی ادویہ ڈالی گئیں اور کھل کر کے چھوٹی چھوٹی گولیاں بنائی گئیں جو سیاہ رنگ کی تھیں۔ اس کا نام  
تریاق الہی رکھا گیا۔ جب وہ گولیاں تیار ہو گئیں تو آپ نے ان کو ایک ٹھن میں بھر کر اپنی نشست گاہ کے کمرے  
میں رکھ لیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ گولیاں ایسی قیمتی تھیں کہ فی گولی ایک روپے سے کم خرچ نہ ہوا ہو گا۔ لیکن وہ سب کی  
سب آپ نے مفت تقسیم کیں۔ میں نے دیکھا کہ اپنے دوست کیا بلکہ بعض مخالف ہندو بھی آکر مانگتے کہ حضور میں تھوڑا  
سا تریاق الہی دیں تو آپ مٹھی بھر کر ان کو خندہ پیشانی کے ساتھ عطا کر دیتے (ایک ترکیب سے تھوڑی گولیاں  
بھی مٹھی بھر کر دی جاسکتی ہیں یا گولیاں بہت اڑا لیں۔ ملفوظ برنی)

(منفی محمد صادق صاحب قادیانی کی تحریر مندرجہ اخبار الفضل جلد ۳۴ نمبر ۱۰ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۲۶ء)

اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور صرف  
چند گھنٹوں میں مر جاتا ہے۔ خدا نے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کب تک یہ ابتلا دور  
ہو۔۔۔ مگر یہ کہ آتے وقت ایک بڑا بکس فیئال کا جو سولہ بائیس روپیہ کو آتا ہے ساتھ لے آویں۔ اس کی قیمت اس  
جگہ مے دی جائے گی اور علاوہ اس کے آپ بھی اپنے گھر کے لیے فیئال بھیج دیں اور ڈس انفیکٹ کے لیے رس پکو  
اس قدر بھیج دیں جو چند کمروں کے لیے کافی ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موعود نقاب محمد علی خاں صاحب مندرجہ مکتوبات احمدیہ)

جلد پنجم نمبر چہارم ص ۱۱۳-۱۱۲)

اس وقت تک خدا کے فضل و کرم اور عود احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔  
بڑی تلاش کو تب ہو گیا تھا اس کو گھر سے لکال دیا ہے لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے احتیاطاً

نکالی دیا ہے اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گھٹی بھی نکل آتی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے۔۔۔۔۔ آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی، بخار ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ میں تو دعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور اور توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا کہ وہم گزرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے (قبل از مرگ واولا للموتف) اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفیکٹ کے لیے کچھ رس کپور اور کسی قدر فیصل لے آویں اور کچھ گلاب سر کر لے آویں تو بہتر ہوگا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موسومہ نواب محمد علی خاں صاحب مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص ۱۱۵)

## قادیانی میت

جو خدا نخواستہ اس بیماری سے مر جاتے وہ شہید ہے۔ اس کی واسطے ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا پہنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے واسطے وہی کپڑے پہنے دو اور ہو سکے تو اس پر ایک سفید چادر ڈال دو اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہر کا زیادہ اثر ترقی پڑتا ہے اس واسطے سب لوگ اس کے گرد جمع نہ ہوں۔ حسب ضرورت دو تین آدمی اس کی چار پائی کو اٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دمٹا ہے اور اس کے واسطے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر پر کھڑا ہو کہ جہاں قبرستان دُور ہو مثلاً لاہور میں مسلمان ہو سکے تو کسی گاڑی یا چکرے پر ڈال کر میت کو لے جائیں۔ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۱۵ء)

سوال ۱۔ اگر خدا نخواستہ ہمارا کوئی احمدی بھائی بلیگ سے فوت ہو جائے تو اس کے نہلانے کے متعلق کیا حکم ہے۔  
 آيا حضرت (مرزا) صاحب کا پہلا فتویٰ یعنی نہ نہلانا ہی ہے یا نہلانا چاہیے اور نیز اس کے کفن کے متعلق کیا حکم ہے۔  
 اسے کفننا چاہیے یا نہیں؟

جواب ۱۔ اگر احتیاط سے نہلایا جائے یعنی نہلانے والا ہاتھ نہ لگائے اور ہاتھ پر پٹریا باندھ لے یا دستانہ پہن لے، پھر فوراً گرم پانی اور صابن سے خود نہلے تو نہلانا اچھا ہے۔ اور اگر یہ احتیاطیں نہ ہو سکیں یا میت کی حالت زیادہ غلاب ہو تو نہ نہلانا بہتر ہے۔

(مکتوبات میں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۲ء نمبر ۳۷ جلد ۹)

قادیانی تحریک اور طاعون  
 اطلاع خدا کا ایک عذاب ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی تائید کے لیے بھیجی گئی ہے۔ اگر ہماری جماعت کی رفتار ترقی کو دیکھا جلتے تو ثابت ہو گا کہ ساٹھ سترنی صدی آدمی طاعون کی وجہ سے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ طاعون کے دنوں میں پانچ سو ہزار ہزار آدمی کی بیعت کے خطوط حضرت صاحب کے پاس روزانہ آتے تھے تو چونکہ یہ احمدیت کی صداقت کا ایک نشان ہے اور جب تک جماعت کی حفاظت نشان کے طور پر نہ ہو یہ نشان کامل تجلی کے ساتھ ظاہر نہیں ہو سکتا اس لیے دعا کرتی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ امتیازی طور پر ہماری جماعت کو اس مرض سے بچاتے۔۔۔۔۔ موت تو ہر انسان کو آتی ہے لیکن جو کھ طاعون حضرت (مرزا) صاحب کو پیشگوئی کی مانت آتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی احمدی اس میں مبتلا ہوتا ہے تو لوگوں کو ابتلا آتا ہے کیونکہ یہ مرض غیروں کے لیے بطور عذاب کے ہے اگرچہ اس میں ہمارے بعض آدمیوں کا مبتلا ہونا کوئی بات نہیں ہے۔ دیکھو صحابہ رضوان اللہ علیہم کے وقت میں تلوار کاغذ کے لیے بطور عذاب کے تھی مگر اس تلوار کی جگہ میں بھی مارے جاتے تھے مگر ان کے لیے عذاب نہ تھی کیونکہ اس وقت تلوار سے مرنا دشمنوں کے لیے تباہی تھی۔ صحابہ کے لیے تباہی نہ تھی کیونکہ صحابہ مرے سے کم نہیں ہوتے تھے بلکہ بڑھتے

تھے اور کم ہوتے چلے جاتے تھے۔

پس جماعت کے لوگوں کو دواؤں کے ساتھ ہی اس نشان پر زور دینا چاہیے تاکہ احمدیت خوب پھیلے جانے ہو اگر کم لوہے پر چوٹ مارو تو اس کو جس شکل میں چاہو ڈھال لو لیکن ٹھنڈے لوہے پر کچھ اثر نہیں ہو آ کر تا۔ ان دنوں چونکہ دل پھیلے ہوئے ہیں اس لیے احمدیت کے سانچے میں ڈھل جاتیں گے۔ طاعون بھی خدا کی طرف سے ایک بھیجی بنائی گئی ہے جس میں دل پھللاتے جلتے ہیں۔ پس تم صداقت کے قائلوں میں ان کو ڈھال لو یہ دن تبلیغ کے دن ہیں دونوں باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

(میاں محمد احمد صاحب غلیظہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲، مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

## مرزا صاحب کی مخصوص گالی

(ترجمہ) ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر ثبت کر دی ہے۔

(آئینہ کالات اسلام ص ۵۵ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب نے مندرجہ بالا بیان میں ان لوگوں کو تو مسلمان قرار دیا ہے جو ان کو قبول کرتے ہیں اور ان کے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان جو ایسا نہیں کرتے تو ان کو زریزہ البغایا کا خطاب دیا ہے۔ چونکہ عربی میں "زریزہ البغایا" سخت گالی مانی جاتی ہے یعنی بدکار عورت کی اولاد۔ لہذا مسلمانوں کی ناراضی کے خوف سے قادیانی صاحبان بالعموم اس کی دو تاویلیں کرتے ہیں۔ اول یہ کہ "زریزہ البغایا" کے معنی گمراہ یا ہدایت سے دور لوگ ہیں۔ دوم یہ کہ اس کے معنی جو کچھ بھی ہوں یہاں مخاطب غیر مسلم لوگ ہیں تاہم اس لحاظ سے پیش کی جاسکتی ہے کہ اپنے عقیدے میں قادیانی لوگ اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ دہی پہلی تاویل سو زریزہ البغایا اور البغایا مرزا صاحب کے خاص الفاظ ہیں جن کو وہ اکثر استعمال کرتے ہیں اور ان کے معنی بھی خود ہی لکھے ہیں۔ ذیل میں چند حوالے بطور نمونہ درج ہیں۔ ان سے واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب زریزہ البغایا اور البغایا سے اپنی تحریرات ہمیشہ کیا مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ ہر ایک شخص جو دلہا لگالی ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے۔ وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا۔

(نورالحق حصہ اول ص ۲۳ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علی ہذا مرزا صاحب ایک دوسرے موقع پر اپنے مخالف مولوی عبدالحق صاحب غفرلوی کو عربی میں گالی دے کر خود ہی اس کا اردو ترجمہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

تو نے بدکار عورت کی طرح رکھ لیا۔

(حجۃ اللہ عربی ص ۵۵ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے سوا ملاحظہ ہو۔

۱۔ ویتزد جون البغایا

دور کلاخ خودی آرنڈ زنان بازاری را۔ ص ۵۶

۲۔ فلا شلت ان البغایا شد خربین

بچس میچ شک نیست کہ زنان فاحشہ ملک مارا خراب کردہ اند۔ ص ۵۶

۳۔ ان النبیایا  
زمانہ فاختہ و در حقیقت پلید آمد۔ ص ۸۹

۴۔ ان الفسزداران

اگر در خانہ زمانہ کی ناسفہ باشند پس مردان کن خانہ دیوث و دجال می باشند۔ ص ۹۰  
(مجموعۃ المنور مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خباثت خود ایا زادی پس سن صادق نیم۔ اگر تو لے غل بدکاران دولت میری  
(انجام آختم ص ۲۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اود مشوق کرنا بازاری عورتوں کے قصص کی طرف اور ان کا بوسہ اور گلے پٹانا اور بعد اس کے ان کا جاتے کر بند۔

خطبہ الہامیہ ص ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

گویا ان لوگوں نے اپنے بدن اور قوت کو بدکار عورتوں پر وقف کر رکھا ہے اور ان کی محبت کو جان اور اکبر و اور مال اور ملت کے بچاؤ پر مقدم کر لیا ہے۔  
مرزا غلام احمد قادیانی صاحب الہدیۃ المبتدیان ص ۱۴۱

**مرزا صاحب کی خوش کلامی**  
اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی اپنے تجربہ پر خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موجود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جاتے تو اس میں الہام الہی کا کیا قصور ہو گا کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔ اگر ہم نے وفات یافتہ لوگوں کی نسبت کوئی قطعی الدلائل الہام کسی کتاب میں لکھا ہے تو وہ پیش کریں۔ جھوٹ بولنا اور نجاست کھانا ایک برابر ہے تعجب کہ ان لوگوں کو نجاست خواری کا کیوں شوق ہو گیا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۹۲ تولا میر تقاسم علی صاحب قادیانی)

سو چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہی ظاہر نہ کرتے بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جاتیں گی۔ تو کیا اس دن یہ باحق مخالف جیتھے ہی وہیں گئے اور کیلاس دن یہ تمام لڑنے لڑنے سپاہی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جاتیں گئے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھانگے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جاتے گی اور وقت کے سیاہ داغ ان کے مخوس چہروں کو بندھیں اور سورتوں کی طرح کر دیں گے۔  
(ضمیمہ انجام آختم ص ۲۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جو ہماری منع کا قائل نہ ہو گا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔

و انزلہ اسلام ص ۲۸۔ تولا مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

یہ جھوٹے ہیں اور گنتوں کی طرح جھوٹ کلمہ دار کھارہے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آختم ص ۲۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دشمن ہمارے بیانوں کے ختم ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔

(نجم الہدیۃ ص ۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت اور غلامی راہ سے ہو اس کو اس کے غلامی وہ حلال زادہ نہیں اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم دیا کہ کلام نہیں لائے گا



اور ہماری فتح کا قاتل نہیں ہو گا۔ تو صاف سمجھا جاتے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں.... ورنہ حرام زادہ کی ہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور نا انصافی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔

(المرآۃ الاسلام ص ۳۵ - مصنف: مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ ایک شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ اس حرام زادے کو میرے سامنے لا دو جو کتاب ہے کرکٹے کا بھوٹا کھانا جاڑ نہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کہا گیا تھا کہ کسی کو حرام زادہ کہنے والے کو حد لگائی جاتے گی۔ وہ شخص بازار میں کہہ رہا تھا کسی کو احساس نہ تھا۔ لوگ سنتے تھے اور رکتے نہ تھے۔ کیا یہ معمولی بات ہے جو ہو چکی ہے۔

(خطبہ جمعہ میں محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۹۳ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۳ء)

**مرزا صاحب کا عقاب** قادیان میں ایک بدگو مخالف آیا ہوا تھا جس نے حضرت کے عہد میں سے ایک کو اپنے پاس بلا بھیجا جو اس کے ساتھ گفتگو کرنے چلا گیا۔ جب اس امر کی حضرت مسیح موعود کو

خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ "ایسے غیبت مفید کو اتنی عزت نہیں دی جی چاہیے کہ اس کے ساتھ تم میں سے کوئی بات چیت کرے"۔  
(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۳۵ - مرتبہ: محمد منظور الہی صاحب قادیانی لاہوری)

**اخراج** بیان کیا مجھ سے حضرت خلیفہ ثانی نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اولیٰ کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی چرسی اور بد معاش آدمی تھا قادیان آیا اور اس کے متعلق شبہ ہوا کہ وہ کسی بد ارادے سے یہاں آیا ہے اور اس کی رورٹ حضرت تک بھی پہنچی۔ آپ نے حضرت خلیفہ اولیٰ کو بلا بھیجا۔ اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں لیکن جب حضرت خلیفہ اولیٰ نے اسے قادیان سے چلے جانے کو کہا تو اس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور کہا کہ اگر مجھے اتنے روپے دے دو گے تو میں چلا جاؤں گا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان کرنے لگے کہ جتنے روپے وہ مانگتا تھا اس وقت اتنے روپے حضرت خلیفہ اولیٰ کے پاس نہ تھے اس لیے آپ کچھ کم دیتے تھے۔ اسی جھگڑے میں کچھ دیر ہو گئی۔ چنانچہ اس کی اطلاع پھر حضرت صاحب تک پہنچی کہ وہ ابھی تک نہیں گیا اور قادیان میں ہی ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے حضرت خلیفہ اولیٰ کو بلا بھیجا کہ یا زولے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں یا خود بھی چلے جائیں۔ حضرت مولوی صاحب تک یہ الفاظ پہنچے تو انہوں نے فوراً کسی سے قرض لے کر اسے رخصت کر دیا۔

حضرت خلیفہ اولیٰ کا یہ رشتہ دار آپ کا حقیقی چھٹی تھا اور اس کا نام عبدالرحمن تھا۔ یہ ایک نہایت آوارہ گرد، معاش آدمی تھا شاید سخت مخالف ہو ملوث، اور اس کے متعلق اس وقت یہ شبہ کیا گیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص قادیان میں فتنہ فساد کے پیدا کرنے کا موجب ہو (کوئی گہرا راز معلوم ہوتا ہے ملوث)۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۵ - مصنف: صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

**بد مزاجی کا فیصلہ** اول قوت اخلاق چونکہ اماموں کو طرح طرح کے او باشوں سفلوں اور بد زبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لیے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں

عیش نفس اور عنونا نہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق روئے میں گرفتار ہو اور رشتہ بات کا ذرا بھی تحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات منہ میں جاگ جاتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں کہ وہ کسی طرح امام زمان نہ ہو سکتا۔

(ضرورۃ الامام ص ۵ - مصنف: مرزا غلام احمد قادیانی)

جزیرہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بد زبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اس کے ان پیادوں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔ پس اپنی زبان کو چھری سے کوئی اور بدتر پھری نہیں۔

(خاترہ معرفت ص ۱۵، مصنف: مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**عدالت کی ہدایت** ڈاکٹر مارٹن کلاڈک کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب پر زیر دفعہ (۱-۴) مضابطہ فوجداری اگست ۱۸۹۷ء میں غریب زور و شور سے فوجداری مقدمہ چلا۔ اس کی مکمل مسئلہ مرزا صاحب کی تالیف کتاب البرہ میں درج ہے۔ اس مقدمہ کا جو فیصلہ ہو کافی عبرت آموز ہے۔ چنانچہ آخری حصہ جو کل فیصلہ کا خلاصہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

یہ ظاہر ہے کہ پیش گوئیاں ویلفک ( ) الباموں کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں۔ مرزا صاحب کچھ مطلب بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلاڈک کچھ اور اس صورت میں اس امر کا ثابت کرنا ناممکن ہے کہ ڈاکٹر کلاڈک کے منہی مضحک ہوں۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ڈاکٹر کلاڈک کی موت کی نسبت کبھی کوئی پیش گوئی نہیں کی اور جس قدر مطبوعہ شہادت پیش کی گئی ہے ہم سمجھا اس کے کسی میں بھی کوئی صاف اور صریح امر نہیں پاتے جس سے مرزا صاحب کے بیان کی تردید ہوتی ہے۔ جہاں تک ڈاکٹر کلاڈک کے مقدمہ سے تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظا من کے لیے ضمانت لی جاتی

یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جاتے۔ لہذا وہ بری کیے جاتے ہیں لیکن ہم اس مقدمہ پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تقریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر غلط کر دیتے ہیں۔ باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان سے اشتغال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں جن سے ان لوگوں کی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔

جواڑ کہ اس کی باتوں سے اس کے لیے علم مریدوں پر ہو گا۔ اس کی ذمہ داری ان ہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی رُو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اس کی رُو کے اندر آجاتے ہیں۔ (دستخط ایم ڈی ڈیکس ڈیٹرکٹ مجسٹریٹ گورنر اسپورٹ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء)

(ترجمہ: انگریزی مندرجہ کتب البرہ ص ۲۷، مؤلف: مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**مرزا صاحب کا عہدہ** میں حکام کو یقین دلانا ہوں کہ ہرگز میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو میں پسند کرتا ہوں۔ بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا مگر غیافوں کی سختی سے نہایت کم۔ تاہم یہ طریق بھی میری طبیعت اور عادت سے مخالف ہے اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتغال کو روکنے کے لیے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جاتے۔ میں اسی پر کاربند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہاد کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہیں۔ نہایت تاکید سے سمجھانا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں اور ہر ایک سخت اور قہر انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۳۹)

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار غیافین کے لیے بھی بطور نوٹس ہے۔ چونکہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سلسلے میں یہ عہدہ لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے۔ اس لیے حفظا من کے مقاصد کی تکمیل کے لیے آنا چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہدہ کے کاربند ہوں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ۲۷ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۳۹)

حضرت مسیح موعود نے اسی مقدمہ میں اعجازی پیشگوئیوں کے متعلق جو بیان عدالت میں دیا اس میں صفاتی کے

ساتھ یہ کھاکہ۔

”عدالت میں میری نسبت یہ الزام پیش کیا گیا ہے کہ گویا میری قدیم سے یہ عادت ہے کہ خود بخود کسی کی موت یا ذات کی پیش گوئی کیا کرتا ہوں اور پھر اپنی جماعت کے ذریعہ سے پوشیدہ طور پر اس کو شش میں لگا رہتا ہوں کہ کسی طرح وہ پیشگوئی پوری ہو جائے اور گویا میں ایک قسم کا ڈاکو یا خونی رہزن ہوں اور گویا میری جماعت بھی ایک قسم کی ادبائش اور خطرناک لوگ ہیں جن کا پیشہ اسی قسم کے جرائم ہیں لیکن میں عدالت کو غماہ کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے غیر کیا گیا ہے اور نہایت بُری طرح سے میری اور میری معزز جماعت کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے۔۔۔۔۔“

اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک برس سے کچھ زیادہ عرصہ گزرتا ہے کہ میں نے اس جہد کو چھاپ کر شائع کیا ہے کہ میں کسی کی موت وغیرہ کی نسبت ہرگز کوئی پیشگوئی نہ کروں۔

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۵ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۴۷ء)

بعض ہائے مخالف جن کو اخراج اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب دہشتی کثرتاً آئندہ پیش گوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے۔ خاص کر ڈرانے والی پیشگوئیوں اور عذاب کی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے۔ سودا وضع رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوتی اور آغوا کی پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔

(کتاب البریہ اشتہار ص ۷۷ حاشیہ توفیق زاعلام احمد قادیانی صاحب)

ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے لیکن اپنی طرف سے بلکہ اس وقت اور اس کی حالت میں جبکہ ان لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیشگوئی کے لیے مجھے تحریری اجازت دی چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلاڈک کے مقدمہ میں شامل میل کی گئی ہیں مگر باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلاڈک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا۔ اس لیے آئندہ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کسی ایسی درخواست پر اتذاری ڈراؤنی پیشگوئی کی جائے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی اتذاری پیش گوئیوں کے لیے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی۔ جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے نہ پیش کرے۔

(کتاب البریہ اشتہار ص ۷۷ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۹ء توفیق زاعلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے مٹھوٹی کے سامنے کھدیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا ابہام شائع نہیں کروں گا جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لے۔

درمزا غلام احمد قادیانی صاحب کا حلیف بیان عدالت گورداسپور میں مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹

منقول از منظور اپنی ص ۲۴ محقق منظور اپنی صاحب قادیانی۔۔۔۔۔ (لاہوری)

عدالتی اقرارنامہ | اقراؤ نامہ زاعلام احمد قادیانی صاحب بمقدمہ فیعداری اجلاس مسٹر جے ایم ڈوٹی صاحب بہادر دہشتی کثرتاً ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور مورخہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء نمبر ۱۸۹۹ قادیان نمبر مقدمہ ۱۰ سرکار دولت مدار نام غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹارہ ضلع گورداسپور ملزم ۸۰/۱۸۹۹ زبردفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فیعداری۔



**اقرار نامہ** میں مرزا غلام احمد تادیانی بحضور عدالت تادیانی یا قرار صالح افراد کے تابوں کے آئندہ (۱) میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کیے جا سکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو، خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الہی ہوگا۔  
۲۔ میں خدا کے پاس ایسی اپیل اقدار دود (خواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو، خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الہی سے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کوئی پیادہ کوئی جھوٹا ہے۔

۳۔ میں کسی چیز کو الہام بنا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو یا جو ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص یعنی مسلمان ہو، خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الہی ہوگا۔  
۴۔ جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر کچھ میرا اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی جیسے خود اس طریق پر عمل کریں جس طریق پر کار بند ہونے کا میں نے دفعہ اتاہ میں اقرار کیا ہے۔

العبد  
مکواہ شد

مرزا غلام احمد بظہر خود عواہ کل الدین بی بی ایل ایل بی۔ دخط جے ایم ڈوٹی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء سو اگر مشر ڈوٹی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے رد برو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو) کافر نہیں کہوں گا تو دافنی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔  
(تاریخ القلوب ص ۳ معتمد، مرزا غلام احمد تادیانی صاحب)

**اقرار نامہ کا نتیجہ** اس معتمد مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں جو حضرت مسیح موعود کے اس اقرار نامہ پر ریمارک ہوا ہے جو آپ نے گورنمنٹ سے اندازی پیش کر گویاں نہ کرنے کے متعلق کیا تھا تو عرض صرت اتنی تھی کہ میں محمود احمد صاحب جو آپ کو نبی بتاتے ہیں تو مجملہ اور اول قاطعہ کے آپ کا یہ اقرار نامہ لکھ کر دینا بھی اس کے قطعاً خلاف ہے۔ کیونکہ نبی مکلف ہوتا ہے کہ جو کچھ اس پر نازل ہوا ہے سب کو بتاتے بلکہ یا ایسا الرسول بلعنا انکے الیک — ۱۸۹۹ء میں آپ کو (مرزا صاحب) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بالمقابل عدالت میں جانا پڑا اور وہاں آپ یہ بھی لکھ کر دے آئے کہ میں آئندہ مولوی محمد حسین کو کاذب اور کافر اور دجال نہیں کہوں گا۔ اسی سال اسی مقدمہ میں آپ نے ایک اور اقرار نامہ بھی لکھ کر دیا جس کے یہ لفظ ہیں۔  
”میں کسی چیز کو الہام بنا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو یا جو ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص مسلمان ہو، خواہ ہندو یا عیسائی، ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الہی ہوگا۔“

مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء - مرزا غلام احمد (لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ نمبر ۱۵، مورخہ ۹ جنوری ۱۹۱۸ء)  
**من گھڑت نبی** تم تادیانی صاحبان! اپنے دعوے راست باز نہیں کہلا سکتے بلکہ ایک طرف جی تراش نام رکھا۔ دوسری طرف نتیجہ میں صرف ایک نبی کا لفظ بول کر سراسر نبی کریم کی ہتک کر رہے ہو۔ پھر کیا وہ پہلے انبیاء بھی ایسے ہی محکوم ہوتے تھے کہ گورنمنٹ کے خوف سے آئندہ کے لیے اندازی پیشگوئیاں موت وغیرہ کے متعلق کرنے سے ڈک جایا کرتے تھے کہ آئندہ ہم موت کی پیشگوئی کسی کی نہ کیا کریں گے۔ خدا کی گورنمنٹ زبردست ہے بالانسانوں کی پہلے سچ نے تو سوسلی قبول کی مگر کھر حق پہنچانے سے انکار نہیں کیا مگر اپنے من گھڑت نبی کے حالات سے تم خود ہی واقف ہو، یہیں تشریح کرنے کی حاجت نہیں۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء)





تعلقات



## مہدی

توموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف  
یہ ذوق سکھاتا ہے ادب مرغِ چمن کو  
مخدوبِ فرنگی نے باندازِ فرنگی  
مہدی کے تخیل سے کیا لرزہ وطن کو  
اے وہ کہ تو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار  
نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو  
ہو زندہ کفن پوشش تو میتِ اسے سمجھیں  
یا چاک کریں مردکِ ناداں کے کفن کو

## پنجابی مُسلمان

غریب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت  
کرے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد  
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا  
ہو کھیلِ مریدی کا تو ہوتا ہے بہت جلد  
تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے  
یہ شاخِ نشیمن سے اُترتا ہے بہت جلد

# محبتیں، نفرتیں منتیں، خوشامدیں دھمکیاں، پیشگوئیاں

غلام احمد  
اشادہ خاص

## (۱) اراکین خاندان

- ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ محمدی بیگم کے خواستگار۔۔
- ۲۔ محمدی بیگم ایک نو عمر لڑکی۔
- ۳۔ مرزا احمد بیگ۔ محمدی بیگم کے والد اور مرزا قادیانی صاحب کے ماموں زاد بھائی۔
- ۴۔ عمر النساء والدہ محمدی بیگم مرزا قادیانی صاحب کی چچا زاد ہمیشہ اور مرزا امام الدین کی حقیقی ہمیشہ۔
- ۵۔ مرزا امام الدین صاحب مرزا قادیانی صاحب کے چچا زاد بھائی اور محمدی بیگم کے حقیقی ماموں۔
- ۶۔ فضل احمد اور سلطان احمد مرزا قادیانی صاحب کے لڑکے۔
- ۷۔ عزت بی بی فضل احمد کی اہلیہ (مرزا احمد بیگ کی بھانجی)
- ۸۔ مرزا علی شیر بیگ۔ عزت بی بی کے والد مرزا قادیانی کے سمدھن۔
- ۹۔ والدہ عزت بی بی۔ مرزا احمد بیگ کی ہمیشہ۔ مرزا قادیانی صاحب کی سمدھن۔
- ۱۰۔ مرزا سلطان محمد۔ محمدی بیگم کا شوہر اور مرزا قادیانی صاحب کا کامیاب رقیب۔
- ۱۱۔ بچھے دی ماں۔ مرزا قادیانی صاحب کی پہلی بیوی۔
- ۱۲۔ نصرت جہاں بیگم۔ مرزا قادیانی صاحب کی دوسری بیوی۔

بڑی بشارت | غلام احمد نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز و مرزا غلام احمد قادیانی صاحب پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ و مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں۔ محمدی بیگم انجام کار

تمہارے نکاح میں آتے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف لائے گا بارگاہِ ہونے کی حالت میں مایوسہ کر کے اس کا تصفیہ بعد کو ہو جائے گا۔ (ملفوظ) اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**۳۔ بشارت پر بشارت** | اس پیش گوئی کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے پیش گوئی فرمائی تھی کہ بتزوج دہلہ لے یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر ناعام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کر لے گا اور اولاد ہوتی ہے۔ اس میں کچھ عجوبہ نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز (مرزا قادیانی صاحب) کی پیش گوئی موجود ہے۔ خاص اولاد کی مشہور پیش گوئی یوں ہے: فرزند دہلند گرامی ارجمند

(مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء غالباً ہی خاص اولاد پیش نظر ہے۔ ملفوظ)

گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرمایا ہے میں کہہ رہا ہوں ضرور پوری ہوں گی گویا حدیث شریف کی زد سے مرزا صاحب کا محمدی بیگم سے نکاح ہونا لازم ہے اور یہ مسیح موعود ہونے کا خاص ثبوت ہوگا۔ (ملفوظ)

(خیر انجام آقہ ص ۸۳ حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**۴۔ خداداد موقع** | (محمدی بیگم کے اعتراف) مجھ سے کوئی نشانی آسمانی مانگتے تھے اس درجہ سے کئی مرتبہ دعا کی گئی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدائے تعالیٰ نے یہ تعزیر قائم کی کہ اس لڑکی کا والد ایک ضروری کام کے لیے ہماری طرف ملتی ہو۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبروہ مرزا احمد بیگ کی ایک ہمیشہ ہمارے ایک چھاراد بھاتی غلام حسین نامی کو بیاہی گئی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الغیر ہے اس کی زمین جس کا حق ہیں بھی پہنچنے نامبروہ مرزا احمد بیگ کی ہمیشہ کے نام کا عذات سرکاری میں درج کروائی گئی تھی اب حال کے بندوبست میں جو گورنر سپور میں جاری ہے نامبروہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے اپنی ہمیشہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کر دیں چنانچہ ان کی ہمیشہ کی طرف سے یہ ہبہ نام لکھا گیا جو مکہ وہ ہبہ نام بغیر ہماری رضامندی کے یہاں تھا اس لیے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے یہ تمام تر مجھ کو انکسار ہماری طرف رجوع کیا تاکہ ہم راضی ہو کر اس ہبہ نام پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے، جناب الہی میں استخارہ کر لینا چاہیے سو یہی جواب مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا جس کو خدا کے تعالیٰ نے اس پیرائے میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم کے نکاح کے لیے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لیے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے یہی بیانی



وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تلخی اور مصیبت پڑے گی اور دیرمیاں زمانہ میں بھی اس دختر کے لیے کسی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔  
(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱۹)

**۵۔ لالچ اور دھمکی** | اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لیے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور تمہارے فور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھ اس زمین کے مہر کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہشمند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کیے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے۔ تمہارا لوگ تو میں بھی تسلیم کر لوں گا اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار ہو، مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہو گا تو نہ اس لڑکی کے لیے یہ نکاح مبارک ہو گا اور نہ تمہارے لیے۔ اسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جن کا نتیجہ موت ہو گا پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا یہ حکم اللہ ہے۔ پس جو کرنا ہے کر لو میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔  
(آیتہ کلمات اسلام صفحہ ۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک اس کے قریب فوت ہو جائے گا اور جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہو گا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔" (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(تبلیغ رسالت جلد اول مرتبہ قاسم علی احمدی ص ۱۶۰ بحوالہ ضمیر اخبار ریاض ہند آخر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء)

**۶۔ خدا کی طرف سے حکم** | مکرّمی محمدی اغویم میرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ ابھی اچھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا تو کچھ غنودگی سی ہوتی اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کرے کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے یہ اس کے حق میں جاری جانب سے خیر و برکت ہو گا اور ہمارے انعام و اکرام بارش کی طرح اس پر نازل ہوں گے اور تلخی اور سختی اس سے دور کر دی جائے گی اور اگر انحراف کیا تو مورد عتاب ہو گا اور ہمارے قہر سے بچ سکے گا۔

اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تاکہ اس کے رحم و کرم سے حصہ پاؤ اور اس کی بے پناہ نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں اور میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک ویندار اور ایماندار بزرگ تصور کرتا ہوں اور آپ کے حکم کو اپنے لیے فخر سمجھتا ہوں اور ہر نام پر جب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں اور اس کے علاوہ میری اطاک خدا کی اور آپ کی ہے۔ عزیز محمد بیگ کے لیے پولیس میں بھرتی کرنے کی عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جاوے اور اس کا رشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدت مندوں میں سے ہے تقریباً کر دیا ہے اور اللہ کا فضل آپ کے شامل حال ہو فقط۔  
(خاکسار غلام احمد عفی عنہ لدھیانہ اقبال گنج مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء)

(منقول از سالانہ نوشتہ قیاب صفحہ ۱۰۰ مؤلفہ ایم۔ ایس خالد صاحب وزیر آبادی)

تب میں نے اللہ تعالیٰ کے ایمان اور اشارہ سے اس کو ایسی مرزا احمد بیگ صاحب کو خط لکھا اور اس میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم اے عزیز نیٹے آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ میری سجدہ بات کو نحو سمجھتے ہیں اور میرے کھبے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں آپ کو تکلیف دوں انشاء اللہ آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے اور میں یہ وعدہ ستور کی ساتھ لکھ رہا ہوں کہ اگر آپ نے میرے خاندان کے خلاف مرضی میری بات کو مان لیا تو میں اپنی زمین اور باغ میں آپ کو حصہ دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے آپس کی نزاع اور اختلاف رفع ہو جائے گا اور خدا میرے کعبہ اور خاندان کے قلوب کی اصلاح کرے گا۔ اگر آپ نے میرا قول اور بیان مان لیا تو مجھ پر بہر بانی اور احسان اور میرے ساتھ نیکی ہوگی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں اور آپ کی درازی عمر کے لیے ارحم الراحمین کے جناب میں گودا کروں گا اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی روٹی کو اپنی زمین اور مملو کات کا ایک تہائی حصہ دوں گا اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا۔ صلہ رحمی عزیزوں سے محبت اور رشتہ کے حقوق کے بارے میں آپ کو مجھ جیسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ آپ مجھے جھپٹتوں میں اپنا دھنگیر اور بار اٹھانے والا پائیں گے اس لیے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور رشک و شبہ میں نہ پڑے۔

میں اپنا یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں اپنی راستے سے نہیں آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھیے یہ خط پڑے تجھے اور امین کی جانب سے ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں نے جو کہا ہے وہ میں نے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنے اہام سے کہلوا دیا ہے اور یہ مجھے میرے پروردگار کی وصیت تھی، اس لیے میں نے اسے پورا کیا۔ ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی روٹی کی کچھ حاجت نہیں تھی.... اگر میعاد گزار جاتے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالیں اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو۔

یہ خط میں نے احمد بیگ کو ۱۳۰۴ھ میں لکھا تھا (ترجمہ)

(۱) مکمل کلمات اسلام ص ۵۵ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

۴۔ اس راقم کا ایک خط | اخبار نور انشاں - ارمی ۱۸۸۸ء میں جو اس راقم (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا ایک خط مضیقین درخواست نکاح چھاپا گیا ہے، اس خط کو صاحب اخبار نے اپنے پرچہ میں درج کر کے عجیب طرح کی زبان درازی کی ہے اور ایک صفحہ اخبار کا سخت گوئی اور دشنام دہی میں ہی سیاہ کیا ہے.... اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۸۸۸ء کے نور انشاں میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے جو خط عرض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا.... پھر ان دنوں میں جو زیادہ نصیر کج اور تفصیل کے لیے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ منتر ترک رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی، ہر ایک روک دود کرنے کے لیے بعد انجام کار اس عاجز (مرزا قادیانی صاحب) کے نکاح میں ملاوٹے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناتے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاتے گا (گویا مرزا قادیانی صاحب کی پیش گوئی ضرور پوری ہوگی۔ حالانکہ پوری نہ ہوئی۔ للموتوف برنی)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۵، ص ۱۱۶، ص ۱۱۷، ص ۱۱۸، ص ۱۱۹، ص ۱۲۰، ص ۱۲۱، ص ۱۲۲، ص ۱۲۳، ص ۱۲۴، ص ۱۲۵، ص ۱۲۶، ص ۱۲۷، ص ۱۲۸، ص ۱۲۹، ص ۱۳۰، ص ۱۳۱، ص ۱۳۲، ص ۱۳۳، ص ۱۳۴، ص ۱۳۵، ص ۱۳۶، ص ۱۳۷، ص ۱۳۸، ص ۱۳۹، ص ۱۴۰، ص ۱۴۱، ص ۱۴۲، ص ۱۴۳، ص ۱۴۴، ص ۱۴۵، ص ۱۴۶، ص ۱۴۷، ص ۱۴۸، ص ۱۴۹، ص ۱۵۰، ص ۱۵۱، ص ۱۵۲، ص ۱۵۳، ص ۱۵۴، ص ۱۵۵، ص ۱۵۶، ص ۱۵۷، ص ۱۵۸، ص ۱۵۹، ص ۱۶۰، ص ۱۶۱، ص ۱۶۲، ص ۱۶۳، ص ۱۶۴، ص ۱۶۵، ص ۱۶۶، ص ۱۶۷، ص ۱۶۸، ص ۱۶۹، ص ۱۷۰، ص ۱۷۱، ص ۱۷۲، ص ۱۷۳، ص ۱۷۴، ص ۱۷۵، ص ۱۷۶، ص ۱۷۷، ص ۱۷۸، ص ۱۷۹، ص ۱۸۰، ص ۱۸۱، ص ۱۸۲، ص ۱۸۳، ص ۱۸۴، ص ۱۸۵، ص ۱۸۶، ص ۱۸۷، ص ۱۸۸، ص ۱۸۹، ص ۱۹۰، ص ۱۹۱، ص ۱۹۲، ص ۱۹۳، ص ۱۹۴، ص ۱۹۵، ص ۱۹۶، ص ۱۹۷، ص ۱۹۸، ص ۱۹۹، ص ۲۰۰، ص ۲۰۱، ص ۲۰۲، ص ۲۰۳، ص ۲۰۴، ص ۲۰۵، ص ۲۰۶، ص ۲۰۷، ص ۲۰۸، ص ۲۰۹، ص ۲۱۰، ص ۲۱۱، ص ۲۱۲، ص ۲۱۳، ص ۲۱۴، ص ۲۱۵، ص ۲۱۶، ص ۲۱۷، ص ۲۱۸، ص ۲۱۹، ص ۲۲۰، ص ۲۲۱، ص ۲۲۲، ص ۲۲۳، ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، ص ۲۲۶، ص ۲۲۷، ص ۲۲۸، ص ۲۲۹، ص ۲۳۰، ص ۲۳۱، ص ۲۳۲، ص ۲۳۳، ص ۲۳۴، ص ۲۳۵، ص ۲۳۶، ص ۲۳۷، ص ۲۳۸، ص ۲۳۹، ص ۲۴۰، ص ۲۴۱، ص ۲۴۲، ص ۲۴۳، ص ۲۴۴، ص ۲۴۵، ص ۲۴۶، ص ۲۴۷، ص ۲۴۸، ص ۲۴۹، ص ۲۵۰، ص ۲۵۱، ص ۲۵۲، ص ۲۵۳، ص ۲۵۴، ص ۲۵۵، ص ۲۵۶، ص ۲۵۷، ص ۲۵۸، ص ۲۵۹، ص ۲۶۰، ص ۲۶۱، ص ۲۶۲، ص ۲۶۳، ص ۲۶۴، ص ۲۶۵، ص ۲۶۶، ص ۲۶۷، ص ۲۶۸، ص ۲۶۹، ص ۲۷۰، ص ۲۷۱، ص ۲۷۲، ص ۲۷۳، ص ۲۷۴، ص ۲۷۵، ص ۲۷۶، ص ۲۷۷، ص ۲۷۸، ص ۲۷۹، ص ۲۸۰، ص ۲۸۱، ص ۲۸۲، ص ۲۸۳، ص ۲۸۴، ص ۲۸۵، ص ۲۸۶، ص ۲۸۷، ص ۲۸۸، ص ۲۸۹، ص ۲۹۰، ص ۲۹۱، ص ۲۹۲، ص ۲۹۳، ص ۲۹۴، ص ۲۹۵، ص ۲۹۶، ص ۲۹۷، ص ۲۹۸، ص ۲۹۹، ص ۳۰۰، ص ۳۰۱، ص ۳۰۲، ص ۳۰۳، ص ۳۰۴، ص ۳۰۵، ص ۳۰۶، ص ۳۰۷، ص ۳۰۸، ص ۳۰۹، ص ۳۱۰، ص ۳۱۱، ص ۳۱۲، ص ۳۱۳، ص ۳۱۴، ص ۳۱۵، ص ۳۱۶، ص ۳۱۷، ص ۳۱۸، ص ۳۱۹، ص ۳۲۰، ص ۳۲۱، ص ۳۲۲، ص ۳۲۳، ص ۳۲۴، ص ۳۲۵، ص ۳۲۶، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸، ص ۳۲۹، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۲، ص ۳۳۳، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵، ص ۳۳۶، ص ۳۳۷، ص ۳۳۸، ص ۳۳۹، ص ۳۴۰، ص ۳۴۱، ص ۳۴۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴، ص ۳۴۵، ص ۳۴۶، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸، ص ۳۴۹، ص ۳۵۰، ص ۳۵۱، ص ۳۵۲، ص ۳۵۳، ص ۳۵۴، ص ۳۵۵، ص ۳۵۶، ص ۳۵۷، ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، ص ۳۶۰، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، ص ۳۶۳، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵، ص ۳۶۶، ص ۳۶۷، ص ۳۶۸، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، ص ۳۷۱، ص ۳۷۲، ص ۳۷۳، ص ۳۷۴، ص ۳۷۵، ص ۳۷۶، ص ۳۷۷، ص ۳۷۸، ص ۳۷۹، ص ۳۸۰، ص ۳۸۱، ص ۳۸۲، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، ص ۳۸۶، ص ۳۸۷، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹، ص ۳۹۰، ص ۳۹۱، ص ۳۹۲، ص ۳۹۳، ص ۳۹۴، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶، ص ۳۹۷، ص ۳۹۸، ص ۳۹۹، ص ۴۰۰، ص ۴۰۱، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴، ص ۴۰۵، ص ۴۰۶، ص ۴۰۷، ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۱، ص ۴۱۲، ص ۴۱۳، ص ۴۱۴، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، ص ۴۱۹، ص ۴۲۰، ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۳، ص ۴۲۴، ص ۴۲۵، ص ۴۲۶، ص ۴۲۷، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۳۰، ص ۴۳۱، ص ۴۳۲، ص ۴۳۳، ص ۴۳۴، ص ۴۳۵، ص ۴۳۶، ص ۴۳۷، ص ۴۳۸، ص ۴۳۹، ص ۴۴۰، ص ۴۴۱، ص ۴۴۲، ص ۴۴۳، ص ۴۴۴، ص ۴۴۵، ص ۴۴۶، ص ۴۴۷، ص ۴۴۸، ص ۴۴۹، ص ۴۵۰، ص ۴۵۱، ص ۴۵۲، ص ۴۵۳، ص ۴۵۴، ص ۴۵۵، ص ۴۵۶، ص ۴۵۷، ص ۴۵۸، ص ۴۵۹، ص ۴۶۰، ص ۴۶۱، ص ۴۶۲، ص ۴۶۳، ص ۴۶۴، ص ۴۶۵، ص ۴۶۶، ص ۴۶۷، ص ۴۶۸، ص ۴۶۹، ص ۴۷۰، ص ۴۷۱، ص ۴۷۲، ص ۴۷۳، ص ۴۷۴، ص ۴۷۵، ص ۴۷۶، ص ۴۷۷، ص ۴۷۸، ص ۴۷۹، ص ۴۸۰، ص ۴۸۱، ص ۴۸۲، ص ۴۸۳، ص ۴۸۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶، ص ۴۸۷، ص ۴۸۸، ص ۴۸۹، ص ۴۹۰، ص ۴۹۱، ص ۴۹۲، ص ۴۹۳، ص ۴۹۴، ص ۴۹۵، ص ۴۹۶، ص ۴۹۷، ص ۴۹۸، ص ۴۹۹، ص ۵۰۰، ص ۵۰۱، ص ۵۰۲، ص ۵۰۳، ص ۵۰۴، ص ۵۰۵، ص ۵۰۶، ص ۵۰۷، ص ۵۰۸، ص ۵۰۹، ص ۵۱۰، ص ۵۱۱، ص ۵۱۲، ص ۵۱۳، ص ۵۱۴، ص ۵۱۵، ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ص ۵۱۸، ص ۵۱۹، ص ۵۲۰، ص ۵۲۱، ص ۵۲۲، ص ۵۲۳، ص ۵۲۴، ص ۵۲۵، ص ۵۲۶، ص ۵۲۷، ص ۵۲۸، ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، ص ۵۳۲، ص ۵۳۳، ص ۵۳۴، ص ۵۳۵، ص ۵۳۶، ص ۵۳۷، ص ۵۳۸، ص ۵۳۹، ص ۵۴۰، ص ۵۴۱، ص ۵۴۲، ص ۵۴۳، ص ۵۴۴، ص ۵۴۵، ص ۵۴۶، ص ۵۴۷، ص ۵۴۸، ص ۵۴۹، ص ۵۵۰، ص ۵۵۱، ص ۵۵۲، ص ۵۵۳، ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۵۷، ص ۵۵۸، ص ۵۵۹، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۶۳، ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، ص ۵۶۶، ص ۵۶۷، ص ۵۶۸، ص ۵۶۹، ص ۵۷۰، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، ص ۵۷۳، ص ۵۷۴، ص ۵۷۵، ص ۵۷۶، ص ۵۷۷، ص ۵۷۸، ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱، ص ۵۸۲، ص ۵۸۳، ص ۵۸۴، ص ۵۸۵، ص ۵۸۶، ص ۵۸۷، ص ۵۸۸، ص ۵۸۹، ص ۵۹۰، ص ۵۹۱، ص ۵۹۲، ص ۵۹۳، ص ۵۹۴، ص ۵۹۵، ص ۵۹۶، ص ۵۹۷، ص ۵۹۸، ص ۵۹۹، ص ۶۰۰، ص ۶۰۱، ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۶۰۴، ص ۶۰۵، ص ۶۰۶، ص ۶۰۷، ص ۶۰۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، ص ۶۱۱، ص ۶۱۲، ص ۶۱۳، ص ۶۱۴، ص ۶۱۵، ص ۶۱۶، ص ۶۱۷، ص ۶۱۸، ص ۶۱۹، ص ۶۲۰، ص ۶۲۱، ص ۶۲۲، ص ۶۲۳، ص ۶۲۴، ص ۶۲۵، ص ۶۲۶، ص ۶۲۷، ص ۶۲۸، ص ۶۲۹، ص ۶۳۰، ص ۶۳۱، ص ۶۳۲، ص ۶۳۳، ص ۶۳۴، ص ۶۳۵، ص ۶۳۶، ص ۶۳۷، ص ۶۳۸، ص ۶۳۹، ص ۶۴۰، ص ۶۴۱، ص ۶۴۲، ص ۶۴۳، ص ۶۴۴، ص ۶۴۵، ص ۶۴۶، ص ۶۴۷، ص ۶۴۸، ص ۶۴۹، ص ۶۵۰، ص ۶۵۱، ص ۶۵۲، ص ۶۵۳، ص ۶۵۴، ص ۶۵۵، ص ۶۵۶، ص ۶۵۷، ص ۶۵۸، ص ۶۵۹، ص ۶۶۰، ص ۶۶۱، ص ۶۶۲، ص ۶۶۳، ص ۶۶۴، ص ۶۶۵، ص ۶۶۶، ص ۶۶۷، ص ۶۶۸، ص ۶۶۹، ص ۶۷۰، ص ۶۷۱، ص ۶۷۲، ص ۶۷۳، ص ۶۷۴، ص ۶۷۵، ص ۶۷۶، ص ۶۷۷، ص ۶۷۸، ص ۶۷۹، ص ۶۸۰، ص ۶۸۱، ص ۶۸۲، ص ۶۸۳، ص ۶۸۴، ص ۶۸۵، ص ۶۸۶، ص ۶۸۷، ص ۶۸۸، ص ۶۸۹، ص ۶۹۰، ص ۶۹۱، ص ۶۹۲، ص ۶۹۳، ص ۶۹۴، ص ۶۹۵، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، ص ۶۹۸، ص ۶۹۹، ص ۷۰۰، ص ۷۰۱، ص ۷۰۲، ص ۷۰۳، ص ۷۰۴، ص ۷۰۵، ص ۷۰۶، ص ۷۰۷، ص ۷۰۸، ص ۷۰۹، ص ۷۱۰، ص ۷۱۱، ص ۷۱۲، ص ۷۱۳، ص ۷۱۴، ص ۷۱۵، ص ۷۱۶، ص ۷۱۷، ص ۷۱۸، ص ۷۱۹، ص ۷۲۰، ص ۷۲۱، ص ۷۲۲، ص ۷۲۳، ص ۷۲۴، ص ۷۲۵، ص ۷۲۶، ص ۷۲۷، ص ۷۲۸، ص ۷۲۹، ص ۷۳۰، ص ۷۳۱، ص ۷۳۲، ص ۷۳۳، ص ۷۳۴، ص ۷۳۵، ص ۷۳۶، ص ۷۳۷، ص ۷۳۸، ص ۷۳۹، ص ۷۴۰، ص ۷۴۱، ص ۷۴۲، ص ۷۴۳، ص ۷۴۴، ص ۷۴۵، ص ۷۴۶، ص ۷۴۷، ص ۷۴۸، ص ۷۴۹، ص ۷۵۰، ص ۷۵۱، ص ۷۵۲، ص ۷۵۳، ص ۷۵۴، ص ۷۵۵، ص ۷۵۶، ص ۷۵۷، ص ۷۵۸، ص ۷۵۹، ص ۷۶۰، ص ۷۶۱، ص ۷۶۲، ص ۷۶۳، ص ۷۶۴، ص ۷۶۵، ص ۷۶۶، ص ۷۶۷، ص ۷۶۸، ص ۷۶۹، ص ۷۷۰، ص ۷۷۱، ص ۷۷۲، ص ۷۷۳، ص ۷۷۴، ص ۷۷۵، ص ۷۷۶، ص ۷۷۷، ص ۷۷۸، ص ۷۷۹، ص ۷۸۰، ص ۷۸۱، ص ۷۸۲، ص ۷۸۳، ص ۷۸۴، ص ۷۸۵، ص ۷۸۶، ص ۷۸۷، ص ۷۸۸، ص ۷۸۹، ص ۷۹۰، ص ۷۹۱، ص ۷۹۲، ص ۷۹۳، ص ۷۹۴، ص ۷۹۵، ص ۷۹۶، ص ۷۹۷، ص ۷۹۸، ص ۷۹۹، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، ص ۸۰۲، ص ۸۰۳، ص ۸۰۴، ص ۸۰۵، ص ۸۰۶، ص ۸۰۷، ص ۸۰۸، ص ۸۰۹، ص ۸۱۰، ص ۸۱۱، ص ۸۱۲، ص ۸۱۳، ص ۸۱۴، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، ص ۸۱۷، ص ۸۱۸، ص ۸۱۹، ص ۸۲۰، ص ۸۲۱، ص ۸۲۲، ص ۸۲۳، ص ۸۲۴، ص ۸۲۵، ص ۸۲۶، ص ۸۲۷، ص ۸۲۸، ص ۸۲۹، ص ۸۳۰، ص ۸۳۱، ص ۸۳۲، ص ۸۳۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰، ص ۱۰۰۱، ص ۱۰۰۲، ص ۱۰۰۳، ص ۱۰۰۴، ص ۱۰۰۵، ص ۱۰۰۶، ص ۱۰۰۷، ص ۱۰۰۸، ص ۱۰۰۹، ص ۱۰۱۰، ص ۱۰۱۱، ص ۱۰۱۲، ص ۱۰۱۳، ص ۱۰۱۴، ص ۱۰۱۵، ص ۱۰۱۶، ص ۱۰۱۷، ص ۱۰۱۸، ص ۱۰۱۹، ص ۱۰۲۰، ص ۱۰۲۱، ص ۱۰۲۲، ص ۱۰۲۳، ص ۱۰۲۴، ص ۱۰۲۵، ص ۱۰۲۶، ص ۱۰۲۷، ص ۱۰۲۸، ص ۱۰۲۹، ص ۱۰۳۰، ص ۱۰۳۱، ص ۱۰۳۲، ص ۱۰۳۳، ص ۱۰۳۴، ص ۱۰۳۵، ص ۱۰۳۶، ص ۱۰۳۷، ص ۱۰۳۸، ص ۱۰۳۹، ص ۱۰۴۰، ص ۱۰۴۱، ص ۱۰۴۲، ص ۱۰۴۳، ص ۱۰۴۴، ص ۱۰۴۵، ص ۱۰۴۶، ص ۱۰۴۷، ص ۱۰۴۸، ص ۱۰۴۹، ص ۱۰۵۰، ص ۱۰۵۱، ص ۱۰۵۲، ص ۱۰۵۳، ص ۱۰۵۴، ص ۱۰۵۵، ص ۱۰۵۶، ص ۱۰۵۷، ص ۱۰۵۸، ص ۱۰۵۹، ص ۱۰۶۰، ص ۱۰۶۱، ص ۱۰۶۲، ص ۱۰۶۳، ص ۱۰۶۴، ص ۱۰۶۵، ص ۱۰۶۶، ص ۱۰۶۷، ص ۱۰۶۸، ص ۱۰۶۹، ص ۱۰۷۰، ص ۱۰۷۱، ص ۱۰۷۲، ص ۱۰۷۳، ص ۱۰۷۴، ص ۱۰۷۵، ص ۱۰۷۶، ص ۱۰۷۷، ص ۱۰۷۸، ص ۱۰۷۹، ص ۱۰۸۰، ص ۱۰۸۱، ص ۱۰۸۲، ص ۱۰۸۳، ص ۱۰۸۴، ص ۱۰۸۵، ص ۱۰۸۶، ص ۱۰۸۷، ص ۱۰۸۸، ص ۱۰۸۹، ص ۱۰۹۰، ص ۱۰۹۱، ص ۱۰۹۲، ص ۱۰۹۳، ص ۱۰۹۴، ص ۱۰۹۵، ص ۱۰۹۶، ص ۱۰۹۷، ص ۱۰۹۸، ص ۱۰۹۹، ص ۱۱۰۰، ص ۱۱۰۱، ص ۱۱۰۲، ص ۱۱۰۳، ص ۱۱۰۴، ص ۱۱۰۵، ص ۱۱۰۶، ص ۱۱۰۷، ص ۱۱۰۸، ص ۱۱۰۹، ص ۱۱۱۰، ص ۱۱۱۱، ص ۱۱۱۲، ص ۱۱۱۳، ص ۱۱۱۴، ص ۱۱۱۵، ص ۱۱۱۶، ص ۱۱۱۷، ص ۱۱۱۸، ص ۱۱۱۹، ص ۱۱۲۰، ص ۱۱۲۱، ص ۱۱۲۲، ص ۱۱۲۳، ص ۱۱۲۴، ص ۱۱۲۵، ص ۱۱۲۶، ص ۱۱۲۷، ص ۱۱۲۸، ص ۱۱۲۹، ص ۱۱۳۰، ص ۱۱۳۱، ص ۱۱۳۲، ص ۱۱۳۳، ص ۱۱۳۴، ص ۱۱۳۵، ص ۱۱۳۶، ص ۱۱۳۷، ص ۱۱۳۸، ص ۱۱۳۹، ص ۱۱۴۰، ص ۱۱۴۱، ص ۱۱۴۲، ص ۱۱۴۳، ص ۱۱۴۴، ص ۱۱۴۵، ص ۱۱۴۶، ص ۱۱۴۷، ص ۱۱۴۸، ص ۱۱۴۹، ص ۱۱۵۰، ص ۱۱۵۱، ص ۱۱۵۲، ص ۱۱۵۳، ص ۱۱۵۴، ص ۱۱۵۵، ص ۱۱۵۶، ص ۱۱۵۷، ص ۱۱۵۸، ص ۱۱۵۹، ص ۱۱۶۰، ص ۱۱۶۱، ص ۱۱۶۲، ص ۱۱۶۳، ص ۱۱۶۴، ص ۱۱۶۵، ص ۱۱۶۶، ص ۱۱۶۷، ص ۱۱۶۸، ص ۱۱۶۹، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، ص ۱۱۷۲، ص ۱۱۷۳، ص ۱۱۷۴، ص ۱۱۷۵، ص ۱۱۷۶، ص ۱۱۷۷، ص ۱۱۷۸، ص ۱۱۷۹، ص ۱۱۸۰، ص ۱۱۸۱، ص ۱۱۸۲، ص ۱۱۸۳، ص ۱۱۸۴، ص ۱۱۸۵، ص ۱۱۸۶، ص ۱۱۸۷، ص ۱۱۸۸، ص ۱۱۸۹، ص ۱۱۹۰، ص ۱۱۹۱، ص ۱۱۹۲، ص ۱۱۹۳، ص ۱۱۹۴، ص ۱۱۹۵، ص ۱۱۹۶، ص ۱۱۹۷، ص ۱۱۹۸، ص ۱۱۹۹، ص ۱۲۰۰، ص ۱۲۰۱، ص ۱۲۰۲، ص ۱۲۰۳، ص ۱۲۰۴، ص ۱۲۰۵، ص ۱۲۰۶، ص ۱۲۰۷، ص ۱۲۰۸، ص ۱۲۰۹، ص ۱۲۱۰، ص ۱۲۱۱، ص ۱۲۱۲، ص ۱۲۱۳، ص ۱۲۱۴، ص ۱۲۱۵، ص ۱۲۱۶، ص ۱۲۱۷، ص ۱۲۱۸، ص ۱۲۱۹، ص ۱۲۲۰، ص ۱۲۲۱، ص ۱۲۲۲، ص ۱۲۲۳، ص ۱۲۲۴، ص ۱۲۲۵، ص ۱۲۲۶، ص ۱۲۲۷، ص ۱۲۲۸، ص ۱۲۲۹، ص ۱۲۳۰، ص ۱۲۳۱، ص ۱۲۳۲، ص ۱۲۳۳، ص ۱۲۳۴، ص ۱۲۳۵، ص ۱۲۳۶، ص ۱۲۳۷، ص ۱۲۳۸، ص ۱۲۳۹، ص ۱۲۴۰، ص ۱۲۴۱، ص ۱۲۴۲، ص ۱۲۴۳، ص ۱۲۴۴، ص ۱۲۴۵، ص ۱۲۴۶، ص ۱۲۴۷، ص ۱۲۴۸، ص ۱۲۴۹، ص ۱۲۵۰، ص ۱۲۵۱، ص ۱۲۵۲، ص ۱۲۵۳، ص ۱۲۵۴، ص ۱۲۵۵، ص ۱۲۵۶، ص ۱۲۵۷، ص ۱۲۵۸، ص ۱۲۵۹، ص ۱۲۶۰، ص ۱۲۶۱، ص ۱۲۶۲، ص ۱۲۶۳، ص ۱۲۶۴، ص ۱۲۶۵، ص ۱۲۶۶، ص ۱۲۶۷، ص ۱۲۶۸، ص ۱۲۶۹، ص ۱۲۷۰، ص ۱۲۷۱، ص ۱۲۷۲، ص ۱۲۷۳، ص ۱۲۷۴، ص ۱۲۷۵، ص ۱۲۷۶، ص ۱۲۷۷، ص ۱۲۷۸، ص ۱۲۷۹، ص ۱۲۸۰، ص ۱۲۸۱، ص ۱۲۸۲، ص ۱۲۸۳، ص ۱۲۸۴، ص ۱۲۸

نوبت درد اور رنج اور غم ہوا، لیکن بوجہ اس کے یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لیے عزیزی سے مجبور رہا۔ صدہ وفات فرزندانِ حقیقت میں ایک ایسا حدہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں کوئی اور صدہ نہ ہوگا خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لیے نوحۂ مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحبِ عظمیٰ فرمائے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دلاز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گواہ اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند عظیم جانتا ہے آپ کے لیے دعا و برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تاکہ میرے دل کی محنت اور خلوص، ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے، آپ پر ظاہر ہو جائے مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ فتم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دلی صحت کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خدا تعالیٰ قادر و مطلق کی قسم ہے۔ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی نیامیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیزی اور پیارے تھے اس لیے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا یا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کارنامہ کرنا مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرنا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتے سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ آپ کی لڑکی کے لیے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں غرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوتی ہے اور ہزاروں پادری شرات سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لیے صدقہ دل و دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبتِ ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز بھی لے لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے جو لیے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تو اتارے اس عاجز پر ہوتے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لیے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر پھٹ چکا ہے زمین پر وہ ہرگز نہیں بدل سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم و درد ہوں اور دین و دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام

خاکسارِ حق عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۷ جولائی ۱۸۹۲ء بروز جمعہ  
(منقول از رسالۃ فضل رحمانی ص ۱۲۳ مؤلف قاضی فضل احمد صاحب)

مشفق مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

دوسرا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فریق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں لیکن اب جو آپ کو ایک خبر نہانا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزے گا۔ مگر میں اللہ کے لیے ان لوگوں سے تلقین چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناجیز بتاتے ہیں اور

دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عدالت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اب آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا، دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار و ذلیل کیا جائے اور سیاہ کیا جائے۔

یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بھائی اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور بچاؤں گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوڑا یا چمڑا تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا خف تھا بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لیے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لیے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض۔ کہیں جاتے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خوش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لیے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا رویہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے رویہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پُرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ کیا رشتہ ہے، صرف عزت بی بی نام کے لیے فضل احمد کے گھر میں ہے بے شک وہ طلاق دے دے ہم راضی ہیں ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے یہ شخص کہیں مرنے کا بھی نہیں۔ پھر میں نے دھڑکی کر کہ آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا باقی رہ گیا۔ جو چاہئے سو کر لے ہم اس کے لیے اپنے خوشیوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرنے کا ترارہ گیا کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا بلکہ ایک طرف جب محمدی بیگم کا کسی شخص سے نکاح ہو گا تو دوسری طرف سے فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا اگر انہیں دے گا تو میں اس کو قاتل اور لاوارث کر دوں گا۔ اگر میرے لیے احمد بیگ سے مقابلہ کرے اور یہ ارادہ اس کا بند کر دو گے تو میں بدل جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لیے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہو گا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کہ سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا سے تو ایسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں نصحت ہو ایسا ہی سب رشتے نلٹے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

(راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۲ مئی ۱۸۹۱ء)



## دوسرے خط کا جواب

اغویم مرزا غلام احمد صاحب زادہ عنایت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: گرامی نامہ پہنچا۔ غریب طبع یا نیک جو کچھ بھی اپنے تصور کریں، آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں اور خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اسی پر میرا خاتمہ بالخیر کرے..... باقی رہا تعلق چھوڑنے کا مسئلہ تو بہترین تعلق خدا کا ہے، وہ نہ چھوڑے اور باقی اس عاجز مخلوق کا تعلق ہوا تو پھر کیا نہ ہوا تو پھر کیا اؤ احمد بیگ کے متعلق میں کہہ ہی کیا سکتا ہوں۔ وہ ایک سیدہ حاسدہ مسلمان آدمی ہے جو کچھ ہوا آپ کی طرف ہی سے ہوا۔ نہ آپ فضول ایمان کو گناتے اور ابہام بازی کرنے اور نہ کہارہ کش ہوتا.....

یہ شک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا، مگر آپ خیال فرمائیں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں تو خدا کتنی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے۔ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع المراتض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ میلہ کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا، یعنی میلہ کذاب کی طرح نبوت کا جھوٹا مدعی ہوتا ملوث برنی..... تو آپ رشتہ دیتے؟ (الصفات تو یہ ہے کہ مرزا شیر علی بیگ کی محبت کا جواب مرزا قادیانی صاحب نہ دے سکے ملوث برنی)

آپ کو خط لکھتے وقت یوں آپ سے باہر نہیں ہونا چاہیے۔ لڑکیاں سبھی کے گھروں میں ہیں اور نظام عالم ان ہی باتوں سے قائم ہے۔ کچھ حرج نہیں اگر آپ طلاق دلاویں گے تو یہ بھی ایک پیغمبری کی ہی منت استقامت کر کے بد زبانی کا سیاہ دامن مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔ تر نہ سہی خشک مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی لمبائی سے پیدا کی جاتی ہے (بڑا لطیف طنز ہے ملوث برنی).....

میں بھائی احمد بیگ کو مکھڑا ہوں بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا ہے مگر میں ان کی موجودگی میں کچھ نہیں کر سکتا اور میری بیوی کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لیے بھائی کی لڑکی کو ایک داتم الرضیٰ آدمی کو جو مراقب سے خدا کی تنگ پہنچ چکا ہو، دینے کے لیے کسی طرح لڑے..... ہاں اگر وہ خود مان لیں تو میں اور میری بیوی حارثہ نہ ہوں گے آپ خود ان کو نکلیں مگر درخت اور سخت الفاظ آپ کا قلم کرانے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس سے جہاں تک ہو سکے اعراض کریں اور منت سماجت سے کام لیں۔

خاکسار علی شریک الزنادیان مہتری ۱۸۹۱ء (منقول از نوشتہ فب متوفی خالد وزیر آبادی)

تیسرا خط والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز میں محمد یونیم (مرزا احمد بیگ کی لڑکی) کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں اس نکاح سے رشتے ناپے توڑ

دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لیے نصیحت کی راہ رکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یا ارادہ موتوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو اس کو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہ ہو گا تو آج میں نے مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لیے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرعی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا، جس کا یہ مضمون ہو گا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا نکاح غیر کے ساتھ کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے، عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہو گا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرعی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے

کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھاؤ تو آپ کے لیے بہتر ہوگا، بھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کی بہتری کے لیے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی، مگر آدمی پر نقد یہ غلاب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات بھی نہیں لکھی تھی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اسی دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔

از حضرت عزت بی بی (مرزا قادیانی صاحب کے چھوٹے فرزند مرزا فضل احمد کی اہلیہ) تیسرے خط کا تتمہ

سلام مسنون کے بعد اس وقت میری تباہی و بربادی کا خیال کرو۔ مرزا صاحب مجھ سے کسی طرح فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں (یعنی محمدی بیگم کے والد) کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو، اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہر طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر! مجھے اس جگہ سے بے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ اس خط پر مرزا صاحب کی طرف سے یہ رپارٹس ہے جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہلے ہے اگر مرزا سلطان محمدی محمدی بیگم کا نکاح کرکے نہیں سکتا تو پھر بلا توقف عزت بی بی کے لیے کوئی قادیانی میں آدمی بیچ دو تاکہ ان کو ملے جائے۔ اللہ ربیعہ زوہد و عظیم (ملفوظ برقی)

(عزت بی بی بذریعہ خاکسار غلام احمد ریس قادیانی ۱۸۹۱ء) (منقول از نثر غیب خاں خالد وزیر آبادی)

چوتھا خط

محمدی بیگم مروی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مہربانی نامہ آں کرم پہنچ کر بمردہ افتادہ از مرض بہت خوشی ہوئی۔ محمدی بیگم کا لڑکا جو آپ کے پاس ہے آں کرم کو معلوم ہوگا کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ سلطان محمدی صاحب کی سفارش سے یہ لڑکا ایک شدید مرض کے علاج میں حکیم نور الدین صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم مکتوب ۹۰ منقول از نثر غیب خاں خالد وزیر آبادی۔ ملفوظ)

چوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمیشہ (محمدی بیگم کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا کہ جو ذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے، اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ خوش غیافت ہے اور ان کے دل میں یہ گمان ہے کہ اس شخص کی ہمیشہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکہ اوکس را سے و توحش

کا تو اب حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس شخص کی نسبت بھی اس شخص کی ہمیشہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکہ اوکس را سے و توحش کا تو اب حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس شخص کی نسبت بھی اس شخص کی ہمیشہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکہ اوکس را سے و توحش

کا تو اب حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس شخص کی نسبت بھی اس شخص کی ہمیشہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکہ اوکس را سے و توحش کا تو اب حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس شخص کی نسبت بھی اس شخص کی ہمیشہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکہ اوکس را سے و توحش

یہ واجب ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کے واسطے تم اپنی ہمیشہ کے معاملہ میں پوری کوشش کرو۔ (ملفوظ برنی)

خاکسار غلام احمد لہ جہانہ محلہ اقبال گنج ۲۱ مارچ ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳، منقول از روشنی غیب تولد خالد وزیر آبادی)

ماموں کی خط و کتابت

اپنے خیال میں مثبتہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کا خدات کو واپس لے کر پھر بعض افسر قادیانی آئے اور چند خطوط کی بابت بھی میں کسی ایک خاص ام کا کیا نہ ذکر تھا، حضرت (مرزا) صاحب سے سوال کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت صاحب نے فوراً بتادیا کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتہ کے متعلق اور ام معلومہ سے مراد یہی امر ہے اور یہ خط مرزا امام الدین نے میرے نام بھیجے تھے جو میرا چچا زاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۳۷، ترجمہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

اس معاملہ میں لڑکی کے ماموں (مرزا امام الدین صاحب) لیڈر تھے اور مرزا احمد بیگ (لڑکی کا والد) کا تابع تھا اور بالکل ان ہی کے زیر اثر ہو کر ان کے اشارے پر چلتا تھا۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۷۹، مصنف صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں (مرزا

انعام کا وعدہ

امام الدین صاحب) نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کر دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان احمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے میں آجایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا اس لیے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بد نیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہ بھی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ میلے جانے کا موجب ہوئے مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں (ان ہی احتیاطوں نے غالباً کام ناک کر دیا۔ ملفوظ)

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۳۷، مصنف صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مکرمی اغویہ منشی رستم علی صاحب سلمہ، لٹرائی۔

خیر خبر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی کہ میں روز سے نکاح ہو گیا ہے، قادیان میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہذا مکلف ہوں کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرمادیں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں یا اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے، مگر بہت جلد جواب ارسال فرمادیں اور نیز سلطان احمد کے بارے میں ارقام فرمادیں کہ اس نے کیا جواب دیا ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

## رقیب کی خود سری

احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ تصور تھا کہ اس نے خلیفہ کا اشتہار دیکھ کر اس کی بردار کی غلط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھا یا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ نے ترک تعلق نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں مشرک ہوئے سو یہی تصور تھا کہ پیش گوئی کوئن کر پھر ناظر کرنے پر راضی ہوتے اور شیخ ثلثی کا یہ کہنا کہ نکاح کے بعد طلاق کے لیے ان کی فہمائش کی گئی تھی۔ یہ سراسر افتراء ہے بلکہ ابھی تو ان کا ناظر بھی نہیں ہو چکا تھا جبکہ ان کو حقیقت سے اطلاع دی گئی تھی اور اشتہار کئی برس پہلے شائع ہو چکے تھے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب انعامی چار ہزار مند رج تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۶۹ حاشیہ دوم)

چہ میگوئیاں | کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لیے کوشش کی گئی اور طبع دی گئی اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہوتا ہے۔ (شدت غرض میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے بلکہ ٹوٹ) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہو گا کہ اگر وہی الہی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرما دے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی نقد اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔

(حقیقہ الہی ص ۱۹۱ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خانہ بربادی | ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آ جانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبے کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ کی دفتر کلاں کی نسبت بحکم و اہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مقرر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے کی خواہ پہلے ہی باکرہ ہوئے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ یہ وہ کر کے اس کو میری طرف لے آئے چنانچہ تفصیل ان امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔

اب باعہث تحریر اشتہار ہذا ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تالی صاحب جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوتا ہے وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جاتے اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کار کوئی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر برقی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدارا اہام وہ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھا یا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جاتیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی حق نہیں ہے گا مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بجلی مجھ سے میزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے اُزار دے کر مجھے بہت تنایا اور اس حد تک میرے دل کو ٹوڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عدا چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو برسے گناہوں کا مرتکب ہو، اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے۔ اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جاتیں گے اور دین کی جنگ ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چیلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ دوم سلطانوں نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناجائز قرار دیا اور میری مخالفت پر مکرر باندھی اور قوائی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اس کی جنگ بدل و جان منظور رکھی چونکہ اس نے دونوں



طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا، اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے اور ڈوناہوں کے لیے دینی دشمنوں سے ہمدرد رکھنے میں مصیبت نہ ہو لہذا میں آج کی تاریخ کو دوسری سنی ۱۱۹۱ھ سے عوام اور خاص پر بدیدہ اشتہار بذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آتے اور وہ تجویز جو اس ہڈی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے اس کو رد کیا بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا اور اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محرم الارث ہو گا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد ہڈی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محرم الارث ہو گا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں ہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات عموشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی بدی رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شرکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے اب تعلق توڑ دیتے اور توڑنے پر راضی ہو گئے سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیور کی برخلاف اور ایک دینی کا کام ہے مومن دیرت نہیں ہوتا ہے

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقویٰ قطع رحم بآز خودت قریٰ

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۹۱ء مندرجہ تلخیص رسالت جلد دوم ص ۹)

**تور کی تمام شد** بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت (مرزا) صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے ہڈی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے اب ان کے ساتھ ہماری قبریں بھی اٹھتی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کر دو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہو گا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر باقی صاحبہ کے احسانات ہیں میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا (بنابر آں مرزا قادیانی صاحب نے ان کو عاق کر دیا موقوف ہوئی) مگر مرزا افضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بھرت صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو جو سخت مخالفت تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو مرزا افضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھا کہ حضرت صاحب کے پاس رہا ذکر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پرداز سے آخر پھر اجنت آہستہ آدھر جا ملا۔

(سیرۃ المبدیۃ حصہ اول صفحہ ۲۲ مصنف صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

**بیٹے کا جنازہ** مرزا افضل احمد صاحب کے جنازے کے ساتھ تید ولایت شاہ صاحب موصوف بھی قادیان میں تھے یہ معلوم نہیں کہ ساتھ گئے تھے یا پہلے ہی وہاں موجود تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے انکھوں سے دیکھا ہے کہ مرزا افضل احمد صاحب کے دفن کرنے اور جنازہ پڑھنے سے قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) انہایت کرب و اضطراب کے ساتھ باہر ٹھہل رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو

اس کی وفات سے حدود تکلیف ہوتی ہے۔ اسی امر سے جرات بڑھ کر میں خود حضور کے پاس گیا اور عرض کیا کہ حضور وہ آپ کا لڑکا تھا۔ بے شک اس نے حضور کو خوش نہیں کیا لیکن آخر آپ کا لڑکا تھا۔ آپ صاف فرمائیں اور اس کا جنازہ پڑھیں رہو سکتا ہے کہ دوسرے فرزند مرزا سلطان احمد صاحب نے انہیں حضرت کے حضور بھیجا ہوا اس پر حضرت صاحب نے فرمایا نہیں شاہ صاحب وہ میرا فرزند وار تھا۔ اس نے مجھے کبھی ناراض نہیں کیا لیکن اس نے اپنے اللہ کو راضی نہیں کیا تھا یعنی وہ قادیانی نہیں بنا تھا بلکہ برفانی، اس لیے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھتا آپ جانتے ہیں اور پڑھیں شاہ صاحب کہتے تھے کہ اس پر میں واپس آگیا اور جنازہ میں شریک ہوا (الحاصل مرزا قادیانی صاحب نے اپنے بیٹے کی نماز جنازہ اس لیے نہیں پڑھی کہ وہ ان کے دعوتی کو نہیں مانتا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کا نماز جنازہ نہ پڑھنا اس کے حق میں باعثِ رحمت ہوا یا باعثِ رحمت کہ مروجہ رحمتہ للعالمین سے وابستہ رہا۔ مملکت برفانی، صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کا حضور مندرجا بخدا افضل قادیان)

جلد نمبر ۲۹ - ۹۸ - ۱۴۷ مورخہ ۲۲ اپریل (۲ مئی ۱۹۴۱ء)

**یاس میں آس** | احمد بیگ کی دختر (محمدی بیگم) کی نسبت جو پیشگوئی ہے جو اشتهار میں مدعی ہے اور ایک مشہور امر ہے وہ مرزا امام الدین کی ہمیشہ زادی ہے جو عجب نام مرزا احمد بیگ مکہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے یہ خطا پر درج ہو چکا ہے۔ (ملفوظ) اور سچ ہے وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیابا نہیں گئی۔ اگر میرے ساتھ اس کا یہاں ضرور ہو گا جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیابا گئی جیسا کہ پیشگوئی میں تھا میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں، منہی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجب اثر پڑے گا اور سب کے ذمات سے میرے بچے ہوں گے۔ عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی تھیں کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں غلطی نہیں ہو کر رہیں گی۔

(مرزا غلام احمد صاحب کا حلقہ بیابا عدالت طلوع گور داسپور میں)

(کتاب منظور الہی ص ۲۴۷ معتقد منظور الہی صاحب قادیانی لاہوری)

میں نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ میں ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانہ دکھاؤں کہ خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جادے گی اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے اور پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا (حالا کہ یہ الہام تمام تر غلط ثابت ہوا۔ ملفوظ برفانی)

مرزا قادیانی صاحب کا الہام مندرجا تالیف کتابت اہل حدیثی سرورق آخر نمبر منقولی از نوشتہ فیہ مرقعہ خالد وزیر آبادی

احمد بیگ کو بڑی لڑکی ایک جگہ بیابا ہی جاتے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لاتے گا یعنی وہ آخر تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھائے گا۔ خدا کی باتیں غلطی نہیں سکتیں۔

(تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۳۲ اہتمام ۱۹۸۹ء)

**دنیا بامید قائم** | پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ معاملہ (محمدی بیگم کے نکاح کا) اتنے ہی پر ختم ہو گیا اور جو ظہور میں آیا یہ ہی ختم آخری ہے اور پیشگوئی کی حقیقت اسی پر ختم ہو گئی، بلکہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے اس کو کوئی بھی حیلے سے روک نہیں سکتا اور یہ تقدیر خدا سے بزرگ کی طرف سے تقدیر برہم (خطی اور یقینی) ہے جو ختم ہوا اس کا وقت آئے گا جسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھیجا اور خیر لاسل اور خیر لوری بنایا کہ یہ باطل کی ہے تم جلد ہی دیکھ لو گے اور میں اس خبر کو اپنے سچے یا مجھوٹا کامیاب بنانا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے

غیر پاکر کہا ہے۔ (انجام آتم ص ۳۳۳ معتض مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اقتدار دوم جولائی ۱۸۸۷ء کی پیشگوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۵۵)

**رعایتی توہین** مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے بڑے دعوے سے پیشگوئی کی جلی کر محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد شادی کے بعد ڈھائی سال کے اندر ضرور مر جائے گا۔ کافی مہلت تھی مگر نہ مرا۔ بالآخر مرزا صاحب نے رحم کھا کر اس کی زندگی میں ملائقیں وقت توسیع منظور کر لی مگر اس شرط کے ساتھ کہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں جگہ خالی کرے اور خیر خوبی سے مرزا صاحب کی موجودہ شادی ہو جائے (مطوف)

لیکن بہتیرے جاہل اس میعاد گزرنے کے بعد ہنسی کریں گے اور اپنی بد نصیبی سے حادثی (مرزا صاحب) کا نام کاذب رکھیں گے لیکن وہ دن جلد آئے جلتے ہیں کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے اور حق ظاہر ہو گا اور سچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہو جائیں گے کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے؟... اے بد نظر تو اپنی فطرتیں دکھلاؤ یعنی جھوٹے کرواد و صادقوں کا نام کاذب اور دروغ روکھو لیکن عقرب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔

عذاب کی میعاد ایک مطلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے لیکن نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لیے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدل کلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی پس اگر ٹل جلتے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۲ء ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۱۹)

**ناکامی کی تلخی** چاہتے تھا کہ ہمارے نادان غفلت (اس پیشگوئی کے) انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے بھلا جس دلی یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دلی یہ احمق مخالفہ جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دلی یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کہیں بھانسنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک ٹٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے مخوس چہروں کو بندر دل اور سوسن کی طرح کر دیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتم ص ۵۵ معتض مرزا غلام احمد قادیانی)

یاد رکھو اس پیشگوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بندے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمق! یہ انسان کا اقترا نہیں۔ نہ یہ کسی خبیث مغز کی کار و بار ہے یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ملتیں۔

ضمیمہ انجام آتم ص ۵۵

میں (مرزا صاحب) بار بار کہا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر ٹہرم (قطع) ہے اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آج ملے گی۔ اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا۔ (انجام آتم ص ۵۳ حاشہ معتض مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدا تعالیٰ علو و علیم! اگر اتم کا عذاب مبکک میں گرفتار ہو نا اور احمد بیگ کی دختر کا ان کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو حق تعالیٰ

پر محبت ہو اور کور باطنی حاسدوں کا مزہ بند ہو جاتے اور اگر اے خداوندیہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مرؤود اور ملعون اور ذلیل ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا۔ (استہدائے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب انعامی چار ہزار روپیہ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۲۷)

**کسی کی یاد** جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی جیسا کہ اب تک ۱۶ اپریل ۱۸۹۶ء سے پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز و مرزا صاحب کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکھنے والا ہے تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں نہیں سمجھ سکا تب اسی حالت میں قریب الموت مجھے الہام ہوا۔

یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن میں کہا کہ تو شک مت کر سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آ جاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالیٰ تازہ یقین دلانے کے لیے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نواہد کر دیا پھر نواہد مت ہو۔

(ازالہ ادھام ص ۳۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

**آخری مایوسی** (کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی) اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لیے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی اور وہ یہ کہ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح منج ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا تاہم فی الحال تاخیر کی امید بہتر ہے۔ (پس جو ہم نواہد مایوسی خاک میں مل جاتے گی وہ جو اک لذت ہماری سہی لا حاصل میں ہے (ملفوظ))

(حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

**خاندانی ورثہ** ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوئے تک بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو آدمی مرزا صاحب دُنیا سے ساتھ لے گئے ان کے غلصہ اس آرزو سے دستبردار ہو جاتے چنانچہ مرزا صاحب کے رفیق غلصہ اور جانشین صادق حکیم نور الدین صاحب حلیفہ اول قادیان نے مردہ امید میں پھر جان و مال دی۔ مرزا صاحب نے بھی اس جدت طرازی کی ضرورت اور دوی ہوگی چنانچہ غور فرماتے۔ اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لاتے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد اور غنی طب کے جانشین اور اس کے معاملہ داخل ہو سکتے ہیں تو احد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی یا وہ اہل نہیں ہو سکتی اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البہات لڑکیوں کی لڑکیوں کو حکم بنات نہیں مل سکتا؟ کیا مرزا صاحب کی وفات ہو جاوے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آ سکتا (وہ عقیدت ہی کیا جس میں تزلزل آ سکے ایسے عقیدت مند اور دھمکتے رس مرید تو قیمت ہی سے ملے ہیں لیکن وفات کو کیا کیجئے گا کیا بنے بات جہاں بات بناتے رہے (ملفوظ))

(حکیم نور الدین صاحب قادیانی صاحب کا مضمون بعنوان وفات مسیح موعود منہجہ رسالت لاریو آف ریلیجز)

## اقرار و معذرت

لیکن مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری کی عقیدت میں ایسی جسارت نہ تھی جو بات  
 مٹھی ملا تا مل مان لی۔ یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے  
 کہ نکاح نہیں ہوا لیکن مولوی صاحب نے ساتھ ہی ایک محفل معذرت بھی شریک کر دی۔ ایک ہی بات کو لے کر سب  
 باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہیے جب تک سب کو نہ لیا جاسے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔  
 صرف ایک پیش گوئی لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا، جس کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں یہ طریق  
 انصاف اور راہِ صواب نہیں صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لیے یہ دیکھنا چاہیے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوتی ہیں یا نہیں۔

(قادیانی جامعہ لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور، ۱۹ جولائی ۱۹۰۸ء)

قادیانی معذرت یہ ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری ہو جانے کی صورت میں اور بعض پیش گوئیاں پوری نہ ہونے میں چنداں  
 مضائقہ نہیں مگر قابلِ غمازیہ امر ہے کہ سب پیش گوئیاں اپنی قوت اور اہمیت اور صراحت میں یکساں نہیں ہوتیں۔ مثلاً  
 کی پیش گوئی بہر صورت پوری ہو جاتی کہ اس کی تکمیل آسمان پر اور شہر زمین پر بخوبی ہو چکی تھی اور خود مرزا صاحب نے اس  
 کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا۔ مزید برآں اس کی دھن میں گھر برباد ہوا، قدیم بیوی کو طلاق ملی، ان کے حلق  
 ہوتے گھر کہنے میں نفاق پڑا۔ علالت میں حالت مرگ تک پہنچی تو بھی پیش گوئی دلی سے جُدا نہ ہو سکی لیکن داتے قسمت  
 پوری ہوئی تھی نہ ہوتی ہے

ہوتی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے وہ ہر اک بات پر کھنا کڑیوں ہوتا کر کیا ہوتا (ملفوظ)

## پہچے دی مال

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اذقل سے ہی مرزا فضل احمد کی  
 والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر پہچے دی مال کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ  
 حضرت صاحب کے دشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی (غالباً مرزا صاحب کے معتقد نہ ہوں گے، ملفوظ) اور اس  
 کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگیں تھی اس لیے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔  
 (بہر حال دولہ کے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد تو اسی بیوی سے پیدا ہوئے ملفوظ) ہاں آپ اطرافات وغیرہ  
 باتا تھہ دیا کرتے تھے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس  
 طرح ہوتا رہا آپ میں نے دوسری شادی کر لی ہے اس لیے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں  
 گنہگار ہوں گا۔ اس لیے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو میں تم کو فریضہ چلے  
 جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی پس مجھے فریضہ ملتا رہے میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی  
 ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا جتنی کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے دشتہ داروں نے  
 مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلقی نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہی  
 تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس  
 اشتہار کے مطابق تھا جو آپ نے ۲۱ مئی ۱۸۹۱ء کو شائع کیا تھا اور جس کی سہمی تھی اشتہار نصرت دین و قطع تعلقی از افاضہ  
 فی ملفوظ دین۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول جلد ۲۲ مقتضی صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

## دوسری بیوی

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہان بیگم ہے اور والدہ صاحبہ  
 فرماتی ہیں کہ ان کا ہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ روپے مقرر ہوا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے  
 کہ ہمارے نانا صاحب کا نام میر نادر نواب ہے میر صاحب عواج میر درد بلوی کے خاندان سے ہیں اور پنجاب کے

عمر نہر میں ملازم تھے اور تقریباً عرصہ پچیس سال سے پیش پر ہیں۔ شروع شروع میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کچھ مخالفت کی تھی، لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہو گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۳۵ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

اس دوسری شادی کے وقت مرزا قادیانی صاحب کی عمر پچیس سال سے تجاوز تھی اور صحت کا کیا ذکر گویا دائم المرض تھے۔ نامردی کا بھی شبہ ہوتا تھا۔ تاہم اولاد کی تعداد کافی رہی یعنی دس حلالہ بچے پہلی بیوی سے کل دویڑ کے پیدا ہوئے اور ان میں بھی بڑاڑ کا سلطان احمد مرزا قادیانی صاحب کی نوعری میں پیدا ہو گیا تھا۔ عرض کر عجب سلسلہ رہا۔ موقوف برنی)

فاکساد (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمیشہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت (مرزا) صاحب نے لوہا محمد علی خاں صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار مقرر کیا گیا تھا اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کر اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کرائی تھیں اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمیشہ امۃ المحفیظہ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خان صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر پندرہ ہزار مقرر کیا گیا اور یہ مہر نامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کر لیا گیا لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت (مرزا) صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھیں کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۳۳۵ مصنف صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۱۱ ستمبر ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریبا اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد نمبر ۲ منقول از سنطور الہی صاحب قادیانی ص ۱۰۱) فاکساد (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے اور ہماری والدہ صاحبہ سے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

نام	ولادت	وفات
۱۔ عصمت	۱۸۸۶ء	۱۸۹۱ء
۲۔ بشیر احمد	۱۸۸۷ء	۱۸۸۸ء
۳۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیانی	۱۸۸۹ء	
۴۔ شوکت	۱۸۹۲ء	۱۸۹۲ء
۵۔ فاکساد مرزا بشیر احمد	۱۸۹۳ء	
۶۔ مرزا شریف احمد	۱۸۹۵ء	
۷۔ مبارکہ بیگم	۱۸۹۷ء	
۸۔ مبارک احمد	۱۸۹۹ء	۱۹۰۷ء
۹۔ امۃ النصیر	۱۹۰۳ء	۱۹۰۳ء
۱۰۔ امۃ المحفیظہ	۱۹۰۴ء	

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۳۵ مصنف صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

تیسری شادی کی آرزو | مخدومی مکرئی: خیر مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ  
وبرکاتہ، .... جو عنایات خداوند کریم جل شانہ کے اس عاجز کے شائق حال

میں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں سے کچھ اس میں سے بیان کرتا رہوں اور بہ حکم  
والمبیت ربک قدث۔ حدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں سو آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں ایک راز  
چھپکوتی کا بیان کرتا ہوں شاید چار ماہ کا عمر ہو کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقین  
کامل النظار والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سواس کا نام بشیر ہو گا۔ اب تک میرا قیاس طور پر خیال تھا کہ شاید وہ  
فرزند مبارک اسی اہلہ سے ہو گا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور ملک میں  
کرتا پڑے گا اور جناب الہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرۃ اہلہ تہیں عطا ہو گی۔  
وہ صاحب اولاد ہو گی اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو  
دے گئے تین ان میں سے تو آم تھے، مگر ایک پھل سبز رنگ کا بہت بڑا تھا وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ  
نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے  
نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جبکہ پارسا طبع اہلہ کی بشارت  
دی گئی اور ساتھ کشفی طور پر چار پھل دے گئے تھے جس میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے۔ تو یہی سمجھا جاتا ہے۔  
واللہ اعلم بالصواب۔

ان دونوں اتفاقی شادی کے لیے دو شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک  
عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں وقت اور محنت ملے گی اور بے عرقی ہے اور اس لائق نہیں کہ تنہا ری  
اہلہ بنے۔ دوسری کی نسبت ارشاد ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صلوٰۃ  
صاحب سیرۃ لڑکا جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلہ جلیلہ و پارسا طبع سے پیدا  
ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب مخاضین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ ابطل میں ایک  
دوست نے استہزات شائع کیے ہیں مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ  
تیسری شادی ہو چلتے کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات ملتے جاتے ہیں غالباً اس  
تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازل نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔ الہامات  
اس بارہ میں کثرت سے ہوتے ہیں اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔

(کتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر مولف یعقوب علی عرفانی صاحب نادانی)

فائز و غلام احمد عفی عنہما از قادیان ۸ جون ۱۸۸۶ء

مخدومی مکرئی: خیر مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا  
اور عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دو تازہ طور پر اسرار الہامیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا کہ اگر اس  
عاجز کی عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے اور  
راز اس عاجز کے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لیے اشارہ عینی ہوا ہے تب سے خود طبیعت متفکر و  
تیز ہے اور حکم الہی سے گریز کی جگہ نہیں۔ مگر بالطبع کارہ ہے اور ہر چند اولیٰ اولیٰ یہ چاہا کہ میرا غیبی موقوف ہے  
فمن و انرا الہامات و کشفات اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ .... والسلام

خانکار غلام احمد عفی عنہ ۲۰ جون ۱۸۸۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مولود یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

برائین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پرکھ لایا گیا ہے اور یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۲۹۹ میں مذکور ہے۔ یاد رکھیں انت دوزخ کا بخت، یلہرم کن انت زوہک البخت، یا احمد کن انت دوزخ کا بخت، یا احمد کن انت زوہک البخت۔ اس جگہ تین زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ ابتدائی نام ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی.... اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے جس کا ہمترا اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا یہ تحریر جنوری ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔ (ملفوظ)

ضمیمہ انجام رقم ۴۵، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

**ایک کنواری ایک بیوہ** | ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا.... اور اس زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا کہ بکر و شیب یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی (اکیس برس بعد الہام یاد آیا اور امید تھی کہ محمدی بیگم کنواری نہیں تو بیوہ ہو کر عقد میں آئے گی مگر مرزا صاحب کی وفات تک وہ سہاگن ہی رہی اور بیوہ نہ ہوئی۔ (ملفوظ)۔

(تربیان القلوب ص ۷، حاشیہ اول، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تختنا اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین شاہی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کتنی الہام ہوا ہے میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے غصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکر و شیب جس کے معنی ان کے آگے اور نیزہ ایک کے آگے میں نے ظاہر کیے کہ خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔

(تربیان القلوب ص ۳۴، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب و تذکرہ ص ۲۵ مجموعہ الہامات و کشفات مرزا صاحب)

نوٹ :- از مرتبہ تذکرہ یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین (مرزا صاحب) کی بیوی نصرت جہان بیگم صاحبہ کی ذات میں ہی پورا ہوا جو بکر آئیں اور شیب وہ گئیں (دینا ویل قادیانی تاویلات کا اچھا نمونہ ہے یعنی مرزا صاحب کی بیوی بیوہ ہو گئیں تو گو یا مرزا صاحب کا بیوہ سے نکاح ہو گیا اور اس طرح پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مرزا صاحب کی اکثر پیشگوئیاں اسی انداز سے پوری ہوتیں اور اسی طرح کی تاویلات قادیانی جاعت کا ایمانی سرمایہ ہیں۔ (ملفوظ)

**خواتین مبارکہ** | پھر خدا نے کرم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جس میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔



دعویٰ غلام احمد قادیانی صاحب کا الہام مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۸۶ میر تقی میر کا نام علی صاحب قادیانی اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔  
(دعویٰ غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار حکم اخبار مورخہ ستمبر ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۸۹) تولد میر تقی میر کا نام علی صاحب قادیانی

(واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی کو تو مندرجہ بالا الہام کے اعلان کے کچھ عرصہ بعد سلطان علی گئی تھی اور وہ دوسری بیوی جو آخر تک باقی رہی، وہ اس اعلان کے وقت بھی موجود تھی چنانچہ ۱۸۸۶ء میں پہلی بیوی علی گئی پیدا ہوئی۔ مزید برآں مرزا صاحب نے بہت کوشش کی کہ محمدی بیگم کے ساتھ بھی شادی ہو جائے تھی کہ پہلے سے اعلان کر دیا کہ اس سے آسمان پر نکاح ہو گیا اور زمین پر بھی ضرور ہو گا چنانچہ اس کی تفصیل کتاب میں موجود ہے لیکن واسطے قسمت کہ نکاح ہونا ٹھانہ ہوا۔ پھر نہ معلوم اور کون "خواتین مبارکہ" تھیں جن کے طے کی اور جن سے نسل بڑھنے کی مرزا صاحب کو بشارت ملی تھی اور نہ معلوم کس طرح ان سے نسل بڑھی بظاہر تو صرف وہی ایک بیوی تھی جس سے بعد میں اولاد ہوتی رہی اور جو اعلان الہام کے وقت موجود تھی۔ طوفان برنی)

بخدمت اخویم محمد مکرّم مولوی عظیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔  
نامردمی کا یقین | السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.....

(۱) جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی ہو جبکہ میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں پھر شادی کس بھروسے کی۔ اول صحت درست کرنا لازم تھا ورنہ فتنہ کا اندیشہ تھا۔ مولف برنی آخر میں نے صبر کیا (آپ سے زیادہ صبر آپ کی اہلیہ صاحبہ پر لازم ہوا۔ پھر بھی معلوم ہوا کہ اولاد شادی کے بعد جلد شروع ہو گئی۔ مولف برنی اور اللہ تعالیٰ پر امین اور دعا کرتا ہوا سو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف طلب تو اب بھی اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۲ فروری ۱۸۸۶ء

(۲) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم خط نمبر ۴۴ منقول از روشنی غیب مولفہ خالدہ وزیر آبادی  
(۲) ایک میرے دوست سامانہ پٹیل میں ہیں جن کا نام مرزا محمد یوسف ہے۔ انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے جس میں کچھ دوا داخل ہوتا ہے۔ وہ معجون میرے تجربہ میں آیا ہے کہ احصاب کے لیے نہایت مفید ہے اور اعراض و عیشہ فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ و دینر تقویت معدہ کے لیے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے۔ قریب مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے بھیج دوں۔

خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۳ جنوری ۱۸۸۸ء

(۳) مکتوبات احمدیہ جلد پنجم خط نمبر ۴۵ منقول از روشنی غیب مولفہ خالدہ وزیر آبادی  
بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے جھوٹ کر اور حکم امتحان چسپ نہ کر سکتا۔

دعویٰ غلام احمد صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۔

تولد میر تقی میر کا نام علی صاحب قادیانی۔ و آیتہ کمالات اسلام ص ۲۸۶ مندرجہ غلام احمد قادیانی صاحب



# جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے  
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں  
تسخ و تفنگ دستِ مسلمانوں میں ہے کہاں؟  
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل  
تعلیم اس کو چاہیئے ترکِ جہاد کی  
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے  
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے  
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات

دُنیا میں اب رہی نہیں تلوار کا رگر  
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر  
ہو بھی تو دل میں موت کی لذت سے بے خبر  
کتاب ہے کون اس کو مسلمان کی موت مر  
دُنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر  
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر  
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر  
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن  
انگریز سمجھتا ہے مسلمان کو گداگر  
پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت  
کتنی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر  
آوازِ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے  
”مسکین دکم ماندہ دریں کشمکش اندر“

ہندی  
مسلمان

اقبال



انقلاب اسلامی

و جبهه ملی

سیاست

# انگریز سے وفاداری ملت سے غداری مسلمانوں سے بیزاری

نگارِ کلیت  
اشیاء خاص

## دورِ اول

### (۱) اپنا تعارف

چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام میرزا غلام مرتضیٰ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدر آباد اور ممبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں، لہذا اقربان مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس میں گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کریں۔

اور یہ خوف تاجِ عزت جنابِ ملکہ معظمہ قیسرۂ ہند دامِ اقبالہا کا واسطہ ڈال کر سعادت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسر اور معتزِ حکام کے بادبِ گزارش کرتا ہے کہ براہِ غریب پروردی و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔ (کشف الغطاء ابتدا مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

میں تاجِ عزت عالی جناب حضرت کرمہ ملکہ معظمہ قیسرۂ ہند دامِ اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔ (کشف الغطاء صفحہ ۱۷ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۲) روح کا جوش | سب سے پہلے یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں، جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندانِ اول درجہ پر سرکارِ دولت دار انگریزی

کا خیر خواہ ہے۔ . . . . ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور خاندان ابتدا سے سرکار انگریزی کے بدل و جان بخواہ اور وفادار ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ . . . . ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام و راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ تحسن کو جبرائیل خیر ہے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف ہے کہ اس گورنمنٹ کے فائدہ اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فہمیت کو لوگوں کے دلوں میں جما دیں۔ (درخواست بھجنا ذاب اینٹینٹ گینڈو جلد دوم اقبالیہ صاحب خاکسار مرزا غلام احمد انقلویان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۸۹، ۱۱۰ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)۔

(۳) **خاندانی خدمات** میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار انگریزی میں گری میٹھی اور

بن کا ذکر مرزا گفن صاحب کی تاریخ خوشیاں پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سو اور گھوڑے ہم بھیجا کر عین زمانہ عذر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں لیے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو پیشیات خوشنودی کا مقام میں ان کو ملی تھی مجھے انوس ہے کہ بہت سی ان میں سے کم ہو گئیں مگر تین چھٹیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب بتون کی گر پر معتمدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے اطالی میں شریک تھا۔ (کتاب البرہہ اشتہا مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء صفحہ ۳۲ معتقد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) **میرا باپ بھائی اور میں** اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا نہایت کم کم پیرا نہائی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سزا سکیں

اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں پس غلام کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ اُمیدوار رہا اور خدا ضرور خدائیں بجا لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی پیشیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطا ہونے کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی دعا میں رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا، تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایت ایسی ہی ان کے شامل حال ہو گئیں کہ جیسی میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ . . . . سو میں اس کی مدد کے لیے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدامیری بد در پٹھا اور میں نے اسی زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مسرور کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات فیضو مہند کا ذکر نہ ہو، نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر جو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔ (ذرا مختصر حصہ اول صفحہ ۳۲ معتقد مرزا غلام احمد قادیانی)

(۵) **حق واجب** میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طریق پر زندگی میں بھی اور داس کے کمال اسباب متیاتھے تاہم میں نے برابر سولہ برس سے اپنے برحق واجب ٹھہرایا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف

بلاؤں اور ان کو سچی اطلاع کی ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لیے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا مثلاً دیکھو براہین احمدیہ شہادۃ القرآن، سرمہ چشم آریہ، آئینہ کمالات، اسلام حاتمۃ البشری، نورانی وغیرہ) کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ جو گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی من ہے اس لیے مسلمان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابلہ بد ارادوں سے گریں

بلکہ اپنی سچی شکر گواہی اور ہمدردی کے نعرے بھی گونشت کو دکھلا دیں۔ (اشہار لائق توجہ گونشت جو جناب ملکہ معترفہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند ایڈمنٹسٹریٹر جنرل پنجاب اور دیگر مقررہ حکام کے ملاحظہ کے لیے شائع کیا گیا۔ منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۹۳ نمونہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)۔

(۶) قابل گزارش | دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت جو قرینہ ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور فہم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گونشت انگلیشہ کی سچی محبت اور فرخواری اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دُور کروں جو ان کو دلی مصافی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ . . . . اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہو رہا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گونشت انگلیشہ کی سچی اطاعت کی طرف مٹھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی فارسی اور اردو میں تالیف کر کے مالک اسلام کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکہ اس دامن اور آرام اور آزادی سے گونشت انگلیشہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہر بار روپیہ خرچ کیا گیا، مگر بایں ہر میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں، کیونکہ میں نے کسی صلیبا انعام کی خاطر سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔ (درخواست مجبورہ زو اب ایڈمنٹسٹریٹر جنرل ہند اور اقبال منجانب خاکسار غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۷۸ نمونہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)۔

یہ ۱۹۰۰ء کی بات ہے مولوی عبدالکریم صاحب نے جو جمعہ کے خطیب تھے۔ ایک خطبہ جمعہ پڑھا، جس میں مرزا صاحب کے لیے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کیے۔ اس خطبے کو سن کر مولوی سید محمد احسن صاحب امرہوی نے بہت ہیچ و تاب کھائے۔ جب یہ بات مولوی عبدلکریم صاحب کو معلوم ہوئی، تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں۔ میں حضور کو نبی اور رسول ماننا ہوں۔ جب جمعہ ہو چکا اور مرزا صاحب جلنے لگے، تو مولوی صاحب نے پیچھے سے مرزا صاحب کا کپڑا پکڑ لیا، اور درخواست کی کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہو تو حضور درست فرمادیں۔ مرزا صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

”مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔“  
یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب غفتمہ میں بھرے واپس آئے اور مسجد کے اوپر بیٹھے لگے آواز بہت بلند ہو گئی، تو مرزا صاحب مکان سے نکلے اور یہ آیت پڑھی: ”یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی“

اس طرح مولوی عبدالکریم صاحب کے اعلان خطبہ سے اس نئے دور کا افتتاح ہو گیا اور مرزا صاحب کو معلوم ہو گیا کہ لوگ اتنے راسخ الایمان ہو چکے ہیں کہ وہ ان کے ہر دعوے کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ (ابوالحسن علی ندوی)

## (۷) پچاس الملای

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جماد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتا بن گھی ہیں کہ انھی کی جانیں تو پچاس الملایاں سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ نہ ہو جائیں اور ہندی و فونی اور مسیح و فونی کی بے اصل روایتیں اور جماد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔ (ترباتی القلوب صفحہ ۱۵ اب مستفرد از اعلام احمد قادیانی صاحب)۔

## (۸) بزرگوں سے زیادہ

میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ حقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ملے میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ غمنے سے ہرگز جماد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرہ زکریہ حیدر آباد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ تفریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہو چکی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دلی جان نثار۔ (علیہ جلالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی منجانب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۵ مؤلف میر قاسم علی صاحب تھریلی)۔

## (۹) بے نظیر کارگزاری

بھریں پچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام کیا کہ اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دلاڑکی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ کوئی نہیں۔ (ع ایں کار از تو آید و مرداں چمن کنند ملوثات)

کتب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء صفحہ ۷۰ مستفرد از اعلام احمد قادیانی

## (۱۰) اسلام کے دو حصے

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ بھی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کی محسن نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔ (امداد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ص ۱۸۱) (مستفرد از اعلام احمد قادیانی)

## (۱۱) گویا اللہ اور رسول

(مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے کوئی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا پس حضرت مرزا صاحب کا اس طرف توجہ دلانا اور اس زور کے ساتھ توجہ دلانا اس آیت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے گویا اللہ اور اس کے رسول کا ہی توجہ دلانا ہے۔ اس سے سمجھ لو کہ اس طرف توجہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے) تقریر میاں محمود احمد صاحب علیہ قادیان مندرجہ انوار الفضل جلد ۵ نمبر ۱۳ رگت ۱۹۱۷ء۔

## (۱۲) ہمارے مقاصد

جبما سلطنت میں بھی یہ ہی خدا نے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرق پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں

چلتے، حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر سے ملا جو جملی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جملی طور پر شخص جماعی مقامہ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مقاصد کا عملی لغت نہیں ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہمیں سے ہے۔ اسی لیے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔ (ضرورۃ الامام صفحہ ۲۲ معتمد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۱۳) سب سے زیادہ | سوساں نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس میں گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکوہ واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کہ کوئی میرے اعلیٰ مقاصد جو دنیا ہی قصور منہ کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر نہ ہو سکے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی نہ ہو۔ (تحفہ قیصر صفحہ ۲۵ معتمد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۱۴) خدا کی طرف مشغول | والد صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد یہ عاجز یعنی مرزا صاحب، دنیا کے شغلوں سے بکلی غافل رہا۔ ہر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی، وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی دشمن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہو گیا ہے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ معظمہ اور مدینہ میں بھی جو شائع کر دیں اور روم کے پائے تخت مشطنہ ابد بلا دیشام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متعلق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا نتیجہ ہوا کہ لاکھوں مسلمانوں نے حاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو انہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا (تاریخ قیصر صفحہ ۲۳ معتمد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۱۵) فقیرانہ زندگی | اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے، اس لیے میں ایسے درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً اسی برس میں ایسی کیتلاں کے شائع کئے گئے ہیں جنہوں نے اپنا واقعہ اسکا یہ ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو پتہ دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرائض داری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دھڑ دھڑ ملکوں تک شائع کیا اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور مقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکا یا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں بلا دیر عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ (تاریخ قیصر صفحہ ۲۴ معتمد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۱۶) گورنمنٹ کو اطلاع | جو ہائیں اس فقرہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے باقی سے کھد کر اور چھاپ کر تم کو ایک کمزید کر دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہر تیس برس سے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام میدان میں شائع ہوا ہے جس کا نام مکمل تبلیغ مع شرائط معیت ہے، جن کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ نے بھیجی تھی۔ اللہ ہائیں کہ پڑھ کر اہل ایسا ہی دوسری ہاتھوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر خریدیں میں شائع ہوتی ہیں گورنمنٹ کو مطلع کیا کہ اس پیش اصولوں کی اس جماعت کے تنظیم دی جاتی ہے،



اور کس طرح بار بار ان کو تاکید کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں۔ (درخواست بحضور نواب لٹننٹ گورنر بہار دام اقبالہ پنجاب شاہکار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲ پر قائم علی صاحب قادیانی)۔

(۱۷) بیعت کی شرط | اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص اس دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ (ضمیمہ کتاب البرہ ص ۹۷ معتقد مرزا غلام احمد قادیانی)۔

اس عام اصلاح کے علاوہ بھی ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے۔ آپ نے قریباً اپنی کل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں، اس کی پورے طور پر فرمانبرداری کریں اور یہاں تک گھسا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے، وہ میری جماعت سے نہیں۔

یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی خفیت سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔ (تختہ الملوک صفحہ ۱۲۷ معتقد مرزا غلام احمد صاحب خلیفہ قلیان)

(۱۸) خیر خواہ اور دعا گو | اس جماعت کے نیک اثر سے جیسے فوائد خلائی منتفع ہوں گی۔ ایسا ہی اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لیے انواع و اقسام کے فوائد متصور ہوں گے، جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عزوجل کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ آزا بخدا ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیر خواہ اور دعا گو ہوں گے کیونکہ موجب تعلیم اسلام (جس کی پیروی اس گروہ کا عین مدعا ہے) حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھ کر کوئی گنہ گاہی بات اور خست اور ظلم اور پلید راہ نہیں کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ باطن و عافیت زندگی بسر کرے اور اس کی حمایت سے اپنی مذہبی و دنیوی مقاصد میں بار آور گوشتش کر سکے، اسی کا بد خواہ و بد اندیش ہو، بلکہ جب تک ایسی گورنمنٹ کا شکر گزار نہ ہو، تب تک خدا تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں۔ پھر دوسرا فائدہ اس بابرکت گروہ کی ترقی سے گورنمنٹ کو یہ ہے کہ ان کا عملی طریق موجب انبیا و اولیاء ہے۔ (انزال ادہام صفحہ ۴۹۷ حاشیہ معتقد مرزا غلام احمد قادیانی)۔

(۱۹) یا جوج و ما جوج | ایسا ہی یا جوج و ما جوج کا حال بھی سمجھ لیجیے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دونوں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں فوج کر کے، یعنی اپنی حلیی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ . . . یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جن کو خدا قائلہ لے چاہے گا، فتح دے گا۔ جو حکمان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لیے ہر ایک مملکت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو، کیونکہ یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پرست احسان ہیں سخت حامل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہیں جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پار پیے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں (انزال ادہام صفحہ ۴۹۷ معتقد مرزا غلام احمد قادیانی)۔

## (۲۰) اسلامی ممالک پر توجہ

میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو ملائیم عرب یعنی خرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں، کیونکہ اس صفحہ (۱۵۳) میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو، اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں برب کے ملک میں بھی بہت شہرت پائی ہیں۔ (تحریر مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت دہم صفحہ ۲۶)۔

**۲۰۔ جہاد کی بیودہ رسم** | یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیودہ رسم کو اٹھائے اور کیا عجب ہے کہ یہ بیودہ کوشش خود ہی بیٹھ جائے کہ اس کی شرمندگی سے قادیانی آئندہ نظر اٹھا سکے بلکہ تفت برنی، چنانچہ اب تک ساتھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی فارسی، اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں۔ اس قوم میں یہ جزائی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو اُمید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی۔

گورنمنٹ کی اعلیٰ احکام کی طرف سے ایسی کارروائیوں کا ہونا ضروری ہے جن سے مسلمانوں کے دلوں میں متغوش ہو جائے کہ یہ سلطنت اسلام کے لیے درحقیقت چشمہ رقیض ہے (کم از کم قادیانیوں کے حق میں چشمہ رقیض بننا لازم ہے کہ یہ جماعت ہر کار کا خود کاشتہ لودامانی جاتی ہے بلکہ تفت برنی)۔ (قادیانی رسالہ ریویو آف دی ٹیچر بابت ۱۹۰۲ء جلد ۱۱ نمبر ۲) اقتباس مورخہ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے حکومت میں پیش کیا ڈیپٹی ریسلر موری محمد علی صاحب قادیانی فی الحال امیر قادیانی جماعت لاہور)۔

**۲۱۔ جہاد حرام قطعاً حرام** | گورنمنٹ کا یہ اپنا فرض ہے کہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت تدبیر سے زمین کے اندر وئی حالات دریافت کرے بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ بات محض گورنمنٹ کی خوش آمدی کے لیے ہیں مگر میں ان کو کس سے شبہت دوں۔ وہ اس اندھے سے شبہ ہیں جو سورج کی گرمی محسوس کرتا ہے اور نہ ہوا شادابی سند ہے اور نہ پھر سورج کے وجود سے (انکار کرتا ہے) ظاہر ہے کہ جس حالت میں ہمارے امام مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک بڑا حجتہ عمر کا جو ۲۲ برس ہیں اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں بھی مضمون مخالفت جہاد لکھ کر ان کو ملائیم اسلام عرب، شام، کابل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے جن سے گورنمنٹ بے خبر نہیں ہے گورنمنٹ کیوں بے خبر ہوگی جبکہ خود اس کے منشا پر کام ہوا ہو بلکہ تفت برنی)۔ تو کیا لگان ہو سکتا ہے کہ اتنا لمبا حجتہ زندگی کا جس نے پہلے زبانی تک پہنچا دیا وہ نفاق میں لبر کیا ہے (سرکار انگریزی سے تعدد درج خلوص و اخلاص رہا، پھر نفاق کا شبہ کون کر سکتا ہے بلکہ تفت برنی)۔

ہاں آپ نے (مرزا غلام احمد قادیانی نے) ہمارے لیے دروازہ کھول دیا ہے کہ ہم چٹائی کو دلائل کے ساتھ پیش کریں اور گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت کو غنیمت سمجھیں کیونکہ کوئی دوسری اسلامی سلطنت اپنے مخالفانہ جوشوں کی وجہ سے کبھی ہماری برداشت نہیں کرے گی۔ (قادیانی رسالہ ریویو آف دی ٹیچر بابت ۱۹۰۲ء جلد نمبر ۲ مضمون ایڈیٹر رسالہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی فی الحال امیر جماعت لاہور)۔

**(۲۱) حکومتوں کا فرق** | ہمیں اس گورنمنٹ کے تدبیر سے وہ دینی غلطی سہنا کہ سلطان رجم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا محبت ہے (استقامت مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۵)۔ بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا گھر میں گزرا ہو سکتا ہے۔ یہاں اور نہ

قسط علیہ میں تو پھر کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ فیہ صفحات ۲۶ و ۲۷) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

میں اپنے کام کو نہ مگر میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ دین میں نہ روم میں۔ دہشام نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس المام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فوجات تیرے سبب سے ہیں کیونکہ جو تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۶۹)۔

میرا دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو جس سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں، یہ خدمت ہم بہت معتقدہ یا مدینہ منورہ میں بیچہ کر بھی ہرگز بچا نہیں لاسکتے۔ اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعلقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عیب میں ہوتی، تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کیے جاتے۔ اگر یہ امن یہ آزادی اور بے تعلقی اس وقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنٹوں میں ہوتی، تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ صفحہ ۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۲۲) **توجہ کی آواز** | بار بار بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنٹ کی اطاعت اور خدمت گداری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد میں لکھی ہیں گورنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم نے کیا

کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں، ان کے دیکھنے سے گورنٹ عالیہ کو یہ خیال گزرا ہو گا کہ ہماری خوشامد کے لیے ایسی تحریروں لکھی گئی ہیں لیکن یہ دانشمند گورنٹ ادنیٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ وہ کس کس کے لیے لکھی گئی ہیں۔ جو ہم نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جو بڑے بڑے شخصوں میں گورنٹ کی شکر گداری اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں تھے، ان میں سے کئی کتابیں گورنٹ کے سامنے رکھی گئیں۔ گورنٹ نے ان کتابوں کو دیکھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کر کے ان ملکوں میں روانہ کر دوں اور ان کے لیے توجہ دلاؤں۔ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲۸)۔

(۲۳) **جشنِ جوبلی** | ہم بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ جناب ملک معتقدہ قیصر ہندو دام اقبالہ کے جشنِ جوبلی کی خوشی اور شکر کے ادا کرنے کے لیے میری جماعت کے اکثر احباب دور دور کی مسافت قطع

کر کے ۱۹ جون ۱۸۹۷ء کو یہ قادیان میں تشریف لائے اور یہ سب (۲۲۵) آدمی تھے اور اس جگہ کے ہمارے مرید اور مخلص بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے، جن سے ایک گروہ ویشہ ہو گیا اور وہ سب ۲۰ جون ۱۸۹۷ء کو اس مبارک تقریب میں باہم مل کر دعا اور شکر باری تعالیٰ میں مصروف ہوئے۔

اس تقریب پر ایک کتاب شکر گداری جناب قیصر ہند کے لیے تالیف کر کے اور چھاپ کر اس کا نام تحفہ قیصر یہ رکھا گیا، اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کر کے ان میں سے ایک حضرت قیصر ہند کے حضور میں بھیجنے کے لیے خدمتِ صاحبِ ڈبئی کسٹرن بھیجی گئی اور ایک کتاب بخیر وائسرائے گورنر جنرل کسٹرن مندر روانہ ہوئی اور ایک بخیر جناب نواب لیفٹیننٹ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔ اب وہ دعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں اور بعد اس کے ان تمام دوستوں کے نام درج کیے جائیں گے جو تکلیف اٹھا کر اس جلسہ کے لیے قادیان میں تشریف لائے۔ (اعلان مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰)

(۲۴) **جواب کی استدعا** | اس عاجز (یعنی مرزا صاحب) کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوشِ طاعت



شائع کر رہا ہے کیا اس کے حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ محنت کا خیر خواہ نہیں۔ گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ سلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آملاہ کرنے کے لیے برابر اٹھا رہی ہے اور یہی ہے اور غیر ملکیوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ کم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور ایسے اشتہارات کے بیچانے کا کیا مدعا تھا۔ (۲۷) اگر اس پر بھی زدہ سمجھے تو اس بُت سے خدا سمجھے۔ (ملفوظ)۔ (در خدمت مجبور نواب ایفینٹ گورنر بہادر دام اقبالہ خانہ خانا مرزا غلام احمد قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۱۱ تا ۱۳ مؤلف میر تقی میر قادیانی)۔

(۲۶) شدت تما (۱) قیصر و ہند کی طرف سے شکریہ تشریح۔ یہ اہم مشابہات میں سے ہے اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مُردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکر یہ کیا۔ (۲) مشرکوں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ (البشر نے جلد دوم صفحہ ۷۵ مجموعہ الہام مرزا غلام احمد قادیانی)۔

(۲۷) تبلیغی معروضہ اسے ملکہ معظمہ قیصر و ہند ہم (مرزا صاحب اور قادیانی صاحبان ملفوظ) عاجزانہ ادب کے ساتھ تیری حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شخصت سالہ جل کا وقت ہے، یسوع کے چھوڑنے کے لیے کوشش کر۔ (تحفہ قیصر یہ صفحہ ۲۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)۔ اب میں اس دعا پر رحم کر تا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصر و ہند کو عمر دلا دے کہ ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ سارہ قیصرہ اور تحفہ قیصر یہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرمائے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محنت اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی والدعا۔ (حضور مؤرخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مؤلف میر تقی میر قادیانی صاحب قادیانی)۔

(۲۸) دُعا اب میں اس دعا پر رحم کر تا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصر و ہند کو عمر دلا دے کہ ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ سارہ قیصرہ اور تحفہ قیصر یہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرمائے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محنت اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی والدعا۔ (حضور مؤرخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مؤلف میر تقی میر قادیانی صاحب قادیانی)۔

(۲۹) سیاسی خلوت ایک دفعہ مہربان کے بڑے افسر سے حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ یوں تو آپ کسی کے پاس نہ جلیکرتے تھے، لیکن انہیں اپنا سمان سمجھ کر چلے گئے۔ ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے گا۔ ان افسر صاحب نے حضرت (مرزا صاحب) سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ خواجہ (کمال الدین) صاحب چونکہ اس کے ممبر تھے، انہوں نے اس کے حالات عجیب پر اُسے میں آپ کو بتائے۔ فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ سیاست میں دخل دیں۔ صاحب بہادر نے کہا کہ مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں ہے، بلکہ بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا، بُری کون نہیں ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا، مرزا صاحب شاید آپ نے کانگریس کا خیال کیا ہو گا لیگ کالہاں کانگریس کی بنیاد چونکہ حزب رکھی گئی تھی، اس لیے وہ مقررات ہوئی، لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا، آج آپ کا یہ خیال ہے، مگر بڑے دنوں کے بعد لیگ بھی وہی کام کرے گی، جو آج کانگریس کر رہی ہے۔ (میاں محمود احمد صاحب قادیانی کی ۲۶ دسمبر ۱۹۱۴ء والی تقریر مندرجہ رسالہ دیوانہ ریشم بابت ماہ جنوری ۱۹۲۰ء)۔

(۳۰) تاکید فی نصیحت چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے

اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی لڑائی ہے، بلکہ مجھے شک ہوا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبعیات میں پیدا ہو جائے گا، اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور سندھ وستان میں موجود ہیں جو بفضلِ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے، نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریبا سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آ رہا ہوں، یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظل حمایت میں ہمارا فرد احمدیہ چند سال تک لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم خالموں کے پنجے سے محفوظ ہیں۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا اعلان اپنی جماعت کے نام مورخہ، برسی ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۲۲ مؤلفہ میر تقی علی قادیانی)۔

### (۳۱) بے نظیر خیر خواہی

میر سے اس دعوے پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا پیروار ہوں، دو ایسے شاہد ہیں اگر رسولِ مٹری جیسا لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو، تب بھی وہ دروغ گو ثابت ہو گا۔ اول یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانانِ ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہادِ حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکیوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے پس اگر کوئی بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں میں عربی و فارسی روم اور شام و مصر اور مگر مدینہ و یثرب و ملک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ وہ کارروائی کیونکہ نفاق پر معمول ہو سکتی ہے کہ ان ملکوں کے باشندوں سے کافر کہنے کے کسی اور الغام کی توقع رکھی، کیا رسولِ مٹری گورنٹ کے پاس کسی ایسے پیروار گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے؟ اگر ہے تو پیش کرے۔ لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ (اشعار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملک مستر فیضہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور چیف جسٹس گورنر جناب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لیے شائع کیا گیا۔ منجانبہ مناسک مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۹۹ مؤلفہ میر تقی علی قادیانی)۔

### (۳۲) ہماری پرورش

اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا، تو ہمیں کڑے کڑے کر دیتے لیکن یہ دولتِ برطانیہ غالب اور باسیاست جو ہمارے لیے مبارک ہے خدا اس کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے، کمزوروں کو اپنی جہرانی اور شفقت کے بازو کے نیچے پناہ دیتی ہے پس ایک کمزور و زبردست کچھ تندی نہیں کر سکتا ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا، کچھ رحم نہ کرتا، بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور جہرانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت و کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے سو خدا اس کو جزائے خیر دے جو ایک عادل بادشاہ کو اس کی رعیت پروری کی وجہ سے ملتی ہے۔ (روزنامہ تحفۃ اہل صفحہ مندرجہ مرزا غلام احمد قادیانی)۔

### (۳۳) حر سلطنت

اقتلاع: براہین احمدیہ کے (صفحہ ۳۴۱) میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے: واما کان اللہ من ہم وانت فی ہم این ما تو قو فتم وجہ اللہ - یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے، حالانکہ تو ان کی عطا کردہ امن میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت اور نقلی حمایت میں دلی خوشی ہے اور اس کے لیے میں دعا میں

مشغول ہوں، کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ مکرمیں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس الہام میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں ترسے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات سب ترسے سب سے ہیں، کیونکہ جو ہر ترسے اُدھر خدا کا منہ۔

مگر گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے۔ غرض میں گورنمنٹ کے لیے بمنزلہ حرز سلطنت کے ہوں۔ (روایۃ بجال خدمت گورنمنٹ علیہ انگریزی پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی تبلیغ رسالت جلد ششم حاشیہ صفحہ ۹۹ مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی)۔

(۳۳) **سرکاری تصدیق** | خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب پنجاب چینی یعنی تذکرہ رؤسا پنجاب میں جسے اولاً سرسبز گلین نے زیر ہدایت پنجاب گورنمنٹ تالیف کرنا شروع کیا اور بعد میں سرسبز گلین نے علی الترتیب گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے اسے مکمل کیا اور اس پر نظر ثانی کی، ہمارے خاندان کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ درج ہے۔ (صفحہ ۱۱۰)۔

اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا مسلمانوں کے ایک بڑے مشہور مذہبی سلسلہ کابانی ہوا جو احمدیہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہے۔ مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا تھا اور اس کو بہت اچھی تعلیم ملی۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے بوجہ مذہب اسلام ہندی یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ چونکہ مرزا ایک قابل مذہبی عالم اور مناظر تھا، اس لیے جلد ہی بہت سے لوگوں کو اس نے اپنا معتقد بنالیا اور اب احمدیہ جماعت کی تعداد پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں تین لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ (حالانکہ مدتوں میں ۱۹۳۰ء کی تازہ ترین مردم شماری میں خاص اپنے مرکز پنجاب میں قادیانیوں کی تعداد ۵۵ ہزار نکلی اور خود قادیانی صاحبان بقیہ ہندوستان میں اپنی تعداد میں ہزار تخمینہ کرتے ہیں۔ اس طرح بھی مجموعی تعداد کل ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ ۵۵ ہزار بنتی ہے اور یہ پچاس برس کی کوشش کا حاصل ہے۔ بلوٹ)۔ مرزا علی قاسمی اور اردو کی بہت سی کتابوں کا مصنف تھا جس میں اس نے مشلہ جہاد کی تردید کی، اور یقین کیا جاتا ہے کہ ان کتابوں نے مسلمانوں پر متحدہ اثر کیا ہے۔ (سیرۃ الہدیٰ حصہ اول صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲) مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)۔

(۳۵) **مرزا صاحب کی چٹھیاں** | اسی طرح مختلف مواقع پر حضرت (مرزا صاحب نے) گورنمنٹ کو چٹھیاں لکھیں، مثلاً جنگ ٹرانسوال کے موقع پر، جوہلی کے موقع پر، طاعون کے پھیلنے پر، جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اس کے کام میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے (ارشاد میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیانی۔ مندرجہ اخبار الفضل تقریریں جلد ۲ نمبر ۱۰، مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۱۵ء)۔

(۳۶) **فنانشل کمشنر صاحب کی اوجھگت** | جب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دورہ پرقادیاں تشریف لائے تھے، تو آپ نے (مرزا صاحب نے) اس خبر کو سن کر تمام جماعت کے ذی حیثیت آدمیوں کو خطوط لکھ کر قادیان بلوایا اور ان کے قادیان آنے سے پہلے زمین مدرسہ میں ایک بڑا دھماکہ لگوا دیا تھا اور ان کے خیمہ تک ایک عارضی سڑک بنادی گئی تھی اور جس وقت ان کی آمد کی آمد تھی، تمام جماعت کو جس میں حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول (حکیم نوردین صاحب) اور مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے حکم دیا تھا کہ اس دھماکہ کے دونوں طرف دو روہ کھڑے رہیں اور پھر جیسے اپنا قائم مقام کے آپ کے استقبال کے لیے آگے بھیجا تھا اور خواجہ کمال الدین صاحب کو میرے ساتھ

کیا تھا کہ جہاں آپ طبع ان سے یہ بھی عرض کر دیں کہ میں بسبب ضعف اور بڑھاپے کے آگے نہیں آ سکتا، اس لیے ٹوبے بیٹھ کر آپ کے استقبال کے لیے بھیجتا ہوں، جس پر اس وقت چرمیگوئیل بھی ہوئی تھیں کہ آپ نے بڑا بیلا کیوں فرمایا، سن کر نیکو خواجہ صاحب میرے ساتھ گئے تھے اور قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر جناب فنانشل کشر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر ہم سب ان کے ساتھ ہی اس مقام تک آئے تھے، جہاں دروازہ پر تمام جماعت دورویہ کھڑی تھی اور بڑے بڑے ادیبوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تھا پھر دوسرے روز جو حضرت مسیح موعود آپ سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے تھے... پس پہلے آپ حضرت مسیح موعود پر اعتراض کریں کہ انصار و فلاسفی تو ہم سب کا شعار ہے اور احمدی جماعت کی وفاداری ایک مسئلہ امر ہے۔ (ارشاد میاں محمود احمد صاحب غلیف قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۱۰، مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۱۵ء)۔

۱۹۰۸ء میں اس خاکسار کو تکمیل تعلیم کے لیے لاہور جانا پڑا۔ اسی سال فنانشل کشر صاحب نے اپنے دوستوں کے موقع پر قادیان آئے اور قادیان میں اپنا مقام رکھا، حضرت مسیح موعود کی طرف سے بہت سی جماعتوں میں چھپیل لکھی گئیں کہ وہ سب اس موقع پر آئیں، چنانچہ پنجاب اور ہندوستان کی بہت سی جماعتوں سے کئی سو کی تعداد میں احباب قادیان پہنچے۔ خاکسار کو بھی اس موقع پر حاضر ہونے کا موقع ملا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت کے ماتحت سب احباب نے کشر صاحب کا استقبال کیا، کشر صاحب نے حضور علیہ السلام سے ملاقات بھی فرمائی، حضور علیہ السلام نے ان کو دعوت طعام بھی دی، اس تقریب سے مرزا قادیانی صاحب اور ان کی جماعت کی خوشامد گری اور احساس کمتری بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ دیوتا کی طرح انگریز کی لچکا ہوتی تھی اور اس میں شک نہیں کہ یہ لوہا ابتدا میں قادیانیوں کے بہت کام آئی۔ (ملفوظ)۔ (روایت قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۸۰) جلد ۲ نمبر ۲۴، مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۱۴ء)۔

دارالافتوح (رتبی جملہ) کے بڑے والے میلان میں پہلے طلبہ کی قطاریں تھیں جن کے ساتھ ان کے لسانتہ اور بیٹا میٹر صاحب تھے۔ دروازہ کے پاس جماعت احمدیہ کے مقامی اور بیرون جات کے شرفاء معززین کھڑے تھے، مگر اس موقع پر بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام موجود نہ تھے۔ گیارہ بجے کے قریب صاحب بہادر اپنے کیپ پر بیٹھے اور صاحب بہادر کی خواہش پر عصر کے بعد حضور نے اپنے معزز مہمان کو شرف ملاقات بخشا تھا، حضور جب تشریف لے گئے، تو صاحب بہادر نے خیمہ کے دروازے پر حضور کا استقبال کیا اور حضور کی واپسی پر بھی خیمہ سے باہر تک حضور کو رخصت کرنے آئے اور واقعات کا میں بھی چشم دید گواہ ہوں۔ (بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۲، جلد ۲ نمبر ۲۴، مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)۔

(مندرجہ بالا درود اور جو بعض تصدیق روایت لکھی گئی، اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ میرزا قادیانی صاحب جو انگریزوں کی آؤ بھگت خوشامد کی حد تک کرتے تھے، اس سے خود قادیانی لوگ بھی خفت محسوس کرنے لگے اور لامحالہ انہوں نے ترمیم اور تاویل کا راستہ نکالا، مگر خود ترمیم اور تاویل سے بھی وہی خفت ظاہر ہوتی ہے جس کا چھپانا مقصود ہے۔ (ملفوظ)۔

(۳۷) **فخر اور شرم** حضرت موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فخر یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو، مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں سے یہ کہتے سنا ہے، میں انہیں احمدی ہی کہوں گا، کیونکہ تائید بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے، اس لیے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب غلیف قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۳، مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)۔

(۳۸) **پُرانا اعتراض** اس کے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو حضرت مسیح موعود کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ آپ نے فخر اور شرم کے خوشامد تھے اور اس وقت ہم سے قبل ہونے والا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ



تک کو تخت برطانیہ کے خزانہ کی ہو..... اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں حضرت مسیح موعود نے ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء)۔

## دورِ شانی

(۱) پولیٹیکل مرکز | اب تو قادیان ہاں وہ قادیان ہماں سے کبھی علومِ دینیہ کے چشمے چھوٹتے تھے ایک اچھا خاصہ پولیٹیکل مرکز بن چکا ہے ہندوستان کے ہر حصہ کے لوگوں سے وہاں پولیٹیکل امور کے متعلق خط و کتابت ہوتی رہتی ہے لوگ وہاں آتے ہیں تو کوئی دین سیکھنے کے لیے نہیں بلکہ محض سیاسی امور کے متعلق جناب خلافتِ باب سے شہرہ لینے اور ان سے گفتگو کرنے کے لیے صرف ہندوستان کے لوگ ہی نہیں بلکہ بہت سے دیگر ممالک افغانستان وغیرہ سے بھی لوگ اسی غرض کو لے کر آتے ہیں حالانکہ ہندوستان کے پولیٹیکل معاملات ان سے بالکل علیحدہ ہیں لیکن میاں صاحب ہیں کہ برطانوی حکومت کے مفاد کو مد نظر نہ رکھتے ہوئے ان لوگوں سے ان باہر کے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ ان پولیٹیکل معاملات پر گفتگو کرتے ہیں۔ ان سے خط و کتابت جاری رکھتے ہیں اور لوگ چل کر ان سے ملنے آتے ہیں تاکہ قادیان کے اندر بیٹھ کر ان سے ان معاملات پر بات چیت کریں کیا ان حالات میں ان خود فہودہ واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کتنا عجیب واز انصاف ہوگا کہ دین کی آڑ میں میاں محمود احمد صاحب جو کچھ کرتے ہیں وہ بڑے بڑے پولیٹیکل سازشوں سے بھی ناگاہک ہیں۔

عجب ہے کہ خود خلافتِ ناب پولیٹیکل امور میں اس قدر سرگرم ہوں کہ ہر وقت ہر چار حصہ ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک افغانستان وغیرہ سے بھی ملکی امور پر ان کی خط و کتابت ہوتی رہتی ہو۔ لوگ ان کے پاس ملکی مشورہ کے لیے آئیں اور قادیان کو تواب خیر — حیدرآباد واسطہ پر نہیں ایک اچھا خاصہ پولیٹیکل مرکز بنایا جائے۔ (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغامِ صلح لاہور جلد ۵ صفحہ ۳۴ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۱۷ء)۔

(۲) سیاسیات ہی سیاسیات | سیاسی مسائل میں ان لوگوں (قادیانی صاحبان) کا اتنا کچھ یہاں تک ترقی کر چکا ہے کہ اب قادیان میں بھی بقول میاں (محمود احمد) صاحب اگر کوئی بات چیت ہوتی ہے تو وہ سیاسی مسائل پر ہی ہوتی ہے۔ باہر سے خط و کتابت بھی سب کی سب مسائلِ سیاسی ہی کے متعلق کی جاتی ہے۔ قادیان آنے والے لوگ بھی انہی مسائلِ سیاسی ہی پر غور و فکر کرتے کے لیے آتے اور میاں صاحب کے آگے زانوئے ادب نہ کرتے ہیں۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے محض سیاست ہی سیاست ہے اور دین کا نام و نشان تک نہیں۔ (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغامِ صلح جلد ۵ صفحہ ۶۳ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۱۸ء)۔

(۳) سیاسیات میں برتری | یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں سیاسیات میں بھی ایسی ہی برتری عطا کی جیسی دوسرے امور میں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ ہماری اپنی قابلیتوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اب میسویں بڑے بڑے سیاستدانِ یورپ اور ہندوستان کے لوگوں کی تحریروں میں جو تسلیم کیا گیا ہے کہ ہم نے ہندوستان کے نظم و نسق کے متعلق جو رائے پیش کی ہے وہ بہت صاحب ہے۔ (مقربریاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۳ء)۔

(۴) پُر فریب نام | چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سیاسیات میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں اور ان کی طرف سے تحفظ حقوق مسلمانوں کے پُر فریب نام سے نہایت مشتعل کارروائیاں کی جا رہی ہیں اور اس سلسلے میں بعض نہایت عجیب و غریب باتیں معلوم ہوئیں اور حیرت پر بہت سے خوفناک اور رنجیدہ افکاشات بھی ہوئے۔ (لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء)۔

(۵) تخم ریزی | اسی سلسلے میں رہنما شملہ خود محترم حضرت اقدس (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ایک پردہ پارٹی دی جس میں انگریز، ہندو، پارسی، سکھ اور مسلم خواتین کثیر تعداد میں شریک ہوئیں۔ ہمارے لاہور کے کثیر صاحب مشرین و رنگ کی خاتون بھی شریک پارٹی تھیں۔ سر و جہتی نائیڈ کو پور تعلق کے شاہی خاندان کی خواتین، آنر بیل ٹرچانج کی بیگم صاحبہ اور بہت سی معزز اور سربراہان اور وہ سبکات اس موقع پر موجود تھیں اور قریباً اڑھائی گھنٹے تک یہ جلسہ شملہ کی مشہور فرم ڈیوی کوکے ہال میں رہا، جہاں پردہ کا پورا اہتمام تھا اور نفیس ماکولات و مشروبات کا انتظام تھا۔ اس پارٹی میں حضرت اتم المؤمنین (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اہلیہ) کا وجود بابرکت بھی موجود تھا اور پارٹی کو معزز میزبان کی طرف سے کامیاب بنانے میں حضرت نواب مبارک بیگم صاحبہ (مرزا صاحب کی صاحبزادی) نے جس دلچسپی اور قابلیت کا اظہار فرمایا، وہ ہر طرح سے شکریہ کے قابل ہے۔ میں ان واقعات کو سرسری نظر سے نہیں دیکھ رہا ہوں۔ یہ واقعات ایک تخم ریزی ہیں آئندہ سلسلہ کی شاندار ترقیات کی۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۰ء)۔

(۶) بڑے احسان | گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ . . . . اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لیے جاسیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔ (برکات خلافت صفحہ ۹۵ معتقد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)۔

چند ہی دنوں کا ذکر ہے کہ ہمارے مالابار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی۔ ان کے لوگوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ مرنے سے دفن کرنے سے روک دیے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی روز تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ . . . . گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنائیں۔ . . . . ڈپٹی کمشنر نے حکم دیا کہ اب اگر کوئی احمدیوں کو تکلیف ہوئی، تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے تحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔

(۷) ایسا ہی | حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت ایک جنگ ہوئی تھی اور اب بھی ایک جنگ شروع ہے مگر وہ جنگ اس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی تھی۔ اس وقت کی حضرت مسیح موعود کی تحریریں موجود ہیں۔ اس وقت گورنمنٹ کے لیے چندے کیے گئے، مدد دینے کی تحریریں کی گئیں، دعا میں کرائی گئیں۔ آج بھی ہمارا فرض ہے کہ ایسا ہی کریں۔ (تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلد ۴ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۱۷ء)۔

(۸) قادیانی رنگروٹ | جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو، اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے، منظور ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا، تو میں ٹوٹن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا، تو فالنٹیر جو کہ جنگ یورپ میں چلا جاتا۔ (انوار خلافت معتقد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)۔

لارڈ جیسفورڈ نے میرے نام اپنی جمعگی میں اس کا ذکر کیا کہ حکومت نے ایک کمیونٹک شائع کیا ہے کہ آپ کی جماعت نے بہت مدد دی ہے۔ پھر کابل کی لڑائی ہوئی اور اس موقع پر بھی میں نے قوت حکومت کی مدد کی۔ اپنے چھوٹے بھائی کو فوج میں بھیجا۔ جہاں انہوں نے بغیر تنخواہ کے چھ ماہ کام کیا۔ (خط میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۹)

## (۹) دعائیہ جلسہ

موجودہ جنگ کی تیسری سالگرہ ۲۴ اگست ۱۹۱۷ء کو تھی، جس کے متعلق تقدس باب حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے قادیان میں ایک خاص دعائیہ جلسہ منعقد فرمایا جس میں تمام قادیان کے احمدی اہلکاران اور طلباء ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ کے بلوائے گئے۔ بعد نماز عصر ایک تقریر فرمائی جس میں برٹش راج کے احسانات اور برکات کو واضح طور پر سامعین کے ذہن نشین کروادیا اور برٹش راج سے پہلے مسلمانوں کی ذلیل حالت کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ کشمہوں کے وقت میں ان کے مذہب کی کیا حالت تھی، بالخصوص حضور ممدوح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی وہ ہدایات بلو دلائیں جن میں حضرت اقدس نے اپنی شرائط سعیت میں حاکموں کی فرمانبرداری کو بھی داخل فرمایا ہے اور تاکید حکم دیا ہے اور فرمایا کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بھی مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو تم پر حاکم ہوں ان کی فرمانبرداری کرو۔ تو گویا گورنمنٹ کے برخلاف کسی امر میں حقہ لینے والا خدا کا نافرمان ہے اور مثالیں دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض کالج کے طلباء سے بھی جب انہوں نے سٹرائیک کرنے والوں کی حامی بھری تھی قطع تعلق کر لیا تھا۔ تو خوب سوچو کہ جو محسن گورنمنٹ کا باغی ہوا، اس کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ کیا تعلق ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ حضرت مسیح موعود نے بھی تم پر یہ عہدہ سوا کیا ہے کہ احمدی بھی اپنی مہربان گورنمنٹ کے برخلاف نہیں ہوں گے اور خدا کے فضل سے احمدیوں نے موجودہ جنگ میں جس کو آج پورے تین سال ہو گئے ہیں اپنی بساط سے بہت بڑھ کر تن من و جان سے حقہ لیا ہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۱۲ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۱۷ء)۔

## (۱۰) کانگریس اور قادیانی جماعت

آج کل کانگریس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے اور یہی کالے سخت مشکل میں آئے ہیں۔۔۔۔۔ گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قادیانی مبلغین کانگریس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں۔ غلطوں اور لکھچوں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے اور اولی الامر مگر کی تفسیر کے دیا ہوا ہے جا رہا ہے ہیں غرض گورنمنٹ کی سمجھیوں اور قادیانیوں کی بوجھیں نے کانگریس والوں کا توازن دلوں یہ حال کر رکھا ہے۔

عم صیاد نسک بافیل ہے دو عملی میں ہمارا آئینل ہے

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۰ء)۔

میں نے پھر بھی کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثل پیش نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس وقت الگ رہتا، تو یقیناً ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کر جاتی اور یہ صفت میری ہی راہنمائی تھی جس کے نتیجہ میں دوسری اقوام کو بھی جرات ہوتی اور ان میں سے کئی کانگریس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئیں۔ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۱۳ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۱ء)۔

## (۱۱) شرمناک الزام

انہوں نے بیرونی جماعتوں کو ارسال کی تھی۔ اس چٹھی کے خاص فقرات یہ ہیں:

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہیے اور کانگریس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیت ہو یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور میاں قادیان اطلاع دیں۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء)۔

## (۱۲) سیاسی مشورے

غرض جو کلام اب کیا جائے گا، جماعت پہلے بھی یہ کام کر رہی ہے، جیسے گورنمنٹ کی طرف سے جب کانگریس کے حلقوں پر مار پیٹ شروع ہوئی اور بعض جگہ ظلم ہونے لگا، تو میں نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ حکومت کو توجہ دلائی کہ یہ امر گورنمنٹ کو بدنام کرنے والا ہے۔ میرے اس توجہ دلانے پر لارڈ اردن نے مجھے لکھا کہ آپ اپنی جماعت کا ایک وفد اس امر کے متعلق تفصیلی مشورہ دینے کے لیے مجھیں اور انہوں نے سر جعفری سابق گورنر پنجاب کو تائید کی کہ ان کی باتوں کو غور سے سُن جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ ہمارا وفد گیا اور انہوں نے نہایت خوشی سے ہماری باتوں کو سنا اور اس کے بعد سر جعفری نے مجھے شکریہ کی ایک لمبی جھٹی اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجی۔ میں نے اس وقت انہیں یہی بتایا تھا کہ آپ بغیر ہندو ہونے کانگریس کے اثر سے لوگوں کو بچا سکتے ہیں۔ یہ ایک سیاسی بات تھی، مگر ہم نے اس وقت اس میں دخل دیا۔ پس سیاسی کاموں میں ہم پہلے بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)۔

انگریزوں کا اصل یہ ہے کہ ملک میں ایسی کمیٹی بنائی جائے جس نے حکام سے کئی دفعہ اس امر پر بحث کی ہے کہ یہ غلط پالیسی ہے۔ میں نے سر ڈوان پر اس کے متعلق زور دیا۔ سر کلنگن پر زور دیا اور انہیں سمجھایا کہ جب تک یہ پالیسی ترک نہ کی جائے گی، امن قائم ہو سکتا ہے نہ انصاف۔ (ارشاد میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۵ء)۔

مجھے ایک کانگریسی لیڈر نے بتایا کہ ایک ہندوستانی جج ایسی تنخواہ کا میشر حصہ کانگریس کو بطور جزدہ دیتا ہے تاکہ اس سے ن مسلمان مولویوں کو تنخواہیں دی جائیں جو مسلمانوں کو دوزخ لانے کے لیے کانگریس نے رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس امر کے متعلق ایک دفعہ دوران گفتگو میں سابق گورنر پنجاب سر جعفری سے ذکر کیا کہ سرکاری ملازم اس طرح کی بددیانتیاں کرتے ہیں، تو میں نے ایک جج کا نام لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ یہ تو نہیں ہے؟ اور کہا کہ میں بھی اس کے متعلق شکایات بھیجی ہیں۔ مگر چونکہ ہمارا طریق جاسوسی اور شکایت کرنے کا نہیں، اس لیے میں نے ہم تو نہ بتایا مگر جس کا نام انہوں نے لیا، وہ نہیں تھا جس کا مجھ سے ذکر کیا گیا تھا۔ (خطبہ میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۲۱، مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)۔

## (۱۳) پچاس ہزار روپیہ

اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگریس نے شورش کی، ہم نے حکومت کی مدد کی گزشتہ گاندھی مومونٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے ٹریڈنگ اور اشتہار شائع کیے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں۔ اعلیٰ مشورے ہم نے دیے جنہیں اسلئے حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ (خطبہ میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان منبر ۲۹، مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)۔

## (۱۴) آگ کا انگارا

سیلف گورنمنٹ یا حکومت خود اختیاری کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کے حصول کے لیے تیار ہو جائے بلکہ کانٹن کی مالا ہے جسے گلے میں ڈالنے کے لیے خاص دل گروہ اور قابلیت کی ضرورت ہے اور جب تک قابلیت پیدا نہ ہوئے اس وقت تک اس کا مطالعہ کرنا اسی طرح کا ہے جس طرح ایک چھوٹا بچہ آگ کے انگارہ کو چٹکا ہوا دیکھ کر اس کے پکڑنے کی کوشش کرے۔ اس وقت جس طرح اس کے دانا اور عقل نہ محافظ کا فرض ہے کہ اسے انگارہ نہ پکڑنے دے، اسی طرح اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو حکمت سے تدبیر سے اور اگر وہ نہ ہی مانیں، تو اثر حکومت سے باز رکھے۔ (امجد الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۸، جولائی ۱۹۱۴ء)۔

(۱۵) خوشی کی بات | پچھلے دنوں کی شورش میں جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کے متعلق جس وفاداری اور مہنہ کا ثبوت دیا، وہ کسی صلیب یا انعام حاصل کرنے کی غرض سے نہیں تھا، بلکہ پناہیسی فرض سمجھ کر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور موجودہ امام جماعت احمدیہ کی تعلیم کے مطابق دیا تھا۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کے خاص اعلان کے علاوہ کئی مقامات کے ذمہ دارانہوں نے بھی جماعت احمدیہ کے افراد کے رویہ پر نہایت مسرت کا اظہار کیا اور اپنی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ عطا کیے ہیں۔ اخبار الفضل تھری ماہ ۹ نمبر ۹ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء۔

(۱۶) نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب سے خط و کتابت | پرائیویٹ سیکرٹری نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب فرماتے ہیں:

”جناب من! آپ نے جو خط ہزار لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام ارسال فرمایا تھا، اس کے متعلق مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر نے آپ کی تحریر کو بڑی توجہ سے ملاحظہ فرمایا اور آپ کے اظہار وفاداری نیز اس نازک موقع پر اپنے پیروؤں کو ملک معظم اور ملک کے ساتھ دینے کی گراں بہا نصیحت کو استحسان اور قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ چند ہفتہ قبل ضلع گورداسپور کا دورہ کرتے وقت ہزار احمدی جماعت کے ایک وفد سے مل کر خوش ہونے اور کچھ حضور نے اس وقت فرمایا تھا، اس کا پھر اعادہ فرماتے ہیں، وہ یہ کہ گورنمنٹ عالیہ نے جو وسیع مذہبی آزادی اپنی رعایا کو دے رکھی ہے، اس کی بنیاد پر احمدی جماعت گورنمنٹ کی حفاظت پر بھروسہ کر سکتی ہے اور گورنمنٹ عالیہ کو بھی احمدی جماعت اور اس کے امام کی طرف سے نہ صرف وفادارانہ امداد کی امید، بلکہ یقین ہے۔“

دستخط پرائیویٹ سیکرٹری ہزار لیفٹیننٹ گورنر پنجاب

(اخبار الفضل تھری ماہ ۲ نمبر ۲۹ جنوری ۱۹۱۲ء۔)

(۱۷) قادیانی ایڈریس بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب | آئندہ مشکلات اور کٹے والے واقعات کی نسبت سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی

کچھ نہیں کہہ سکتا اور ہم نہیں جانتے کہ جناب کے عرصہ کارگزار میں واقعات کس رنگ میں ظہور پذیر ہوں گے، مگر ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو، جناب جماعت احمدیہ کو ملک معظم کا نہایت وفادار اور سچا خدام پائیں گے، کیونکہ وفاداری گورنمنٹ، جماعت احمدیہ کی شرائط سمیت میں سے ایک شرط رکھی گئی ہے اور بانی سلسلہ احمدیہ نے اسی جماعت کو وفاداری حکومت کی اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ اس کی اسی کتابوں میں کوئی کتاب نہیں جس میں اس کا ذکر نہ کیا گیا ہو اور اس کی دفات کے بعد اس کے آؤں جانشین (حکیم نور الدین صاحب) نے اپنے زمانہ میں اور دوسرے جانشین جبار سے امام (میاں محمود صاحب) نے بھی بانی سلسلہ کی تعلیم کی اتباع میں جماعت کو تعلیم دیتے وقت اس امر کو خاص طور پر مد نظر رکھا ہے پس جناب اور جناب کی گورنمنٹ ہر وقت ہماری جماعت کی عملی ہمدردی پر بھروسہ رکھ سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا یہ بھروسہ خطا نہیں کرے گا۔

ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہماری جماعت کو بھی اس نازک وقت میں جبکہ برٹش گورنمنٹ چاروں طرف سے دشمنی کے زعفر میں گھری ہوئی تھی اور اس کے بعد جبکہ اسی جنگ کے نتائج کے طور پر اسے خود اندرون ملک اور سرحد پر بعض خطرات کا سامنا تھا، اپنی طاقت اور اپنے ذرائع سے بڑھ کر خدمات کا موقع دیا اور اس حمایت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جو نہ صرف پنجاب ہی میں ہو رہی ہے، بلکہ تمام علاقہ جات ہندوستان کے علاوہ انگلستان، مصر، نايجیریا، یاروکی، ترکمان، بیلجیئم، ایران، افغانستان، مارشس، سیلون وغیرہ دوسرے ممالک میں بھی ہو رہی ہے اور ان وعدوں

برایمان لائے ہوئے جو بانی سلسلہ سے خدائے کون و مکان نے فرمائے ہیں، اُمید کرتے ہیں برٹش گورنمنٹ کی قیام امن اور اشاعت تہذیب کی کوششوں میں ہم آئیدہ اور بھی زیادہ مدد دیں گے۔ (قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت سرایہ ورڈ میکیگن لیفٹیننٹ گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۴، نمبر ۴۸، مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)۔

(۱۸) **ممبران پارلیمنٹ میں ایڈریس کی تقسیم** | جماعت احمدیہ نے جس نے اپنا صدر مقام ایجوکریوڈ میں قائم کیا ہے، ممبران پارلیمنٹ کے نام ایک گشتی سلسلہ ایک ایڈریس کی کاپی کے ساتھ جو سرایہ ورڈ میکیگن کو پیش کیا گیا تھا، روانہ کیا ہے۔ خطہ منسلک میں لکھا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی تحریک ہے جو تیزی سے مختلف حصص سلطنت میں پھیل رہی ہے۔ بنا بریں ہم ان پر آشوب آیام میں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس جماعت کے سیاسی خیالات سے آگاہ کریں۔ اپنی حکومت کا وفادار رہنا اور اس پر خدا کی رحمت چاہنا اس کے اصولوں میں سے ایک ہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۴، نمبر ۴۸، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۰ء)۔

(۱۹) **نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب کو قادیان کی دعوت** | جماعت احمدیہ جس نے کہ تہذیب دنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے، اس بات کی حقدار ہے کہ گورنمنٹ کا اعلیٰ افسر گورنمنٹ کے مفاد کو نظر رکھتے ہوئے اس جماعت کے مرکز قادیان کا گلہ سے گلہ ہے ملاحظہ کرنے لے۔ اور بدیں وجہ ہم نے جناب سے قادیان آنے کی درخواست کی ہے اور اگر جناب اس وقت کثرت شغلیت کی وجہ سے ہماری درخواست کو منظور نہیں کر سکیں گے لیکن ہم اُمید رکھتے ہیں کہ حضور اس صوبہ کی حکومت سے سکدوش ہوئے سے پہلے کوئی وقت قادیان میں تشریف آوری کے لیے ضرور نکالیں گے اور آپ کے عاشقین بھی کاہے کاہے بخوش قادیان میں تشریف لے جا کر ہماری جماعت کے حالات کو ملاحظہ فرمایا کریں گے۔ ہم حضور کی تشریف آوری پر حضور سے کسی قسم کے پولیٹیکل حقوق و مراعات لینے کے خواہشمند نہیں صوبہ کے حاکم اعلیٰ کی تشریف آوری سے اخلاقی فوائد کا قربت ہونا کچھ مستعد نہیں۔ (قادیانی وفد کا ایڈریس بخدمت ہنر کمیشن سرایہ ورڈ میکیگن گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱، نمبر ۱۶، مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۲۳ء)۔

(۲۰) **وزیر ہند سے ملاقات** | اسی دن ۶ بجے شام کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لیے وزیر ہند صاحب کے ساتھ انڈولو ملاقات کا مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح دہلی پہنچ گئے ایک یورپین صاحب احوال کے دروازہ تک آپ کے استقبال کے لیے آئے جن کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح مع جناب چودھری نظر اللہ خان صاحب بی اے سر برٹریٹ لاجو بطور ترجمان مقرر ہو چکے تھے، اندر تشریف لے گئے، اور دروازہ کے پاس اس خیمہ میں بٹھائے گئے، جو انتظار کے لیے مقرر تھا۔ دو عین منٹ کے بعد مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ تشریف لائے اور ساتھ وزیر ہند صاحب کے خیمہ کی طرف لے گئے، جو انتظار کے خیمہ سے سو گز سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ وزیر ہند صاحب نے نہایت خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور ۲۵ منٹ تک نہایت اہم اور ضروری امور پر آپ نے نو مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ نے گفتگو فرمائی، جو نہایت کامیابی اور عمدگی کے ساتھ ہوئی، اور مندرجہ بالا جلیل القدر صاحب نے پوری توجہ سے سنی۔

آئیدہ سے کہ یہ گفتگو ہماری جماعت کے لیے نہایت مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۴، نمبر ۴۸، مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۹ء)۔

(۲۱) ۱۹۲۱ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند | حضور وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ کے خیمہ مقدم کا وفد

جماعت احمدیہ کی طرف سے بمقام شہدہ ۲۳ جون ۱۹۲۱ء کو گیارہ بجے ڈائریکٹر لاج میں پیش ہوا۔ حاضر ممبران وفد کی تعداد تیس تھی جو ہندوستان کے مختلف صوبجات سے آئے تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لباس پہن رکھے تھے چار نو بجے افسران بھی اپنی وردیوں اور تختی میں موجود تھے۔ تمام جماعت فرد گاہ سے رکشوں میں بیٹھ کر ڈائریکٹر لاج کی طرف روانہ ہوئی۔ رکشوں کی لائن قریباً ایک فرلانگ لمبی تھی اس کا ضرر والوں پر خاص اثر ہوا یعنی یہ بھی گویا ایک ذریعہ تبلیغ ہو گیا۔ کیونکہ سب دیکھ دیکھ کر پوچھتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا بات ہے۔ دورانہ پر استقبال کے لیے حضور ڈائریکٹر لاج کا ایک حاضر تھا۔ جب سب ممبران وفد اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو حضور ڈائریکٹر لاج اور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے سب سے پہلے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیسٹ لاپور سیکرٹری وفد کو انٹرویو کر لیا۔ پھر چوہدری صاحب نے ممبران وفد کا ایک ایک کر کے انٹرویو کر لیا۔ حضور ڈائریکٹر لاج صاحب سب سے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنی کرسی پر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد چوہدری صاحب مرمون نے ایڈریس پڑھ کر سنایا، جس میں حضور ڈائریکٹر لاج صاحب نے اس کے لیے خیریت مقرر کیا گیا تھا اور حضرت مسیح موعود کے خاندان اور آپ کی تعلیم کا ذکر تھا۔ نیز مختصر طور پر مسلسل کی خدمات برائے قیام امن کا تذکرہ تھا۔ اس کے بعد ہندوستان کی موجودہ حالت اور بے چینی کا ذکر تھا، اور اسی ضمن میں بعض باتوں کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی۔ ایڈریس ختم ہونے کے بعد حضرت نواب محمد علی خاں صاحب نے ایک کاسٹ میں ایڈریس پیش کیا۔ اس کے بعد حضور ڈائریکٹر لاج نے ایڈریس کا جواب دیا، اور قریباً بیس پچیس منٹ تک تقریر فرمائی اور مسلسل کی خدمات کا اعتراف اور ان پر گورنمنٹ کی طرف سے اظہار خوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمام حالات کے ماتحت گورنمنٹ آپ کی جماعت کی مدد پر بھروسہ کر سکتی ہے اور جن امور کی طرف حضور ڈائریکٹر لاج توجہ دلائی گئی تھی، ان کا بھی اپنے نقطہ خیال سے مفصل جواب دیا۔ (اجار الفضل قادیان جلد ۸، نمبر ۹۹، مورخہ ۲۷ جون ۱۹۲۱ء)۔

(۲۲) مختصر خاکہ | جناب عالی! یہ ایک نہایت ہی مختصر خاکہ ہے ان خدمات کا جو ہمارا اسلسلہ قیام امن کے لیے بادشاہ معظم کی وفاداری میں کرتا رہا ہے اور اس کے بیان کرنے کی یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ ہم جناب کو بتائیں کہ اسی روح کو لے کر ہم آج جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور اسی روح کے ساتھ ہم جناب کو ہندوستان میں ملک معظم کا سب سے بڑا اقامت گاہ سمجھ کر تعین دلاتے ہیں کہ ہم ہر ممکن اور جائز طریقے سے جناب کے ارادوں اور تجویزوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے اور ہندوستان میں قیام امن کی کوشش اور اس کی ترسیل کے لیے سعی میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ کا ہاتھ بٹائیں گے اور خدا تعالیٰ کی مخالفت اور دشمنوں کی دشمنی انشاء اللہ ہمیں اس مقصد سے پھیرنے کے لیے نہ دے گا۔ (قادیان جماعت کا ایڈریس خدمت بزرگہ کیلینی لارڈ ریڈنگ ڈائریکٹر لاج ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹، نمبر ۱۰، مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۱ء)۔

(۲۳) امام کی تعلیم | جناب عالی! جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں، ہمیں اپنے امام کی طرف سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت بھی ہم رہیں، اس کے پورے طور پر فرمانبردار رہیں اور اس میں غلبہ بھی نہ ڈالیں اور یہ تعلیم ہمارے ہمیشہ نظر رہی ہے ہم نے ہر مشکل کے اور بے امنی کے زمانہ میں برطانیہ کی گورنمنٹ کی وفاداری کی ہے اور جناب کے پیشرو کے ان الفاظ سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے اپنے ایک خط میں ہمارے جماعت کے موجودہ امام کے نام لکھتے تھے چنانچہ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری لکھتے ہیں:

”میں حضور ڈائریکٹر لاج کی خواہش کے مطابق حضور ڈائریکٹر لاج کی طرف سے جناب کی چھٹی مورخہ ۲۷ مئی کا جس میں آپ نے تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت کی ان کوششوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے فسادات پنجاب کے دوران میں قیام امن

کے لیے یکن شکر یہ ادا کرتا ہوں گو اس سے پہلے بھی حضور وائسرائے کو پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ آپ کی خدمات کا جن کا اعتراف گورنمنٹ پنجاب ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ کر چکی ہے) علم ہو چکا ہے مگر وہ آپ کے کام کی تفصیل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ کو ایسی مشکلات کے مقابل میں گورنمنٹ سے اظہار وفاداری کی مبارکباد دوں۔ (قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہنزائیکسیٹی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۱ء جلد نمبر ۱)۔

(۲۴) ہنزائیکسیٹی وائسرائے ہند کی تقریر

آپ صاحبان سے جو جماعت احمدیہ کے نمایذہ ہیں آج مجھے ملو بہت خوشی ہوئی اور آپ نے جو اپنے میکڑی صاحب کے ذیل سے میرے وائسرائے ہند بننے پر مبارکباد دی ہے اس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے سلسلہ کی ابتدا اور ترقی کے بیان کو نہایت دلچسپی سے سنا ہے اور آپ کی جماعت نے جو خدمات شاہنشاہ معظم کی کی ہیں، ان کو سن کر مجھے اطمینان ہوا ہے۔

آپ صاحبان میں منتقل طبقوں اور پیشوں کے قائم مقام ہیں جنہیں دیکھ کر میں متاثر ہوا ہوں اور خاص کر یہ دیکھ کر کہ اس وفد میں آپ کے سلسلہ کے مقدس بانی کے دو فرزند بھی شامل ہیں مجھے کل خوشی ہوئی ہے۔

اور یہ بات اور بھی اطمینان کا موجب ہے کہ آپ میں سے بہت سے آدمی ایسے ہیں جو اپنے لباس، اپنی وردی اور اپنے سینوں پر کے تمگوں سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس وفاداری کو برقرار رکھنے کے لیے جو انہیں حضور ملک معظم سے ہے، اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے آئندہ بھی اس طرح تیار ہوں گے جیسے کہ وہ پہلے تیار تھے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی جماعت کی خدمات کا اپنے میسر وے کم قدر دان نہیں ہوں۔ آپ نے جو وفاداری کی روح بعض دفعہ بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کر کے ظاہر کی ہے، نیز وہ امداد جو آپ کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچی ہے وہ قابل مبارکباد ہے۔ (ہنزائیکسیٹی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کا جواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۱ء جلد نمبر ۱)۔

(۲۵) قادیانی ایڈریس بخدمت ہنزائیکسیٹی پرنس آف ویلز

”ہمارے تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ کی ہر مذہبی آزادی حاصل ہے۔ حتیٰ کہ اکثر اسلامی کھلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے، مگر مروجہ بھائی کے زیر سایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا سچا تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں ان کے اپنے ملک میں جا کر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا، اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اس قدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیر جانبدار رویہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ سو حضور عالی! ہماری فرمانبرداری مذہبی امور پر ہے، اس لیے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کس قدر ہی اختلاف کریں کبھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے، کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کی غور سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت قائم کرے گا۔ حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لیے ایک مذہبی فرض ہے جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لیے تیار ہیں، اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔ ہم نے بارہا سختی سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کئے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ اگر سب ازاد دفعہ پھر ایسا ہی موقع پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لیے تیار رہیں۔“



قادیانی جماعت کا ایڈریس خدمت ہزار ایل پرنس ہائیٹس آف ویلز مندرجہ بالا فضیل قادیان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۳ء جلد ۹ نمبر ۷۶۔  
 (۲۶) ایڈریس کا شکریہ جماعت احمدیہ قادیان پنجاب مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء۔

جناب من احسب الحکم ہزار ایل ہائیٹس شہزادہ ولیز میں ممبران جماعت احمدیہ کے اس غیر مقدم کے ایڈریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو گورنمنٹ پنجاب کی وساطت سے حضور شہزادہ ولیز کو پہنچا ہے۔ ہزار ایل ہائیٹس شہزادہ ولیز نے شوق اور دلچسپی کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کی ابتدا اور تاریخ کے حالات کا آپ کے ایڈریس میں مطالعہ کیا ہے اور حضور شہزادہ ولیز اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب وہ اس نہایت خوبصورت کتاب میں جو کہ ممبران جماعت احمدیہ کے چندہ سے بطور تحفہ پیش کی گئی ہے سلسلہ کی تفصیلی تاریخ کا مطالعہ فرمائیں گے۔ ہزار ایل ہائیٹس نہایت گرم جوشی کے ساتھ اس وفد اور جذبہ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جس نے آپ کے ہزار باہم عقیدہ اصحاب کو اس تحفہ کے پیش کرنے پر آمادہ کیا ہے اور حضور شہزادہ ولیز کی خوشی اس فغان و فساداری کے قبول کرنے میں اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ آپ کو ہر ایک سینیسی گورنر پنجاب کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جنگ عظیم کے دوران میں اور نیز اس کے بعد آنے والے سخت ایام میں جماعت احمدیہ نے تاج و سلطنت برطانیہ کی وفاداری میں غیر متزلزل ثبات دکھایا ہے۔  
 مجھے حضور شہزادہ ولیز کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں آپ کو یقین دلاؤں کہ نظر بائیں حالات جماعت احمدیہ کو حضور شہزادہ ولیز کے التفات و محبت آمیز کامیابی پر ہمیشہ پورا یقین رکھنا چاہیے۔  
 میں شہوں جناب کا نیاز مند خادم جی۔ ایف۔ ڈی۔ ہائٹ۔ مورنسی چیف سیکرٹری ہزار ایل ہائیٹس پرنس آف ویلز۔  
 راجا الفضل قادیان مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۲۳ء جلد ۹ نمبر ۷۹۔

(۲۷) ۱۹۲۷ء کا قادیانی وفد حضور وائسرائے ہند ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء جمعہ ۲۴ بجے جماعت احمدیہ کا وفد جو مشعل پر ۲۹ اشخاص تھا، بحضور ہر ایک سینیسی وائسرائے ہند

لارڈ اردن وائسرائے لاج دہلی میں پیش ہوا جب ممبران وفد کرسیوں پر بیٹھ گئے، و حضور وائسرائے قشرب لائے اور وفد کے ہیڈ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے ہاتھ ملا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ ایڈریس ایک چاندی کے کاسکٹ میں رکھ کر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے پیش کیا اور مفتی محمد صادق صاحب نے سلسلہ کی چند کتابیں جو منی خلیفہ میں تھیں ایک ایک کر کے پیش کیں اور ہر ایک کتاب پیش کرنے کے وقت اس کتاب کا مختصر ذکر کیا۔ مثلاً یہ وہ نیکم ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام نے ولایت میں پڑھا جانے کے واسطے لکھا تھا۔ وائسرائے نے ہمارے کتابوں کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور فرمایا کہ میں ان کو پڑھوں گا۔ اس کے بعد وائسرائے نے کھڑے ہو کر ایڈریس کا جواب دیا۔ اس کے بعد چوہدری صاحب نے ایک ایک ممبر کو الگ الگ پیش کیا۔ وائسرائے نے ہر ممبر کے ساتھ ہاتھ ملایا اور فوجی ممبران وفد سے جنگی حالات دریافت کرتے رہے اور بعض کے ہنسنے دیکھے۔ راجا الفضل قادیان مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۷ء نمبر ۷۱، جلد ۱۲۔

(۲۸) ناز و نیاز ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے ہر حالت میں ہماری حفاظت کی ہے اور پچھلے دنوں میں ہی جناب کے زمانہ وائسرائے میں ہمارے ایک مبلغ مولوی محمود حسین صاحب کچھ جنس روسی گورنمنٹ نے قید کر لیا ہوا تھا، جناب کی گورنمنٹ نے نہایت سخت قید سے جس کا گہرا اثر ان کی صحت پر پڑا ہے نکال کر بحفاظت تمام مر کو سلسلہ میں پہنچایا ہے جس کا ہم ایک دفعہ پھر اس موقع پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

پس یہ خیال کرنا کہ جو کہ مرکز مجلس گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ ہے اور اپنے مذہبی اصول کے ماتحت اس سے تعاون کرتا اور اس کی غریبوں کے امداد سے کسی ذاتی مصلحت کی وجہ سے باز نہیں رہتا، اس لیے سلسلہ احمدیہ گورنمنٹ برطانیہ سے کوئی خفیہ ساز باز رکھتا ہے حقیقت سے بالکل دور ہے۔

ہماری نسبت یہ شک کیا جاتا ہے کہ ہم گورنمنٹ سے ساز باز رکھتے ہیں اور اس کا بد نتیجہ ہمیں ہندوستان میں بھی اور ہندوستان سے باہر بھی پہنچ رہا ہے اور ہمارے آدمی نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بعض دوسری گورنمنٹوں کے ماتحت بھی اس شبہ کی وجہ سے سخت اذیتیں پا رہے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ اصول کا سوال ہے، ہم ان اذیتوں کو بہادری سے برداشت کر رہے ہیں۔

ہم ضمناً اس جگہ یہ بات کہنے سے بھی رک نہیں سکے کہ گورنمنٹ کی دیرینہ پلمنی، جو اسے ہمارے سلسلہ کے متعلق تھی، وہ تو ایک حد تک دور ہو چکی ہے اور سلسلہ احمدیہ کی غیر متزلزل وفاداری کے غیر معمولی کارناموں نے حکام حکومت برطانیہ کو اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ سلسلہ سچی وفاداری کا ایک بے نظیر نمونہ ہے، لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے حقوق پوری طرح محفوظ نہیں ہیں۔ (قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت لارڈ وارن وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۷ء نمبر ۱، جلد ۱۲)۔

(۲۹) ہنر ایکسپلنسی وائسرائے ہند کا خط | لارڈ وارن کا جواب میاں محمود احمد صاحب کے نام۔

”جناب محترم، آپ نے نہایت عبرانی سے مجھے جو کتاب بھجوائی ہے اور نیز اس خواہشوریت کا سکاٹ کے لیے جس میں کتاب رکھی ہوئی تھی، آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ان تمام کاسکٹوں سے جو میں نے آج تک دیکھے ہیں، مجھے نظر ہے اور جماعت احمدیہ کے ممبروں کے ساتھ مختلف مواقع پر میری جو ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں، یہ کاسکٹ ان کے لیے ایک خوشگوار یادگار کام کے گائیڈ امر ہے۔ بے حد دلچسپی کا باعث ہے کہ آپ کے قریباً دس ہزار پروڈوں نے اس خواہشوریت تحفہ کی تہی میں حصہ لیا ہے۔“

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ آپ یقین رکھیں کہ ہندوستان سے جانے کے بعد آپ کی جماعت سے میری دلچسپی اور سہمدی کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا، بلکہ بدستور جاری رہے گا اور میری ہمیشہ دلی آرزو رہے گی کہ سترت و خوشامالی پوری طرح آپ نیز آپ کے متبعین کے شامل حال رہے۔ (تحفہ لارڈ وارن معتضد میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان)۔

(۳۰) ہنر ایکسپلنسی وائسرائے ہند سے ملاقات | یکم ستمبر ۱۹۲۷ء ۱۰ بجے کا وقت ہنر ایکسپلنسی وائسرائے ہند نے ملاقات کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو دیا تھا۔

چنانچہ حضرت اقدس مع مفتی محمد صادق صاحب کے جو بحیثیت ترجمان ہمارے گئے تھے وائسرائے لاج میں پہنچے حضرت دیاں محمود احمد صاحب کے پہنچنے پر وائسرائے نے آگے بڑھ کر حضور سے ہاتھ ملایا، مزاج پرسی کے بعد تقریباً نصف گھنٹہ حضرت کے ساتھ موجود واقعات پر گفتگو کی اور فرمایا کہ آپ بھی کوشش کریں کہ ہندوؤں میں مسلمانوں میں صلہ ہو جائے۔ بہت تفصیلی گفتگو واقعات حاضرہ پر ہوئی رہی۔ کل ۳۰ ستمبر کو اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری وائسرائے نے مٹرا بھگت کو حضرت نے چلنے کی دعوت دی۔ اور ایک گھنٹہ تک مختلف امور پر گفتگو رہی۔ (اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۲۲ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء)۔

یہ ہمارا ہی خیال نہیں ہے، بلکہ یہ وجہ خود حضور وائسرائے ہند نے حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش

کہ جبکہ آپ نے اپنی ایک ملاقات میں ان سے ذکر کیا کہ سنٹرل کمیٹی کی نمائندگی نہ ہونے پر لوگ معترض ہیں اور اس وجہ کے معقول ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء)۔

کرمی مرزا صاحب (میاں محمود احمد صاحب)

### (۳۱) خط کا جواب

میں حسب ہنر ایکسپنسی وائسرائے ہند جناب کے خط مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۰ء کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ ہنر ایکسپنسی نے جناب کے خط کا بہت غور سے مطالعہ فرمایا ہے۔ آپ نے جو بحیثیت امام جماعت احمدیہ اپنی قوم کی طرف سے حکومت کے ساتھ وفاداری اور تعاون کا یقین دلا ہے، وہ ہنر ایکسپنسی کی دلی مسرت کا موجب ہوا ہے۔ یہ اظہار تعلق جماعت احمدیہ کی دیرینہ روایت اور گزشتہ شاندار ریکارڈ کے عین مطابق ہے۔ (اقتباس حسب جناب ہنر ایکسپنسی وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۰ء)۔

### (۳۲) ہنر ایکسپنسی وائسرائے ہند کا جواب

ہنر ایکسپنسی (لارڈ ونگٹن) وائسرائے ہند نے ہمارے (یعنی قادیانی) ایڈٹریس کا جواب دیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے: ”مجھے آپ کا ایڈٹریس سُن کر بہت خوشی ہوئی اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے واقفیت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ باوجود مخالفت کے اس سلسلہ نے اس قدر ترقی حاصل کی ہے۔ مجھے اس سے پہلے معلوم نہ تھا کہ جماعت احمدیہ اس قدر دُور دراز ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی وفاداری کے اظہار کو میں ملکِ محکم کے حضور سچا دُعاؤں گا۔ میرے اور لیڈی ونگٹن کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے، ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ہم ہر ایک فرقہ اور جماعت کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر حکومت سے کسی غلطی کا ارتکاب ہو، تو میں اس پر تیار رہتا ہوں کہ آپ مجھے اطلاع دیں گے۔ آپ کا اصول حکومت سے تعاون کرنے کا اور حکومت سے غلطی ہو، تو اس سے اطلاع کر دینے کا قابلِ توفیق ہے۔ میں آمیز کرتا ہوں کہ آپ کی وفاداری ہمیشہ قائم رہے گی اور یہ امر حکومت کے واسطے بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔ میں آپ کے کام میں ترقی اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۲ء)۔

### (۳۳) بے بنیاد الزام

جناب عالی! جماعت احمدیہ کا سیاسی مسلک ایک مقررہ شاہراہ ہے جس سے کوئی بھی انحراف نہیں ہو سکتا اور وہ حکومت وقت کی فرمانبرداری اور امن پسندی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کے رسول دنیا کو اس دین کے لیے نہیں آئے، تو وہ یقیناً دنیا کے لیے رحمت نہیں بکھلا سکتے۔ بعض لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کی اس تعلیم سے یہ دھوکا کھایا ہے کہ شاید جماعت احمدیہ حکومت ہند سے ساز باز رکھتی ہے۔ لیکن جناب سے زیادہ کوئی اس امر کی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا کہ جس قدر شدت سے یہ الزام لگایا جاتا ہے، اتنا ہی یہ الزام بے بنیاد ہے۔

جناب کو یہ سُن کر تعجب ہو گا کہ یہ الزام صرف ہندوستان میں لگایا جاتا ہے بلکہ بیرون ہند میں بھی۔ چنانچہ چند سال ہوئے ایک احمدی عمارت کی بنیاد کے موقع پر جرمن وزیرِ تعلیم نے شمولیت کی، تو اس کے خلاف لوگوں نے یہ الزام لگایا کہ حکومتِ برطانیہ کی جاسوس جماعت کے ساتھ اس نے اظہارِ تعلق کیا ہے اور مجلسِ وزارت نے اس کے اس فعل پر جواب طلبی کی۔ (قادیانی جماعت کا ایڈٹریس جس کو قادیانی اہلکار کے وفد نے تاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۲ء ہنر ایکسپنسی لارڈ ونگٹن وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش کیا۔ مندرجہ اخبار الفضل ہنر ۱۱ جلد ۱۱ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۳ء)۔

### (۳۴) سیاسی شبہات

جناب عالی! کو بعض وجوہ سے جن کی تفصیل میں ہم نہیں پڑا چلا ہے، بعض برطانوی حکومت پر شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ سیاسیات میں خلافت اپنی سابقہ روایات کے تحت لینے لگی ہے لیکن چونکہ مہادی وفاداری مذہبی جذبات پر مبنی ہے ہم ان شبہات کی پروا نہیں کرتے۔ ہم نے جب بھی کوئی

کام کیا ہے اور دانداری سے کیا ہے اور قانون کے اندر رہ کر کیا ہے۔ ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کسی امر میں حکومت برطانیہ کو غلطی پر سمجھیں تو لواب سے اور قانون کے اندر رہ کر اس کا اظہار کر دیا کرتے ہیں۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ صحیح برطانوی رُوح اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے پس بعض افراد کے شکوک یا مخالفت ہم کو برطانیہ کی وفاداری سے منحرف نہیں کر سکتی۔ (قادیانی جماعت کا ایڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۲ء ہر کیسینسٹی لارڈ وولنگٹن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۲ء)۔

## دور ثالث

(۱) سرکاری بے اعتباری | احمدیت کی ابتدا میں انگریز مخالف تھے، سوائے چند ابتدائی ایام کے جبکہ وہ ممدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں۔ باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ عقیدے سے نہیں دیکھتے ہیں اور اگر انگریزوں کا فظری عدل مانع نہ ہو، تو شاید وہ ہمیں پس پس دیں۔

انگریز شاید خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی منتظم جماعت اگر مخالف ہو گئی تو ہمارے لیے بہت پریشانیوں کا موجب ہوگی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی غلطی واری کی ہمارے، تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف ہو کس طرح سکتی ہے لیکن شاید وہ گورنمنٹشن بدو (اول کے مطابق ہمیں دبا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔) (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء)۔

(۲) پتہ کی بات | پھر یہ بات ضلع کے حکام تک ہی محدود نہیں۔ اوپر کے بعض افسر بھی ایسا ہی سلوک کر رہے ہیں اور ان کو بھی ہم نظر انداز نہیں کر سکتے جب بھی کوئی شکایت ان کے پاس کی جاتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں، احمدی مبالغہ کرتے ہیں۔ اخبار الفضل ہمیں چھوٹی چیزیں شائع ہوتی ہیں بلکہ ہمارے دوست نے جب ایک سرکاری افسر سے ذکر کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (ع) میاں محمود احمد صاحب (ع) نے گورنمنٹ خطبہ میں برطانوی قوم کی تعریف نہ ہے اس نے کہا پھر کیا، اگلے خطبے میں کہہ دیں گے کہ بعض افسر فدا رہیں۔ یہ ایک ذمہ دار افسر کا بیان ہے جس کے متفق کسی کو امید نہ ہو سکتی تھی کہ وہ ایسا بے قابو ہو جائے گا۔ (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء)۔

(۳) اصل میں | پھر اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں مسلمانوں کی لاہور اور مختلف علاقوں میں جو حالت ہوئی، اس وقت کون تھے جو آگے آئے۔ ہم نے ہی اس وقت مسلمانوں کے لیے روپیہ خرچ کیا، تنظیم کی اور اس وقت ہر جگہ یہ چرچا تھا کہ احمدی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سرنگم ہلی نے جو اس وقت گورنمنٹسے مل رہے تھے جو اس وقت کسٹرن تھے، مجھے خط لکھوا یا کہ آپ تو ہمیشہ حکومت کا ساتھ دیتے رہے آج کیوں اس ایجنٹیشن میں حصہ لیتے ہیں اور میں نے انہیں جواب دیا کہ حکومت کی وفاداری سے یہ ملا نہیں کہ مسلمانوں کا فدا رہوں اور مسلمانوں کی خدمت سے یہ ملا نہیں کہ حکومت کا فدا رہوں۔ میں تو دونوں کا بھلا چاہتا ہوں۔ مجھے اگر سمجھا دیا جائے کہ مسلمان غلام نہیں تو اب اس طریق کو چھوڑنے کو تیار ہوں۔ انہوں نے تو میرا تو اس کا جواب نہ دیا، مگر شعلہ میں گیا، تو جیت سیکر ٹری جو غالباً ہمارے موجودہ گورنمنٹسے، مجھے لکھا

کہ لاٹ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور جب میں ان سے ملا، تو زبانی گفتگو اس پر تفصیلی کی، مگر اس کا کیا نتیجہ نکلا، میں کہ مسلمانوں میں سے ایک اثر رکھنے والے گروہ نے کہا کہ احمداہل کا بائیکاٹ کرو، یہ اصل میں ہمارے دشمن ہیں۔ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)۔

(۴) قادیانی کہانی | ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے کہ یہ خرد سادی گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔ بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھوٹی ٹھیک اور نئے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوٹھی کہا جاتا ہے۔ . . . . دراصل ان اعتراضات کی وجہ سے ہمیں رنج نہیں بلکہ ہمیں رنج و دوجہ سے ہے۔ ایک دوجہ تو یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کی مظاہرہ باطن دوستی کی۔ مگر گورنمنٹ نے اس کے صلہ میں بغیر تحقیق کیے ہم پر ایک خطرناک الزام لگا دیا۔ . . . پھر دوسری وجہ ہمارے شکوہ کی یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے جس پر چلنے سے فساد برپا ہوتا اور ملک کا امن برباد ہوتا ہے۔

ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ ہم ہمیشہ یہ فکر کرتے رہے کہ ہم ملک معتمد کی وفادار رہا یا ہیں۔ کئی لوگ بے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا جماعت کے سیکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تصریح کی۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی لوگ بے خطوط کے ہیں، ان لوگوں کے متخول کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لیے فدا کیں۔ یہ اتنے لوگ رہے ہیں کہ ان کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے مگر ان تمام خدمات کے بعد اس تمام ادعائے وفاداری کے بعد اور اس تمام ثبوت وفاداری کے بعد گورنمنٹ نے بلاوجہ اور بغیر کسی حق کے بغیر اس کے کہ وہ انصاف اور عدل کے ماتحت فیصلہ کرتی، اندھا دھند اپنا قلم اٹھایا اور ہمیں باقی اور سلطنت کا تختہ الٹ دینے والا اور مول دس او بیڈی اینس، کا ٹکڑا کر دے دیا۔ (خطبہ میاں محمود احمد صاحب غلیہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۸، ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)۔

(۵) قادیانی اسناد | ہم نے پچاس سال سے دنیا میں امن قائم کر رکھا ہے۔ ہم نے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کی بہبود کے لیے خرچ کیا ہے اور کوئی شخص بتا نہیں سکتا کہ اس کے بدلے ایک پیسہ بھی ہم نے گورنمنٹ سے کبھی لیا ہو۔ ہمارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہمارے خاندان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اس خاندان کو وہی اعزاز دیا جائے گا، جو اسے پہلے حاصل تھا۔ ہمارے پردادا کو ہفت ہزاری کا درجہ ملا ہوا تھا جو مغلیہ سلطنت میں صرف شہزادوں کو ملا کرتا تھا۔ پھر عبداللہ کو کا خطاب حاصل تھا یعنی حکومت مغلیہ کا بارو (تو گویا سیاسی اولوالعزمیاں خاندانی ورنہ ہے بلکہ اولت) مگر ہم نے کبھی گورنمنٹ کے سامنے ان کاغذات کو پیش نہیں کیا۔ (غیبت ہے کہ ان کا ذکر کیا۔ ایسا بھی کیا انگسار اور استعار ہے۔ کم از کم ہفت ہزاری کی سند قشائع کر دینی چاہیے۔ ملوثفت) اور نہ اپنی وفادارانہ خدمات میں کسی کی بلکہ ہر روز زیادتی کرتے چلے گئے۔ ہم نے کانگریس کا مقابلہ کیا۔ ہم نے احرار و موٹ کا مقابلہ کیا اور اس مقابلہ میں لاکھوں روپیہ صرف کیا۔ اپنی خاطر یا سرکار کی خاطر ملوثفت)۔ جانیں قربان کیں جنگ کے موقع پر اپنی جماعت کے بہترین آدمی پیش کیے۔

سراوڈ واٹر لارڈ جیمس فورڈ اور لارڈ اردن سر میکیم ہیلی سر جعفری ڈی مانٹ مورنی اور دوسرے اعلیٰ حکام کی تحریروں جن میں سے بعض ان کی تختی ہیں اور بعض ان کے نائبین کی ہیں میرے پاس موجود ہیں، جن میں وہ ہماری جماعت کی وفاداری

اور انتہائی قربانی کا اعتراف کرتے ہیں۔  
مگر آج گورنمنٹ کے حکام ہمیں یہ سناتے ہیں کہ تم اس کو بر باد کرنے والے ہو۔ خطبہ میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ  
اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۵۰ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء۔

## (۶) خدمت بلا معاوضہ

کشمکش نے کبھی ذاتی طور پر اس سے کوئی فائدہ اٹھایا ہے۔ لوگ ہمیں کہتے رہے کہ یہ گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں۔ لوگ ہمیں کہتے رہے کہ یہ گورنمنٹ سے نفوں کی امید رکھتے ہیں۔ لوگ ہمیں کہتے رہے کہ گورنمنٹ ان کے خزانے آپ بھرتی ہے مگر گورنمنٹ تو جانتی ہے کہ ہم نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور اگر اٹھایا ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ پیش کرے برائی عمر میں صرف ایک کام حکومت نے ایسا ہمارے بعض آدمیوں کے سپرد کیا تھا جس کے متعلق اس نے کہا تھا کہ ہم اس میں دو ہزار روپیہ تک خرچ کر سکتے ہیں لیکن جب وہ معاملہ میرے پاس آیا، تو میں نے روپیہ کے معاملہ کو نظر انداز کر دیا میں نے اپنے دوستوں سے کہا اگر یہ دو ہزار روپیہ لے لیگا، تو گو یہ گورنمنٹ ہی کا کام ہے مگر بعد میں جب بھی کوئی ذکر ہوا، یہ دو ہزار روپیہ ہمتا ہے نہ ہمارا جائے گا کہ انہوں نے حکومت سے اتنا روپیہ لے کر فلاں کام کیا۔ چنانچہ جو کام کرنے والے تھے۔ انہیں حکومت سے کسی قسم کی مالی امداد لینے سے روک دیا۔ اس کے سوا کبھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی چیز پیش کرنے کی خواہش بھی نہیں کی گئی۔ صرف یہ ایک واقعہ ہے جو پنجاب گورنمنٹ کا بھی نہیں بلکہ حکومت ہند کا ہے۔ اس ایک معاملہ میں بھی ہم نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا، مگر مخالفت کرتے ہیں احمدیوں کے خزانے گورنمنٹ بھی ہے۔ اگر واقعہ میں بیباک درست ہوتا تو اب گورنمنٹ کے لیے خوب اچھا موقع ہے کہ وہ اعلان کرے کہ فلاں موقع پر ہم نے احمدیوں کو اتنا روپیہ دیا۔ (لیکن حباب دوستاں وہ دل کمر غور فرمایا جائے تو عجب نہیں کسی نہ کسی شکل میں معاوضہ یاد آ جائے اور شکوہ رفع ہو جائے للہو لوف)۔ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء۔

## (۷) سچاس سالہ خدمات

تمہاری سچاس سالہ خدمات کا حکومت پر ایک بوجھ تھا۔ اس پر بوجھ تھا تم نے جنگ یورپ میں آدمیوں اور روپیوں سے مدد کی۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے رولٹ ایکٹ کی شورش کا مقابلہ کیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم لوگوں نے ہجرت کی تحریک کا مقابلہ کیا اور اس نے تم کو قتل بلاتے نہیں دیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے نان کو آپریشن کا مقابلہ مفت لکچر پر قہر کیا اور جلسوں کے ذریعہ کیا اور حکومت اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہی۔ اس پر بوجھ تھا تم نے سول ڈس اور سینیٹس کا مقابلہ کیا، ریڈ شرٹ کا مقابلہ کیا۔ بنگال میں ٹیررزم کا مقابلہ کیا اور اس نے کوئی تقدہ دانی نہ کی۔ (خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲، نمبر ۵، مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)۔

ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے باجے باجے ہزار روپیہ ہمارے تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے۔ (ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان یکم اپریل ۱۹۳۱ء)۔

(۸) رولٹ ایکٹ مجھے تو بار بار وہ وقت یاد آتا ہے جب حضور میاں محمود احمد صاحب نے رولٹ ایکٹ کے زمانہ میں ضلع گرداسپور کے لوگوں کو کھلانے اور اس قائم رکھنے کے لیے ہر ایک تحصیل میں وفد روانہ کیے تھے اور میں پٹاکوٹ کی تحصیل میں وفد کے ساتھ گیا تھا حضور نے قریباً ۵۰ بجے شام حکم دیا

کہ وہ قید بدل چلے جائیں اور رات جہاں آئے وہاں گزرائیں۔ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ گورنمنٹ اور لوگوں کے ساتھ علیٰ ہمدردی دکھلانے کا وقت ہے۔ ہم ایئر اس کے کہ شام کا کھانا کھا کے نکلتے، اسی وقت چل پڑے تھے۔ لوگوں کو نصیحت کرتے اور پیدل چلتے رہے۔ خدا گواہ ہے ہمارے پاؤں سخت زخمی ہو گئے تھے۔ گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سے ہم ملے۔ وہ ہمارے دورہ کا مقصد سن کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں کو جان کا خطرہ ہے، کیونکہ امرتسر کے جلیہ نزلے باغ کے تازہ حادثہ سے عام لوگوں میں گورنمنٹ کے خلاف سخت جوش ہے۔ ہم آپ کو پولیس کی مدد دیں؟ ہم نے کہا، خدا تعالیٰ ہمارا محافظ ہے۔ ہم حکومت کی وفاداری اور امن کا پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ایۃ اللہ کی طرف سے لے جا رہے ہیں۔ ہم اگر اس راہ میں قتل بھی کیے گئے تو پرہیز نہیں خدا کے فضل سے ہم اس سفر میں کامیابی سے واپس آئے اور ضلع گورداسپور سارے کا سارا حضور کے دلیران میں رہا۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ روٹ ایکٹ کا استعمال مسند لوگوں کے لیے ہے نہ کہ شرکاء کے لیے۔ گواہ وقت اور گجایہ کہ گورنمنٹ پنجاب ہر ایک مقابلہ میں احراریوں کی پشت پناہ بنی ہوئی ہے اور جماعت احمدیہ ظالم کاشانہ بنائی جا رہی ہے۔

ہم پچھلے قحطی ظلم کیے جا رہے ہیں، مگر گورنمنٹ پنجاب خاموش ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ ناشکری کر رہی ہے۔ ہم گورنمنٹ کے سچے ہمدرد تھے۔ ہم بزدل نہیں، ہم بے غیرت نہیں، ہم ڈر لوگ نہیں۔ ہماری جان تھیلی پر ہے۔ ہم بہادر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں بہادری کی روح پھونک دی ہے، مگر ساتھ ہی حکومت کے قوانین کی پابندی سکھائی ہے۔ تاہم گورنمنٹ پنجاب کی موجودہ روش کی وجہ سے ہماری دل بہمزدی جا رہی ہے۔ گورنمنٹ خدا کی ناشکری کی مرتکب ہو رہی ہے۔ لیکن اسے خدا کو جلد اپنی قدرت دکھا اور ہماری مدد فرما۔ حضور (ایۃ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) ہماری جانیں حضور کے قدموں پر نشانہ ہونے کے لیے ہر وقت حاضر ہیں۔

الفضل: اس تذکرہ بالا خط میں ان ہولناک آیام کا ذکر کیا گیا ہے جب پنجاب میں حکومت کے خلاف خطرناک جوش پھیل گیا تھا۔ کئی ایک انگریز قتل کر دیے گئے تھے۔ کئی جگہ سرکاری عمارات جلا دی گئی تھیں اور ایک عام بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس وقت حضرت امیر المومنین (ایۃ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) نے انگریزوں کی جانیں بچانے کے لیے اور لوگوں کو حکومت کے وفادار بنانے رکھنے کے لیے اپنے خدام کو اس کام میں لگا دیا اور حکم دے دیا کہ وہ اپنے آرام و سائش کی قطعاً پروا نہ کریں، حتیٰ کہ اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کی خدمت بجالائیں۔

وہ وقت گزر گیا۔ احمدیوں نے اس نازک وقت میں ہر جگہ بڑی بڑی خدمات سر انجام دیں اور سخت تکالیف اٹھا کر دیں۔ خاص کر ضلع گورداسپور بدامنی سے بالکل محفوظ رہا۔ اس وقت حکومت نے ان کی خدمات کا کھلے الفاظ میں اعتراف بھی کیا، مگر آج اس کا جو بدلہ مل رہا ہے وہ تو ظہر ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ (روزنامہ الفضل قادیان مورخہ یکم اگست ۱۹۴۵ء)۔

(۹) شکوہ و شکایت | حکومت نے بے انصافی اور ظلم کیا جب اس نے ہمارے لیے اس قانون کو استعمال کیا جو باغیوں اور اناکسٹوں کے لیے بنایا گیا ہے اور جسے پاس کرتے وقت حکومت نے ملک کے نایندوں کو یقین دلایا تھا کہ اسے بڑی احتیاط سے استعمال کیا جائے گا۔... کیا کوئی معقول انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ صحیح استعمال ہے؟ اس قانون کا اس کے لیے لایتنی غلیظ صاحبِ تقلیدان کے لیے جس نے خود اس کے بنانے والوں سے بھی زیادہ قیام امن کی کوشش کی ہے جس نے اور جس کی جماعت نے اس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری موبوضوں کا مقابلہ کیا، جب یہ انفرج آج ہمیں باقی قرار دے رہے ہیں آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے

تھے۔ پھر یہ لوگ تو انہیں لے کر کام کرتے تھے اور میں نے اہمیری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کر کے بلانسی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ پھر اس قدر ظلم ہے کہ جو قانون ان تحریکات کے استدلال کے لیے وضع کیا گیا، وہ سب سے پہلے ہمیں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ جب حکومت پر مصیبت آئے تو وہ ہم سے استدلال کرتی ہے۔ اس کی مصیبت کے وقت ہمارے کچھار جاتے ہیں اور مخالف تحریکیں کاملاً باطل کرتے ہیں۔ جنگ میں ہم نے تین ہزار والینٹیر دیے۔ روپیہ ہم خرچ کرتے تھے، مگر کچھ اہل ایلوں کی حفاظت کے لیے وہ ہمیں باقی بتاتے ہیں۔

ابھی مئی کا واقعہ ہے کہ ڈاکٹر رائے ہند کی طرف میں نے ایک خط لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ کے ایڈریس کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا، اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید حکومت کا خیال ہے کہ ہم بعض مواقع پر اس سے تعاون نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں ان کے پرائیویٹ سیکریٹری نے لکھا ہے کہ ہزار ایکسپنسی کو یہ خیال ہرگز نہیں بلکہ حضور وائسرائے اس کے رکس ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کو سب سے زیادہ قانون کی پابند اور وفادار جماعتوں میں ایک جماعت سمجھتے چلے آتے ہیں۔ ہم نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لیے ملک کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ احوال کی تقریریں پڑھو، ان کو زیادہ عقیدہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جمعیوں جگ ہیں۔ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں۔۔۔ لاگرس سے ہمیشہ ہماری ہی جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم غلام ہیں، مگر ہم سمجھتے ہیں ہم ہرگز غلام نہیں ہیں۔ اب ہم انہیں کیامند دکھائیں گے کیونکہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہندوستانیوں کو رستی کر دیا بیوں (کو) غلام سمجھتی ہے اور ان کی عزت کی قیمت اس کی نظریں ایک کوڑی بھی نہیں۔

اس حکم کے جاری کرنے والے افسروں نے یہ خطرناک غلطی کی ہے کہ ہم پر اس کام کا الزام لگا دیا ہے جسے ہم حرام سمجھتے ہیں اور جس کے لیے ہم باوجود اس کے کہ اس نے ہماری عزت کا پاس نہیں کیا، تیار رہیں ہیں۔ مگر غلبہ کی طرح ہم بھی کہہ سکتے تھے کہ بے وفا ہیں تو بے وفا ہی سہی۔ مگر نہیں ہمارے مذہب نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ حکومت کے وفادار ہیں اس لیے وہ اگر ہمیں قید کر دے، پھانسی دے دے تب بھی ہم وفادار ہی رہیں گے (خطریل محمد احمد صاحب خلیفہ نقادیاں مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۵۵ یکم دسمبر ۱۹۳۷ء)۔

(۱۰) پرانے قدر دان مہربان | پھر اسی پنجاب میں سر ڈاکٹر عبدی بھی گزرا ہے۔ ان کے زمانہ میں ایک انگریز ڈپٹی کمشنر نے میرے ساتھ سخت لہجہ میں گفتگو کی اور مرصوف کو اس کی اطلاع ہوئی، تو آپ نے اسے پہلے بل دیا اور اور پھر اس کا تنزیل کر دیا اور آخر اسے ریٹائر ہو کر واپس جانا پڑا۔ وہ فخر سے کہہ کرتے تھے کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے ایک ہندوستانی کے مقابل پر ایک انگریز افسر کو سزا دی۔

پھر اسی صوبہ میں سر جیفری ڈی موٹ مورنی جیسے انسان بھی گزرے ہیں۔ آج بھی یہ لوگ ہمارے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ سر ڈاکٹر اس چیف کمشنر دہلی کے متعلق مجھے یاد نہیں کہ ہم نے انہیں کوئی پیغام بھیجا ہو اور انہوں نے فوراً خندہ پیشانی سے ہمارا کام نہ کر دیا ہو۔ حالانکہ بعض اوقات ان کا اس سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ پھر اسی ضلع میں منصف افسر رہے ہیں۔ (اخبار) مبالغہ والوں کی شورش کے زمانہ میں بھی انگریز ڈپٹی کمشنر تھے جو اچھی طرح انصاف کو تے رہے۔ ان سے پہلے میں ایک ڈپٹی کمشنر مسٹر والسن گزرے ہیں میں جب انگلستان گیا تو وہ لندن میں مجھ سے ملے آئے، حالانکہ وہ کہیں باہر رہتے ہیں۔

میں سر ڈاکٹر کا نام پہلے لے چکا ہوں میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ اول درجہ کے فنک اور شریف، افسر تھے میرے ساتھ ان کو جیسی عقیدت تھی، وہ اس سے ظاہر ہے کہ میرے ایک عزیز کے خلاف ان کے انگریز افسر نے بالا افسروں کے پاس شکایت کی۔ مجھے پہلے تو علم نہ ہوا، مگر جب علم ہوا، تو میں نے سر ڈاکٹر کو کھلا بھیجا کہ درست واقعات یوں ہیں۔ انہوں نے



لہذا یہ اتفاقاً تو نہیں لیکن میں کوشش کروں گا۔ اس کے متعلق انہوں نے اس سبب کے لئے کو جو بھی لکھی اس کی ایک نقل مجھے بھیجی گئی۔ انہوں نے اس میں لکھا کہ شکایت کرنے والا انگریز افسر ہے مگر مجھے جماعت احمدیہ کے اہم اہل علم سے ان کے سیکرٹری نے بتایا ہے کہ واقعات ٹول ہیں اور اگرچہ واقعات ان کے چشم دید نہیں لیکن مجھے ان پر اس قدر یقین ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوئی بات بغیر تصدیق کے پیش نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کی بات ضرور سچ ہے پس آپ اس معاملہ کی بذات خود تحقیقات کریں صرف رپورٹ پر اکتفا نہ کریں۔

ابھی ابھی (عبدالرحیم) در صاحب (قادیانی) ان سے (ولایت میں) ملے تھے اور انہیں موجودہ حالات سنائے تھے انہوں نے سن کر کہا کہ آپ کی جماعت تو مذہبی جماعت ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ اس حکومت کے اوپر ایک اور حکومت ہے۔ اس لیے جو افسرانہ الصافی کر رہے ہیں وہ سزا سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے آپ ہماری دوستی کو نہیں توڑیں گے۔ (ریاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۵ء)۔

(۱۱) یاد رفتگان | بہت سے افسر ایسے گئے ہیں جو فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے حسن سلوک سے پچاس ہزار یا لاکھ بلکہ کئی لاکھ کی ایک ایسی جماعت (قادیانی) ہندوستان میں چھوڑی ہے جو اپنی جاہیں قربان کر کے بھی برطانیہ سے متعلق کرے گی۔ مگر موجودہ افسر جا کر کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے صاحب فخر یہ کہیں کہ ہم اسی جماعت کے گردہ کو توڑ کر آئے ہیں۔ کیا یہ بات ان کی اپنی خیالیان کی حکومت کی شہرت کا موجب ہوگی؟ (ریاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۵ء)۔

(۱۲) عہدوں کی تقسیم | ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ ہم جماعت احمدیہ کی وفاداری کے بدلے اسے عہدے نہیں دے سکتے یہ ایسی غلطی ہے جو کئی انگریز افسر لوگ بھی کرتے ہیں۔ وہ ایسے وقت جبکہ انہیں کسی وفادار جماعت کی ضرورت ہو، جماعت احمدیہ کو مدد کے لیے بلاتے ہیں۔ مگر جب عہدے دینے کا سوال ہو تو کانگریس کو دے دیتے ہیں مگر اس کا حیانہ بھی گورنمنٹ ٹھکرتی رہی ہے اور اب یہ حالت ہے کہ حکومت کے اپنے راز بھی محفوظ نہیں۔ ایک دفعہ گورنمنٹ کے ایک سیکرٹری شملہ میں چائے پر میرے پاس آئے میں نے انہیں کہا کہ آپ کی ہر بات کانگریس کے پاس پہنچتی رہتی ہے۔ آپ کو بھی کوئی ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ ان کی باتیں ہمیں معلوم ہوتی رہیں۔ یہ حالت اس لیے ہوئی ہے کہ گورنمنٹ خیال نہیں رکھتی کہ وفادار جماعتوں کو اعلیٰ عہدوں پر بچائے۔ اگر اعلیٰ عہدوں پر اس کی وفادار جماعت کے ارکان ہوں تو اس کے راز بھی نہیں اور کبھی بھی وہ حالت نہ ہو جو آجکل ہے۔ (خطبہ ریاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۵ء)۔

(۱۳) ایک خط | اس دوران مجھے ایک خط ملا۔ اس کے لحاظ سے ممکن ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگ بھی جماعت میں موجود ہوں جس خط کا میں نے ذکر کیا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ ہم دیر سے محسوس کر رہے ہیں کہ انگریز لوگ بغیر شورش اور فساد کے کوئی بات نہیں مانا کرتے اور یہ کہ (اس دوست کے نزدیک) اب وقت آگیا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے متعلق اس وفاداری کی تعلیم پڑھ جائے جس میں موجود ہے دوبارہ غور کریں اور سوچیں کہ کیا اس کی تشریح حد سے بڑھی ہوئی تو نہیں اور کیا وفاداری کا جو مفہوم ہم سمجھتے چلے آئے ہیں وہ خوشامد اور نیکام تو نہیں؟ اس دوست نے اپنے خط میں ایک واقعہ بھی پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ایک دفعہ پبلک پراسیکیوٹر کے سلسلہ میں سب انسپکٹری کے لیے بطور امیدوار پیش تھے۔ لاہور کے سینیئر سٹیشن ماسٹر مارڈنگ کے سلسلے میں انہوں نے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں جماعت احمدیہ سے ہوں اور احمدیہ جماعت وہ ہے جو حکومت برطانیہ کی ہمیشہ

وفادار رہی ہے تو مٹر بارڈنگ نے کہا کہ میں احمدیہ جماعت کی وفاداری کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔  
وہ دوست لکھتے ہیں کہ جب ہماری جماعت کی وفاداری کے کوئی معنی ہی نہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم لاکھوں روپیہ کو  
کی جہودی کے لیے خرچ کریں اور اپنی سینکڑوں قیمتی جانوں کو خطرات میں ڈالیں اور حکومت کی وفاداری ان حضوں میں کرنے چلے  
جائیں کہ نازک اور مشکل مواقع پر اس کی حمایت کریں۔ (خطبہ میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲  
نمبر ۲۲ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء)۔

**(۱۳) قادیانی مشین** بعض حکام کے افعال نے جماعت احمدیہ کو ایک مشین بنا دیا ہے، جو قانون کی پابندی کرتی ہے  
اور کرے گی۔ لیکن مشین اپنا راستہ چھوڑ کر آقا کی خدمت نہیں کر سکتی۔ ایک پانچ روپیہ کا نوکر اپنا

رستہ چھوڑ کر بھی دیکھے گا کہ مالک کا نقصان نہ ہو، مگر دس لاکھ کی مشین اس کا کوئی خیال نہیں رکھ سکتی، بلکہ وہ اپنے رستے پر  
چلی جائے گی۔ تو ان حکام نے جماعت کو ایک مشین بنا دیا ہے۔ پہلے وہ اپنا راستہ چھوڑ کر بھی اس امر کا خیال رکھتی تھی کہ حکومت  
برطانیہ پر کوئی حرف نہ اُٹے مگر اب وہ ایسا کہاں کرے گی جب تک حکومت کی طرف سے اس تک کا ازارہ نہ کیا جائے اور ان  
حالات کے ذمہ دار حکام کو مرنے نہ دی جائے۔ میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۳ نمبر ۳ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء)

**۵۱) نادری کا راز** میں نے پہلے ہی لکھا تھا کہ جس وقت سے ملک میں حکومت خود اختیاری کا سوال پیدا ہوا  
ہے، حکومت ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے کی کوشش کرتی ہے کیونکہ خواہ کوئی کتنا ہی دیندار  
ہو، اگر اس میں دینداری اور روحانیت نہیں تو وہ قومی مفاد کے مقابل میں دینداری کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ جس کے  
اخلاق کسی ہوں وہ جہاں بھی قومی سوال پیدا ہوگا، انہیں خیر یا دکہے گا۔ اس لیے میں نے پہلے بھی لکھی تھی کہ اگر اس کا  
اور اب بھی کتابوں کے جوں جوں ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کا سوال زور پکڑتا جائے گا، انگریز زبردست کی طرف  
جھکے جائیں گے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں زبردست کی حمایت کے بغیر ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔

آئرلینڈ میں چھوڑا گیا ہوا جن لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کا ساتھ دیا تھا حکومت نے جب دیکھا  
کہ ملک میں مخالفت بڑھ گئی ہے تو اس نے ان جانباڑوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور ایسے ایسے قوانین پاس کر دیے جنہیں  
ان بہادروں نے اپنی حق تلفی سمجھا۔ وہ لوگ ان کے ہم مذہب، ہم قوم اور وفادار تھے، لیکن ان تعلقات کے موٹے ہونے  
جب زبردست کے مقابل میں ان کی پروا نہیں کی گئی، تو صوف و فاداروں (مثلاً قادیانیوں) کا جو ان کے ہم مذہب ہیں  
اور ہم قوم ساتھ چھوڑ دینا کونسی چیز کے بات ہے۔ (ارشاد میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان  
مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء)۔

**(۱۶) وفاداری کا سودا** انہوں نے ثابت کرنا چاہا کہ ہم نے کانگرس کو دیا ہے، باقی جماعتوں کو توڑ دیا ہے  
اور اب ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ میں وفاداروں کی بھی ضرورت نہیں اور جب یہ بات دنیا

کے سامنے آئے گی تو ہر وہ شخص جس کے دماغ میں عقل ہے، یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ اس حکومت کے پاس جتنا خطرناک  
ہے۔ یہ دوست کو چھوڑتی ہے نہ دشمن کو، سب کو مارتی ہے۔ (خطبہ میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل  
قادیان جلد ۲۳ نمبر ۵۴ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۴ء)۔

میں اس امر کے آثار دیکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی بھر ضرورت پیش آئے گی۔ میں کسی ایسے شخص کی بنا  
پر نہیں کہتا، بلکہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر عقل کی بنا پر کہتا ہوں میں نے کانگرس کی تحریک کو خوب غور سے دیکھا ہے اور  
میں سمجھتا ہوں کہ اب کانگرس ایک ایسی سکیم تیار کر رہی ہے جس سے گونا گونا گونہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میلان سے بھاگ گئی، مگر

عقرب وہ گورنٹ کراچی شکلات میں ڈال دے گی جس کے لیے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہوگی اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لیے تیار ہو جائیں گے مگر حکومت نے ہمیں سبق دے دیا ہے کہ سودا کے بغیر تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔ ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے سوائے اس صورت کے کہ حکومت ہم پر جو ظلم ہوا ہے اسے سڈور کر دے۔ تب ہمارے تعلقات پہلے کی طرح ہو جائیں گے لیکن اگر ایسا نہ ہوتا تو ہماری مدد سودا کرنے کے بعد ہوگی اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔ (خطہ میاں محمود احمد صاحب غینہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل تعدادیں جلد ۲۲ نمبر ۵ مورخہ ۱۹۳۷ء)۔

(۱۷) قادیان تا انگلستان پر لانے قدر دان | جوں جوں انگلستان کے لوگ ان کارروائیوں سے اطلاع پاتے ہیں جو احرار اور ان کے بعض دوست حکام کی طرف سے احرار کے خلاف ہو رہی ہیں وہاں کے سنجیدہ طبقہ میں اس پر حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ایک مبالغہ آور نے نے حالات سن کر کہا کہ آخر میرے زمانہ میں بھی تو احرار موجود تھے اس وقت کیوں ان لوگوں کو یہ جرات نہ ہوئی ہو جس ہمیشہ افسروں سے کہا کرتا تھا کہ خطرناک لوگ ہیں ان کے قریب میں نہ آنا۔

اخبار آبرو دکھاتا ہے کہ اجلائی کو برسر کے دن اسپائر در کرڈ کنسل کے ان جرنل کے جلسہ میں جو مغربی لندن سے تعلق رکھنے والے ہیں میٹنگ کے ختم ہونے پر کنسل کے سیکرٹری میٹر چارلس فلر نے کہا کہ اس قوم (یعنی قادیانی جماعت) کا صورت یہ تصور ہے کہ وہ قانون فحشی کے مخالف ہیں اور حکومت کی اطاعت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ یہ جملہ کرنے والے چند ہندو اور جماعت احرار کے لوگ ہیں جو انتہا پسند کا گروہ ہیں۔

جلسہ کے اختتام پر بغیر کسی مخالفت کے بالاتفاق یہ ریزولوشن پاس ہوا۔ ان مظالم کے خلاف، جو احمدیہ جماعت قادیان پر بعض ہندوؤں اور جماعت احرار کی طرف سے دجو کہ ایک پیشہ ور ایچی میٹر اور سڈیش پھیلائے والوں کی جماعت ہے، ہو رہے ہیں اسپائر در کرڈ کنسل کا یہ جلسہ بڑے شدید سے احتجاج کرتا ہے۔

اسی سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ پارلیمنٹ کی ایک پارٹی کے بعض ذمہ دار افسر ایک نوٹ تیار کر رہے ہیں جو غور کرنے کے لیے پارٹی کے لیڈروں کے سامنے پیش ہوگا۔ اس تیک کی جاتی ہے کہ حالات کا پورا احاطہ کرنے کے بعد پارلیمنٹ کی ایک بااثر پارٹی اس سوال کو خاص طور پر اپنے ہاتھ میں لے لے گی۔ (اخبار الفضل مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۵ء)۔

(۱۸) ولایت کی تحریریں | پھر چونکہ ہماری جماعت انگلستان میں بھی موجود ہے، اس لیے جب پنجاب کی خبریں انگلستان جاتی ہیں اور وہ ہمارے آدمیوں کو دیکھتے ہیں تو وہاں کے افسر حیران ہوتے ہیں کہ یہ تو ہمارے دوست ہیں ہم سے ملنے جلتے والے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کے بدخواہ نہیں، بلکہ وفادار ہیں۔ پھر پنجاب کے بعض افسروں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایک پڑا سن اور اطاعت شعار جماعت کے خلاف ہو ا کرتی تھیں۔ مگر ہم تجربہ سے کہہ سکتے ہیں کہ صرف دشمن اس جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا تھا اور اب دوستوں کا یہ بڑا ہے تمام حیرت ہے (مذکورہ)۔ (میاں محمود احمد صاحب غینہ قادیان خطہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۷ء)۔

(۱۹) سوال و جواب | پچھلے دنوں جب حکومت کے بعض افسروں نے ہمارے متعلق یہ کہنا شروع کیا کہ یہ حکومت کے خمدار ہیں تو ہم نے اس کے متعلق ولایت میں ان پر لانے افسروں کے پاس ذکر کیا، جو ہمیں جانتے اور ہم سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس پر پارلیمنٹ کے بعض ممبروں نے وزراء سے سوال کیے اور انہوں نے یہاں سے دریافت کرایا، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں ہم تو انہیں بڑا وفادار سمجھتے ہیں (مقداری اور وفاداری کے نشیب و فراز قابلِ عبرت ہیں۔ مکتوف)۔ (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۸ء)۔

## (۲۰) سلطنت برطانیہ کا زوال

حضرت مرزا صاحب نے وہ کام تو کر دیا ہے جو آنے والے مسیح کے لیے مقرر تھا۔ اب آنے والے کے لیے کوئی اور کام باقی نہیں اور اس لیے کسی اور کے آنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔ یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے کہ کسی کے لیے خدا تعالیٰ نے کوئی کام مقرر کیا ہو اور اسے دوسرا کر کر جائے۔ عیسائیت میں بھی تنزیل کے آثار شروع ہو چکے ہیں اور عیسائیوں کا غلبہ مٹ رہا ہے۔ آج سے پچاس سال قبل کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ انگریز ہندوستان کو حقوق دے دیں گے۔ لیکن اب وہ آہستہ آہستہ رہتے ہیں۔ پھر ان کی تجارتی طاقت ٹوٹ رہی ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے ہم یورپ کی دو بڑی ہی طاقتوں کے دو گنا بحری بیڑہ رکھیں گے۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی فرمائی تھی

سلطنت برطانیہ تاہشت سال بعد ازاں اتنا ضعیف و اختلال

اس کے کچھ عرصہ بعد جب ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئیں تو اس سلطنت میں اتنا ضعیف شروع ہو گئے ہندوستان میں جو رو آج نظر آ رہی ہے، یہ دراصل جنگ طر السوال کے زمانہ ہی میں شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت ہندوستانوں نے خیال کیا کہ اگر یہ تیس لاکھ انسان انگریزوں کو تنگ کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ شمشک شروع ہوئی اور پھر روز بروز ضعیف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔ (ارشاد میاں محمود احمد صاحب غلیظ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۷ مارچ ۱۹۳۰ء) -  
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالعزیز صاحب نے یہ روایت بیان کی، میاں عبداللہ صاحب سنو کی نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا، اور مجھے یہ الہام اس طرح پر یاد ہے۔

سلطنت برطانیہ تاہشت سال بعد ازاں باشد خلاف و اختلال

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی کیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے جب یہ الہام ہمیں حضرت (مرزا) صاحب نے سنایا، تو اس وقت مولوی محمد حسین جالوی مخالف نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جانتا۔ پھر جب وہ مخالف ہوا تو اس نے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لیے اپنے رسالہ میں شائع کیا کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شائع کیا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کیے گئے ہیں بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے کیونکہ ملکہ کے لیے حضرت نے بہت دعائیں کی تھیں بعض اور معنی کرتے ہیں۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ میرے نزدیک آغاز صدی بیسویں سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں اور واقعات کے ظہور کے بعد ہی میں نے اس کے یہ معنی سمجھے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اس کی میعاد شروع کی جائے۔ کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لیے بطور حرم کے بیان کیا ہے۔ پس حرر کی موجودگی میں میعاد کا شمار کیا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگ عظیم کی ابتدا اور ہفت یاہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں مل جاتے ہیں۔ دانش علم۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے تینوں سے محفوظ رکھے۔ (سیرۃ الہدیٰ حصہ اول صفحہ ۷۱ معنیہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)۔

## (۲۱) نیشنل لیگ قادیان

اس زمانہ میں کامیابی کا رستہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح سولی پر چڑھنے کا رستہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم میں سے جو لوگ دعوے کرتے ہیں کیا وہ سولی پر چڑھنے کو تیار بھی ہو

سکتے ہیں؟ قید و بند کے مصائب جھیل سکتے ہیں؟ ہاریں اور جوتیاں کھا سکتے ہیں؟ گالیاں سن سکتے ہیں؟ لٹکھ کھانے کے لیے تیار ہیں؟ یا اور کسی رنگ کے مصائب جو ان کے لیے مقدر ہیں اٹھانے کو تیار ہیں؟ اگر تیار ہیں تو ان کے لیے کامیابی بھی یقینی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کسی اور جماعت کو کھڑا کر دے گا۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنے وطن اور اپنی جان مال کی قربانی کے لیے ہر وقت تیار رہے کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کامیابی کا رستہ کھولتا ہے اور اگر جماعت ان چیزوں کے لیے تیار نہیں تو وہ بھی کامیابی کا مژدہ نہیں دیکھ سکتی۔ خواہ لاکھ ریزو لیویشن پاس کرتی رہے۔ ریزو لیویشن سے نہ خدا خوش ہو سکتا ہے اور نہ اس کے بندے اور نہ کوئی معقول انسان انہیں مفید سمجھ سکتا ہے اسی لیے میں نے تو بدولائی تھی کہ دھواں دھار تقریروں کے بجائے اپنے آپ کو منظم کریں۔ میں نے ایک رستہ بتایا تھا، اور وہ نیشنل لیگ کا رستہ ہے جن لوگوں کو قانونی لحاظ سے نیشنل لیگ میں شامل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں وہ اپنے نام لکھو ادیں اس کے بعد اپنے اپنے ہاں سیاسی انجمنیں اور مرکزی جماعت سے ان کا الحاق کریں اور اس کے بعد جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں ان پر عمل کریں۔ (میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء)۔

## (۲۲) کابلی کارنامہ

گورنمنٹ بھی اچھی طرح جانتی ہے کہ ہم بزدل نہیں ہیں۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کس طرح ہلے آدھوں نے کابل میں جانیں دی ہیں۔ کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں (سچ ہے ڈرتے ہیں تو ایسے کام کیوں کرتے ملوث) ایک یورپین کی کتاب میں لکھا ہے جو اس زمانہ میں وہاں (افغانستان میں) اٹلی کا انجینئر تھا کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو موت اس لیے سنگسار کیا گیا تھا کہ وہ حماد کے مخالف ہیں اور اس طرح گوانگریزی حکومت کو طاقت پہنچاتے ہیں۔ پس قوم کے افراد انگریزوں کے لیے جانیں دے سکتے ہیں کیا وہ دین کے خاطر نہیں دے سکتے (مخمن دریں است۔ ملوث)۔ (میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء)۔

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے بعض اس لیے کہ وہ جلا کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا، صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ عبداللطیف کو اس لیے مروادیا کہ وہ حماد کے خلاف تعلیم دے کہ مسلمانوں کے شیرازہ کو بکیر بنا دے۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لیے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔ مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش والا سلوک روا رکھا گیا۔ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)۔

جماعت احمدیہ لکھتے ہیں یہ خبر نہایت دکھ اور تکلیف سے سنی ہے کہ دو اور احمدی کابل میں محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے سنگسار کر دیے گئے تیس اور زیرِ جرم است ہیں جو کہ اپنی بے رحم موت کا انتظار کر رہے ہیں ہم حضور و ائسٹ سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ افغانستان کے اس وحشیانہ فعل پر مداخلت فرمادیں۔ اسلام ہرگز ایسی خلافِ انسانیت بات کی اجازت نہیں دیتا اگر انسانی ضمیر کی آزادی کی حفاظت افغانستان میں نہ کی گئی، تو یقیناً ایسے ہی ظالمانہ اور وحشیانہ افعال کا اس کے ہمسایہ ملک ہندوستان میں بھی ہونے کا ڈر ہے۔ (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۲۷ء)۔

## (۲۳) قدرتی بات

یہ قدرتی بات ہے کہ غظوں، ایکچروں، کتابوں اخباروں اور رسالوں میں چونکہ بار بار یہ ذکر آتا ہے کہ انگریز عادل و منصف ہیں اور وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے حسن سلوک کرتے ہیں

اور اس قائم رکھتے ہیں اس لیے غیر ممالک کے احمدی بھی ہمارے لٹریچر سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں کے ماتحت نہیں لیکن چونکہ ہمارا مرکز ان کی تفریق کرنا ہے اس لیے وہ بڑے نہیں بلکہ منہصت مزاج حکمران ہیں۔ اس ذریعہ سے ہزاروں آدمی امریکہ میں ہزاروں آدمی ڈیوچ انڈیز میں اور ہزاروں آدمی باقی غیر ممالک میں ایسے تھے جو گو اپنی اپنی حکومتوں کے وفادار تھے، مگر انگریزوں کے متعلق بھی کلمہ انگریز کہا کرتے تھے۔ امریکہ جیسے کسی وقت جرمن ایجنٹوں نے انگریزی گورنمنٹ کے خلاف کرنے کے لیے اپنی تمام کوششیں منہ کر دی تھیں، وہاں احمدی بھی تھے، جو اپنی جماعت کا لٹریچر پڑھنے سے جس میں انگریزوں کی تفریق ہوتی، آپ بھی آپ ان خیالات کا ازالہ کرتے تھے۔ (میل محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء)۔

(۲۳) ایجنٹ ایسی حالت میں جب لوگوں پر یہ اثر تھا کہ احمدی انگریزی قوم کے ایجنٹ ہیں تو تعلیم یافتہ طبقہ اکثریت ہمدردی باتیں سننے کے لیے تیار نہ تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ جو یہ مذہب کے نام سے تبلیغ کرتے ہیں

مگر دراصل انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ (میل محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)۔ دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ جماعت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہ کبھی ہے تم دوسرا محمد احمد رسول نافواہی کرنے والے ہو اور جب یہ واقعات کسی عقلمند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا یہ رویہ صحیح نہیں۔ (خطبہ میل محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۳۳ء)۔

(۲۵) پنڈت جواہر لال نہرو پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے، لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علماء

میں آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے؟ ڈاکٹر تریتمود جو اس وقت کانگرس کے میکر ٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے سیشن پر انگریزوں کا تعلق سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ بھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو دوسری ہے کہ اس سے پہلے جماعت احمدیہ کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔ (میل محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)۔

(۲۶) انقلاب موجودہ زمانہ کو انقلاب کا دور کہا جاتا ہے سورج ہر روز ایک نئے انقلاب کی خبر لے کر طلوع ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بعض انقلابات ایسے ہوتے ہیں جو دنیا کو جو حیرت کر دیتے ہیں۔ گزشتہ ماہ لاہور میں پنڈت جواہر لال نہرو کا قادیانی استقبال اسی قسم کا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ ۲۹ مئی کو جب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگرس لاہور شریف لائے تو قادیانی جماعت کی طرف سے ان کا شاندار استقبال ہوا۔ الفضل میں اس کی تفصیل بعد فقرہ نمایاں طریق پر تحریر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال کے عنوان سے شائع کی گئی۔ (لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء)۔

(۲۷) قادیانی بے وقتی لاہور میں ۲۴ ستمبر ۱۹۳۶ء لاہور ڈپلومی کے اس واقعہ کے متعلق جس میں مسلح پولیس نے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی (یدہ اللہ تعالیٰ کی کوٹھی پر کئی گھنٹے تک قبضہ کیے رکھا، کھاتا ہے :

"مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (امیر جماعت احمدیہ) تبدیل آب و ہوا کے لیے ڈلہوڑی میں تشریف فرما تھے کہ کچھ دنوں ان کے ساتھ ایک عدد رجر رجنہ اور انیس ناک واقعہ پیش آیا۔ مرزا صاحب موصوف نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۱ء میں واقعہ مذکور کی جو تفصیل بیان کی ہے اس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈلہوڑی کی پولیس نے انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے تقریبات کھنے ٹمک علیہ صاحب کے مسئلہ کا نہ صرف خلاف قانون محاصرہ کیے رکھا، بلکہ چند سپاہی ان کے مکان کے اندر داخل ہو کر ڈرائیونگ روم اور برآمدے میں ڈیمہ ڈالے پڑے تھے۔ حتیٰ کہ مرزا صاحب کے بیان کے مطابق ایک سپاہی نے زنا لکھو میں کھنے کی کوشش کی لیکن پولیس کے اشتعال انگیز رویہ کے باوجود مرزا صاحب کے ذاتی اثر کی بدولت کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

ایک مذہبی پیشوا کی حیثیت سے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو ملک میں جو قابل رشک پولیش حاصل ہے اس سے شخص واقف ہے۔ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے لیے ان کا لفظ حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ ایک ایسی جماعت کے امیر ہیں جس کے بانی نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) بادشاہ وقت کی اطاعت کو ایک اصول کا درجہ دیا۔ حکومت برطانیہ کی دغا بازی اور اس سے دوسری جو جماعت مذکور نے اپنا فرض قرار دیا جس کے لیے اسے اپنے ہم وطنوں کے وطن دشمنی برداشت کرنے پڑے۔ (اس ہم اندر حاشی بالائے عملائے دگر۔ ملوث)۔

گزشتہ دور جو وہ جنگ میں مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں نے حکومت کی مالی اور بھرتی کے سلسلے میں جو ہر دیکھ کسی پوشیدہ نہیں لیکن ان کے ساتھ حکومت کے کارندوں کی طرف سے جو نامناسب سلوک روا رکھا گیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ جسے آسانی سے نظر انداز کیا جاسکے۔ (دینامند جو ممنون احسان ہوں ان کو شکوہ شکایت کا حق کم رہتا ہے۔ ملوث)۔

مضمون مندرجہ اخبار الفضل تلبایا نمبر ۲۲، جلد ۲۹ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۴۱ء۔

## ۱۔ نیا فرقہ

چونکہ مسلمانوں کا ایک فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے۔ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مذہب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریعت مسلمانوں کے نو تعلیم یافتہ جیسے بی لے اور ایم لے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے اور یہ گروہ کثیر ہو گیا ہے، اس لیے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدید اور نیا اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کے پیشوا ہوں حضور لغٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں (ص ۷)۔

میں زور سے کہتا ہوں اور دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے، جن کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں (ص ۱۳)۔

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدید جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے، جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ میرے اصولوں اور عقائد اور ہدایتوں میں کوئی ام جنگ جوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسلح جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسلح جہاد کا انکار کرنا ہے۔

ص ۱۶، ۱۷

چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز  
عہدوں پر ممتاز اور یا بھی ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا دکاندار اور یا تو  
تعلیم یافتہ انگریزی خواں اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلا اور دیگر شرفا میں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری  
کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا اب ان کے رشتہ دار اور دوست ہیں، جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور  
یا سجادہ نشینان غریب طبع (

غرض ایک ایسی جماعت ہے، جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حامل کردہ اور موردِ مرام گورنمنٹ  
ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علما کی ہے۔ جنہوں نے میری  
انتخاب میں اپنے عقلموں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جھادھے ہیں اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ  
ان میں سے اپنے مریدوں کے نام بطور قرضہ آپ کے لحاظ کے ذیل میں لکھ دوں ص ۱۸۰۔ (درخواست مجبور نواب  
لنٹ گورنمنٹ دہلی ۱۸۹۸ء) (مؤلف تلخیص مہالت جلد ہفتم مؤلف  
میر تقی علی صاحب قادیانی)

۲۔ خود کاشتہ پودہ | میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسکا مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے  
کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق

اور اخلاق اور جوش و فدا داری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہے، عنایت خاص کا مستحق ہوں.....  
صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار  
ایمان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رہنے سے  
اپنی چھٹیا میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ  
پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ  
وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر سمجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور  
مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق  
نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمت گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی عنایت  
اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاکہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔  
اب کسی قدر اپنی جماعت کے کام ذیل میں لکھتا ہوں۔

۱۔ خاں صاحب نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی حکومت گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں  
وغیرہ اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں (مؤلف) (درخواست مجبور نواب لنٹ گورنمنٹ دہلی ۱۸۹۸ء) (مؤلف تلخیص مہالت جلد ہفتم مؤلف  
خاک مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء) (مؤلف تلخیص مہالت جلد ہفتم مؤلف میر تقی علی صاحب قادیانی)

۳۔ یاد ہے | یاد ہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور شیوا اور میر  
مقرر فرمایا ہے، ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں  
تلوار کا جواہر بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو  
برگذا کرتا نہیں سمجھتا۔ (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کاشنہارمند جرنیل رسل جلد ہفتم ص ۸۶، مؤلف میر  
تقی علی صاحب قادیانی)

اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے



باد کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے اور خواست بخیر فواب لغتٹ گورنر بہادر دام اقبال منیاب خاک مرزا غلام احمد  
 دہلویان مورخ ۲۲ فروری ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم حاشیہ ص ۱۸ مولفہ میر تقی علی صاحب قادیانی  
 میں نے صد ہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریک کے عرب اور صر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید  
 مثلاً کی ہیں۔ کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری  
 کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں، جو انصاف کی رو سے اعتقاد متحدہ ظاہر ہو گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی مدظلہ  
 کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم حاشیہ ص ۱۸ مولفہ میر تقی علی صاحب قادیانی

۴۔ یہ تو سوچو | چاہتا ہوں بلکہ میں ایمان اور صداقت کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی  
 شکرا گزاری کروں اور اپنی جماعت کو اطلاع کے لیے نصیحت کرتا ہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص  
 میری جماعت میں نہیں رہ سکتا، جو اس گورنمنٹ کے فیصلے سے ہم ظالموں کے بچے سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے  
 زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکر گزار نہ ہوں۔۔۔۔۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ  
 کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو ہر گھبراہٹ کا نشانہ بن جاؤ، ایسی سلطنت کا جلا نام تو لو، جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی  
 ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے، کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔  
 سو تم اس خدا داد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لیے ہی اس  
 ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت بھی تمہیں نابود کر دے گی۔ یہ مسلمان لوگ، جو  
 اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں، تم ان کے عقائد کے فتوے سن چکے ہو۔ یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو۔۔۔  
 اور ان کی آنکھ میں ایک گناہی رحم کے لائق ہے، مگر تم نہیں تمام غیاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک  
 اسلام کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو۔۔۔۔۔ سو یہی انگریز ہیں، جن کو لوگ کافر کہتے ہیں، جو تمہیں  
 ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کی خوف سے تم قتل کیے جانے سے بچے ہوئے ہو ذرا محنت اور  
 سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سنو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت  
 ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے، پس تم دل و جان سے اس سپر کی  
 قدر کرو اور تمہارے مخالف، کفار و کھلیں ہیں۔ ہزار ہا دہرہ ان سے انگریز بہتر ہیں، کیونکہ وہ ہمیں واجب القتل نہیں کہتے تو  
 تمیں بے غیرت کرتا نہیں چاہتے (اپنی جماعت کے لیے ضروری نصیحت اشتہار منیاب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ  
 رسالت جلد دوم ص ۱۲۳ مولفہ میر تقی علی صاحب قادیانی)

۵۔ زمانہ کی نزاکت | اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نہرہ کے اس ارشاد پر بھی خاص  
 طور پر دھیان دیا جائے جو حضور نے زمانہ کی نزاکت اور حالات کی مدد کو دیکھتے ہوئے  
 مجلس مشاورت پر فرمایا تھا یعنی یہ کہ جو احباب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ لائسنس حاصل کریں اور  
 جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے وہ تلوار رکھیں۔ لیکن جہاں اس کی اجازت نہ ہو وہاں لائسنس ضرور رکھیں جائے  
 اور پھر جہاں تک ممکن ہو ان ہتھیاروں کا بھی سیکھنا چاہیے اور اس کے علاوہ دیگر فنون جنگ بھی جو قانوناً ممنوع نہ ہوں۔  
 پوری توجہ اور دلی ہنگام سے سیکھنے چاہئیں۔ (انجام افضل کتاب جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مورخ ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء)

# ہندوستان (ب)

۷۔ خیر خواہی | چو کہ قرن مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے نافہم مسلمانوں کے نام پر فتنہ برپا میں مدد کیے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برکھ انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں.....

لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں ان تاحقی شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو ایسی باغیانہ فتنہ کے آدمی ہیں، اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برکھ انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں، جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے خلاف ہیں۔ اس لیے ہم نے اپنے محسن گورنمنٹ کی پالیسی کی خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کیے جائیں۔ جو اپنے عقیدہ سے اپنی مقصدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں..... لیکن ہم گورنمنٹ میں بادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پالیسیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے، جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم آمیزہ نہ کہتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ یکم مارج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی.... ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ یہ ہیں (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تحریک بیخلاف قابل توجہ گورنمنٹ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نهم ملا مؤلفیہ قاسم علی صاحب)

۸۔ شکایت و عنایت | اب میں اس گورنمنٹ محسن کے زیر سایہ ہر طرح سے ہوں صرف ایک رنج اور دروغ ہر وقت مجھے لاحق حال ہے، جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لیے اپنی محسوس

گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دھمک دیتے ہیں میرے قتل کے لیے ان لوگوں نے فتوے دیتے ہیں۔ مجھے کافراؤں بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے سلطنت انگریزی کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے۔ (حضرت گورنمنٹ حالیہ میں (مرزا صاحب کی) ایک اجازت درخواست "منذوب تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۵۲)

۸۔ مسلمان اور قادیانی صاحبان | آج سے چھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا گو وہ علماء امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستہ میں کسی قسم

کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا، مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدہ اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور یہ جماعت (قادیانی) نہ صرف علماء ہر قسم کے فساد کے طریقوں سے دور رہتی ہے، بلکہ عقیدہ بھی حکومت وقت کی فرمانبرداری کو ضروری جانتی ہے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔ (تحفہ شہزادہ ولیز صفو مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی جو ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء کو شہزادہ پرنس آف ولیز کی خدمت میں خلیفہ صاحب نے بمقام لاہور پیش کیا۔)

۹۔ جذباتِ محبت | سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا عملاً برطانیہ کے ساتھ اظہارِ وفاداری اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذباتِ محبت پیدا کر رہا ہے اور یہ

حالت ہندوستان تک ہی محدود نہیں، بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے، چنانچہ ایک دوست لکھتے

ہیں کہ ایک شخص جو کچھ مدت ایک احمدی کے پاس رہتا تھا۔ ملازمت کے لیے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا جب افسر مذکور نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کیے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس اس پر ڈیل کا مکالمہ ہوا۔ افسر۔ کیا تم بھی احمدی ہو۔

امیدوار۔ نہیں صاحب۔

افسر۔ افسوس تو اتنی دیر احمدی کے پاس رہا مگر بچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ پہلے احمدی بنو پھر فلاں تالیف کو لکھو ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ بعض حکام احمدیوں کو دیانت اور جذبات و وفاداری کا احساس کرتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیانی جلد ۶ نمبر ۹۲ - ۹۳، مورخہ ۲ - ۳ جون ۱۹۱۹ء)

۱۰۔ تازہ تر متال احمدیان ملا بار کی مصیبت میں اس کا مدد کرتا ہے۔ ہم مختلف موقعوں پر احمدیان ملا بار کی تکلیف سے جماعت کو آگاہ کر چکے ہیں اور اس بات کی بھی اطلاع دے چلے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقامی حکام نے فوراً احمدیوں کی تکلیف دور کرنے کی طرف توجہ کی اور ایک زمین بقرہ اور مسجد کے لیے دس دس کے بعد جو تازہ حالات ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے پتہ لگتا ہے کہ میونسپل کمیٹی کے ایک خاص جلسہ میں ڈویژنل مجسٹریٹ نے احمدیوں کے سپردہ جگہ کو دی اور یہ بھی فرمایا کہ گو یہ جگہ ہنٹر سے کسی قدر دور ہے۔ لیکن اس وقت اسی کا انتظام ہو سکتا ہے اور آئندہ پھر توجہ کی جائے گی اور جیڑ میں کمیٹی نے احمدیوں سے کہا کہ جب تم لوگوں کی زیادہ تعداد ہو جائے گی۔ تو پھر اس کے ساتھ کی زمین بھی احمدیوں کو دے دی جائے گی تاکہ اپنی مسجد کو وسیع تر کر لیں۔

یہ جو کچھ سلوک احمدیان ملا بار سے گورنمنٹ برطانیہ نے کیا اس کا شکریہ ہمارے الفاظ ادا نہیں کر سکتے ہمارے دل اس کا شکریہ دعاؤں کے ذریعے سے کرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس کے محتاج امیر و غریب سب ہیں اس عسکر گورنمنٹ کو ان احسانات کا بدلہ اپنے وسیع خزانہ سے دے اور اس کی شان و شوکت کو بڑھائے۔ (اخبار الفضل قادیانی جلد ۳ نمبر ۵۵، مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

## (ج) اسلامی ممالک

۱۱۔ سترہ برس پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور سجدہ کی لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقویٰ لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوا اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔

یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں، بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں۔ ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں، جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا

ذکر ہے (اس کے ذیل میں مرزا صاحب نے اپنی (۲۴) کتابوں اور رسالوں کی فہرست وضع کی ہے) ملحوظ  
اشتہار واجب ۵۱ ہمارے جو خاص اس عرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ مالیر قیصر ہند توجہ ہے اس کو ملاحظہ فرمائیے۔ "مجاہد مرزا  
غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۱۹۰ مؤلف میر تقی میر قلم صاحب قادیانی)

گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ پنج نہیں کو ہزار ہا مسلمانوں نے جو مجھے کا فخر قرار دیا اور مجھے اور  
میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے، ہر ایک طور کی بد  
گوئی اور بد اندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے  
پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گزاری کے لیے ہزار ہا اشتہار شائع کیے گئے  
اور ایسی کتابیں بلاد عرب و غیرہ تک پہنچائی گئیں یہ باتیں بے ثبوت نہیں، اگر گورنمنٹ توجہ فرمائے تو نہایت  
بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ (درخواست مجبور نواب لغٹنٹ گورنر ببادرام اقبالہ مجاہد خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخ  
۳۰ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۱۳ مؤلف میر تقی میر قلم صاحب قادیانی)

۱۲۔ مخفی سبب  
خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے  
لیے چن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں  
سے اپنے تئیں بچا دے اور ترقی کرے کیا تم کچھ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عمل داری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ  
ہی میں ایسا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو نہیں۔ ہرگز نہیں! بلکہ ایک ہفتہ ہی میں تم تلوار سے ٹکڑے  
ٹکڑے کیے جاؤ تم قس چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے معزز اور بزرگوار اور نامور  
نہیں تھے۔ جن کے مرید پچاس ہزار کے قریب تھے۔ وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اس تصور سے  
کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے۔ امیر حبیب اللہ خان نے نہایت بے رحمی سے اس کو سنگسار کر دیا  
پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی مسلمانوں کے ماتحت کوئی خوشحالی میر کرے گی، بلکہ تم تمام اسلامی سلطنت  
مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔ (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان اپنی جماعت کے نام مورخ  
۱۹ مئی ۱۹۰۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۱۳ مؤلف میر تقی میر قلم صاحب قادیانی)

۱۳۔ قادیانی قاصد  
جو کچھ میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی روم و مصر وغیرہ کے لوگ چلے دے واقعات سے متقل  
طو پر آگاہ نہیں ہیں اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے  
عمل و رسم سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے بے خبر ہیں۔ (وردن غالباً وہ بھی اس کے خواہشمند ہوتے ملحوظ) اس لیے  
میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کیے اور ان  
تئیں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ و مدح کیے اور کچھ خوب ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً محرام  
ہے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم  
کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں  
بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا (نیک نیتی تو صاف ظاہر ہے۔ جس نے  
کی کیا ضرورت ہے ملحوظ) شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی  
گروہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلا یا جائے، لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان  
ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایماندار آدمی اس سے متحسناً ہے تو باطن اس میں عشق و محبت  
کے ملک میں ایک جوش پیدا ہو جس سے کہ احسان کا معاوضہ دے۔ ہاں کمینہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا، پس مجھے



کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے پیسے کی طرح بیٹھنے کے لیے صرف ایک دیاسلائی کا محتاج تھا، مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام ۱۰۔ خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جیسے وہ امن کے لیے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی۔ اس کے لیے ایک غیر معمولی اعانت کا موجب تھی۔ (قادیانی جماعت کا ایڈریس خدمت بزرگستانی لاہور پبلنگ وائسرائے ہند مندرجہ بالا الفضل قادیانی جلد ۱ ص ۱۰ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۷۱ء)

**۱۸۔ قادیانی مشن** حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا صاحب) نے سلطنت برطانیہ بے انتہا خوبیوں اور بے شمار مہربانیوں کے شکر میں بڑی کثرت کے ساتھ کتابیں، رسالے، اشتہادات، و زبان عربی، انگریزی، قادیانی ائمہ و تالیفات کو کے مصر، روم، ایران، افغانستان، یورپ وغیرہ ممالک میں بھیجنے اور آپ نے اس مبدک گورنمنٹ کو تمام جہان کی دیگر سلطنتوں پر ترجیح دے کر یہ صاف لکھ دیا کہ عرب اور روم اور مصر اور افغانستان میں مذہبی اشاعت کے لیے ہرگز ہرگز ایسی آزادی حاصل نہیں جیسی کہ اس افضاف جسم گورنمنٹ میں ہم کو تیسرے اور جیسی امن اور آسائش کی سلطنت انگلشیہ کی بدولت نصیب ہو رہی ہے اس کی نظیر کسی جگہ بھی پائی نہیں جاتی۔

آپ نے اس زمانہ کے مولویوں اور عام مسلمانوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کر کے بڑی مدلل اور پُر زور تحریروں سے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے۔ کہ ایسی محسن گورنمنٹ کی نسبت بلاوت کا خیال رکھنا اور اس سے بھاگ کرنا سخت بے ایمانی ہے چنانچہ آپ کی پاک تعلیم کے اثر سے آپ کے تمام مرید جو ہزاروں ہندوستان میں ہیں اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت بھی خیر خواہی کا جوش اپنے اندر رکھتے ہیں اور اس گورنمنٹ عالیہ کی نیک حلال اور اطاعت کا مادہ ان کے دگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے۔ اور وہ دن جلد آنے والے ہیں کہ گورنمنٹ لاکھوں اور کروڑوں ایسے انسانوں کو اپنی رعایا میں پاوے گی جو محض حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے مرید ہو جانے کے سبب سے گورنمنٹ کے باوجود اور ولی جان نثار ہونگے ہیں۔

**(۱۹) تمام اچھے احمدی** دہربان گورنمنٹ قدر دان گورنمنٹ کو خدا بیشک کے لیے سلام رکھے اٹھارہویں صوفی صلاخہ شہزادہ حامی علی علیہ السلام قادیانی۔ ایرانی گورنمنٹ نے جو سلوک مرزا علی محمد باب بانی فرقہ بابیہ اور اس کے بیکس مریدوں کے ساتھ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کیا ہے۔ اور جو تمام اس فرقہ پر توڑے گئے وہ ان دانش مند لوگوں پر معنی نہیں ہیں جو قوموں کی تاریخ پڑھنے کے عادی ہیں۔ اور پھر سلطنت شکی نے جو ایک یوٹو کی سلطنت کہلاتی ہے۔ جو برتاؤ بہلدا اللہ بانی فرقہ بابیہ بہائیہ اور اس کے جلاوطن شدہ پیروؤں سے ۱۸۹۳ء سے لے کر ۱۸۹۲ء تک پہلے قسطنطنیہ پھر ایڈریانوپل اور بعد ازاں کل کے جیل خانہ میں کیا وہ بھی دنیا کے اہم واقعات پر اطلاع رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔

دنیا میں تین ہی بڑی سلطنتیں کہلاتی ہیں اور تینوں نے جو تنگ دلی اور تعصب کا نمونہ اس شائستگی کے زمانہ میں دکھایا وہ احمدی قوم کو یہ یقین دلانے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدیوں کی آزادی تبلیغ برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہے اور جو کہ خدا نے برٹش راج میں سلامتی کے شہزادہ (مرزا صاحب) کو دنیا کی رہنمائی کے لیے بھیجا۔ گویا خدا نے تمام دنیا کی حکومتوں پر لحاظ فیما فی فراخ دلی اور بے تعصبی کے برٹش گورنمنٹ کو ترجیح دی لہذا تمام اچھے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں بدولت محی خوشامد اور عالمی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لیے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اور اس کی ہمتی کو دہلا پتی

ہستی خیال کرتے ہیں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۴۴ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۳ء)

(۲۰) سیاسی فلسفہ | قرآن دیا۔ اور اب بچہ سقہ کی بناوت کو بھی بناوت ہی کہتے ہیں۔ ہم ان تینوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں غلطی کی۔ اپنے اپنے زمانہ سے میری یہ مراد ہے کہ بعض اوقات بناوت کرنے والا ہی بادشاہ ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔ جب بناوت کرنے والا ملک پر بدوری طرح قابض اور مطلق ہو جائے تو پھر اس کی اطاعت کرنی چاہیئے اس وقت اس کی اطاعت اس طرح فرض ہو جاتی ہے جیسے پہلے بادشاہ کی۔ مثلاً اگرچہ سقہ افغانستان پر اسی طرح قابض ہو جائے جیسے مصطفیٰ کمال پاشا ترکی پر قابض ہو گئے تھے۔ یا رضا شاہ ایران پر۔ تو پھر اس کے خلاف اٹھنے کو بھی ہم بناوت ہی قرار دیں گے۔ یہی حال ہندوستان کا ہے۔ اگر کوئی قوم انگریزوں کے خلاف جنگ کرے گی تو اس جنگ کو ہم بناوت قرار دیں گے۔ لیکن اگر انگریز یہ اختیار ڈال دیں اور اطاعت قبول کر لیں تو پھر جو قوم حکمران ہوگی اس کی اطاعت ضروری سمجھیں گے۔ (خطبہ جمعہ میانہ محمد احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۳ مورخہ یکم فروری ۱۹۲۹ء)

(۵۱) سرحد

## سرحدی قبائل کی اصلاح

سرحدی قبائل کی شورشی اور ان کا سبب اور علاج

(معاون مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

لہذا ہماری رائے میں ہم عصر یونیورسٹی یا دیگر امن دوست کمی و قومی اخبارات یا خود محال سلطنت ہند جس کسی کی بھی آج یہ خواہش ہو کہ انہما کے ملک و ملت میں صلح کاری و نیک کرداری پھیلے اور وہ مفید پروازی کے خطرناک خیالات سے پاک رہیں۔ اس کا فرض اولین یہ ہے کہ ہمدی موجود کے متعلق جو غلط عقیدہ لوگوں کے دلوں میں جما ہوا ہے۔ اس کی اصلاح میں سلسلہ احمدیہ کا ہاتھ بٹانے جس کے بنیادی اصولوں میں سے ہے کہ اسلام ایسے ہمدی کی کہیں توقع نہیں دلاتا جس کا شہن اشمن ہو نیز یہ کہ فرمانروائے وقت کی اطاعت رہایا کا فرض ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳۴ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

یہ صورت حالات دیکھ کر حکومت صوبہ سرحد نے نہایت ہوشمندی سے کام لیا اور ایسے لوگ جو صوبہ کے اس کو بر باد کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور جو تلیل التعداد احمادیوں پر طرح طرح کے ظلم کرنے کے لیے عوام کو اشتعال دلارہے تھے۔ ان کے متعلق اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے حفظ امن کے انتظامات کرنے کی طرف توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قسم کے مظالم سے جو پنجاب میں اجڑا کر طرف سے احمادیوں پر کئے جارہے ہیں صوبہ سرحد بڑی حد تک پاک رہا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء)

(۵۲) افغانستان

(۳۲) شہادت کی وجہ | ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کی وجہ یہ تھی۔ اس کے متعلق ہم نے مختلف اقواب میں منکر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔

ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب بھی ہو گئی تھی اس کتاب مصنف ایک اطالوی انجینئر ہے۔ جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو اس لیے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا امدان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا..... اس کتاب کے مصنف کی یہ بات اس لیے بھی یقینی ہے کہ وہ شاہ افغانستان کا دہریہ تھا اور اس لیے بھی کہ وہ اکثر باتیں خود وزراء اور شہزادوں سے سن کر لکھتا ہے ایسے مجتہر راوی کی روایت سے یہ امر پائیدار ثبوت تک پہنچتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب فہیدہ خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

(میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ مورخہ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ)  
اگر ہمارے آدمی افغانستان میں خاموش رہتے اور وہ جہاد کے باب میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان نہ کر کے تو شرعی طور پر ان پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ مگر وہ اس بڑھے ہوئے جوش کا شکار ہو گئے جو انہیں محض برطانیہ کے متعلق تھا اور وہ اس ہمدردی کی وجہ سے سختی سزا ہو گئے۔ جو قادیان سے لے کر گئے تھے۔

(میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۳ مورخہ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ)  
افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:- کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم جہاد آسیانی و ملا نور علی دوکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے۔ اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں صلح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعوے دائر کر دیاجس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر محاکم کے ہاتھوں پھینچے۔  
۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے ان کے خلاف مدت سبک اور دعوی دائر ہو چکا تھا۔ اور مملکت افغانستان کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل منبر نقیشت کے بعد شائع کی جائے گی۔ (اخبار امان افغان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ مورخہ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ)  
معزز ہم عصر (اجلہ) تبیع ۲۶ فروری ۱۳۲۵ھ کے اشو میں رقمطراز ہے۔ جنیوا کی اطلاع منظر ہے کہ احمد فروق کے امیر مولانا بشیر الدین محمود احمد نے لگ آف نیشنل سے درخواست کی ہے کہ وہ قابل ذیل دو امور ان کی سنگساری کے بارے میں افغانستان کی گورنمنٹ سے باز پرس کرے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹ مورخہ ۵ مارچ ۱۳۲۵ھ)  
دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ میں جو سلطنتیں آئیں اور انہوں نے احمد دیکھ لو کی اشاعت میں کسی نہ کسی طرح کی روک پیدائی وہ کس طرح تباہ کر دی گئیں۔

پھر کابل کی حکومت بھی مسیح موعود کے رشتہ میں روک تھام دیا ہے نہ صرف یہ کہ احمدیت کی تبلیغ منع تھی بلکہ احمدیہ کا اظہار بھی ممنوع تھا۔ اور مسیح موعود کو وہاں جانے کا ڈر دیا جاتا تھا۔ خدا نے اس کے تباہ کرنے کے بھی سامان پیدا کیے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب غلیظہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۹ھ)



(۲۷۸) کابل

اب تو قسطنطنیہ بھی مفتوح ہو گیا پھر حضرت مسیح موعود کے مخالف آپ کو اکثر ہمارے تھے۔ کابل میں چلو تو پھر دیکھو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ اسباب سے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ حضرت انشا اللہ ہم کابل میں جائیں گے۔ امدان کو دکھا دیں گے کہ جس کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے (مرزا صاحب کے) خدام خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہیں گے۔

اس وقت دلیہ شاہ امان اللہ خاں، جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے۔ لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لیے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ کابل وہ زمین ہے۔ جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود ہیں گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلا وجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں اس لیے صداقت کے قیام کے لیے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ ردو کو دفع کرنے کے لیے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو تاہم اس درلیمہ وہ شائیں پیدا ہوں۔ جن کی حضرت مسیح موعود نے اطلاع دی ہے۔

(۲۷۹) جنگ کابل | جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی جس کی بھرپور بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رک گئی ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لیے نام کھواچکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور چھ ماہ تک ٹولپوشہ کو میں آذربائی طور پر کام کرتے رہے۔

(۲۸۰) دنیا کا چارچ | وہی افغانستان جہاں سید عبد اللطیف صاحب (قادیانی) شہید ہوئے تھے۔ وہاں اب امیر نے کہا ہے کہ کسی احمدی کو مذہب کی خاطر قید نہیں کرنا چاہیے۔ ..... دیکھو ہم نہیں جانتے کہ وہاں کے لیے ہمیں کیا طریقہ عمل اختیار کرنا پڑتا۔ شاید کابل کے لیے کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑتا مگر اب دیکھو کتنا تغیر آ گیا۔ وہاں کے بادشاہ نے یہ کہہ دیا کہ قیدی احمدیوں کو چھوڑ دو۔ پس نہیں معلوم ہیں کہ خدا کی طرف سے دنیا کا چارچ کیسے ہو کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو رہنا چاہیے۔ کہ دنیا کو سنبھال سکیں تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے اس لیے تمہیں آنے والوں کے معلم بننے کے لیے ابھی سے کوشش کرنی چاہیے۔

(۲۸۱) اس لیے | جبکہ میرا محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۲ فروری ۱۹۲۲ء جلد ۶۶ ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے بعض اس لیے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اعلیٰ کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا۔ لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے صاحبزادہ سید عبد اللطیف کو اسی لیے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھرتا تھا پس ہم نے اپنی جائیں اس لیے قربانی کی کہ انگریزوں کی جائیں ہمیں مگر آج بعض حکام سے ہیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سب سے باقی اور شور و شعلہ پسند والا سلوک روا رکھا گیا۔

داخلہ میرا محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۲۲ مئی ۱۹۲۲ء نمبر ۱۹۳۳ء

## (۱۰) عراق

(۳۰) **عہدہ شایخ** لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر (سفر عراق) سابق وائسرائے لارڈ کزن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے۔ ہم اس وقت اس سفر کے نتائج اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں.....

یقیناً اس نیک دل افسر لارڈ ہارڈنگ کا عراق میں جانا عہدہ شایخ پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیونکہ..... خدا ملک گیری اور جہاں بانی اسی کے شہر د کرتا ہے۔ جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے ہیں ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برلن حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لیے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا۔ اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کیساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۰۳ موزع ۱۸ فروری ۱۹۱۸ء)

(۳۱) **فتح بغداد** حضرت حبیب محمود (میرزا صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی مہجود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی اب غور کر کے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں غشی نہ ہو عراق عرب جو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی چلی گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھانی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا اور اصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے۔ جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لیے اس نے اپنے وقت پر اتارا کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لیے تیار کریں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۲ موزع ۴ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۳۲) **عراق کی فتح** عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہا ہے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بہتی ہو کر چلے گئے لیکن جب وہاں حکومت قائم ہو گئی تو گورنمنٹ نے یہ شرط کوئی کر پادریوں کو عیسائیت کی اشاعت کرنے میں کوئی روک نہ ہوئی مگر احمدیوں کے لیے نہ صرف اس قسم کی کوئی شرط نہ رکھی بلکہ احمدی اگر اپنی تکالیف پیش کرتے ہیں تو بھی عراق کے ہائی کمشنر اس میں دخل دینے کو اپنی شان سے بالابکھتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب علیہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ موزع ۳ اگست ۱۹۲۳ء)

(۳۳) **عراق کی آزادی** انگریزی فوج کی کوچ کا اثر انگیزہ منظرہ بغداد سے ایک سرکاری پیغام شایع کیا گیا ہے جس میں یہ کی گئی ہے مسئلہ کے معاہدہ کے ماتحت عراق مکمل طور پر آزاد ہو گیا ہے۔

وہ منظرہ بہت ہی اثر انگیز تھا۔ جب آخری عراق چھوٹی سے مارشل گارڈی (افسر اعلیٰ برطانوی شاہی فوج) نے اپنی عراقی فوج کے آخری دستہ کو کوچ کا حکم دیا گورنمنٹ نے عراق کے تختستانوں پر جیت کی نظر ڈالی انگریزی فوج تیز قدمی کے ساتھ عراق میں داخل ہوئی تھی مگر آخری دستہ کے فوجی ہلکی رفتار سے رخصت ہو رہے تھے۔ جب فوجوں نے الگت ان کا رخ کر کے ایک ساتھ قدم اٹھائے تو پھر انہوں نے مرکز اس منظر کو نہیں دیکھا جو ان کے جانے سے رونما ہو رہا تھا۔ تو اس وقت ابیں پاشا آخر الملک والو الج عراق وہاں موجود تھے مارشل گارڈی نے

اعلان کیا:-

ہم یہ فوجی علاقہ جو ہمارے قبضہ میں تھا حکومت برطانیہ کی طرف سے عراق کو واپس کرتے ہیں۔  
 امین پاشا نے خود ہاتھ بڑھایا اور مدخل کے ہاتھ سے فوجی ہارکوں کے تمام تختے اپنے قبضہ میں لے لیے  
 صلیبی علم چٹائی کی بلند عمارتوں سے اتارا گیا ہے اور مدخل گارڈ کی آنکھوں کے سامنے اسلامی علم لہرا دیا گیا۔ اس  
 علم پر ایک چال اور ایک ستارہ موجود ہے۔ جو عراق کے مستقبل کی باتیں آسان سے کر رہا ہے۔ (قدانیوں کو کسی  
 عبرت اور نصیحت ہوئی ہوگی کہ ان کے سر پرست انگریز آنکھوں دیکھتے رہو پھر ہو گئے۔ غمگین برنی)  
 (روزنامہ پیام حیدر آباد دکن مورخہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء)

## (ز) عرب

(۳۳) کیا فائدہ | آج سے کئی سال پہلے جب لارڈ جیمس فوڈ ہندوستان کے والٹرے تھے۔ مسلمانوں میں  
 یہ شور مچا ہوا کہ اگرچہ بعض عرب رؤسا کو مالی مدد دیکر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔  
 یہ شور جب زیادہ بلند ہوا تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم روسا کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے مسلمان  
 اس پر خوش ہو گئے کہ ملو خبر کی تردید ہو گئی لیکن میں نے واقعات کی تحقیقات کی تو مجھے معلوم ہوا کہ گورنر ہندوستان کی  
 حکومت بعض عرب رؤسا کو مدد نہیں دیتی مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ  
 ان سود کو ملا کرتے تھے اور کچھ کم شریف حسین کو ملتی تھی جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے لارڈ جیمس فوڈ کو لکھا  
 کہ اگر لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے شریف حسین کو اس  
 قدر مدد ملتی ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان عرب پر انگریزی حکومت کا تسلط کسی رنگ  
 میں بھی پسند نہیں کر سکتے۔ ان کا جواب میں مجھے خط آیا (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح ہے۔  
 مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے ہاں ہم آپ کو یقین دلانے ہیں کہ گورنر ہند انگریزی  
 کا یہ ہرگز غشاء نہیں کہ عرب کو اپنے زیر اثر لائے۔  
 (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ صفحہ ۵۵ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

## (ح) فلسطین

(۳۴) قادیانی مضمون کا شکریہ | بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی  
 جا رہی ہیں۔ میں نے ایک پہل کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے  
 جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی مگر یہودیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی مصلحت نے  
 یہود کو ہمیشہ کے واسطے ہاں کی حکومت سے محروم کر دیا۔ اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت مدعیوں کو دی گئی جو بہت  
 بدست قوم تھی بعد میں عیسائیوں کو ملی پھر مسلمانوں کو جن کے پاس ایک بے حد عرصہ تک یہی ابابا گھر مسلمانوں کے ہاتھ  
 سے وہ زمین نکلی ہے۔ تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہیے کیا مسلمانوں نے کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا۔ سلطنت  
 برطانیہ کے انصاف اور اس اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے ہیں اور کلام پار ہے ہیں اس سے بہتر کوئی  
 حکمت مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کوئی خارجی جنگ نہیں ہاں ہم اپنے نیک نسل اور مددگاروں  
 سے یورپ کو مسلمان بنالیں۔ تو پھر ساری حکومتیں ہماری ہی ہیں۔ اور اس میں اسلام کی آئندہ بہتری کی امیدیں ہیں

بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ سٹر لانڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔

(قادیانی مبلغ کا خط مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۹۱۸ء)

(۲۴) درخواست دعا (ج) اخبارین اصحاب جانتے ہیں کہ اچلی فلسطین میں سخت شورش بپا ہے حکومت اور یوڈیوں پر تشدد کر رہے ہیں۔ بلکہ خود مریم ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو رہے ہیں۔ اسی سرزمین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے نام لیواؤں کی بھی ایک جماعت ہے۔ تازہ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ اہباب جماعت کے لیے یہ دن سخت مشکلات کے ہیں۔ مالی تنگی کے علاوہ خطرہ جان بھی ہے۔ اس لیے میں تمام اہباب سے درمندیوں کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر فضل نازل کرے اور انہیں ترقی دے کر احمدیت کے غلام بنائے آمین مولوی محمد صدیق صاحب مجاہد تحریک جدیدان دونوں وہاں ہیں۔ ان کے لیے بھی دعا فرمائی جائے۔

فاکار ابو العطا ہالندھری قادیان۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۲۸ء جلد ۲۶ ص ۱۸)

(ط) ترکی

(۲۵) ترک ہم یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ مذہباً ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں ہم اپنے مذہبی نقطہ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا ہاشنین ہو۔

اور بنیادی لحاظ سے اسی کو اپنا سلطان و بادشاہ یقین کریں جس کی حکومت کے بیٹے ہم رہتے ہوں پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے سلطان اور بادشاہ حضور ملک معظم۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بحث سرائے ورڈ میکیگن لفٹنٹ گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۹۱۸ء)

(۲۶) سلطان اور خلیفہ حضرت علیحدۃ السیاح (دیاں محمدا احمد صاحب) ایدہ اللہ نے اپنے مضمون معاہدہ ترکی میں جو یہ تحریر فرمائی تھی۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک ہمارے سلطان ملک معظم ہمارے فرمان رواں حکومت برطانیہ ہیں اور خلیفہ وقت حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کا صحیح ہاشنین یعنی یہ عاجز دیاں محمدا احمد صاحب مگر بلکہ جو اس کے جماعت احمدیہ اس وقت جب کہ برطانیہ کے مفاد اور اس کی عزت کے خلاف کوئی امر نہ ہو ترکوں کی سلطنت سے ہر طرح ہمدردی رکھتی ہے۔

اس پر کوئی مغز ایڈیٹر پیغام صلح نے جو در افتاشی کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

کوئی سمجھے خلافت ان کے (دیاں محمدا احمد صاحب کے) نام عرش معلیٰ پر رجسٹر ہو چکی ہے کہ اب ان کے مقابل کوئی کسی قسم کا بھی خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں۔

آپ دیاں محمدا احمد صاحب کی محولہ بالا عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلطان معظم خارج پنجم کی خلافت کے قائل ہیں اور اسی لیے آپ کے سلطنت برطانیہ کے مفاد اور اس کی عزت کو ترکوں کے مفاد اور ان کی عزت پر مقدم رکھا ہے۔ ..... ایسی مسلمانوں پر (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۲۶ جولائی ۱۹۲۳ء)

(۳۷) سلطان ترکی | اخبار لیڈر لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۱۲ء میں خلافت کاغیرنس کا ایڈریس بصدت جناب  
ہام سے پہلے کسی شخص مولوی محمد علی قادیانی کا نام دیا ہے۔ حضرت دستخط کنندگان میں مولوی شاہ احمد نوری کے  
کو دھوکا دینے کے لیے لکھا گیا ہے۔ وہ قادیان یا قادیان سے کوئی تعلق رکھنے والا احمدی نہیں ہے۔ جو سلطان  
ترکی کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرنا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری سرگودہ غیر مبائع ہیں لیکن وہ لفظ قادیانی کے ساتھ نکتہ  
کے ہرگز مستحق نہیں ہیں نہ اس لیے کہ وہ قادیان کے باشندے ہیں اور نہ اس لیے کہ وہ مرکز قادیان سے تعلق  
رکھتے ہیں۔

اگر ان کے عقیدہ کے مطابق سلطان ترکی خلیفۃ المسلمین ہے تو اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے لیے قادیان کی  
آویزیوں لیتے ہیں۔ لہذا ہندو اس اعلان کے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی  
احمدی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ سلطان ترکی خلیفۃ المسلمین ہے۔

د صیخ اور عائد قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷، نمبر ۱۶ جنوری ۱۹۱۲ء  
(۳۸) قادیانی خلافت | ہمارے نزدیک اگر ترکوں کے بادشاہ خلیفہ تھے بھی تو جتنی وقت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ  
نے مامور کیا تھی وقت سے ان کی خلافت باطل ہو گئی جب کوئی انسان مامور ہو کر  
آئے تو پھر وہی خلیفہ ہوتا ہے کہ کوئی اور اس کی خلافت کے مقابلہ میں اور کسی انسان کی خلافت نہیں چل سکتی اسی  
طرح حضرت مسیح موعود کے بعد خلیفہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو آپ کے پیروان میں سے ہو اور دوسرے مسیح موعود  
کی آمد کے ساتھ ہی خلافت کے طریق میں بھی فرق آگیا کیونکہ مسیح موعود صرف روحانی خلیفہ تھا بادشاہ نہ تھا۔ پس  
اس کے خلفاء کا بھی وہی رنگ ہو گا۔ جو اس کا رنگ تھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲، نمبر ۶۹، مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۱۲ء)

(۳۹) مٹنے دوا | ان حالات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ آل عثمان کی سلطنت زندہ یا زندہ رہنے کے قابل ہے  
پس یہ سمجھنا غلطی ہے کہ ہم ترکوں کے دشمن ہیں ہم جو کچھ کہتے ہیں واقعات کی بنا پر اور مسلمانوں  
کی ہمدردی کے لیے کہتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ موجودہ ترک حکومت اسلام کے لیے مفید ثابت ہونے کی بجائے  
مضر ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ اپنی بد اعمالی اور بد کرداری کے باعث مٹتی ہے تو مٹنے دوا اور یاد رکھو کہ ترک اسلام نہیں  
اسلام وہ طاقت ہے جس نے فاتح ترک کو مغلوب کیا تھا اور اب بھی تاریخ اپنا اعادہ کر سکتی ہے مگر اس کے لیے  
اندرونی حالت میں بغیر ضروری ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲، نمبر ۲۳ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۴۰) قادیانی خواہش | ہر حال واقعات اب بتلاتے ہیں کہ درکان، آل عثمان کا ستارہ اقبال اب مغرب ہونے  
لگے قریب ہے۔ اسلاموں پر اب کوئی نیا تغیر کرنے والا ہے.....  
ہماری خواہش ہے کہ اگر بہادر عثمانی (ترک) یا صوفیہ کی متبرک جمادات گاہ ایوب انصاری کی قابل احترام زمین  
خواب گاہ یا اسلامی آثار قدیمہ کی حفاظت سے دست بردار ہونے پر مجبور ہو تو پھر یہ منصب برطانیہ کے عزت  
پسند صداقت شعار فرزندوں کے ہاتھ آئے اور خدا کرے وہ دین میں بھی ترک سے ایک قدم بڑھ کر اسلام کے خاتم  
ہو جائیں۔ اور قسطنطنیہ پھر بھی اسلام بول ہی رہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲، نمبر ۱۱ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۴۱) قادیانی رضامندی | ترکِ برابرِ شکست کھارہے ہیں چاروں طرف سے مسلمان ان کے خلاف نفرت کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اور ترکوں کی بد اعمالی اور دین سے بے توجہی آج ان کے لیے وبال جان ہو رہی ہے۔ انگلستان کے وزیر اعظم مسٹر اسکوتھ نے ایک تقریر کے دوران میں صاف کہہ دیا ہے کہ اب ترکی حکومت دینیاں قائم نہیں رکھی جاسکتی۔ جنگ کے بعد اس کے حصص کو باہل و بکھڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور تقسیم کر دی جائے گی۔ یہ ایک فتویٰ ہے جو انگلستان کے ایک نہایت ذمہ دار انسان کے منہ سے نکلا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعظم ایسی بات اس وقت تک منہ سے نہیں نکال سکتے ہیں۔ جب تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو جاتا اور جب انہوں نے جلسہ عام میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں اس کا فیصلہ بالکل درست ہے اور سب سے اہم اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں انہی ترکوں نے اسلام کو چھوڑ کر کاسیاب ہونا چاہا تھا آخر یہ دن دیکھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳۳، مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۱۳ء)

(۴۲) قادیان میں چہر افغان | ۲۷ مارچ کو میرزا محمد امجدیہ برائے املا و جنگ کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ دیاں محمدیہ صاحبہ مخزن برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یاد کار جشن منایا گیا۔۔۔۔۔ نماز مغرب کے بعد دارالعلوم اور اندرون قصبہ میں روشنی اور چہر افغان کیا گیا جو بہت خوبصورت اور دلکش تھا۔ اندرون قصبہ میں احمدیہ ملازم کے دونوں طرف مدرسہ احمدیہ اور پورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی عمارتوں پر بے شمار چہر افغان جلائے گئے اور منارت المسیح پر گیس کی روشنی کی گئی جس کا نظارہ بہت دلنشین تھا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندانِ مسیح موجود کے مکانات پر بھی چراغ روشن کئے گئے اس کے علاوہ تمام احمدی اصحاب نے اپنے اپنے مکانات پر خوب روشنی کی جس سے محلوں میں خاص رونق اور خوشنوائی پیدا ہو گئی دارالعلوم میں پورڈنگ ہاؤس اور بانی اکوئل کی شاندار عمارت کے بلند ترین پیش طاق کو چہر افغان سے نہایت عمدگی سے سجایا گیا۔ اور ساری عمارت کے طول اور عرض کو بہت خوبی کے ساتھ روشن کیا گیا دوسرے مکانات پر بھی روشنی کا عمدہ انتظام تھا۔ غرض کہ احمدیوں کا کوئی مکان اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی ہو پُر لطف اور سُرت انگیز نظارہ بہت مؤثر اور خوشنما تھا اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی تھی۔ جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے کہ نہ کو روشنی کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرنے میں ایسے لوگوں نے بھی بخوشی حصہ لیا۔ جو موجودہ گوانی اور قحط سالی کے موسم میں نہایت تنگدستی سے گزارا کرتے ہیں۔ روشنی رات کے ایک بڑے حصے تک ہوئی رہی جس کی رونق کو کئی چہل پہل سے دہرایا تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳۴، نمبر ۴، مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۳ء)

ایک دوست نے دریافت کیا کہ ترکوں کی دیوانیوں کے مقابلہ میں فتح کی خوشی میں روشنی وغیرہ کے لیے چند دینے کے متعلق کیا حکم ہے۔

(دیاں محمدیہ احمد صاحب خلیفۃ قادیان نے) فرمایا روشنی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

دواڑی میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰، نمبر ۲۵، مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۳ء)

اب بھی اگر بادشاہ یا حکومت کی کوئی تنفریب ہو اور وہ کہے کہ چہر افغان کرو تو ہم کریں گے کیونکہ حکومت کی عزت

ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے، اور ایسا کر دینے سے ہمارا خدا بھی خوش ہوگا اور حکومت بھی۔

## (ی) دیگر ممالک

(۲۳) بے شک | اور ضرورت کے وقت جان ہذا کرنے کو بھی تیار ہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی پھر قومن اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلاتا چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی اور دنیوی امور میں پوری آزادی دی ہے عملی نمونے ہزاروں کو سونپ چکے جاتے ہیں اور دلوں پر ایک عجیب اثر ڈالتے ہیں اور صد ہا نادانوں کے ان سے دوسو سے زائد ہو جاتے ہیں یہ مذہبی آزادی ایسی پیاری چیز ہے کہ اس کی خبر پا کر بہت سے اور ملک بھی چاہتے ہیں کہ اس شہرک گورنمنٹ کا ہم تک قدم پہنچے..... کیونکہ جس طرح اچھے و کامدار کا نام سن کر اسی طرف خریدار دوڑتے ہیں۔ اس طرح جس گورنمنٹ کے ایسے بے تعصب اور آزادانہ اصول ہوں۔ وہ گورنمنٹ خواہ مخواہ پیاری اور ہر لحاظ سے معلوم ہوتی ہے۔ اور بہت سے غیر ملکوں کے لوگ حیرت کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی اس کے ماتحت ہوتے، پس کیا آپ لوگ چاہتے نہیں..... کہ اس محسن گورنمنٹ کا ان تمام قومنوں کے ساتھ دنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دُور دُور تک دلوں میں جاگزیں ہو۔

(البلاغ سنہ ۱۹۱۲ء ص ۲۳ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۴) قادیانی مجاہد | چونکہ براہم محمد امین خاں صاحب (قادیانی) کے پاس پاسپورٹ تھا۔ اس لیے وہ دہلی میں داخل ہوتے ہی دس کے پہلے ریلوے اسٹیشن قبضہ پر انگریزی ہاوس قرار دینے جا کر گرفتار کئے گئے پھر دس اور تیناں اور کچھ پاس تھا۔ دھبہ کر لیا گیا اور ایک ہینڈ ٹک آپ کو وہاں رکھا گیا اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا وہاں سے مسلم دہلی پولیس کی حراست میں آپ کو بڑا سستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لیے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزوں کی حکومت کے ہاوس ہیں اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لاپرواہیوں اور دھمکیوں سے کام لیا اور فوٹو لے گئے تا کہ اس شخص کو نظر رہے اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد کوٹلی سمرقند افغانستان پر لے جایا گیا۔ اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا۔ مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا حرم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اسی علاقہ میں حق کی تبلیغ کرتی ہے۔ اس لیے واپس آنے کو اپنے لیے موت بھرا۔ اور دہلی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے۔ لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی ہاوس کے جیل میں گرفتار کئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل ہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے لار قید میں رکھا گیا۔ اور بخارا سے مسلم دہلی پولیس کی حراست میں سمرقند ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت اور اخلاص اور شہوتی میں برکت دے جو کچھ ابھی اس کی پیاس ڈبھی تھی۔ اس لیے پھر کا کان کے ریلوے اسٹیشن سے دہلی مسلم پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کا کان کی طرف لایا گیا۔ اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے اور بخارا پہنچے۔

(اعلان میاں محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان سند جسبہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ صفحہ ۱۴ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۱۳ء)

(۲۵) تبلیغ اسلام | ہمارے برادر محترم خان محمد امین خاں صاحب جنہیں دوس کے حلاقہ میں حضرت امیر جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا گیا۔ بغیر کسی اطلاع کے آج ۲۵ جون وارو قادیان ہوئے جنہیں اچانک اپنے اندر دیکھ کر اہل قادیان خوشی اور مسرت کے جذبات سے بھر پور ہو گئے۔  
(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۸ جون ۱۹۷۷ء)

(۲۶) تبلیغ احمدیت | روسہ میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کے لیے گیا تھا۔ لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ بدارش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ اس لیے جہاں میں اپنے سلسلے کی تبلیغ کو تھا وہاں لایا مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزادی کرنی پڑتی تھی۔ کیونکہ ہمارے سلسلہ کا مرکز ہندوستان میں ہے تو ساتھ ہی ہندوستانی حکومت کے احسانات اور نہ ہی آزادی کا ذکر لوگوں کے سامنے کرنا پڑتا تھا۔  
(محمد امین صاحب قادیانی مبلغ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۲۸ ستمبر ۱۹۷۲ء)

### (۱۱) غلام

(۲۷) سیاست سے پرہیز | احمدی مبلغ کا فرض ہے کہ وہ اس مرض سے اپنے ننیں بچائے جو سیاست کے نام سے سو سوہ ہے۔ اور جس کا مریض بہ مشکل اپنی اصل صحت کی طرف

عود کرتا ہے۔ اس خوفناک مرض کا نتیجہ ابتداً قانون حکومت سے اور بعد میں قانون شریعت سے سرکشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔۔۔۔۔ پس احمدی مبلغ اپنے نام پاک اس کے غلطائے صلاح کی ہدایت کے تحت سیاست سے کلیتہً پرہیز کرے اس سے اگر جو سکے تو صحت رضائے مولے کے لیے ایسے غلط خورد لوگوں کو خطا کرے جو اپنے نام مسلمان کہلا کر سیاست میں دخل دیتے یا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اور قادیان سے حقیقی تعلق رکھنے والے احمدی کا فرض ہے کہ وہ سیاست سے بعینہ اسی طرح بچے جس طرح خلیفہ مسیح نے فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم غیر مبایعین لوگوں (دلاہوری جماعت) کے افعال و خیالات سے اسی طرح بری الزمہ ہیں جس طرح ہم غیر احمدی مسلمانوں کے سیاسی کردہ کے سیاسی دستور العمل سے بے تعلق ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸ جنوری ۱۹۷۶ء)  
(۲۸) مسلم لیگ | ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے بچے نادۃ حضرت مسیح موعود و مہدی آخر الزماں علیہ السلام کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا۔ تو حضور ہزاروں نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا پیغامبر مامور ناپسند فرمائے مسلمانوں کے حق میں سازگار و بارکرت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع و ضرر کا کچھ ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں جن کے نتائج نہ ان کو دنیا میں فائدہ دے سکتے ہیں۔ نہ دین کا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔ اس لیے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا۔  
(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸، مورخہ یکم جنوری ۱۹۷۶ء)







کفریات

کفریات

کفریات

کہاں پنجاب میں اسلام! تیری اٹھ گئی غیرت  
 بٹھایا کفر کو لا کر نبی کے ہم نشینوں میں  
 حدیث اسمہ احمد فلام احمد پر چسپاں ہیں  
 پڑے خاک اس سلیقے پر لگے آگ ان قریب ہیں  
 ٹھکانا قادیان کا بن گئی وہ سطوت کبریٰ  
 ہے اب تک شور جس کا آسمانوں اور زمینوں میں

اَكَلْتُ لَكُمْ پڑھ کے زبانِ عربی میں  
 غلطی و زوری کی نبوت کو مٹا دوں  
 ہے جن کو محمد کی مساوات کا دعویٰ  
 مَنُوهُ جہنم کی وعید ان کو سنا دوں  
 کچھ فرق بزور اور تشنخ میں نہیں ہے  
 انکار ہو جن کو انہیں اقرار کرادوں  
 اسلام سے جس قوم کو ہے کچھ بھی محبت  
 میں اس کے لیے راہ میں آنکھوں کو بچھاؤں  
 (مولانا ظفر علی خان)

مُسلماں مجھے پیغمبر نہیں مانتا،  
وہ کاف ہے۔  
نہ اُس کا جنازہ پڑھو۔  
نہ اُس سے رشتہ جوڑو۔

عالمِ کلمہ  
اشیاء خاصہ

۱۔ مسلمانوں سے اختلاف  
”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذاتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“  
(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)  
”تم اپنے امتیازی نشاںوں کو کیوں چھوڑتے ہو تم ایک برگزیدہ نبی (مرزا صاحب) کو مانتے ہو اور تمہارے مخالف اس کا انکار کرتے ہیں۔“ حضرت (مرزا صاحب) کے زمانہ میں ایک تجویز ہوئی کہ احمدی غیر احمدی مل کر تبلیغ کریں مگر حضرت (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ تم کون سا اسلام پیش کرو گے جو ہمیں خدا نے نشان دیا ہے، جو انعام تم پر کیا، وہ چھپاؤ گے؟ تقریر میاں محمود احمد مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء  
صد اقت ص ۵۳ مصنفہ میاں صاحب موصوف

۲۔ کون سا اسلام  
”عبداللہ کو نیکم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا۔ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے مگر شریعت نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ سے (مرزا صاحب) مطلق بن کر ایک پائی کی مدد نہ کی۔ اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ نے سلسلہ کا ذکر نہیں کیا، اُسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہمارا قادیانیوں کا (اسلام اور سچا) اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۸۸ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

## ۴۔ احمدیت

کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لیے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اشاعت اسلام کے لیے اٹھے تھے، ان کے لیے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور .... آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے۔ انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے مرزا صاحب نے کبھی اس طرح نہیں کیا۔“ (خطبہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

## ۵۔ میری تبلیغ

تہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں، مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدی کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔ میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح کے پاس زندہ رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے۔ پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔“ (منصب خلافت تقریر میاں محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۷)

## ۶۔ مردہ اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے (رسالہ) ریویو آف ریلیجیوز (قادیان) کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں۔ بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس نور مرزا صاحب (اس تجویز کو اس بنا پر رد کر دیا تھا کہ چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔“ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

## ۷۔ اسلام کی آواز

”جب کوئی مصلح آیا تو اس کے مسننے والوں کو نہ ماننے والوں سے علمدہ ہونا پڑا۔ اگر تمام انبیاء ماسبق کا یہ فعل قابلِ علامت نہیں اور ہرگز نہیں تو مرزا غلام احمد کو الزام دینے والے انصاف کریں کہ اس مقدس ذات پر الزام کس لیے پلایا جس طرح حضرت موسیٰ کے وقت میں موسیٰ کی آواز اسلام کی آواز تھی اور حضرت عیسیٰ کے وقت میں عیسیٰ کی اور سیدنا مولانا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اسلام کا صور تھا اسی طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے۔“ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۱۵ء)

## ۸۔ مرزا ساحر

”ساحروں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسانوں کو بندر بنا دیتے ہیں، لیکن حضرت مرزا صاحب ایسے ساحر تھے کہ ان لوگوں کو جو یہودی صفت ہو کر بندوں سے مشابہ ہو چکے تھے، انسان بنا دیتے تھے۔“ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء)

## ۹۔ ایک فرقہ

براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۷ میں آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ۔  
”ان ہی دفتوں میں سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لیے ایک قرنا بجائے گا اور اس قرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچ آئے گا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازل ہی، جو دوزخ کے بھرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔“  
”خدا اے یہ ہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمان مجھ سے الگ رہے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔“

پھر ایک حضرت مسیح موعود کا الہام ہے۔ جو آپ نے اشتہار معیادالاخبار مورخہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے۔

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالفت رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے“

آخوند کے طہیراتے حوالے دیے جاتے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ (حکیم نور الدین صاحب) کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں بتو آپ نے فرمایا:

”اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔“ (دیکھو اخبار بدر نمبر ۲، جلد ۱۲، مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

اب جبکہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔۔

کلمۃ الفصل معتف صاحبزادہ بطیر احمد صاحب قادیانی (ریو یو آف ریڈیٹر صفحہ ۱۲۹ نمبر ۲ جلد ۱۳)

۱۰۔ غیروں سے الگ | کیا مسیح ماری نے اپنے پیروں کو یہود سے الگ نہیں کیا کیونکہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں، انہوں نے اپنی ان جماعتوں کو غیسروں سے الگ نہیں کروایا ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا۔ بیشک کیا ہے پس اگر حضرت مرزا صاحب

## مرزا صاحب کا احساس برتری

نبوت اور کمالات نبوت کے بارے میں مرزا صاحب کا احساس برتری جو ایک خاص نوعیت کی کیفیت ہے اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اول تو وہ اپنے آپ کو تمام انبیاء کا ہم پلہ اور ہم چشم سمجھتے تھے۔ نزول المسیح میں فرماتے ہیں:

آنچه دادا دست ہرنی را جام داد آں جام را مرا بہ تمام پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:

انبیاء گرچہ بودہ اند بے من بہر خان نہ کترم ز کے پھر اس سے آگے بڑھ کر وہ اپنے کو جامع کمالات انبیاء سمجھتے ہیں۔ اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمہ ابرار پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:

زندہ شد ہرنی بآمدنم ہر ضولے نہنل بر پیر منم اتنا ہی نہیں بلکہ ان کا عقیدہ اور اعلان ہے کہ ان سے نسل آدم کی تکمیل ہوئی ہے، اور ان کے بغیر یہ گلشن انسانیت ناتمام ہے ان کا شعر ہے:

روشن آدم کہ تھا وہ ناقمل اب تک میرے آنے سے ہوا کامل بکلمہ بگبار (ابوالحسن علی ندوی)

بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں، اپنی جماعت و مسلج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کو کسی کی ہمت  
(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۶۹ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء)

## ۱۱۔ حضرت مسیح موعود کو مسلمان کہنا مسلمان بننے سے لیے کافی ہیں

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۱ء)

”آپ کے (مرزا صاحب) مبعوث کیے جانے کی غرض یہ نہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھ لیں، اور بس بلکہ یہ تھی کہ  
آپ کو قبول کریں اور آپ مسلمان یا مسلمان باز گردنہ کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو پسندے اور حقیقی مسلمان بنائیں۔ پس  
حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا کہ جو مجھے مسلمان کہے گا وہ بچا مسلمان ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہی کہا کہ جو مجھے مانے گا  
اور قبول کرے گا وہی مسلمان ہو گا۔“  
(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۶۹ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۱ء)

## مسلمان

”چود و در خسروی آغاز کردند  
مسلمان را مسلمان باز کردند“

### ۱۲۔ مسلمان مسلمان نہیں

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں خدا نے غیر  
احمدیوں کو بھی مسلمان کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے۔ مسلمان تو اس لیے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے  
پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے۔ مگر ان کے  
اسلام کا اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے  
سر سے مسلمان کیا جائے۔“ (کلمۃ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریلوے آف  
ریلیجنز ص ۱۳۳ نمبر ۲ جلد ۱۴)

اس جگہ ایک اور شبہ بھی پڑتا ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد  
۱۳۔ مسلمان کا لفظ قادیانی صاحب) اپنے منکروں کو حسب حکم الہی اسلام سے خارج سمجھتے تھے تو آپ  
ان کے لیے اپنی بعض آخری کتابوں میں مسلمان کا لفظ کیوں استعمال فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ... کیا قرآن شریف  
میں عیسیٰ کی طرف منسوب ہونے والی قوم کو نصاریٰ کے نام سے یاد نہیں کیا گیا۔ ضرور کیا گیا اور بہت دفعہ کیا گیا کہ وہاں  
مقررین نے اعتراض نہ کیا کہ جب وہ عیسیٰ کی تعلیم سے دور چلا پڑے ہیں تو ان کو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے؟ پھر یہاں  
اعتراض کیا؟ اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے، لیکن اس کا مطلب نہیں ہوتا۔  
کہ وہ چیز اسم باسٹی ہوگی مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین مسلمان سے عیسائی ہو جاوے تو اسے پھر سراج دین ہی کہیں گے،  
حالانکہ عیسائی ہو جانے کی وجہ سے وہ اب سراج دین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا۔ لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام  
سے پکارا جائے گا، معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں  
میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر دھوکا نہ دکھائیں۔ اس لیے آپ نے کہیں کہیں بطور اذکار کے  
غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھے دیے ہیں کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، ”تاجاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو  
اس سے مدعی اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان....“ پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی

غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر یکپارہہ وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعوے کرتے ہیں اور نہ آپ حسب حد الہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔

کلمۃ المفصل مصنفہ صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ دیوانہ ریلیجز ص ۱۲ (نمبر ۳ جلد ۱۴)  
 ”باد رکھنا چاہیے کہ ہم جہاں غیر احمدیوں کے لیے مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد حسب پیشگوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی ورگی ہوتی ہے کیونکہ آخر وہ نہ تو ہند ہیں نہ عیسائی نہ بدھ کلمہ پڑھتے ہیں اور قرآن شریف پر عمل کے مدعی ضرور ہے کہ ہم انہیں اسی نام سے پکاریں، جس کا وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہیں۔ یہودیوں کے لئے الذین ہادو قرآن مجید میں آتا ہے اور عیسائی کے لیے نصاریٰ اور بعض اوقات عیسائی اور موسائی بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ نہ ہدایت یافتہ نہ حضرت عیسیٰ و موسیٰ کے متبعین۔ پس مسلمان کا لفظ بہ لحاظ قوم ہے اور شرعی نکتے پر جو کسی نبی کے انکار سے لازم آتا ہے وہ اور بات ہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۲۹۵ء)

۱۳۔ سلام مسنون ”لیکن ہم پہچنتے ہیں اگر سلام مسنون نہ کہنے سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ مخاطب کرنے والے کے نزدیک مخاطبین مسلمان نہ تھے بلکہ کافر تھے تو کیا اسی قسم کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش کی جائے تو یہ قیام اور اس کا امیر (مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری) تسلیم کر لیں گے کہ مسیح موعود بھی ان لوگوں کو جنہیں آپ نے بغیر سلام مسنون مخاطب کیا مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ کافر قرار دیتے تھے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام میں ایک مکتوب بزبان عربی لکھا .... یہ عربی خط ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف ہی نہیں لکھا گیا، بلکہ اس کے مخاطب مشائخ ہند اور زہاد اور صوفیاء مصر و شام وغیرہ اسلامی ممالک بھی ہیں، مگر جب ہم خط کو دیکھتے ہیں تو وہ بغیر سلام مسنون بسم اللہ کے بعد اس طرح شروع ہوتا ہے۔

الی مشایخ الہند و متصرفہ افغانستان و مصر و غیرہ امان الممالک اقام بعد فاعلموا ایہا الفقراء والمساكين  
 زینا شایخ الہند و غیرہ امان البلاد والذین وحقوا الخ البدعات والفساد

اور دیکھئے ۱۹۰۲ء میں جب علمائے ندوہ کا جلسہ امرتسر میں ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک اشتہار شائع ہوا جس کے جواب میں آپ نے (مرزا صاحب) ایک ہی دن میں دعوۃ الہندوہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں بغیر سلام مسنون کے تبلیغ کے عنوان سے علمائے ندوہ کو لوگوں مخاطب فرمایا یا اہل دار الہندوہ تعالیٰ کلمۃ سواء مینو سیکارہ تحکم القرآن پس اگر حضرت خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کے سلام مسنون نہ لکھنے کا مطلب ہے کہ آپ نے اس مجمع کو مسلمانوں کا مجمع نہ سمجھا تو حضرت مسیح موعود نے جو عام مسلمانوں کے مجموعہ کو نہیں بلکہ علمائے اور فضلاء کے مجموعہ کو بغیر سلام مسنون مخاطب فرمایا ہے اس سے یہ درجہ اولیٰ ثابت ہوا کہ آپ بھی ان کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ کافر قرار دیں ان کو کافر سمجھنا ہر ایک شخص کا فرض ہے، جو آپ کو مستباز اور خدا کا برگزیدہ سمجھتا ہو۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۰ء)

۱۵۔ زبانی دعویٰ ”لہذا یقینی اور قطعی طور پر یقینی ہے کہ اگر اس زمانہ کے یہودی صفت مسلمان نبی کریم کا وقت میں پیدا کئے جاتے تو آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتے، جو انہوں نے اس زمانہ کے

رسول (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے ساتھ کیا اور اگر وہ مومنے اور عیسائی کا زمانہ پاتے تو ان کا بھی اسی طرح انکار کرتے کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے اور وہ انکے جو اس نور کو ہی نہیں دیکھ سکتی وہ اندھی ہے کسی اور نور کو بھی نہیں دیکھ سکتی حضرت مسیح موعود نے بھی اس اصل کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسا شخص اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتا تو آپ کو بھی نہ مانتا اور اگر حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ہوتا تو ان کو قبول نہ کرتا۔ پس مخالفین کا یہ دعوے کہ ہم مسلمان ہیں ایک زبانی دعویٰ ہے نہ کلمۃ المفصل مصنفہ صاحب قادیانی مندرجہ

۱۶۔ **غیث عقیدہ** حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں، اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی کہ بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھا دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالمکیم خان کو جہنم سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک غیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جواب عقیدہ رکھے اس کے لیے رحمت الہی کا دروازہ بند ہے پانچویں یہ کہ جو شخص مسیح موعود کی دعوت کو رد کرتا ہے، وہ قرآن شریف کی انصاف صریح کو چھوڑتا ہے اور خدا کے کھلے نشانات سے منہ پھرتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راستباز قرار دیتا ہے اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔

(کلمۃ المفصل، صنفہ صاخرہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریو آف ریلمینج ص ۱۲ نمبر ۱۲ جلد ۱۲)

۱۷۔ **دجالی طلسم** اس تحریر سے ہم کو اتنی باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ اول یہ کہ حضرت مولوی صاحب یعنی حکیم نولین صاحب خلیفہ اول (کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمان کہلانے کے لیے ایمان بالرسول ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ رسل کے منہ میں سارے رسول شامل ہیں۔ خواہ کوئی رسول نبی کریم صلم سے پہلے آئے یا بعد میں ہندوستان میں یا کسی اور ملک میں تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول تھے اور ایمان بالرسول میں آپ پر ایمان لانا بھی شامل ہے چوتھے یہ کہ جو مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ اللہ کے رسولوں میں تفرق کرتا ہے اس لیے وہ کافر ہے۔ اب کہاں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھا کرتے تھے۔ وہ دیکھیں کہ مذکورہ بالا تحریر ان کے سامنے دجالی طلسم کو پاش پاش کر دیتی ہے۔

(کلمۃ المفصل، صنفہ صاخرہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریو آف ریلمینج ص ۱۲ نمبر ۱۲ جلد ۱۲)

۱۸۔ **فیصلہ** ”اب مسیح موعود کے اس فیصلے کے بعد ہم کسی ایسے شخص کی بات کو پرہیز کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے، جو احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کو مسلمان جانتا ہے ہم مجبور ہیں ہم نے مسیح موعود کو مصیبت وقت کے لیے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اسے واقعی حکم سمجھ کر مانا ہے۔ اور اس کی ہر بات کو سچا مانا ہے پس جب مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کہتا ہے کہ اس کے منکروں کو خدا مسلمان نہیں جانتا تو ہم کون ہیں کہ اس بات کا انکار کریں؟

(کلمۃ المفصل، صنفہ صاخرہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریو آف ریلمینج ص ۱۳ نمبر ۱۳ جلد ۱۳)

## تکفیر

”ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر تکفیر کی توسیع یا دجال نہیں ہو سکتا۔ ہاں مثال اور جادۂ صواب سے خوف ضرور ہو گا اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا (زمین کتاب)

”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے ہیں، لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر مہم اور محدث ہیں، گو وہ کسی ہی جنب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکملہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن سکتا (حاشیہ، تریق القلوب ص ۱۳۱ حاشیہ صنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)



”ذمیکہ جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے کا ہونے کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، یتیم خانہ، یتیم خانہ کے لئے اور ان احکام کو جو تزکیہ نفس، ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں پھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق نہیں آسکتا اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غائت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حق دار نہیں ہے کہ اس کو کسی مسلمان خدا اور اس کے رسول کا سچا نائب ابدار اور فرمانبردار کہہ سکیں کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب سے قرآن شریف میں اور احکام دیے ہیں اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اس کے نہ ماننے والوں اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔“

(رحمۃ اللہ تقریر لاہور از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب منزل از النبوة فی الاسلام ص ۱۲۱ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور) میں خدا کا نام اور بدوزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں سمجھتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اس کو رد کر دیا۔“

(تحفۃ اللہ ص ۱۱۱ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ”علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانے میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گزر گئے ہیں اور یہی شہید کے پاس دوسرے آسمان میں ان کو دیکھا ہے۔“

اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے اور آسمان پر خود کیونٹ رمضان میں ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے احکام کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور محمد خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صد ہا نشانوں کے مغتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکہ ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو بدوہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا دیں گے میں ان کی نظر میں مغتری ہوں۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۹ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ”کفر دو طرح ہے ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۹ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ الذکر الیکم صاحب منزل از اخبار الفضل

مورخ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالفت رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔“

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، اشتہار الاخبار منہج تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۲۵، مجملہ اشتہارات مرزا صاحب)  
”آپ نے مسیح موعودؑ اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے، مگر مزید اطمینان کے لیے اس بیعت میں توقف کرتا ہے، کافر ٹھہرایا ہے، بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا، لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے، کافر ٹھہرایا ہے۔“

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ تثنیہ الاذنان جلد ۶، نمبر ۱۰، اپریل ۱۹۱۱ء، منقول از عقائد احمدیہ)

(ص ۱۰۸، میر تھڑ شاہ صاحب قادیانی لاہوری)

”نیک جو مسلمان حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص ۳۵، مصنف میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

”یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فردعی اختلاف ہے۔۔۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر میں مبتلا یہ اختلاف فردعی کیونکر ہوا؟ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لا تفترقوا بین احد من رسولہ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے انکار میں تو فرقہ ہوتا ہے۔“

(پنج المیہ مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۲۹، مولف محمد افضل خاں صاحب قادیانی)

”تبریک ایسا شخص جو موسیٰ کو قتل مانتا ہے مگر عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ صرف کافر بلکہ نپکا کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(مکملہ المفصل مصنف صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ سالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۳، نمبر ۳ جلد ۱۳)

”ایک دن نماز عصر کے بعد خود جناب خلیفہ (میاں محمود احمد) صاحب سے اس بارہ میں میری گفتگو ہوئی کہ وہ غیر احمدیوں کی گفتگو کرتے ہیں، اس گفتگو کا خلاصہ میں ذیل میں

۲۰۔ اصول تکفیر

درج کرتا ہوں۔

خاکسار : کیا یہ صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟

خلیفہ صاحب : ہاں یہ درست ہے۔

خاکسار : اس تکفیر کی بنا کیا ہے؟ کیا وہ کلمہ گو نہیں ہیں؟

خلیفہ صاحب : بیشک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فردعی نہیں اصولی ہے مسلم کے لیے توحید پر تمام انبیاء پڑا لگا پر۔ کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے، وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں، لیکن صرف رسول اکرمؐ کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں اللہ کی طرف سے ایک مامور آیا جس کو ہم نے مان لیا اور انہوں نے نہ مانا، ”و مضمون عبد القادر صاحب متعلم جامعہ ملیہ مندرجہ اجازہ افضل قادیان جلد ۱، نمبر ۹۹، مورخ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء“

ہمارے نزدیک مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا ضروری ایمان ہے، کیونکہ آپ کے انکار کو رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار مستلزم ہے چنانچہ خود حضرت

۲۱۔ مجزؤ ایمان

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

” علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول اکرم کو بھی نہیں مانتا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳) پس جبکہ مسیح موعود کے انکار سے خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم ہے تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں خود مسیح موعود کا اقرار آجاتا ہے اس لیے جو شخص مسیح موعود علیہ السلام کا منکر ہو کر منہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا رہے وہ اسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا، جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا رہے مگر ساقی گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے بعض یا تمام دیگر ایمانیات کا منکر رہے (اخبار الفضل قادیان نور ص ۲۹ جون ۱۹۳۶ء فروری ۱۳۵۶ء جلد ۱۳)

۲۲۔ کیوں کافر | اس کی وجہ کہ غیر احمدی کیوں کافر ہیں، قرآن کریم نے بیان کی جسوہ اصل جو قرآن کریم نے بتایا ہے اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصہ کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے اور

وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے۔ کتب الہی کا انکار کفر ہے۔ طائفہ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے وغیرہ ہم چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نہیں مانتا۔ اس لیے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں۔ (امیان محمود احمد صاحب فیض قادیان کا بیان بہ اجلاس سبب عدالت گند واسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷ جون ۱۹۲۲ء جلد ۲ نمبر ۹۷)

۲۳۔ دو بڑے کافر | اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دو شخصوں کو سب سے بڑا کافر بیان فرمایا ہے۔ اول وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتا

ہے مثلاً کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے حالانکہ درحقیقت اسے کوئی الہام نہیں ہوا۔ دوم وہ جو خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ ومن اظہر من افتراء علی اللہ کذباً او کذباً بایاتہ۔ اس آیت میں کلام سے کافر مراد ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے بھی قالم کے یہ ہی معنی کیے ہیں (دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۳۳ حاشیہ) اب مسیح موعود کا یہ دعوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، دو دعائوں سے خالی نہیں یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعوئے میں جھوٹا ہے اور محض افتراء علی اللہ کے طور پر دعوئے کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعوئے الہام میں سچی ہے اور خدا پریم اس سے ہم کلام ہوتا تھا اور اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکر کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتوے لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکر کو کافر مانو (کلمۃ بفضل مصنفہ ماجزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۳۳ نمبر ۲ جلد ۱۲)

۲۴۔ صاف ظاہر | پھر مرزا صاحب کا ایک اور الہام ہے جس میں انکار کی گئی انش باقی رہتی ہی نہیں برائے اس کے کہ الہام کا انکار کر دیا جائے اور وہ الہام یہ ہے قل یا ایہا الکفار قلنی من الصادقین

(دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۹۶)۔ خدا مسیح موعود (مرزا صاحب) کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ دے کہ کافر میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں معنی طلب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ فقرہ انی من الصادقین اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے پس ثابت ہوا کہ ہر ایک جو آپ کو یعنی مرزا صاحب کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعویٰ پر ایمان نہیں لانا وہ کافر ہے۔ (کلمۃ بفضل مصنفہ ماجزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان ص ۱۳۳ نمبر ۲ جلد ۱۲)

۲۵۔ آیت کے ماتحت | پس اس آیت میں ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے، مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد

قادیانی صاحب کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ ایک کافر اور دائر اسلام سے خارج ہے اور یہ فتوے ہماری طرف سے نہیں جتا بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیے اولیٰ کفر و کافروں کا خطاب کیا ہے (کلمۃ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ دیوانہ ریلو آف ریلویر صفحہ ۱۰۰ نمبر جلد ۱۴)

”ہاں اگر اس بات کا ثبوت چاہو کہ حضرت مسیح موعود اپنے مخالفین کو اس آیت کے ماتحت سمجھتے تھے یا نہیں تو الحکم نمبر ۳۰ جلد ۱۲ سنہ ۱۹۰۷ء پڑھ تو ساری حقیقت کھل جائے گی وہاں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا ایک خطبہ درج ہے۔ جو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کے سلسلے پڑھا مولوی صاحب موصوف نے اس خطبہ کو اولیٰ کفر و کافروں کا خطاب آیت سے ہی شروع کیا اور احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم مسیح موعود کو ہر ایک امر میں حکم نہیں مٹھاؤ گے اور اس پر ایمان نہیں لاؤ گے، جیسے صحابہ بنی کریم پر لائے تو تم بھی ایک گونہ غیر احمدیوں کی طرح اللہ کے رسولوں میں تفریق کرنے والے ہوں گے حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا کہ انہیں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو میں التجا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود مجھے میری غلطی سے مطلع فرما دیں۔ مگر حضرت صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ جب مولوی صاحب آپ کو نماز جمعہ کے بعد سننے کے لیے قشربے لے گئے تو آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا کہ وہاں بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا“ اور فرمایا کہ ”یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الہیہ کے بیان میں بلند چان پر قائم ہو گئے ہیں۔“ (دیکھو اخبار الحکم قادیان نمبر ۳ جلد ۱۲ سنہ ۱۹۰۷ء)

(کلمۃ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ دیوانہ ریلو آف ریلویر صفحہ ۱۹۴/۱۹۵ نمبر جلد ۱۴)

۲۶۔ خدا کی قسم! کیا خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کو جہدی جانتے والے اپنے جہدی کی بات ماننے کو تیار ہیں۔ وہ سنیں کہ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا ایک لعنتی آدمی کا کام ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کو (اولیٰ کفر و کافروں کا خطاب آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کرتے ہوئے اور رسل کے لفظ میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو شامل کرتے ہوئے سنا ہے۔ مجھے ایک عرصہ گزر جانے کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے الفاظ یاد نہیں ہیں مگر مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کیا بلکہ سننے والوں نے اس دن بھی تعجب کیا تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے خلاف عادت صریح الفاظ میں مسئلہ کفر کی تصدیق فرمائی۔ ورنہ عام طور پر مولوی صاحب کی عادت تھی کہ اگر کوئی آپ سے اس مسئلہ کے متعلق سوال کرتا تو آپ یہ کہہ کر ٹال دیا کرتے کہ تمہیں دوسرے کے کفر و اسلام سے کیا تعلیم اپنی فکر کرو۔

(کلمۃ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ دیوانہ ریلو آف ریلویر صفحہ ۱۹۵ نمبر جلد ۱۴)

۲۷۔ پھر کس طرح! پھر ہم کس طرح مان لیں کہ خدا تو ایک شخص کو کہے کہ انت منی بمنزلہ ولدی انت منی بمنزلہ توحیدی و قسیدی لیکن وہ شخص ایسا معمولی ہو کہ اس کا ماننا اور نہ ماننا قریباً برابر ہو پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بار بار اپنے الہام میں رسول اور نبی کہہ کر پکارے لیکن وہ لافذقی زین احد من رسلہ کے لفظ رسل میں شامل نہ ہو اور اس کا منکر اولیٰ کفر و کافروں کا خطاب سے باہر ہو! (کلمۃ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ دیوانہ ریلو آف ریلویر صفحہ ۱۹۵ نمبر جلد ۱۴)

۲۸۔ موٹی سی بات! پس اب کوئی شخص مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی نقلی نبوت کا انکار کر دے، مگر آپ کو نقلی نبی مان کر پھر اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ آپ نے منکر، نبی نسبت دی فتویٰ دیا ہے، جو قرآن کریم نے انبیاء کے منکرین کے متعلق بیان فرمایا ہے یہ ایک نقلی بات ہے جب مسیح موعود (مرزا صاحب) خدا کا ایک رسول اور نبی ہے تو پھر اس کو وہ سارے حقوق حاصل ہیں جو انبیاء کو ہیں اور اس کا انکار ایسا ہی

ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے کسی اور نبی کا انکاداب ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود (مرزا صاحب) کا انکار کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں تفریق کرتا ہے یعنی باقی رسولوں کو تو ماننا ہے مگر مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا اس لیے اس کی طرف یہ قول منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ کاشفرق بین احصا من رسلہ۔ کیونکہ اس نے مسیح موعود کے انکار سے رسولوں میں تفریق کر دی۔ پس اس لیے وہ حق نہیں لکھتا کہ اسے مومن کے نام سے پکارا جاوے یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے دوسری جگہ ایسے لوگوں کو جو خدا کے بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے پکار کر کمال کلمۃ الفضل مصنف صاحب زادہ شیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۶۹ نمبر ۱۲ جلد ۱۲)

**۶۹۔ ہتک اور استہزاء** ”اُن حضرت کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا، لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی

ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے آنحضرت کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر کفر میں بعثت اول کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں، (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ص ۱۹ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۵ء)

”پس ان معون میں مسیح موعود (جو آنحضرت کے بعثت ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے، جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکار کافر بنا دینے والا ہے“ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ص ۱۹ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۵ء)

”خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے، اس لیے آپ کا منکر کا ذریعہ، کیونکہ احمد کے منکر کے لیے قرآن میں لکھا ہے۔ واللہ متوفیہ وفوکہ الکافرون“ کلمۃ الفضل مصنف صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۳۱ نمبر ۱۲ جلد ۱۲)

**۳۰۔ برابر ہی** ”پھر اپنے رسالہ (کفر و اسلام) کے صفحہ ۹ پر مولوی محمد علی صاحب (قادیانی لاہوری) لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے، مگر وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لاله الا اللہ کا انکار نہ کرے اگر مولوی صاحب موصوف کا واقعی یہ ہی اعتقاد ہے تو پھر ان کے نزدیک یہ فقرہ بھی درست ہونا چاہیے کہ نبی کریم کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے مگر وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک کہ لاله الا اللہ کا انکار نہ کرے۔ (کلمۃ الفضل مصنف صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۸۲ نمبر ۱۲ جلد ۱۲)

**۳۱۔ ایک اولوالعزم نبی** ”اگر یہودی اس لیے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں اور عیسائی اس لیے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کی رسالت و نبوت کا انکار کر دیا ہے تو یقیناً یقیناً غیر احمدی بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں کیونکہ یہ بھی اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے خدا کے ایک اولوالعزم نبی کے منکر اور مخالفت ہیں اور اگر کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہو گا کہ ان کے نزدیک اگر جواب یہ ہو کہ نہ ماننے والوں کے نزدیک ہوا اسی طرح یہودی کے نزدیک مسیح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسیحیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بھی ثابت نہیں اگر ان کے فیصلہ سے ایک نبی غیر نبی ٹھہر جاتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ خود با اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من جانب اللہ نبی اور رسول نہ تھے پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ



حقیقی معنوں میں نبی اور رسول یقین کرتا ہے کہ محمد اسامیٰ علیہ صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر (۱۲۳)

۳۷۔ میرے نزدیک حق نہ تھا "میرے نزدیک غیر احمدی کا فرہیں" میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان بااجلاس سب بچ عدالت گورداسپور

مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹/۲۶ جون ۱۹۲۲ء جلد ۱۲ نمبر ۱۶/۱۲  
"جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتوے دیا ہے، وہ فتوے غلط ہے، ان کو حق نہ تھا کہ وہ ہم کو کافر کہتے"  
(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان اجلاس سب بچ عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان۔ مورخہ ۲۹/۲۶ جون ۱۹۲۲ء جلد ۱۲ نمبر ۱۰/۱۲)

۳۸۔ ہم اور وہ "چودھری صاحب (ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی) کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے باقی غیر احمدی کا فرہیں۔ یا نہیں اس کے متعلق عدالت ماتحت میں سبھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائی کورٹ میں بھی چودھری نے اس کی تائید کی۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۲ء)

"میں نے بتا دیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں غیر احمدی نبی نہیں مانتے وہ ہیں کافر محض جوش نفس سے کہتے ہیں مگر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان اجلاس سب بچ عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان۔ مورخہ ۲۹/۲۶ جون ۱۹۲۲ء جلد ۱۲ نمبر ۱۶/۱۲)

۳۹۔ چرٹنے کا فلسفہ "اگر ہم غیر احمدیوں کے نزدیک بھوٹے ہیں اور کسی کو کافر کہتے ہیں تو اسے برا کیوں لگتا ہے؟ دیکھو دیوانی ہمیں کافر کہتے ہیں لیکن ہم ان کے اس کہنے سے نہیں چڑتے کیونکہ ہم انہیں سچا نہیں سمجھتے پس اگر غیر احمدی ہمارے کافر کہنے سے چڑتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم کو سچا سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ جب وہی اسلام ہے جو ہمارے پاس ہے تو تم اسے قبول کرو پھر ہم تمہیں کافر نہیں کہیں گے بلکہ اپنا بھائی سمجھیں گے (قادیانی صاحبان جو کافر کہلانے سے چڑتے ہیں، خود بھی مسلمانوں کی سچائی تسلیم کرتے ہیں؟) (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۸۷ مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۶ء)

## نماز اور حج

۴۰۔ نماز کی ممانعت "صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو بہتری اور نیکی اس میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دیوانی میں روٹے بھوٹے ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے وطن کو چاروں منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور دھتکا خدا کے لیے ہے تم اگر ان میں لے جاوے ہو تو خدا تعالیٰ جو خاص نافرمان پر کھڑا ہے وہ نہیں لگے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے" (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الملک قادیان ۱۰ اگست ۱۹۰۸ء منقول کتاب منظورات الہی ص ۲۶۵ مولفہ منظورات الہی صاحب قادیانی لاہور)

میرا مذہب وہی ہے جو میں ہمیشہ سے ظاہر کرتا ہوں کہ کسی غیر مبالغہ شخص کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اس کی کیسی ہی تعریف کرتے ہوں نماز پڑھو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص مترد یا مذہب

ہے تو وہ بھی مکذّب ہی ہے خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی میں اور اس غیر میں تمجیس اور تمیز کر دے۔  
(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ بالا راجعہ جلد ۸ نمبر ۴۲، مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۲ء و ۱۹۰۳ء اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۸، روزہ ۲۸ اگست ۱۹۱۶ء)

۴۱۔ یاد رکھو | پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی تکفّر اور مکذّب یا مترّد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امام کو مکذّب یعنی جب مسیح نازل ہو گا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، کجی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ پس تم ایسی ہی کر دیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل جھٹا ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو (اربعین نمبر ۲۴) حاشیہ مرزا غلام احمد قادیانی

۴۲۔ حرام قطعی حرام | سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف اور صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ کو خدا نے بتایا ہے کہ احمدیوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی تکفّر مکذّب اور مترّد کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اگر کوئی احمدی ان تینوں قسم کے لوگوں میں سے کسی کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اس کے عمل جھٹا ہو جائیں گے اور اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱، مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۶ء) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے، اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں۔ (انوار خلافت مجموعہ تقریریں امجد احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۸۷)

۴۳۔ ہرگز نہیں | بہت سے غیر احمدی لوگ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں احمدی (قادیانی) ہرگز غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ (میان محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سب نج)

عدالت گورنر سپریم مندرجہ بالا راجعہ الفضل قادیان (مورخہ ۲۶-۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱-۱۰۲) ۴۵۔ سوال | (مرزا صاحب سے) سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف تمہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھ لیں پھر حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) نے فرمایا کہ پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق نہ کرے نہ تکذیب تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۲۶) مرتبہ محمد منظور الہی صاحب قادیانی لاہوری

۴۶۔ فرض | ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ (انوار خلافت صفحہ ۵۸۰ منصف میان محمد احمد صاحب خلیفہ قادیان)

۴۷۔ کسی قسم کے | ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ کسی قسم کے غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (منکرین خلافت کا انجام ص ۸۳ - مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

۴۸۔ دکھاؤ کی نماز | ۱۹۱۲ء میں سید عبدالحمی صاحب عرب مصر سے ہوتے ہوئے چچ کو گیلہ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب بھی براہ راست چچ کو گئے۔ جدہ میں حمل گئے۔ اور مکہ مکرمہ آ گئے۔ پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ میں ہٹنے لگا۔ مگر اسے رک نہ کئے تھے۔



نماز شروع ہو گئی تھی۔ نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نور الدین صاحب) کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ ۱۔ یہ میں نے نماز شروع کر دی پھر اسی وجہ ہمیں عشاء کا وقت آگیا۔ وہ نماز بھی ادا کی مگر جا کر میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی اب اؤ خدا تعالیٰ کی نماز پڑھ لیں جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور ہم نے وہ دونوں نمازیں وہیں لیں۔

اور میں دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا مگر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں الگ اپنی جماعت کو اس کے اور اللہ تعالیٰ کا فضل سے کہ مسجد کعبہ میں چاروں مذہبوں کے سوا دوسروں کو الگ جماعت کی عام طور پر اجازت نہیں تھی ہمیں کسی نے کچھ نہیں کہا بلکہ پیچھے رہتے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی۔ کسی کو کیا معلوم کہ آپ مسلمانوں سے جدا ہو کر قادیانی نماز پڑھتے تھے۔ بڑی جماعت کے بعد عام طور پر نماز کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ خواہ فرداً فرداً خواہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ تاہم قادیانی صاحبان اس کو بڑا افضل سمجھتے ہیں کہ وہاں کسی کو ان کا پتہ نہ لگا۔ (المؤلف)

چونکہ جناب نانا صاحب کو خیال تھا کہ ان کے اس فعل سے (یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے، کوئی فتنہ ہوگا، انہوں نے قادیان اگر حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے یہ سوال پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا.... ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا آپ نے فرمایا، ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لیے ہے، جو ورثہ ہیں۔ اور جن کے ابتلا کا ڈر ہے۔ وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں اور پھر اگر وہ ایں۔ سو الحمد للہ کہ میرا فعل جس طرح حضرت مسیح موعود کے فتوے کے مطابق ہوا اسی طرح خلیفہ وقت کی منشا کے ماتحت ہوا (مکہ معظمہ) تو کیا کہنا بعض سربراہان قادیانی صاحبان کے متعلق تو معتبر روایت ہے کہ کوئی موقع پیش آئے تو وہ مکہ مسجد (حیدر آباد) میں بھی مسلمانوں کی نماز پڑھ لیتے ہیں، واقعی خلیفۃ المسیح کا فتوہ بہت ضروری اور کارآمد ہے۔ (المؤلف) آئینہ صداقت ص ۱۷ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

۴۹۔ حج باطل | مکرمی حضرت ابو بکر یوسف جمال جدہ کے ایک مشہور تاجر اور ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ ہیں اور آج کل قادیان میں آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مفتی جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک استفتا پیش کیا کہ وہ استفتا مع فتوے جناب مفتی صاحب بغرض اشاعت بھیجتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب کے علم میں اس سے اضافہ ہوگا۔ (عرفانی)

سوال ہے۔ ایک مسلمان نے حج فرض ادا کر لیا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی پھر دوبارہ حج کرنے کے لیے احرام باندھتا ہے یعنی بعد بیعت کے یہ دوبارہ حج کی نیت نفل کرے یا حج فرض کی۔

الجواب ۱۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے پہلے جس نے حج فرض ادا کیا ہے اس کا فرض ادا ہو گیا اور اس شخص کے احمدی ہونے کے بعد اس پر حج فرض لازم نہیں آتا کیونکہ وہ ادا کر چکا ہے اور سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے بعد ایک وہ ابتدائی زمانہ ہے کہ جس میں نہ تو دعوے کی پوری اشاعت ہوئی ہے اور نہ اپنے ملک کے لوگوں پر تمام حجت ہو ہے اور وہی زمانہ ہے کہ جس میں حضور نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو کافر قرار دیا ہے تو اگر کسی نے اس ابتدائی زمانہ میں حج فرض ادا کیا ہے تو اس کا بھی حج فرض ادا ہو گیا۔ لیکن جس نے اس زمانے میں حج ادا کیا ہو کہ آپ کا دعوے کی پوری طرح شائع ہو چکا اور ملک کے لوگوں پر عموماً تمام حجت کو دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ تو پھر اس کا حج فرض ادا

نہیں ہوا لہذا احمدی ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو کہ جس وجہ سے حج فرض ہوتا ہے۔ تو اس کو حج ادا کرنا چاہیے کیونکہ اس نے جو پہلے حج کیا ہے وہ ادا نہیں ہوا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۹۲۴ء)

## جنازہ

**۵۰۔ اوائل کی بات** حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتداءً نماز اسلام کی بات تھی جب کہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی۔ بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی اگر حضرت موعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتوے کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی تھی جس کو حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) نے صاف مکم کے ساتھ رد کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۹ء)

**۵۱۔ محض اس لیے** حضرت مرزا صاحب نے اپنے (فضل احمد صاحب) مرحوم کا جنازہ محض اس لیے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۴۷)

**۵۲۔ ایسی جگہ** اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا اور اس کے مرجعے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا محبہ؟ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا کہ خدا تعالیٰ کے رسول اللہ اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی اس لیے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۵ء)

**۵۳۔ جو لوگ** میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کیے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ غیر مبالغین (لاہوری جماعت) کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو غلط پر محمول کرتے ہیں ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔ (میاں محمود احمد صاحب قادیانی خلیفہ قادیان کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۱ء نمبر ۱۰ جلد ۳)

**۵۴۔ دعائے مغفرت کی ممانعت** سوال :- کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدی میں داخل نہ ہو یا کہ کتنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے۔

جواب :- غیر احمدیوں کا کفر بیانات سے ثابت ہے اور کفار کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں مردن علی طور در قادیان (اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۵۹ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۱ء)

قانون سے یہ ہے کہ :- (۱) انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۲) جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو بعد از موت اس کے لیے دُعا و استغفار جائز نہیں، احمدیوں کی پوزیشن یہ ہے۔ (۱) وہ مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا ہی نبی (رب لما لاحقیقت نبوت) مانتے ہیں، جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نبی تھے۔

۲۔ اس لیے جو شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس لیے دعائے استغفار جائز نہیں۔ (اخبار الفضل قادیان مورخہ اکتوبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۳۰)

## ۵۵۔ تین فتوے

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) خلیفہ قادیان نے لکھوایا (۱) تلاوت قرآن کا ثواب مردہ کی روح کو نہیں پہنچتا۔  
(۲) قبر پر قرآن پڑھنا یہ روایت و فتوے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) سے فائدہ بلکہ ڈر ہے کہ بدعتی جو پیدا کرے۔  
(۳) غیر احمدی بچے کا جنازہ پڑھنا درست نہیں (اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۸۷ ص ۱۶۲۷)

## ۵۶۔ معصوم بچہ

ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبایع (لاہندی جماعت) کہتے ہیں۔ غیر احمدی کے بچہ کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے؟ وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔

اس کے متعلق (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے، اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ (ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

ایک اور سوال یہ رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے؟ وہ تو مسیح موعود کا کافر نہیں ہیں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ کہتے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے، شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے پھر میں کہتا ہوں بچہ گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعائے ہوتی ہے، اس کے پس ماندگان کے لیے اور اس کے پس ماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں اس لیے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے باقی رہا کوئی ایسا شخص، جو حضرت (مرزا) صاحب کو تو سچا ماننے والے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور ایسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے خدا تعالیٰ کوئی مزا دے، لیکن شریعت کا فتوے ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے اس لیے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔

(انوار حلالہ ص ۹۳۳، معتمد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

## ۵۷۔ قبرستان کا قصہ

حضرت (مرزا) صاحب نے نوگنار کے بچوں کے متعلق یہ فرمایا تھا۔ مگر قادیانی مؤلف صاحب (یعنی محمد افضل خان صاحب قادیانی مؤلف پنج المصل مجبور فداوی احمدی) نے عنوان میں غیر احمدی خود رسالہ بچے سے لے کر دوسرے مسلمان غیر از جماعت کے بچوں کو بھی اس میں شامل فرمایا اور ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے کیونکہ غیر احمدی جب ان کے نزدیک سب بلا استثنا کافر ہیں تو ان کے سال چھ بیٹے کے بچے بھی کافر ہوئے اور جب وہ کافر ہوئے تو ان کو اسلامی قبرستان یا احمدی قبرستان میں دفن کیسے کیا جاسکتا ہے اور اس کا دوسرا پتہ یہ ہو اگر حبیب غیر احمدی (یعنی مسلمان) جواب میں احمدیوں (یعنی قادیانیوں) کافر سمجھتے ہیں تو وہ احمدی بچوں کو اسلامی قبرستان میں کیسے دفن کرنے دیں گے۔۔۔۔

قادیانی بیشک تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں ان کے بچوں کا جنازہ تک ناجائز قریب دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی کوئی مدت ۲۱ وقت تک سامنے نہیں تاہم وہ بھی اپنے قبرستان میں کسی مسلمان بچے کی نعش دفن کرنے کی اجازت دینے

کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ (قادیانیوں کی شہرہ جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۹ مورخہ ۳ اگست ۱۹۳۶ء)

۵۸۔ فکر پیدا ہوئی | برادر مر نیاز محمد احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ فنگری لکھتے ہیں۔۔۔

میں نے اپنی ہمشیرہ سے کہا مسلمان بن جاؤ خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر زور میں توجہ نہ بھی نہیں پڑھوں گا۔ تب اسے فکر پیدا ہوئی وہ سمجھانے پر سمجھ گئی اور اب وہ حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے کا نبی اور رسول مانتی ہے اور بیعت کی درخواست کرتی ہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹ نمبر ۲۹ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء) عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء

۵۹۔ احکام شرعی کا پاس | مجھے قادیان کی طرف آتے ہوئے چند دن بمالہ میں بجائی فضل حق صاحب رئیس بمالہ کے ہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاقاً ان ہی دنوں ان کے والد جو خیر

احمدی تھے اس سال کبھی سے بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ بجائی فضل حق خاں صاحب نے احمدی احباب کو ایسے موقع پر نہ بلایا تاہم ہم چار پانچ آدمی جنازہ کے موقع پر موجود تھے اور تنہا ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ غیر احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد جنازہ کے لیے جمع ہو گئی تھی۔ اس مجمع میں سے بجائی فضل حق خاں صاحب کے چچا جو ان کے خسر بھی تھے ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ جنازہ نہ پڑھیں بلکہ وہی پڑھ لیں اس پر انہوں نے جواب دیا کہ میں امام الوقت کے احکام کو بجا لاؤں گا۔ اور جنازہ نہیں پڑھوں گا پس نے ان کی زندگی ہی میں کہہ دیا تھا کہ اگر آپ احمدی نہ ہوں گے تو..... آپ کا جنازہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں پڑھے گا۔ پھر فاتحہ خوانی کی رسم کو آپ نے بالکل ادا نہیں کیا بلکہ جو آیا اسے متانت سے سمجھاتے ہوئے منع کر دیا..... میں امید کرتا ہوں کہ اس قابل رشک نمونہ پر ہر ایک احمدی دوست عمل کر کے ثواب دارین حاصل کرے گا۔ (ایک قادیانی صاحب کی مراسلت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۸ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ زندہ باش | تعلیم اسلام ہائی اسکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے۔ چراغ دین نام حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں۔ متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سمیت غربت تھی، مگر سسٹے میں داخل نہ تھیں اس لیے چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاہباش اسے تعلیم اسلام کے عقیدہ و فرزند (قادیانی) قوم کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹ نمبر ۲۹ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

## نکاح

۶۱۔ اعلان | یہ اعلان بغرض اگلی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ آئندہ احتیاط کی جایا کرے (ناظر امور عامہ قادیان) اخبار الفضل قادیان

جلد ۲۰ نمبر ۹ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۳ء

۶۲۔ زبردست محکم | حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنے لڑکے اس کی تعمیل کو ناجائز نہیں کہتا کہ احمدی کا فرض ہے۔ (برکات خلافت مجموعہ فتاویٰ)

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۵۷

## ۶۳۔ سخت ناراضگی

حضرت مسیح موعود نے اُس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے، جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا، لیکن آپ نے اُس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے پھر سالوں میں اس کی توہ قبول نہ کی باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ (انوار خلافت ص ۹۳ مصنف میاں محمود احمد صاحب خلیفہ سابق)

## ۶۴۔ ممانعت

غیر احمدی کو لڑکی دینے کی ممانعت حضرت خلیفہ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے نہیں کی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے اور حضرت خلیفہ المسیح اسی کی پابندی کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے پیغام کا یہ الزام کہ آپ نے یہ نیا عقیدہ بنا لیا ہے، بالکل غلط ہے دیکھیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیے صاف اور واضح الفاظ میں فرماتے ہیں۔  
 ”اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیے اگر توبہ نہ کرے تو بے شک لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔“

(الحکم ۱۳ اپریل ۱۹۰۸ء)

ان الفاظ کو پڑھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی نہ دینے کا عقیدہ حضرت خلیفہ ثانیؒ نے نہیں محمود صاحبؒ ایجاد کیا ہے۔ (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۲ء ۶۱۹۲۲ نمبر ۹۳، ۹۴ جلد ۹)

ایک شخص کے سوالات کیے۔ حضرت (میاں محمود احمد) صاحب نے مندرجہ ذیل جوابات کہے۔

## ۶۵۔ سوال جواب

سوال۔ کیا جو شخص احمدی کہلاتا ہے، چندہ بھی دیتا ہے تبلیغ بھی کرتا ہے، لیکن حضرت مسیح موعود کے حکم صریح کے خلاف کہ غیر احمدی کو اپنی لڑکی نکاح میں دینا جائز نہیں اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے۔ وہ ایک ہی حکم کے ٹوٹنے سے مسیح موعود کے منکروں سے ہو سکتا ہے؟  
 جواب۔ جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی (لڑکے کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔  
 سوال۔ جو نکاح خواں ایسا نکاح پڑھا دے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟  
 جواب۔ ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتوے دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے، جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھا دیا ہو۔  
 سوال۔ کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے لڑکی کا رشتہ کیا ہے وہ دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کر سکتا ہے؟  
 جواب۔ ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔ (ڈاکٹر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ سابق قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

غیر احمدی لڑکی کا نکاح (قادیانی) لڑکے سے تعلیم قرآن کے مطابق جائز ہے۔ جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتوے دیا ہے وہ فتویٰ غلط ہے۔ ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ہمیں

## ۶۶۔ تعلیم قرآن

لا فریستے۔  
 احمدی (قادیانی) مردوں سے غیر احمدی عورتوں کا نکاح ہوا ہے۔ ہزاروں غیر احمدی عورتیں احمدیوں کے گھروں میں موجود ہیں۔



کرتا تو اس کا جنازہ پڑھ لیکن میں حرج نہیں ہے غدار جہ از حد میت ہونے سے میری مراد ایسے امور ہیں کہ میں کی وجہ سے گھر کا فتویٰ لگ سکتا ہے۔ چنانچہ غیر احمدی کو لڑائی کا رشتہ دینا بھی اس قسم میں سے ہے (ڈاکٹری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹۱۲ء جلد ۹ نمبر ۸۶)

۴۱۔ فیصلہ کی تخصیص اگر کوئی احمدی غیر احمدی کا جنازہ غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیر احمدی کو لڑائی دیتا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا اس کی پورٹ ہمارے پاس کرنی چاہیے فتوے یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہو سکتا لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے آپ کا کام نہیں۔ (مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰۰۳ء اپریل ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۸۱-۸۲)

۴۲۔ اخراج چونکہ مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی اپنی لڑائیوں کے شتے غیر احمدیوں کو دیئے ہیں اس لیے ان کو حضرت امیر المومنین خلیفہ المسیح ثانی علیہ السلام بنصرہ کی منظوری سے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے اور وہاں کی جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ان سے قطع تعلق رکھیں۔

- ۱۔ چودھری محمد دین صاحب ولد مراد قوم اراکین سکنتہ سید عالم ضلع شیخوپورہ۔
- ۲۔ چودھری جیٹا صاحب ولد چودھری جلال الدین صاحب ساکن چندر کے گولے ضلع سیالکوٹ۔
- ۳۔ میاں جیون صاحب علاقہ آئبہ ضلع شیخوپورہ۔
- ۴۔ میاں غلام نبی صاحب سکنتہ چک نمبر ۱۱ ضلع شیخوپورہ۔
- ۵۔ چودھری علی بخش صاحب تلونڈی جھنگ ضلع غور و اسپر۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۶۹ مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۳۴ء ناظر امور قادیان)

## میل جول

۴۳۔ صلح گل کا انجام جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں، اصل میں وہ بھی ہمارا کذب ہے اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء منقول از مکتبین غلات الانجام ص ۸۲ معصفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو تنیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے۔ یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن اعظم ممن افتقر علی اللہ کذباً او کذباً بالحق لما جاءہ و گویا میں سب سے بڑھ کر ظالم دوہی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ پر افترا کرتے ہیں، دوم وہ جو حق کی تکذیب کرے پس یہ کت کرنا تنیک ہے اور دعاوی میں جھوٹ گویا نورہ ظلمت کو بھی کرنا ہے، جو ناممکن ہے۔ (حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول کا مضمون مندرجہ اخبار بدر قادیان نمبر ۱۹۱۹ء مورخہ ۹ اپریل ۱۹۱۹ء)

ایک دوست کا خط حضرت حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول (کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دیتے کہ تیار ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد (قادیانی) صاحب کو سلطان مانتے ہیں۔ فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعویٰ اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے محمدی وہی والہام کے معاملہ میں دوہی گروہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ ظَلَمَ مَوْسَىٰ اَنْ تَرَىٰ عَلٰى لِسَانِهِ ذِكْرًا بِالْحَقِّ لَتَأْتِيَ بِلَاكٍ فَبَرِيْثٌ  
 اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے، جو خدا پر افترا کرے۔ اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو اور کہے کہ مجھے ہوا ہے ایسا  
 ہی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اس حق کی تکذیب کرے یا تو مرزا صاحب اپنے دعوے میں پتے تھے۔ ان کو ماننا  
 چاہیے یا جھوٹے تھے ان کا انکار کرنا چاہیے اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے  
 اور اگر ان کا دعوے جھوٹا ہے تو پھر مسلمان کیسی؟ (اخبار بدر قادیان نمبر ۴۴ جلد ۱۴ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۱ء)  
 ایک احمدی کا خط پیش ہوا کہ مجھے آپ کے میموریل جمعہ کے ساتھ اتفاق ہے میں اپنے خیال کے مطابق کسی عیس  
 کی آمد کا منتظر نہیں ہوں اور نہ کسی کی ضرورت ہے اور (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب مرحوم اور جناب یعنی (حکیم نور الدین  
 صاحب قادیانی خلیفہ اول) کی مثال جتنے بزرگ دنیا میں پیدا ہوئے کم ہیں (حکیم نور الدین صاحب نے) فرمایا یہ مسئلہ  
 میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے فقرات بولنے والے لوگ کیا مطلب اپنے الفاظ کا رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کا دعویٰ  
 تھا کہ عیس ہوں، مہدی ہوں۔ خدا محمد سے ہم کلام ہوتا ہے وہ برابر اپنے الہام سناتے رہے۔ اب یا تو ایسا شخص  
 اپنے دعوے میں سچا ہے اور اس قابل ہے کہ اسے مسلمان لیا جاوے اور یا وہ خدا پر افترا کرتا ہے اور قرآن شریف  
 میں لکھا ہے کہ مغتری سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہا میں تو دو ہی ہیں معلوم نہیں کہ یہ تیسری راہ لوگوں نے کہاں سے فرض کر  
 لی ہے۔ (اخبار بدر قادیان نمبر ۴۴ جلد ۱۰ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

ایک دوست نے خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کی خدمت میں لکھا کہ جو شخص حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب)  
 کے سب دعویٰ کا مصداق ہو مگر بیعت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں جو اب میں حضور (میاں محمود صاحب)  
 نے لکھو یا غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک سلسلہ میں باقاعدہ بیعت نہ کی ہو خواہ (مرزا) صاحب کے سب دعویٰ  
 کو بھی مانتا ہو نماز جائز نہیں اور ایسا شخص سب دعویٰ کو مان بھی کس طرح سکتا ہے، جو حضرت صاحب بلکہ خدا کا صریح  
 حکم ہوتے ہوئے آپ کی بیعت نہیں کرتا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۹ مورخہ ۵ اگست ۱۹۱۵ء)

۷۵۔ قطع تعلق | یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کی ہے اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھانہ  
 اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریاستی اور طرح طرح کی حضاریوں میں سے حد سے بڑھ  
 گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملا نا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے  
 جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں، جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے  
 ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی  
 صاحب مندرجہ رسالہ تنبیہ الاذنان قادیان جلد ۶ نمبر ۹ صفحہ ۳۱۱)

۷۶۔ صاف حکم | اس کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے صاف حکم دیا کہ "غیر احمدیوں کے ساتھ  
 ہمارے کوئی تعلقات ان کی نبی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں" جب کہ ان کے حکم میں  
 ہم نے شال ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۱۶ء)

۷۷۔ دونوں حرام | غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لوکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے  
 پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات  
 ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دینی دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ جماعت کا اکٹھا ہونا ہے اور دینی تعلقات کا  
 بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔ اگر کو تو ہم کو ان کی لوکیاں لینے کی اجازت  
 ہے تو میں کتنا ہوں نصاریٰ کی لوکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے، تو اس کا



جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے کبھی سلام نہیں کیا اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے۔ عرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود نے فیوض سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ رکتہ افضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی نے ستر ہزار سالہ دیوانے کی تاریخ: ص ۱۶۹ نمبر ۱۴ (جلد ۱۴)

حضرت امام حکم و عدول (مرزا صاحب) علیہ السلام نے خصوصیات احمدیت میں ہر احمدی کے واسطے تین امور بطور فرمان عملی رکھے ہیں جن کی اتباع ہر احمدی پر فرض ہے اور جو حضرت مسیح موعود کے حکم اور فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی ہی نہیں بخدا کوئی کیوں نہ ہو۔

حضرت امام بہام (مرزا صاحب) علیہ السلام نے اولیٰ خصوصیت حرمت صلوٰۃ خلاف المنکرین المسیح الموعود قائم کی ہے۔ دوم خصوصیت حرمت صلوٰۃ الجنازہ علی المنکرین المسیح ہے۔ سوم خصوصیت ازدواج النسا المؤمنین بالمنکرین ہے یہ عملی فرق ہے مابین احمدی اور غیر احمدی گروہ کے۔

بعض لوگ دیدہ و دانستہ اپنی لڑائی غیر احمدیوں کو دیتے ہیں مگر وہ اس وبال سے بے خبر ہیں۔ حضرت صاحب کے حکم کی خلاف ورزی ان لوگوں نے جھگڑا ہے یا جھگڑتا پڑے گا اور حضرت نور الدین اعظم نے تو ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کیا ہے اور صاف فرمایا کہ وہ احمدی ہی نہیں ہیں اور حضرت خلیفہ اول نے ان کے خلف میں منع صلوٰۃ کر دی ہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۲۲، مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء)

جبری اللہ فی محل الانبیاء۔ احمد نبی اللہ مسیح موعود علیہ التیات والثناء فداء امی وانی) اپنے متبعین کو فرماتے ہیں کہ غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھو۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو بخدا وہ تمہارا ماں باپ بہن بھائی گناہی حقیقی رشتہ دار ہو اس کو لڑائی نہ دو۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۰۹ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۲۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کفر یا کذب یا متردو کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد ہے کہ تم پر حرام اور قطعی حرام ہے جو کسی کفر یا کذب یا متردو کے پیچھے نماز پڑھو اسی طرح آپ کا صاف اور صریح حکم ہے کہ کسی احمدی کے لیے جائز نہیں جو اپنی لڑائی کا رشتہ کسی غیر احمدی سے کرے، حضور کے قائم کردہ ابدی مرکز (قادیان) سے روگردانی اختیار کرنے والے (لاہور، کلکتہ، جہاں غیر حمیدیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لیے بے قرار ہے اور اس کے لیے قہر جم کے جیلے تراش کر اپنے انقلاب علی عقبیہ کا ثبوت دیا کرتے رہے ہیں وہاں اس فعل حرام یعنی غیر احمدیوں کو رشتہ رینات دینے کے واسطے بھی میں دیکھتا ہوں کہ ان کی مسخ شدہ مدعیوں میں تڑپ رہی ہیں اور وہ کچھ نہ کچھ اس کے متعلق شائع کرنا اپنے پیپ آلود زنجوں اور نہ اچھے ہونے والے ناسوروں کے لیے موجب اندیال سمجھتے ہیں۔ اے کاش وہ اپنے باؤں اپنے رہنما مرزا صاحب کی الہدیٰ اور لائے ہوئے دین الحق کو اتنی جلدی نہ بھول جاتے) (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۲۲، مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۲ء)

آپ نے یہ کیس طرح سمجھ لیا کہ ہم آپ کے لیے لوگوں سے کسی اسلامی سلوک کی امید رکھتے ہیں۔ ہمارے تو وہم و خیال میں بھی نہیں آسکا کہ آپ لوگ اسلامی سلوک کرنے کے قابل ہیں یا کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ لوگ جو ایک نبی دقت (مرزا صاحب) کے منکر ہیں، مسلمان ہی نہیں اور جب ہم انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر ان سے اسلامی سلوک کی توقع کیا ہے آپ کو محض غلط فہمی چوٹی ہے کہ ہم اسلامی سلوک کے امیدوار ہیں۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۶۹۔ ۷۰ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۱۸ء)

آپ لوگوں میں سے بہت سے اجاب نے دیکھا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۸۱- قادیانی چنڈہ کا اپنی زندگی میں غیر احمدیوں سے کیا تعلق تھا۔ کیا کوئی اس وقت حلفا کہہ سکتا ہے کہ کبھی آپ نے غیر احمدیوں سے چنڈہ مانگا ہرگز نہیں میں تو حلفا کہہ سکتا ہوں اور اس خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ نہ میرے کانوں نے روایتا کسی سے سنا اور نہ میری آنکھوں نے کبھی دیکھا اور نہ یہ کہہ کر چنڈہ کی ان کو ترغیب دی کہ میرا کام تو حفظ اشاعت اسلام ہے جو کہ ہمارا اور تمہارا مشترک فرض ہے۔ (خطبہ سید مرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۹، سورہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

۸۲- کبھی نہیں (ج ۱) کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لیے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے۔ اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اشاعت کے لیے آئے تھے ان کے لیے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور آپ ان کی انجنوں میں شریک ہوتے انہیں چنڈہ دیتے مگر آپ نے مرزا صاحب (کبھی اس طرح نہیں کیا۔) (خطبہ سید مرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۹، سورہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء) ایک دوست نے دریافت کیا کہ مولفہ قیم احمدیوں کے لیے لوگ چنڈہ مانگتے ہیں اس ۸۳- ضرورت نہیں امر میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا دوسرے لوگوں (مسلمانوں) کے ساتھ مل کر چنڈہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، یہ چنڈہ نہیں ہے اپنا سوخ بڑھانے کی کوشش ہے اس قسم کی ادا اپنے طور پر دی جائے تو مفید ہوتی ہے۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵۴، سورہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۲ء)

۸۳- چنڈہ قبول اس وقت تک تصور میں احمدیوں کی کوئی مسجد نہ تھی۔۔۔۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی آیدہ اللہ نے جو ششماہی رپورٹ کا نقشہ تجویز فرمایا ہے اس میں ایک یہ بھی سوال درج ہے کہ آیا مسجد احمدیہ ہے یا نہیں؟ اس کو پورا کرنے کے لیے ہماری انجمن نے غور کیا اور ایک پرانی شکستہ اور غیر آباد بوسیدہ مسجد کو پا کر اسے آباد کرنا چاہا چونکہ مسجد بہت ہی خستہ حالت میں تھی اس لیے اس کی مرمت کا انا دہ کیا گیا اور اس غرض کے لیے اپنی جماعت سے چنڈہ جمع کر کے کام شروع کر دیا جب مرمت کا کام شروع ہو گیا ایک غیر احمدی صاحب نے آکر دریافت کیا کہ آپ ہم سے بھی چنڈہ لے سکتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ بڑی خوشی سے آپ کا چنڈہ قبول کیا جائے گا جس پر انہوں نے دس روپے دیے اور مجھے ساتھ لے کر تحصیل چنڈہ کے لیے بازار میں چلے گئے۔ ہماری تین چار گھنٹہ کی کوشش سے اڑھائی سو روپیہ کے قریب چنڈہ ہو گیا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۲، سورہ یکم جولائی ۱۹۱۶ء)

سردست میں ایک اور معاملہ کی طرف تمام بہنوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور یہ ہے کہ (لنٹن میں) اس مسجد کے بن جانے کے سبب سے انگلستان میں تبلیغ کا کام بہت بڑھ گیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کام دو آدمیوں کی طاقت سے زیادہ ہے اس کے متعلق مجھے چندے شرح یعقوب علی صاحب نے ولایت سے توجہ دلائی تھی۔۔۔۔۔ اس کے بعد اور چند دوستوں نے بھی اس طرف توجہ دلائی اب خاں صاحب نشی فرزند علی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ کام زیادہ معلوم ہوتا ہے اور عمل بڑھانے کی ضرورت ہے۔

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ مسجد برلن کی تحریک کے وقت بعض غیر احمدی عورتیں بھی چنڈہ میں شامل ہونا چاہتی تھیں۔ لیکن چونکہ اس وقت شرط تھی کہ صرف احمدی عورتوں کا چنڈہ ہوا اس لیے اس کی اجازت نہ دی گئی تھی۔۔۔۔ لیکن اس وقت چونکہ عام تبلیغی اعراض کے لیے چنڈہ ہونا ہے اس لیے اس شرط کی ضرورت نہیں اگر کوئی بس اپنی خوشی سے اس

چندہ میں حصہ لینا چاہیں تو ان کا چندہ بھی خوشی کے ساتھ قبول کر لیتا چاہیے۔ (مفتون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں  
مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

۸۵۔ مسلمانوں سے ہینزار | کسی غیر احمدیوں کے ساتھ شیعہ یا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا عمل درآمد  
اور نہ ان میں سے کسی کو کسی اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کسی ان کو چندہ دیا اور نہ کسی ان سے چندہ مانگا۔ (ابتداء میں تو  
مدت تک مرزا صاحب نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ بلکہ اسی سے فیضانِ وحی۔ البتہ یہ سچ ہے  
کہ مسلمانوں کی رفتار میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا۔ (ملفوظات)

حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب  
سیکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید مولانا اہم چاہتے ہیں کہ ہماری  
اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم کی کوشش کے  
حضور نے انکار ہی فرمایا پھر سرسید صاحب کے چندہ مدرسے مانگنے کا واقعہ تو سنہری پیاہیاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی  
ملگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔  
(کشف الاختلاف جلد ۲ صفحہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

۸۶۔ سکھوں سے پیار | حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک وفد  
نے جو سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور اور مولانا اجلال الدین صاحب  
شمس پشتمل تھا۔ ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کو کوئٹہ سردار رگھیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی دس سیکرٹری گوردوارہ پٹنہ  
صاحب کمیٹی کو مبلغ پانچ سو روپیہ کی رقم گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کے لیے پیش کی یہ وفد ہزاری نس ہمارا  
ادھیراج پشیلہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا، جو گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کمیٹی کے صدر ہیں ہزاری نس نے  
جماعت احمدیہ کے اس طریق عمل کی بہت تعریف کی۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۰۸ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء)

۸۷۔ مسلمانوں سے مقابلہ | قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو حق لغویں پر بھاری ہوتا ہے  
اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہو جاتا ہے اور اگر اس  
سے بھی ترقی کرے تو صابہ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔  
ہماری جماعت مردم شماری کی مد سے پنجاب میں چھپن (۵۶) ہزار ہے گویا بالکل غلط ہے اور صرف اسی مبلغ کو اہل  
میں ہزار احمدی ہیں مگر فرض کو لویہ تعداد درست ہے اور فرض کو لویہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے  
بیس ہزار افراد رہتے ہیں تب بھی یہ ۷۵، ۷۶ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں لکھا جائے  
تو ہم ۷۵ لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابلہ میں ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم سارے سات کروڑ کا مقابلہ کر  
سکتے ہیں اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے۔ صحیح اور وسیع معلومات ہیں۔ ملفوظات پس سارے مسلمان  
مل کر بھی جمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں پھر کج کل ترجمانی  
مقابلہ ہے ہی نہیں اس لیے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

(امیاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۸ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۲ء)



(پروفیسر الیاس برنی)



سرکار نے ضبط کیا "زمیندار" کا مطبع  
 میرزا یوں کے گھر میں جلے گی کے چراغ آج  
 چمکانے گئے اندلسی اور دمشق سے  
 روشن ہوئے اسلام کے سینے کے داغ آج  
 کیا طرفہ تماشا ہے کہ ہوں آ کے معاش  
 کعبہ کی عنادل سے کلیسا کے کلاخ آج  
 خیازہ کش عشق رسول عسری ہوں  
 میرے دل مضطر کو میسر ہے فراغ آج  
 توحید کی دہلیز پہ ہوں ناصیبہ فرسا  
 پہنچا ہے مرا عرش معلیٰ پہ داغ آج  
 جو بواہوسوں کو نہ ملی ہے نہ ملے گی  
 اس دولت سرمد کا ملا مجھ کو سراغ آج  
 ہے جس کی ہر اک بوند میں کوثر کی ملوثی  
 ساتی نے دیا مجھ کو وہ لبسریہ الیغ آج  
 مرزائی بجاتے ہوئے بغلیں نکل آئے  
 خوش تھے کہ ہوا باغ "زمیندار" کا داغ آج  
 لیکن یہ خوشی تھی فقط اک عشرہ کی مہمان  
 پھر رحمت باری سے وہی داغ ہے باغ آج

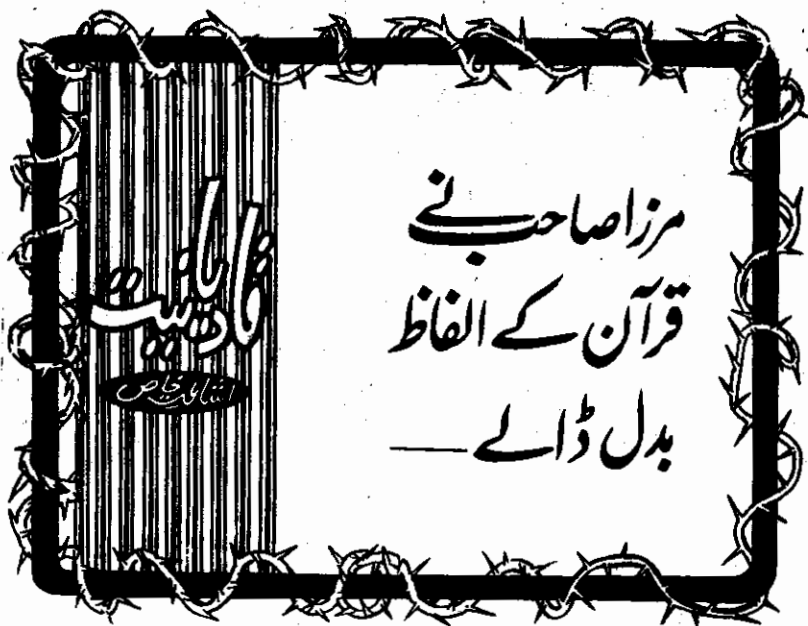
(مولانا ظفر علی خان)



انٹرنیشنل  
الہامی

نیاک جسد

میں



## تحریف کا مفہوم

اصل الفاظ کو بدل کر کچھ اور لکھ دینا (لغات فیروزی)

## تحریف کی اقسام

- ۱: تحریف لفظی: آیات قرآن مجید میں الفاظ کی کمی بیشی۔
  - ۲: تحریف معنوی: ترجمہ قرآن مجید کرنے میں ارادہ اصل معنوں سے ہٹ کر کوئی دوسرا مفہوم بیان کرنا۔
  - ۳: تحریف منصبی: جو آیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئیں، اُن کو اپنے اوپر یا کسی اور پر منطبق کرنا، یا جو آیات مکرّمہ یا بیت اللہ شریف کی شان میں ہوں، اُن کو کسی اور جگہ پر چسپاں کرنا وغیرہ۔
- قرآن مجید میں تحریف کو نہایت بڑا جرم ہے اور اس کا مرتکب آخرت میں عذاب عظیم کا مستحق کہا گیا ہے۔ ایسے یہودی الفطرت لوگ کفر صریح کے مرتکب ہیں۔

تحریف قرآن حکیم لفظی

(۱) اصل آیت قرآن:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

سورہ حج پانچواں آیت ۵۲

تکریف شدہ آیت :

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ وَلَا بَقِيَ إِلَّا أَذْنَمْنَىٰ إِلَى الشَّيْطَانِ فِي أَمْنِهِمْ

و انزال او لم ۲۲۴

[illegible]

مرزا غلام احمد صاحب نے قرآن شریف کی آیت سے مِنْ قَبْلِكَ خارج کر دیا ہے کیونکہ اگر مِنْ قَبْلِكَ یہاں رہتا تو مرزا صاحب کی نبوت کا ٹھکانا نہ بنتا۔

اب کتابوں کے صفحات جن میں اس آیت مقدسہ کی تحریف کی گئی ہے اُن کے فوٹو ملاحظہ فرمائیں:

کالا جاتا ہے اسی کی طرف اللہ جل شانہ قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمی القوالشیطان فی امنیۃ الخ ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آ جاتا ہے دیکھو خط دوم قرنتیان باب آیت ۱۴۔ اور مجموعہ تورات میں سے سلطین اول باب بائیس آیت انیس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیشگوئی کی اور وہ چھوٹے نعلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اُسی میدان میں مر گیا اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک رُوح کی طرف سے تھا۔ فدی فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر اپنی سمجھ یا تھا۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی روئے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت و انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر الہام ولایت نہ عام مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے محبت بھی نہیں تو پھر ناظرین کے لئے غور کا مقام ہے کہ کیونکر اور کن علامات



کہ شیخ شخص یا سالک خدا اور کافر ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہیں ہو گا اور کافر ہے کہ جس کا کفر کا مال کار کفر ہی ہو وہ بھی جیسی ہی ہوتا ہے۔ غرض میں دو لوگ صاحبوں نے کہ خدا انہیں بہشت نصیب کرے اس عاجز کی نسبت بہت کم اور کفر کا فتوے دے دیا اور بڑے زور سے اپنے الہامات کو شائع کر دیا۔ ہم اس جنگدان صاحب کے الہامات کی نسبت کہ زیادہ کمنا ضروری نہیں سمجھتے۔ صرف اس حد تک تحریر کرتا کافی ہے کہ الہام روحانی ہی ہوتا ہے اور شیطان بھی۔ اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے استکشاف کے لئے بطور استعارہ یا استنباط وغیرہ کے توہم کرتا ہے۔ خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں تفرقا تفرقی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی بڑا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آواز میں داخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطان کی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسول کی دلی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلا توقف نکال دیتا ہے۔ اسی کی طرف اشد بے گمان قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے وَمَا لَنَا مِنْ رُسُلٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا قُلُوبُنَا فِي سُلْبِهِمْ لَا تَعْقِلُونَ وَلَا نَكْفُرُ وَلَا نَعْلَمُ لِرَبِّ لَدُنَّا غَيْرَ إِلَّا بِمَا نَكْفُرُ وَلَا يَأْتِي الْبَشَرَ إِلَّا نَذِيرٌ مِمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بلکہ بعض لوگوں کے پاس آ جاتا ہے دیکھو خط دوم و قریبیاں باب آیت ۱۳۔ اور مجموعہ قوریت میں سے سلاطین اہل باب ہائیس نے ایس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے لیے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے ٹکے اور بادشاہ کو شکست کافی دے دیا وہ اسی میدان گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا فوری کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا یہ خیال بیٹے کے جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان اور پہلی کتابیں توریت اور انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر



(۲) اصل آیت قرآن شریف

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

سورہ توبہ رکوع ۷ پارہ ۱۱ آیت ۴۱

مرزا جی کی تحریف کردہ آیت

ان يجاهدوا في سبيل الله باموالهم وانفسهم (سورة توبه رکوع ۶)

(۱) اسناد میں سید محمد بن مبارک  
(جنگ مقدس)  
۵۔ جون ۱۸۵۲ء

مرزا صاحب نے اَنْ يُّجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ اپنی طرف سے داخل کیا اور وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ کو خارج کر کے فِي سَبِيلِ اللَّهِ کو آخر سے اٹھا کر درمیان میں رکھ دیا۔

یہاں مسلمانوں سے خطاب اور جہاد کا حکم تھا۔ مرزا صاحب نے مخاطب سے صیغے حذف کر کے جہاد کے حکم کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ مرزا صاحب کے نزدیک جہاد حرام ہے۔ ملاحظہ ہو:

”چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال“

اب اُن کتابوں کے صفحات کے نوٹ ملاحظہ فرمائیں:

ع۔ قرآن کی تعلیم ہو کہ بہ بہتان مکاری کیڑے اُتار لیں میں نے ڈپٹی صاحب کے قول کو ایسا سمجھا ہے۔  
غ۔ اگر یہی تعلیم ہو تو آیت قرآن شریف کی پیش کیجئے بلکہ جنہوں نے تلواروں کو قتل کیا وہ تلواروں سے بھی مارے گئے۔ جنہوں نے ناحی غریبوں کو ٹوٹاؤہ ٹوٹے گئے جیسا کیا ویسا پایا بلکہ اُنکے ساتھ بہت نرمی کا برتاؤ ہوا جیسے آج اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیوں ایسا برتاؤ ہوا سب کو قتل کیا جوتا۔  
ع۔ قرآن نے جائز رکھا کہ خوفزدہ ایمان کا اظہار نہ کرے۔

غ۔ اگر قرآن کی یہی تعلیم ہو تو پھر اسی قرآن میں یہ حکم کیوں ہے۔ ان یجاہدوا فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم (سورۃ توبہ رکوع ۶) اور کانہم بنیان مرموص ۲۸ اور یہ کہ ولا یخشون احدًا الا اللہ ﷻ اصل بات یہ ہے کہ ایمانداروں کے مراتب ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو منہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات ۲۳ یعنی بعض مسلمان نہیں سوائے ہیں جنہیں نفسانی جذبات غالب ہیں اور بعض درمیانی حالت کے ہیں اور بعض وہ ہیں کہ انتہاء کمالات ایمانیہ تک پہنچ گئے ہیں پھر اگر اللہ تعالیٰ نے برعایت اُس طبقہ مسلمانوں کے جو ضعیف اور بزدل اور ناقص الایمان ہیں یہ فرما دیا کہ کسی جان کے خطرہ کی حالت میں اگر وہ دل میں اپنے ایمان پر قائم رہیں اور زبان سے گو اس ایمان کا اقرار نہ کریں تو ایسے آدمی معذور سمجھے جاویں گے مگر ساتھ اسکے یہ بھی تو فرما دیا کہ وہ ایماندار بھی ہیں کہ مہاجر سے دین کی راہ میں اپنی جانیں دیتے ہیں اور کسی کو نہیں ڈرتے اور پھر پولیس کا حال آپ پر پوشیدہ نہیں جو فرماتے ہیں کہ میں یہودیوں میں یہودی اور غیر قوتوں میں غیر قوم پہل اور حضرت پطرس صاحب نے بھی مخالفوں سے ڈر کر تین مرتبہ انکار کر دیا۔ بلکہ ایک دفعہ نقل کفر کفر نباشد۔ حضرت مسیح پر لنت بھیجی اوداب بھی میں نے تحقیقاً سنا ہے کہ بعض انگریز اسلامی ملکوں میں بعض مصالحوہ کیلئے جا کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتے ہیں ۴  
ع۔ قرآن میں لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے آفتاب کو طول میں غروب ہوتے پایا۔

غ۔ یہ صرف ذوالقرنین کے وجدان کا بیان ہے آپ بھی اگر جہاز میں سوار ہوں تو آپ کو بھی

ع۔ قرآن کی یہ تعلیم ہو کہ یہ بہتان مکاری کیڑے اتار لیں میں نے ڈپٹی صاحب کے قوال کو ایسا سمجھا ہوا۔  
غ۔ اگر یہی تعلیم ہو تو آیت قرآن شریف کی پیش کیجئے بلکہ جنہوں نے تلواروں کو قتل کیا وہ تلواروں سے بھی مائے گئے۔ جنہوں نے ناحق غریبوں کو لوٹا وہ لوٹے گئے جیسا کیا ویسا پایا بلکہ ان کے ساتھ بہت نرمی کا برتاؤ ہوا جیسے آج عصر میں کیا جاتا ہے کہ کیوں ایسا برتاؤ ہو اس کو قتل کیا ہوتا۔  
ع۔ قرآن نے جائز رکھا کہ خوفزدہ ایمان کا اظہار نہ کرے۔

غ۔ اگر قرآن کی یہی تعلیم ہو تو پھر اسی قرآن میں یہ قائم کیوں ہو۔ ان یجاہدوا فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم (سورۃ توبہ رکوع ۶) اور کانھم بنیان مرموص ۲۵ اور یہ کہ ولا یخشون احداً الا اللہ ۲۲ اصل بات یہ ہے کہ ایمانداروں کے مراتب ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو منھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات ۲۳ یعنی بعض مسلمانوں میں کو ایسے ہیں جنہیں نفسانی جذبات غالب ہیں اور بعض درمیانی حالت کے ہیں اور بعض وہ ہیں کہ انتہاء کمالات ایمانیہ تک پہنچ گئے ہیں پھر اگر اللہ تعالیٰ نے برعایت اس طبقہ مسلمانوں کے جو ضعیف اور بزدل اور ناقص الایمان ہیں یہ فرما دیا کہ کسی جان کے خطرہ کی حالت میں اگر وہ دل میں اپنے ایمان پر قائم رہیں اور زبان کو گو اس ایمان کا اقرار نہ کریں تو ایسے آدمی معذور سمجھے جاویں گے مگر مانتہ اسکے یہی معنی تو فرما دیا کہ وہ ایماندار بھی ہیں کہ مہاجرین سے دین کی راہ میں اپنی جانیں دیتے ہیں اور کسی کو نہیں ڈرتے اور پھر پولوس کا حال آپ پر پوشیدہ نہیں جو فرماتے ہیں کہ میں یہودیوں میں یہودی اور غیر یہودیوں میں غیر قوم مہل اور حضرت پطرس صاحب نے بھی مخالفوں سے ڈر کر تین مرتبہ انکار کر دیا۔ بلکہ ایک دفعہ نقل کفر کفر نباشد۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اور اب بھی میں نے تحقیق سنا ہے کہ بعض انگریز اسلامی ملکوں میں بعض مصالح کیلئے جا کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتے ہیں +

ع۔ قرآن میں لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے آفتاب کو طول میں غروب ہوتے پایا۔

غ۔ یہ صرف ذوالقرنین کے وجدان کا بیان ہے آپ بھی اگر جہاز میں سوار ہوں تو آپ کی طرح

(۳) آیت قرآن حکیم

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۖ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

الرحمن بے

مرزا صاحب کی تحریف کردہ آیت۔

كُلُّ شَيْءٍ فَاِنٍ قَبِيْعٌ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

از اردو ماہ ۱۳۶۷

من علیہا غائب شئی زاید اور دو آیتوں کو ایک آیت تحریر کیا  
اُس صفحہ کے فوٹو ملاحظہ ہوں جہاں اس آیت کی تحریف کی گئی ہے

پڑھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ماسما کے روحانی داخلوں کا ظاہر ہونا  
 ابدان کے ساتھ فرشتوں کا آنا ایک روحانی قیامت کا نمونہ ہوتا ہے جس سے  
 مردوں میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور جو قبروں کے اندر ہیں وہ باہر آجاتے  
 ہیں اور نیک اور بد لوگ اپنی سزا جزا پالیتے ہیں اگر سجدۃ الزلزال کو قیامت  
 کے آثار میں سے قرار دیا جائے تو اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ایسا وقت روحانی  
 طہیر پر ایک قسم کی قیامت ہی ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے تائید یافتہ بندے  
 قیامت کا ہی روپ بنکراتے ہیں اور انہیں کا وجود قیامت کے نام سے  
 موسوم ہو سکتا ہے جھکے آنے سے روحانی مرنے زندہ ہونے شروع  
 ہو جاتے ہیں اور نیز اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ جب ایسا زمانہ آجائے گا کہ تمام  
 انسانی طاقتیں اپنے کمالات کو ظاہر کر دکھائیں گی اور جس حد تک بشری  
 عقول اور انکار کا پرواز ممکن ہے اس حد تک وہ پہنچ جائیں گی اور جس  
 حقیقی حقیقتوں کو ابتداء سے ظاہر کرنا مقدر ہے وہ سب ظاہر ہو جائیں گی تب اس  
 عالم کا دائرہ پورا ہو کر یک دفعہ اسکی صف پیلٹ دی جائے گی۔

كُلُّ شَيْءٍ فَارِزٌ بِقِيَمَتِهِ رَبُّكَ وَالْجَلالُ الْاَكْبَرُ

(۴) اصل آیت قرآن مجید

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

المحرر آیت ۸۶

تحریف شدہ آیت

اللہ تعالیٰ نے مشلہ فرمایا ہے اِنَّا اَتَيْنَاكَ سُبُعًا مِّنَ الْمَثَلِيّ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

ابراہیم احمدیہ مسیح

وَلَقَدْ نَبَّأْنَا زَاكِيَّةَ قُورَانٍ مِّنْ مَّزِيدٍ  
 وَلَقَدْ نَبَّأْنَا زَاكِيَّةَ قُورَانٍ مِّنْ مَّزِيدٍ  
 وَلَقَدْ نَبَّأْنَا زَاكِيَّةَ قُورَانٍ مِّنْ مَّزِيدٍ

کے کم پر زبر ہے اور مرزا کی کتاب میں زیر ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ اشدیہ براہین احمدیہ میں اس آیت کو صیغ لکھا گیا

(جیسا کہ نیچے کے فوٹوشیٹ) سے ظاہر ہے اور اندر مٹاؤ قن میں پھر تحریر

کیساتہ کھا گیا۔

کیونکہ الہامی غلیظوں کی دستی مرزائیوں کے بس کا روگ نہ ہوگا۔

نبی کی غلطیاں امتی کیونکر درست کر سکتے ہیں۔ بلکہ شاید وہ مرزا صاحب!

کے کسی غلطی کو غلطی نہ مانتے ہوں اور انہیں معصوم قرار دیتے ہوں۔ ملاحظہ ہو

فوتو اشاریہ۔

اشاريہ

بِرَاهِيقِ أَحْمَدِيَّةِ

34

ولقد اجتهدت في كل ما أمكن من المثالي (حجراته: ١٠٢٨٤ : ١٠٢٨٤)

برمودین ان یطعنوا فی الله - المشرکون، توبہ: ۴۴-۴۵

و يجمعون في البسات ... يشتهون رغن ٢٣٢٢٨١٣/٥٤١١٦١

7444:4

تاشقندارسلاننى امدىدىن قىلىش... يىغىن: غەل ۱۳۷۹

mon: 1944-45, 46-47, 48-49, 50-51, 52-53, 54-55, 56-57, 58-59, 60-61, 62-63, 64-65, 66-67, 68-69, 70-71, 72-73, 74-75, 76-77, 78-79, 80-81, 82-83, 84-85, 86-87, 88-89, 90-91, 92-93, 94-95, 96-97, 98-99, 100-101, 102-103, 104-105, 106-107, 108-109, 110-111, 112-113, 114-115, 116-117, 118-119, 120-121, 122-123, 124-125, 126-127, 128-129, 130-131, 132-133, 134-135, 136-137, 138-139, 140-141, 142-143, 144-145, 146-147, 148-149, 150-151, 152-153, 154-155, 156-157, 158-159, 160-161, 162-163, 164-165, 166-167, 168-169, 170-171, 172-173, 174-175, 176-177, 178-179, 180-181, 182-183, 184-185, 186-187, 188-189, 190-191, 192-193, 194-195, 196-197, 198-199, 200-201, 202-203, 204-205, 206-207, 208-209, 210-211, 212-213, 214-215, 216-217, 218-219, 220-221, 222-223, 224-225, 226-227, 228-229, 230-231, 232-233, 234-235, 236-237, 238-239, 240-241, 242-243, 244-245, 246-247, 248-249, 250-251, 252-253, 254-255, 256-257, 258-259, 260-261, 262-263, 264-265, 266-267, 268-269, 270-271, 272-273, 274-275, 276-277, 278-279, 280-281, 282-283, 284-285, 286-287, 288-289, 290-291, 292-293, 294-295, 296-297, 298-299, 300-301, 302-303, 304-305, 306-307, 308-309, 310-311, 312-313, 314-315, 316-317, 318-319, 320-321, 322-323, 324-325, 326-327, 328-329, 330-331, 332-333, 334-335, 336-337, 338-339, 340-341, 342-343, 344-345, 346-347, 348-349, 350-351, 352-353, 354-355, 356-357, 358-359, 360-361, 362-363, 364-365, 366-367, 368-369, 370-371, 372-373, 374-375, 376-377, 378-379, 380-381, 382-383, 384-385, 386-387, 388-389, 390-391, 392-393, 394-395, 396-397, 398-399, 400-401, 402-403, 404-405, 406-407, 408-409, 410-411, 412-413, 414-415, 416-417, 418-419, 420-421, 422-423, 424-425, 426-427, 428-429, 430-431, 432-433, 434-435, 436-437, 438-439, 440-441, 442-443, 444-445, 446-447, 448-449, 450-451, 452-453, 454-455, 456-457, 458-459, 460-461, 462-463, 464-465, 466-467, 468-469, 470-471, 472-473, 474-475, 476-477, 478-479, 480-481, 482-483, 484-485, 486-487, 488-489, 490-491, 492-493, 494-495, 496-497, 498-499, 500-501, 502-503, 504-505, 506-507, 508-509, 510-511, 512-513, 514-515, 516-517, 518-519, 520-521, 522-523, 524-525, 526-527, 528-529, 530-531, 532-533, 534-535, 536-537, 538-539, 540-541, 542-543, 544-545, 546-547, 548-549, 550-551, 552-553, 554-555, 556-557, 558-559, 560-561, 562-563, 564-565, 566-567, 568-569, 570-571, 572-573, 574-575, 576-577, 578-579, 580-581, 582-583, 584-585, 586-587, 588-589, 590-591, 592-593, 594-595, 596-597, 598-599, 600-601, 602-603, 604-605, 606-607, 608-609, 610-611, 612-613, 614-615, 616-617, 618-619, 620-621, 622-623, 624-625, 626-627, 628-629, 630-631, 632-633, 634-635, 636-637, 638-639, 640-641, 642-643, 644-645, 646-647, 648-649, 650-651, 652-653, 654-655, 656-657, 658-659, 660-661, 662-663, 664-665, 666-667, 668-669, 670-671, 672-673, 674-675, 676-677, 678-679, 680-681, 682-683, 684-685, 686-687, 688-689, 690-691, 692-693, 694-695, 696-697, 698-699, 700-701, 702-703, 704-705, 706-707, 708-709, 710-711, 712-713, 714-715, 716-717, 718-719, 720-721, 722-723, 724-725, 726-727, 728-729, 730-731, 732-733, 734-735, 736-737, 738-739, 740-741, 742-743, 744-745, 746-747, 748-749, 750-751, 752-753, 754-755, 756-757, 758-759, 760-761, 762-763, 764-765, 766-767, 768-769, 770-771, 772-773, 774-775, 776-777, 778-779, 780-781, 782-783, 784-785, 786-787, 788-789, 790-791, 792-793, 794-795, 796-797, 798-799, 800-801, 802-803, 804-805, 806-807, 808-809, 810-811, 812-813, 814-815, 816-817, 818-819, 820-821, 822-823, 824-825, 826-827, 828-829, 830-831, 832-833, 834-835, 836-837, 838-839, 840-841, 842-843, 844-845, 846-847, 848-849, 850-851, 852-853, 854-855, 856-857, 858-859, 860-861, 862-863, 864-865, 866-867, 868-869, 870-871, 872-873, 874-875, 876-877, 878-879, 880-881, 882-883, 884-885, 886-887, 888-889, 890-891, 892-893, 894-895, 896-897, 898-899, 900-901, 902-903, 904-905, 906-907, 908-909, 910-911, 912-913, 914-915, 916-917, 918-919, 920-921, 922-923, 924-925, 926-927, 928-929, 930-931, 932-933, 934-935, 936-937, 938-939, 940-941, 942-943, 944-945, 946-947, 948-949, 950-951, 952-953, 954-955, 956-957, 958-959, 960-961, 962-963, 964-9



قبول کر لیتے جو باعث تعلیم توحید کے تمام مشرکین کو بُرا معلوم ہوتا تھا اور اُس کے قبول کر نیوالے ہر وقت چاروں طرف سے معرض ہلاکت اور بلا میں تھے پس جس چیز نے اُن کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیرا وہ یہی بات تھی جو انہوں نے آنحضرت کو محض اُمتی اور سرایا مویہ میں اللہ پایا اور قرآن شریف کو بشری طاقتوں سے بالاتر دیکھا اور پہلی کتابوں میں پس آخری نبی کے آنے کے لئے خود بشارتیں پڑھتے تھے سو خدا نے اُن کے سینوں کو ایمان لانے کے لئے کھل دیا اور ایسے ایمان دان نکلتے جو خدا کی راہ میں اپنے خونوں کو بہایا اور جو لوگ عیسائیوں اور یہودیوں اور عربوں میں سے نہایت درجہ کے جاہل اور شریر اور

علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین لکھا۔ کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے۔ سو ایسا فقرہ جس میں طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اُسی کے نیچے رکھنا موزوں ہے۔

چوتھا لطیف یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہ سورۃ مقاصد قرآن کا ایک لہجہ لطیف ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمُتَانِیْ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمِ۔ یعنی ہم نے تجھے اسے رسول سات آیتیں سورۃ فاتحہ کی عطا کی ہیں جو مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن پر مشتمل ہیں اور اُن کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورۃ کا نام

ساتھ ہیں جیسے وہ میرے ساتھ ہیں۔ ہو کا ضمیر واحد بتاویل مافی السموات والارض ہے۔ اور ان کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات الہیہ ہیں جو حضرت خیر المرسل کی متابعت کی برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے سب طفیل ہیں اور اس بات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک مدح و ثناء جو کسی مومن کے

صلی آیت قرآن شریف  
 اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنْهُمْ مِنْ يُّحَادٍ وَّاللّٰهُ وَّرَسُوْلُهُ  
 فَاَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ  
 الْحَزْنُ الْعَظِيْمُ

تقریباً فی تحریف

(۱۵) قولہ تعالیٰ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنْهُمْ مِنْ يُّحَادٍ وَّاللّٰهُ وَّرَسُوْلُهُ یُدْخِلُهُ نَارَ الْخَالِدِ اَفِیْهَا  
 ذٰلِكَ الْحَزْنُ الْعَظِيْمُ (البروج سورہ توبہ) (ختمہ ۱۳)

مرزا صاحب نے یُدْخِلُهُ اپنی طرف سے داخل کیا اور  
 فَاَنَّ لَهُ وَجْهَتْ کو خارج کر دیا۔

اُس کتاب کا صفحہ ملاحظہ ہو جہاں اس آیت کی تحریف کی گئی ہے۔

ترجمہ - جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور وہ کلام جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس پر ایمان لائے اور وہی حق ہے ایسے لوگوں کے خدا گناہ بخش دے گا اور ان کے دلوں کی اصلاح کرے گا۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گی وہ سب سے کس قدر خدا تعالیٰ اپنی خوشنودی ظاہر فرماتا ہے کہ ان کے گناہ بخشتا ہے اور ان کے تزکیہ نفس کا خود مکلف ہوتا ہے۔ پھر کیا بدعت وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں اور غرور اور تکبر سے اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے۔ سعدیؒ نے سچ کہا ہے:-

محال است سعدی کہ راہ عفا تو اں رفت جو در پئے مصطفیٰ

بر در مزار آں شاہ سوئے بہشت حرام است بر غیر لوئے بہشت

(۱۵) قوله تعالى - اذ يقولوا انه من عباد الله ورسوله يدخله ناراخالدا فيها

ذات الخزي العظيم راجع من سورة قومه

ترجمہ - کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے خدا اسی کو جہنم میں ڈالے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ ایک بڑی رسوائی ہے۔

اب بتلادیں میں عباد حکیم غاں کہ ان کی کیا رائے ہے کیا خدا کے اس حکم کو قبول کریں گے یا بہادری سے ان آیتوں کے دھند کو اپنے سر پر لے لیں گے۔

(۱۶) قوله تعالى - واذ اخذ الله من الناس ايمانهم فخذوا بما نزلوا فخذوا بما نزلوا فخذوا بما نزلوا

ترجمہ - اور یاد کر کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد کیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں مجھ اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی تلاوت کرنی ہوگی اور کیا تم غافل رہ کر یا اور اس عہد پر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا  
يُكْفِرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ  
الْعَظِيمِ

مرزا صاحب کی تحریف کردہ آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكْفِرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ  
وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ ۝

۱۷۱۸۸۸

(دافع الوسوس ۱۷۷)

۱۷۷۷۷۷

وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ مرزا صاحب نے داخل کیا اور وَيَغْفِرَ لَكُمْ  
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ خارج کیا۔

اب ان کتابوں کے صفحات کے فوٹو شیٹ ملاحظہ ہوں جہاں اس  
آیت میں تحریف کی گئی ہے۔

ہو جو طوم اور عقاید صحیحہ۔ عسری اور ناراست اور یہودہ باتوں میں مبتلا ہونا ہے تو یہ تو صریح متقیوں کی صفت کے برخلاف ہے کیونکہ حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ**۔ یعنی اے ایمان لائے والو اگر تم متقی ہوئے پر ثابت قدم ہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتمام کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرقہ کہہ دیگا۔ وہ فرقہ یہ ہو کہ تم کو ایک نور دیا جائیگا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قوی اور حواس میں آجائیگا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک شکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری

عالم ایک ہی ذات ہے صادر ہیں اعداد ذات ماحولہ شریک کا یہی تقاضا ہونا چاہیے کہ دو فن نظام ایک ہی شکل اور طرز پر واقع ہوں تا دروند مل کر ایک ہی خالق اور صانع پر دلالت کریں کیونکہ توحید فی انتظام توحید باری عز و جل کے مسئلہ کو مؤید ہو جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی خالق ہوتے تو اس نظام میں اختلاف کثیر پایا جاتا۔ فرض یہ بات نہایت سیدھی اور صاف ہو کہ ملائکہ اللہ عالم کبریٰ کیلئے ایسے ہی ضروری ہیں جیسے قوی روحانیہ و حسیہ نشاء انسانہ کیلئے جو عالم صغیر ہے۔ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ اگر ملائکہ فی الحقیقت موجود ہیں تو کیوں نظر نہیں

تہ خلقنا الخلقه خلقه فخلقنا الخلقه مضجعة فخلقنا المضجعة خلقا ثم انشأناہ خلقا آخر فبارک اللہ احسن الخالقین۔ یعنی پہلے تو ہم نے انسان کو اس مٹی سے پیدا کیا۔ جو زمین کے تمام

ہو جو علوم اور عقاید صحیحہ سے بیخبری اور نادراست اور بیپودہ باتوں میں مبتلا ہونا ہے  
تو یہ تو مزع متقیوں کی صفت کے برخلاف ہے کیونکہ حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت  
جمع نہیں ہو سکتی حقیقی تقویٰ ایسے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا  
ہے یا ایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویخیر عنکم شیئنا من یجعل  
لکم نوراً آفتشون بہ بیٹے اے ایمان لانیا لو اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ  
تعالیٰ کے لئے انکار کی صفت میں قیام اور احکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے  
خیوں میں فرق رکھ دیگا وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائیگا جس نور کے ساتھ تم اپنی  
تمام باتوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں  
آجائے گا تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اُکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری

عالم ایک ہی ذات سے صادر ہیں اور اُس ذات واحد لا شریک کا یہی تقاضا ہونا  
چاہیے کہ دونوں نظام ایک ہی شکل اور طرز پر واقع ہوں تا دونوں ملکر ایک ہی خالق  
اور صانع پر دلالت کریں کیونکہ توحید فی النظام تو یہ باری عزوجل کے مسئلہ کو مسترد  
وہ یہ کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر کئی خالق ہوتے تو اسی نظام میں اختلاف کثیر پایا جاتا  
غرض یہ بات نہایت سیدھی اور صاف ہے کہ ایک جہ عالم کبیر کے لئے یہی ضروری  
ہیں جیسے قویٰ روحانیہ و حیثیتہ انسانیہ کے لئے جو عالم صغیر ہے۔

اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ شریک فی بحیثیت موجود ہیں تو کہیں نظر نہیں

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعِلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا  
فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا۔ ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَبَارَكُ اللَّهُ أَحْسَنَ  
الْمَخْلُوقِينَ دیکھو پہلے تو ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا جو زمین کے تمام

(۶) اصل آیت قرآن شریف  
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا  
نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ

مزاحی کی تحریف کردہ آیت

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدِّثٍ إِلَّا إِذَا تَكَلَّمَ  
أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي كُوْنِهِ قُلْ إِنَّمَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ تَمَثُّلًا لِّمَنْ يَحْكُمُ إِنَّهُ

اشاریہ براہین احادیثہ ۳۸

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدِّثٍ إِلَّا إِذَا تَكَلَّمَ  
قُلْ إِنَّمَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ تَمَثُّلًا لِّمَنْ يَحْكُمُ إِنَّهُ

ناظرین، دیکھیے اصل آیت مِنْ رَّسُولٍ تک تحریر کی آگے  
اپنی طرف سے ساری عبارت لگائی اور محدث کا لفظ جو سائے قرآن مجید  
میں نہیں ہے داخل کر دیا۔ یہ سارا ڈھونگ مرزا قادیانی نے اپنے  
آپ کو محدث و ملہم من اللہ ثابت کرنے کے لیے رچایا۔





شائع کردہ روحانی قرآن کے نام سے الشریکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ ۱۹۵۷ء

براہمی احمدیہ

۶۳۳

باب -۱

اسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بھی قادر تھا پھر اس کا قانون قدرت روحانی پیدائش میں بعینہ جہانی پیدائش کی طرح ہے کہ اول وہ ضلالت کے قوت میں کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے اور پھر اس کے متبعین کو کہ جو اس کی ذریت کا حکم رکھتے ہیں بہ برکت متابعت اس کی گئے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے سو تمام مُرسِل روحانی آدم ہیں اور ان کی اُمت کے نیک لوگ ان کی روحانی نسلیں ہیں اور روحانی اور جسمانی سلسلہ بالکل آپس میں تطابق رکھتا ہے اور خدا کے ظاہری اور باطنی قوانین میں کسی نوع کا

امجاد قرآنی کے لزوم کرنے کے لئے آپ فرما دیا ہے۔ اب اگر کوئی لزوم اور لا جواب رہ کر پھر بھی قرآن شریف کی بلاغت بے مثل سے منکر رہے اور یہود کوئی اور ذات خانی

تو اب سوچنا چاہیے کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اُمت محمدیہ کے کامل متبعین ان لوگوں کی نسبت بوجہ اولیٰ طہم و محدث ہونی چاہیے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن شریف خیر الامم ہیں۔ آپ لوگ کہیں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت کے لئے بشروح دے چکے ہیں کہ اس اُمت میں بھی پہلی اُمتوں کی طرح محدث پیدا ہونگے اور محدث بفتح وال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الہیہ ہوتے ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ ابن عباس کی قرات میں آیا ہے دما اردلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمثیٰ الحق الشیطان فی امنیۃ فیمن سنخ اللہ ما یخلق الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ۔ پس اس آیت کے رو سے بھی جس کو بخاری نے بھی کھلے ہر محدث کا الہام یقینی اور قطعی ثابت ہوتا ہے۔ جس میں فعل شیطان کا قائم نہیں رہ سکتا۔ اور خدا ظاہر ہے کہ اگر حضرت اور مومن کی

## معنوی تحریف

مرزا یوں نے قرآن مجید میں معنوی تحریف کی مذموم جسارت بھی کی ہے  
مرزا بشیر الدین محمود نے قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر کیا ہے جس میں ارادۂ معنوی تحریف  
کی ہے:-

مثال ۱۔ صحیح ترجمہ

غَيَّرُوا الْمَغْضُوبَ عَلَيْهِمْ وَلَا أَتَّيْنُ  
نہ (دکھا) رستہ ان لوگوں کا جن  
پر تیرا غضب ہوا۔ اور نہ ان لوگوں  
کا جو گمراہ ہو گئے۔

مثال ۲۔

سورہ بقرہ کی آیت ۵

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ  
إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ  
وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں آپ پر جو نازل  
ہوا اور جو کچھ آپ پہلے نازل ہوا اور  
آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔

اسی طرح تمام قرآن معنوی تحریف سے بھرا پڑا ہے۔

مرزائی غلط ترجمہ

مرزائی ترجمہ کے مطابق سورہ فاتحہ کی  
آخری آیت کے نصف غیر المغضوب  
عَلَيْهِمْ وَلَا أَتَّيْنُ کا ترجمہ یوں کیا گیا تھا:  
جن پر نہ تو بعد میں تیرا غضب نازل  
ہوا ہے اور نہ وہ بعد میں گمراہ ہو گئے ہیں

سورہ بقرہ کی آیت ۵

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ  
إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ  
وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اور جو ترجمہ نازل کیا گیا ہے یا جو ترجمہ  
پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لاتے  
ہیں اور آئینہ ہنسی والی موعود باتوں پر  
بھی یقین رکھتے ہیں۔

# تحریف منصبی

مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ آیات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل فرمائیں۔ اُن کو اپنے اوپر منطبق کیا ہے۔

بَیِّنَاتٌ لَّكَ لَعْنُ الْمَرْسَلِیْنَ (حقیقۃ الوحی ص ۸۳) لَیْسَیْنَ اور رَحْمَةُ الْعَالَمِیْنَ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان خصوصاً ہے جس کو مرزا صاحب نے بناوٹی الہام کے ذریعے اپنے اوپر منطبق کر لیا۔ اور یہ الہامی عبارت کہ قادیانی کا نام قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَاتِ..... فی الحقیقت قرآن شریف کے وائیں صفحہ شاید قریب نصف کے موقع پر بھی یہ الہامی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ (ازالہ ادوالم ص ۸)

اس طرح بے شمار الہامات جن کے ذریعے مرزا صاحب نے اپنی ذات، اپنے گاؤں، اپنے خاندان کی شان بیان کئے ہیں وحی چوری کی ہے، سب تحریف منصبی ہیطرح قرآنی آیات سے جتنے جلتے مشابہ الفاظ اور قرآنی الفاظ میں لپٹے ہوئے الہامات بھی تحریف قرآن ہیں۔

پہلے ہم مضمون چودہ، شعرچودہ، سنا کرتے تھے ”وحی چور“ کبھی سُننے میں نہ آیا تھا شاعروں، مصنفوں کے حقوق کی نگہداشت کیلئے قانون موجود ہے۔ کاش کہ قرآن کے تحفظ کا قانون بھی ہوتا جسکے تحت ان وحی چوروں کو دنیا میں لگام دی جاتی۔

# کلمہ طیبہ اور درود شریف میں تحریف

## مسلمانوں کا کلمہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں  
حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں  
احمد (مرزا غلام احمد) اللہ کے رسول ہیں

نوٹ:- محمد حذف کر کے احمد لگا دیا ہے۔ مرزا ناصر احمد کے دورہ افریقہ پر تصدیقی  
کتاب (AFRIKA SPEAKS) پر احمدی سنٹرل ماسک "تائجیریا کا فوٹو  
موجود ہے۔ وہاں پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔

## مسلمانوں کا درود شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ  
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ  
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ  
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ  
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قادیانی اُمت کا درود  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاحِدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ  
وَاحِدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ  
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ  
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاحِدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ  
وَاحِدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى  
آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ضیاء الاسلام پریس قادیان کے مطبوعہ رسالہ درود شریف منظر پر یہ درود شریف لکھا  
ہوا ہے خط کشیدہ الفاظ میں احمد مرزا غلام احمد کا اضافہ کیا گیا۔ اسلام کو مسخ کرنے کا  
بددگرام عدال بلیسیم وائل محمد کا مقابلہ مرزا غلام احمد کی آل کا مقام؟ ملاحظہ ہو

حالانکہ اسی ایڈیشن میں تمام آیات اُسی تحریف کے ساتھ غلط درج کی گئی ہیں جس طرح مرزا صاحب نے غلط لکھیں۔ جس ایڈیشن کے شروع میں یہ نوٹ دیا ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اس خانہ ساز نبوت کو سہارا دینے کے لیے عمدہ تحریف کی جا رہی ہے اور یہ اعلان محض دھوکہ ہے۔  
(اُس نوٹ کا عکس ملاحظہ ہو)

### کتابت کی غلطیوں کے متعلق گزارش

محامیہ ملک میں موجودہ طریق کتابت و طباعت کی وجہ سے انتہائی کوشش و توجہ کے باوجود ہر کتاب میں بعض غلطیاں سمیٹا ہوتی ہیں۔ اس سے نہ کتابت میں کوئی مستحق نہیں جو حضرت کے موجودہ مکتبہ کے نسخہ میں ملے جو نہیں۔ اس لیے حضرت کے موجودہ مکتبہ اسلام آباد کی کتاب تمام ان تمام میں فرماتے ہیں۔  
"میرے کتبوں میں بھی سب کتابت اور غیر ملکہ غرضی قلم کی بسن غلطیاں پائی جاتی ہیں۔"  
پس حضرت کے موجودہ مکتبہ اسلام آباد کی کتابت کی غلطیوں یا سبب و سببان کی غلطیوں کا یہ سبب نہیں ہے بلکہ ہم نے یہ اصول اختیار کیا ہے کہ کسی صورت میں حضرت کے موجودہ مکتبہ کے سامنے اور حضرت کی طرف سے چھپنے والی کتاب چھپ گئی اسے بعد میں غرض اپنے قیاس سے بدلتا ہرگز درست نہیں کیا گئی ہے۔  
کہ جسے درست ترین کا دروازہ کھلی سکتا ہے جو کہ کھلا رہا نہیں۔ پس ہم نے کتابت کا یہ طریق اختیار کیا ہے  
نظر انداز کر کے نقل مطابق اصل کا اصول اختیار کیا ہے۔ البتہ اگر کسی جگہ قرآن عزیز کی کوئی آیت یا حدیث نبوی کا کوئی حصہ کتابت کی غلطی سے یا سبب و سبب غلط چھپ گیا ہے تو اسے درست کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک ایسا چیز ہے جس کی تصحیح کے لئے محامیہ پاس یعنی اور قطعی ذریعہ موجود ہے۔ اس کے بعد کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔  
اور نہ ہی ایسا کہ ناجائز سمجھا گیا ہے۔

ہم نے اس میں کوئی بار اول کے مطابق کہنے کی پوری کوشش کی ہے لیکن میری گراں غیب میں میں  
بار اول سے کسی غلطی میں اختلاف پایا جائے تو طبع اول کے نسخہ کو درست سمجھا جائے گا۔ کتابت کے نسخہ میں کوئی غلطی  
کا ایک اور تفصیلی انداز میں لکھ دیا گیا ہے جو ایک رنگ میں برائیں احمدیہ شریعت شریعت احمدیہ کا مخصوص ہے۔ اختلاف  
ہماری اپنی کوشش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کا کوئی نقص نہ لگے۔ اور باعث ہدایت ہو سکے۔ آمین +

خاکستار

مولانا امجد علی

سربراہ ادارہ اشاعت اسلامیہ

دہلی، ۱۹۹۵ء

اگر چندہ کی حاجت ہے تو کر دعویٰ رسالت کا  
 بغیر اس ڈھونگ کے چندہ منیا ہو نہیں سکتا  
 سنا ہے قادیان میں بانسری بجتی ہے گول کی  
 مگر ہر بانسری والا کہنت ہو نہیں سکتا  
 یہ آساں ہے کہ بدلے جون اور بچھو بنے لیکن  
 کبھی بھی شہد کی مکھی سے تیا ہو نہیں سکتا  
 اگر مکہ سے بھی وہ ڈیچوں ڈیچوں کرتا آجائے  
 قیامت تک خیر عیسیٰ گویا ہو نہیں سکتا  
 مجہد الف ثانی سے غلام احمد کو کیا نسبت  
 ثریٰ کتنا بھی ادنیٰ ہو ثریا ہو نہیں سکتا  
 برادر خواندگی کی شرط اگر ہے میرزا بیت  
 قیامت تک بھی ہم سے یہ تو بھیا ہو نہیں سکتا  
 سرشت مرد مومن کا بدلی غیب ممکن ہے  
 چنبیلی کا یہ پودا بھٹ کھیا ہو نہیں سکتا  
 وطن کے پوجنے والو تعلق نوع انساں کا  
 تلاطم سے محبت کا تلب ہو نہیں سکتا  
 جسے اسلام کی عزت پر گٹ مرنا نہ آتا ہو  
 مسلمانوں کے بیڑے کا کھوتا ہو نہیں سکتا  
 مولانا ظفر علی خاں



الشيخ  
الشيخ  
الشيخ

الشيخ  
الشيخ  
الشيخ



علامہ اقبال اور قادیانی

# اگر قادیانی مسلمان ہیں تو مسلمان غیر مسلم قرار پائیں گے

علامہ اقبال  
اشفاق خاص

”برہمنی سے کہیں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقے (قادیانیت) کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں۔ مجھے ایسے شخص سے جھڑپ ہو چکی تھی جہاں سے کہ فریاد فحشوس کرتے ہوئے کسی مقبرے کا مجاہد یا کسی زندہ نام نہاد پیر کا مرید بن جائے۔“

علامہ اقبال کا یہ بیان ۲۰ جون ۱۹۲۳ء کو شائع ہوا اور ۲۱ جون ۱۹۲۳ء کو جاری کیا، جس میں صدارت سے اپنی دلچسپی کا سبب بیان کرتے ہوئے قادیانی امت کے پوشیدہ اغراض پر اشارات کیے کہ تحریک کشمیر کی آڑ میں اس نے اپنا دام تزدیر چھڑکا کہ مسلمانوں کو شکار کرنا چاہا ۱۱ اس کے بعد علامہ اقبال کے بلاستیا صاحب محلے میں مشغول ہو گئے اور سید سلیمان ندوی، علامہ انور شاہ کشمیری اور سیدنا مہر علی شاہ کو خطوط لکھ کر بعض استفسارات کیے۔ پہلا بیان ۲۲ مئی ۱۹۲۵ء کو جاری کیا۔ اس قادیانی قحط میں تھر تھری پیدا ہوئی۔ انگریزوں کا صہرہ ہونا

علامہ اقبال قادیانیت سے تعلق بھی خوش رائے نہ تھے، لیکن اس کے مضمرات کا مطالعہ انہوں نے آل انڈیا کشمیری کمیٹی کے تجزیاتی دور رس ۱۹۳۱-۳۲ء میں کیا۔ میرزا بشیر الدین بھٹو کیٹی کے صدر تھے۔ علامہ اقبال ان کے شرعی اہل تعلق اور سیاسی بہو و لب سے بیزار ہو گئے۔ میرزا نے ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو بعض مسلمان اکابر کو جمع کیا، پھر ان کے مل کر آل انڈیا کشمیری کمیٹی قائم کی، لیکن علامہ اقبال اور ان کے بارہ احباب شلایت مسکن شاہ ایڈووکیٹ اور خان بہاؤ ماجی ریمیشن وغیرہ پر جلد آنکھوں ہو گیا کہ میرزا بشیر الدین بھٹو اپنی امت کی سرفرازی کی گھڑا ہوا اور کھانا کھیل رہا ہے، انہوں نے کمیٹی کو لکھ دیا کہ آئندہ کشمیری کمیٹی کا صدر غیر قادیانی ہو۔ اس کے عارضی صدر ۱۹۳۲ء کو لاہور سلی ہوٹل میں میرزا بشیر الدین بھٹو متفق ہو گئے۔ علامہ اقبال صدر منتخب کیے گئے، لیکن علامہ نے محسوس کیا کہ میرزا بھٹو نے ایک ایسا جال چھڑکا ہے، جس سے کشمیری کمیٹی کی قادیانیت ختم ہو چکی ہے۔ آپ نے ۲۰ جولائی ۱۹۳۲ء کو صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور ایک پریس بیان میں ہلکا



طبعی امر تھا کہ ان کی تحقیق کا مسئلہ تھا: اور پینڈت جواہر لال نہرو نے میرزا کی امت کے دفاع میں ماڈرن ریویو لکھتے ہیں تین مقالے تحریر کیے۔ علامہ نے ان مقالوں کے جواب میں اسلام اور احمدیت کے زیر عنوان ایک محرکہ اور مقالہ لکھا، پینڈت جواہر لال نہرو خاموش ہو گئے، لیکن خود قادیانی فضلا بھی اس مقالے کے علمی ثبوت اور واضح سوالات کا جواب نہ دے سکے۔ علامہ نے پینڈت جواہر لال نہرو کو اپنے ایک نجی خط مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۷ء میں لکھا کہ صرف ہم میں اس سے متعلق کوئی ادہام نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔ سینہ سلطان ندوئی کے نام علامہ نے اپنے ایک خط مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۷ء میں لکھا اور اب قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہور رہا ہے۔

### علامہ اقبال کا پہلا بیان

قادیانیوں اور جہور مسلمانوں کی نزاع نے جو مسئلہ پیدا کیا ہے وہ نہایت اہم ہے اور ہندوستان نے اس کی اہمیت کو جال ہی میں محسوس کرنا شروع کیا ہے۔ میرزا زادہ تھا کہ ایک مکمل چھٹی کے ذریعے انگریز قوم کو اس مسئلے کی ماحترقی اور سیاسی اہمیتوں سے آگاہ کروں، لیکن افسوس ہے کہ میری صحت نے ساتھ نہ دیا۔ ابتدائی الوقت ایک ایسے مسئلے کے متعلق، جو میرے نزدیک ہندی مسلمانوں کی پوری زندگی کو متاثر کر رہا ہے، میں بہت مختصر کچھ عرض کروں گا، لیکن آغاز ہی میں یہ واضح کر دیتا چاہتا ہوں کہ میں کسی مذہبی بحث میں الجھنا نہیں چاہتا اور نہ میں قادیانی تحریک کے بانی کافیا کی تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ پہلی چیز سے ان لوگوں کو کوئی دلچسپی نہیں جن کے لیے یہ بیان جاری کیا جا رہا ہے اور دوسری کے لیے ہندوستان میں ابھی وقت نہیں آیا۔ میرا غرض فقط تاریخ کے علاوہ موازنہ مذاہب کے ایک طالب علم کا ہے۔ ہندوستان مختلف مذاہب اوقوام کی سر زمین ہے۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت گہرا ہے، جو جزوی طور پر مذہب اور جزوی طور پر نسل سے تفکیک پاتے ہیں۔ اسلام نسل تحلیل و تصور کی کاٹھنٹی کرتا ہے اور اپنی اساس قطعاً

دینی اعتقاد پر رکھتا ہے، چونکہ اس کی اساس ہی دینی ہے جو سر تا پا رُوحانیت ہے۔ اس لیے خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ایسی تمام تحریکوں کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہیں جنہیں وہ اپنی انسانی وحدت کے لیے خطرناک سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہے، لیکن اپنی بنیاد کو کسی نئی نبوت پر رکھتی اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مفید الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے، مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ وحدت اسلامی کا تسقط ختم نبوت کے عقیدہ ہی سے ممکن ہے۔

انسانیت کی تمدنی تاریخ میں ختم نبوت کا تخیل اولین ہونے کے علاوہ مکمل و حقیقی ہے۔ اس کی صحیح اہمیت کا اندازہ مغربی اور وسط ایشیا کے قبل از اسلام کے موبدانہ تمدن کی تاریخ کے بغور مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق موبدانہ تمدن میں زرتشتی، یہودی، انسانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں، ان تمام مذاہب میں نبوت کے تسلسل و رجحان کا تصور نہایت لازم تھا، اس لیے وہ مسلسل انکشاف کی کیفیت میں رہتے تھے۔ موبدانہ انسان کی یہ حالت انتظار غالباً نفسیاتی خطا کا باعث تھا۔ عہد جدید کا انسان رُوحانی طور پر موبدیت سے بہت زیادہ آزاد مش ہے۔ موبدانہ رویے کا نتیجہ یہ تھا کہ پرانی جماعتیں ختم ہوئیں اور ان کی جگہ مذہبی عیار دہندہ بازنئی جماعتیں لاکھڑی کرتے۔ اسلام کی جدید دنیا میں جاہل اور جھیلے ملاؤں نے جدید پریس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہماکی دھڑالی سے بیسویں صدی میں قبل از اسلام کے موبدانہ نظریات کو رائج کرنا چاہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام، جو تمام قومیتوں کو ایک ہی رستی میں پر کرنے کا دعویٰ رکھتا ہے، ایسی تحریک کے ساتھ کوئی ہمردی نہیں رکھ سکتا، جو اس کی موجودہ وحدت کے لیے خطرہ ہو اور مستقبل میں انسانی معاشرے میں مزید افراق و انتشار کا باعث بنے۔ قبل از اسلام کی موبدیت کے اچھا۔ کی دوسروں میں سے میرے نزدیک ہدایت، قادیانیت سے کہیں زیادہ

مخلص ہے، کیونکہ وہ مکمل طور پر اسلام سے باغی ہے، لیکن منظرِ اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی، مگر باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے انتہائی مہلک ہے۔ اس کا حاسد خدا کا تصور اس کے پاس منہ لٹھین کے لیے اتعداد زلف لے اور بیماریاں ہیں اور نبی سے متعلق بخیر و کمال اور رُوحِ مسیح کے لیے تسلسل کا عقیدہ، یہ سب اس قدر بیوقوف ہیں کہ اس تحریک کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ ابتدائی یہودیت کی طرف رجوع کر رہی ہے۔ رُوحِ مسیح کا تسلسلِ فہمیت بہت کی نسبت یہودی باطنیت کا جز ہے۔ بدلی مسیح بال شیم کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے بدو فیسبرور لکھتا ہے: ”کہا جاتا ہے کہ مسیح کی رُوح پیغمبروں اور صلح اودیوں کے ایک طویل سلسلہ جنہیں دورِ حاضر میں صادق کہا جاتا ہے، کے واسطے سے زمین پر اترتی۔ اسلامی ایران میں قبل اسلام کے موبد اثرات کے تحت جو طوطا تحریر کیں اُنھیں۔ اہل نے تسلسل کے اس تصور کو پھیلانے کے لیے ”بروز“، ”طول“ اور ”طی“ وغیرہ کی اصطلاحات وضع کیں۔ موبدانہ نظریے کی وضاحت کے لیے نئی اصطلاحات کا وضع کرنا اس لیے ضروری تھا کہ وہ مسلمانوں کے قلوب کو ناگوار نہ کریں۔ جتنی کہ تسلسلِ موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا مبداء بھی قبل از اسلام کا موبدانہ تصور ہے۔“

یہ اصطلاح، ہمیں اسلام کے دورِ اول کے دینی اور تاریخی ادب میں نہیں ملتی۔ اس حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف پروفیسر ولنگ نے اپنی کتاب ”موسومہ احادیث نبوی میں ربط“ میں کیا ہے۔ یہ کتاب احادیث کے گیارہ مجموعوں اور اسلام کے تین اولین تاریخی شواہد پر مبنی ہے۔ اور یہ بات ہر شخص کو مانی سمجھ سکتا ہے کہ اسلاف نے اس اصطلاح کو کیوں استعمال کیا؟ یہ اصطلاح غالباً انہیں اس لیے قبول نہ تھی کہ اس سے تاریخی عمل کا غلط نظریہ قائم ہوتا تھا۔ موبدانہ ذہن و فہم کو مدد حرکت تصور کرتا تھا، لیکن مسیح تاریخی عمل کو بحیثیت ایک تخلیق حرکت کے ہی ہر کرنے کی تعلیم سادست مسلمان مسکرا اور مؤرخ ابن خلدون کے حصے میں آئی۔

ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت

کابل کے دو اشخاص ملا عبد الحکیم چار آسیانی اور ملا نور علی

دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے ہیں اور لوگوں کو اس عقیدے کے تلقین کر کے انہیں اصلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جنہوں نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عجم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پختہ بندہ اور جب کو عدم آباد پہلے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانستان کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ پک چکے تھے۔ (افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ کا بیان)

احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے طالب علم پر

بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان، جسے کچھ ہی دنوں ایک کتاب نے ”سولی اینڈ ملری گزٹ“ میں ملا زور کا خطاب دیا تھا اس تحریک کی مخالفت زیادہ تر حفظ نفس کے احساس کے تحت کر رہے ہیں، کیونکہ اسے عقیدہ فہم نبوت کے معانی و مطالب پر پوری دسترس نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ ”مسلمانوں نے اسلام میں فہم نبوت کے عقیدہ کے تمدنی پہلوؤں کو سمجھنے کی کوئی سی حقیقی کوشش بھی نہیں کی، جتنی کہ مغربیت کی سست رو اور غیر محسوس اثر پذیری نے انہیں حفظ نفس کے جذبے ہی سے عاری کر دیا ہے۔ بعض نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمان اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ اس معاملے میں اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دے رہے ہیں۔ نہیں ہر وہ ایمرن رگورن پنجاب، کو تبلیغ و تلقین رواداری پر معذور سمجھتا ہے کہ ایک ماڈرن فرنگی جس نے بالکل مختلف تمدن میں پرورش پائی ہو، اس کے لیے اتنی گہری نظر پیدا کر لی دشوا ہے کہ وہ ایک بالکل مختلف تمدن رکھنے والی جماعت کی ہیبت ترکیبی

سے متعلق اہم مسائل کو سمجھ سکے۔

ہندوستان میں حالات اور بھی عجیب و غریب ہیں۔ مختلف مذاہب کا یہ ملک جس میں ہر مذہب کی گروہ کی بقا اور مستقبل کا انحصار اس کے اپنے استحکام پر ہے کہ جو مغربی لوگ اس پر حکمران ہیں، ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی اختیار کریں۔ اس "آزادانہ" اور "ناگزیر" پالیسی نے ہندوستان ایسے ملک پر برقیستی بہت بُرا اثر ڈال دیا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ یہ کہنا بجا نہ ہو گا کہ ہندوستان میں برطانیہ کے تحت مسلمانوں کا استحکام مقابلہ بہت ہی کم محفوظ ہے، حتیٰ کہ حضرت مسیح کے زمانے میں یہودی جماعت کارکن کے ماتحت محفوظ تھا، ہندوستان میں کوئی سا مذہب ہی ٹپے باز اپنی اغراض کی خاطر کوئی بھی دعویٰ کر سکتا اور ایک نئی عیادت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت کسی خاص جماعت کے استحکام ایک جتنی کی قدرہ بھر دیا نہیں کرتی، بشرطیکہ یہ سب بلا حکومت کو اپنی اطاعت و وفاداری کے علاوہ اس امر کا یقین دلا دے کہ اس کے پیرو حکومت کی اطاعت کے فرائض اور سرکاری محصول باقاعدہ ادا کرتے رہیں گے۔ اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے عظیم شاعر اکبر نے اچھی طرح بجا نہایت لیا تھا، جب اس نے اپنے مطالباتی انداز میں کہا تھا۔

گورنمنٹ کی خیر یار و مناؤ

انا کن کہو اور پھالسی نہ بہاؤ

میں قدامت پسند ہندوؤں کے اس مطالبے سے پوری ہمدردی رکھتا ہوں، جو انہوں نے نئے دستور میں برہمنیہ تحفظ مذہبی مصلحتوں کے خلاف پیش کیا ہے۔ یہ مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے یقیناً پہلے ہونا چاہیے تھا، جو ہندوؤں کے برعکس اپنے اجتماعی نظام میں نسلی تصور کی قطعی نفی کرتے ہیں۔ حکومت کو موجودہ صورتِ حالات پر خنجر کی سے غور کرنا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو اس معاملے میں، جو قومی وحدت کے لیے اشد ضروری ہے، عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہیے۔ بہر حال جب کسی قوم کی وحدت خطرے میں

ہو تو اس کے لیے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ محاندانہ قوتوں کے خلاف ایسا دفاع کرے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا طریقہ کیا ہے؟ اور وہ طریقہ یہی ہے کہ حقیقی جماعت کسی مذہبی سب سے باز کو تکیہ بالذین کرتے ہوئے اپنے تو اس کے دعاوی کو تحریر و تقریر کے ذریعہ جھٹلایا کرتے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو تو رواداری کی تلقین کی جائے، جس کا استحکام اور وحدت خطبے میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو، جبکہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔

اگر کوئی گروہ جو حقیقی جماعت کے نقطہ نگاہ سے باغی ہے، حکومت کی خصوصی خدمات انجام دے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ دوسری حالتوں کو اس سے کوئی شکایت نہ ہوگی، لیکن یہ توقع جھٹ ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لیے سنگین خطرہ ہوں۔ اس سلسلے میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلم فرقوں کے باہمی مناقشات کا ان بنیادی مسائل پر پرکھو انہیں پڑتا، جن پر سب فرقے باوجود اختلافات کے متفق ہیں۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے خلاف الحاد کے فتوے ہی دیتے ہیں۔

ایک اور چیز بھی حکومت کی خصوصی توجہ کی محتاج ہے، ہندوستان میں اس بنا پر کہ وہ ترقی پسندانہ خیالات رکھتے ہیں، مذہبی سب سے بازوں کی حوصلہ افزائی سے لوگ مذہب سے بالعموم بیزار ہونے لگتے ہیں۔ اس طرح مذہب کا اہم عنصر ہندوستانی قوموں کی زندگی سے آخر کار خارج ہو جائے گا۔ نتیجہ ہندوستانی دماغ ایسی صورت میں مذہب کی جگہ کوئی اور بدل پیدا کرے گا، جس کی شکل روس کی مادی دہریت سے کسی طرح مختلف نہیں ہوگی۔

علامہ کے اس بیان سے میر زائی امت پر کھلا ٹھہراؤ سرکاری دائر میں جھلکی گئی تو آپ نے ایک مقرر تو فرمایا میں کہتا ہوں: معلوم ہوا ہے۔ میرے اس بیان سے بھی حلقوں میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں اور یہ تاثر دیا گیا ہے کہ میں نے حکومت کو یہ لطیف مشورہ دیا ہے کہ وہ قادیانی

تحریک کا بزور افساد کرے۔ میرا یہ مدعا ہرگز نہ تھا۔ میں نے اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ مذہب میں عدم خلعت کی پالیسی ہی ایک ایسا طریقہ ہے، جسے ہندوستان کے موجودہ حکمران اختیار کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی پالیسی ممکن ہی نہیں، البتہ مجھے اعتراض ہے کہ میرے نزدیک یہ پالیسی مذہبی جماعتوں کے مفادات کے منافی ہے، لیکن اس سے بچنے کی ادھر کوئی راہ نہیں اور جنہیں اس سے خطرہ ہے۔ انہیں اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے مناسب طریقے اختیار کرنے چاہئیں، میرے نزدیک حکومت کے لیے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ قادیانوں کو ایک الگ جماعت قرار دے دے اور یہ اُن کی اپنی پالیسی کے بھی عین مطابق ہو گا۔ اور مسلمان بھی اُن سے رواداری برتیں گے، جو باقی مذاہب کے بارے میں اختیار کرتے ہیں۔“

### پنڈت جواہر لال نہرو کے جواب میں

”ماڈرن ریویو“ مکتبہ میں پنڈت جواہر لال نہرو کے تین مقالوں کی اشاعت کے بعد مختلف مذہبی اور سیاسی مسالک کے مسلمانوں نے مجھے متعدد خطوط بھیجے۔ ان خطوط کے محرروں میں سے بعض نے خواہش کی ہے کہ جن تعلیل کے متعلق مسلمانان ہند کی روش کے بارے میں مزید توضیح کروں اور اس کے حق بجانب ہونے کا ثبوت بہم پہنچاؤں۔ بعض نے مجھ سے پوچھا ہے کہ احمدیت میں اصل شیعہ طلب مسئلہ میرے نزدیک کیا ہے۔ میں پیش نظر بیان میں سب سے پہلے ان تقاضوں کو پورا کرنا چاہتا ہوں، جو میرے نزدیک بالکل بجا ہیں۔ پھر ان سوالات کا جواب دوں گا، جو پنڈت جواہر لال نہرو نے پیش کیے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے اس بیان کے بعض حصے غالباً پنڈت جی کے لیے دلچسپی کا باعث نہ ہوں گے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ اپنی محفل کو نظر انداز کر دیں تاکہ ان کا وقت بچا صرف نہ ہو۔

میرے لیے یہ کہنا ضروری نہیں کہ جو مسئلہ مشرق اور

غالباً پوری دنیا کے نہایت عظیم الشان مسائل میں سے ایک ہے۔ اس کے ساتھ پنڈت جی کی دلچسپی کا غیر متعمد کرنا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ پہلے قوم پرست ہندوستانی لیڈر ہیں، جنہوں نے دنیا کے اسلام کی موجودہ روحانی بلے چینی کو سمجھنے کی خواہش کا انہار کیا ہے۔ اس بلے چینی کے متعدد پہلو اور اسکا فی اثرات ہیں، اس لیے ہر درجہ مطلوب ہے کہ ہندوستان کے ذہنی و سیاسی لیڈر اس معاملے کے حقیقی مفہوم کے لیے دل کے دروازے کھولیں جس نے اس وقت قلبِ اسلام میں بھجوان پیدا کر رکھا ہے۔

میں یہ امر پنڈت جی یا اس سیاسی کے کسی دوسرے خواہش مند سے چھپانا نہیں چاہتا کہ پنڈت جی کے مقالوں نے فی الوقت میرے دل میں ایک حد تک احساسات کی تکلیف دہ کش مکش پیدا کر دی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ پنڈت جی وسیع تہذیبی ہمدیوں کے انسان ہیں۔ لہذا میرا ذہن اسی طرف مائل ہو سکتا ہے کہ پیش کردہ مسائل کو سمجھنے کی خواہش میں وہ غرض غرض میں، لیکن جس طریق پر انہوں نے اپنے خیالات کا انہار کیا ہے۔ اس سے ایک ایسی نفسانی کیفیت بے نقاب ہوتی ہے، جسے پنڈت جی سے منسوب کرنا مجھے دشوار نظر آتا ہے۔ میرا بیان نگر یہ ہے کہ قادیانیت کے بارے میں میرے بیان نے، جو اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک مذہبی اصول کی تشریح جدید انداز میں کی گئی۔ پنڈت جی اور قادیانیوں دونوں کو مشکل میں ڈال دیا۔ اس لیے کہ دونوں (پنڈت جی اور قادیانی) مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی اتحاد ایک جہتی کے ممکنات کو خصوصیت سے ہندوستان کے اندر ناپسند کرتے ہیں۔ اگرچہ دونوں کے وجوہ مختلف ہیں۔ بدیہی ہے کہ ہندوستانی قوم پرست کو جس کی سیاسی تصویریت نے احساس حقیقت کو عملاً کھل ڈالا ہے۔ شمالی و مغربی ہند کے مسلمانوں میں خود مختاری کی خواہش پیدا ہونے لگا انہیں۔ وہ سمجھتا ہے اور میرے نزدیک غلط سمجھتا ہے کہ قومیت ہند کی خاطر ملک کی تمام مستقل تہذیبوں کو مٹا دینا چاہیے، حالانکہ ان کے تعاون ہی سے ہندوستان

یہودیوں کی روشنی کے متعلق ڈیورنٹ کا اقباس قادیانیت کے سلسلے میں مسلمانوں کی روش پر بدرجہا بہتر انداز میں ملاحظہ ہوتا ہے۔ اقباس یہ ہے:

”مزید برآں اکابر یہودیوں کی لئے تھی کہ یہ مسیحی میں یہودیوں کی چھوٹی سی جماعت کو رشتہ دار محفوظ رکھنے کے لیے مذہبی وحدت دہم دہی کے ذریعہ تھی اور غائبیہ استہلا کو بچانے کے لیے ایک آخری وسیلہ تھا یہودی قوم میں یہ بھی چکی تھی۔ اُس کی تباہی کی جتنی تدبیر اور کوشش تھی مگر ان کی اپنی کوئی ملکیت، کوئی ملکی قانون، سیکولر قوت و طاقت کے اپنے ادارے ہوتے، چھوٹے کام لیکر داخلی ہم آہنگی اور خارجی احترام حاصل کر سکتے تو غائبیہ زیادہ زیادہ واداری جانتے، لیکن مذہب اُن کے لیے

حُب وطن بھی تھا اور ایمان بھی عبادت گاہ ان کے نزدیک مذہبی مراسم و عبادات کے علاوہ عمرانی سیاسی زندگی کا مرکز بھی تھی جس میں اُن کی مصحت کو سینئر زانے محل نظر قرار دے دیا تھا، وہ قوم یہودی کے لیے سفری وطن تھی۔ ان حالات میں انہوں نے مسٹر عقائے اسرار کو غذاری اور رواداری کو خود کشی قرار دیا۔“

یہودیوں کی حالت یہی تھی کہ وہ ایسٹرنڈم کے اندر راقیت میں تھے، لہذا وہ سینئر زانہ کو ایک انتشار انگیز عامل قرار دینے میں بالکل حق بجانب تھے، جس سے ان کا جماعتی شیرازہ بکھر جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اسی طرح مسلمانان ہند بھی تبدیلیی تحریک کہ ہندوستان کے اندر اسلام کی اجتماعی زندگی کے لیے بدرجہا خطرناک قرار دینے میں بالکل حق بجانب ہیں اور قادیانی تحریک پوری دنیا کے اسلام کے کافر ہونے کا اعلان کر چکی ہے اور مسلمانوں سے مجلسی مقلد کرتی ہے۔ سینئر زانہ فلسفہ مابعد الطبیعیات یہودیوں کی اجتماعی زندگی کے لیے اتنا خطرناک نہ تھا، یہی سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کا مسلمان دہرائی خاص نوعیت کے ان حالات کا صحیح احساس رکھتا ہے، جن میں وہ ہندوستان کے اندر گھرا ہوا ہے اور اسے کسی

ایک سیر حاصل اور پایدار ثقافت کو نشوونما دے سکتا ہے جن طور طریقوں کا حامی ہندوستانی قوم پرست ہے۔ ان کی بنا پر جو قومیت و خود پندیری ہوگی، اس کا نتیجہ باہمی فکری تشدد کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح جب یہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری پر مضطرب ہیں، کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں، مسلمانان ہند کا سیاسی انتشار بڑھ جائیگا تو قادیانیوں نے رسولی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے اپنے ہندوستانی غمی کی نفی اقامت نکالنے کے جو منصوبے تیار کر رکھے ہیں، وہ نقصان دہ و مہم برپا ہو جائیں گے جس نے مسلمانان ہند کو یہ جتنے کی کوشش کی تھی کہ ہندوستان کے اندر اُن کی تاریخ کے موجودہ نازک دور میں داخلی اتحاد و ہم آہنگی مدد و جبر ضروری ہے اور میں نے ان انتشار انگیز قوتوں کے خلاف انہیں متنبہ کیا تھا جو اصلاحی تحریکات کا لباس پہن کر مرنے کا آئی ہیں۔ میرے لیے یہ امر حیرت افزا نہیں کہ میری ان کوششوں نے پندت جی کے لیے اس قسم کی قوتوں سے اظہارِ ہمدردی کا موقع بہم پہنچا دیا ہے۔

بہر حال میں پندت جی کے محرکات کی پہچان بین کے نامور شگوار کام کو طول نہیں دینا چاہتا۔ جو اصحاب قادیانیت کے متعلق عام مسلمانوں کی روشنی کی مزید توضیح کے خواہاں ہیں۔ ان کے قادیانیت کے لیے میں اسے ڈیورنٹ کی کتاب ”قلعے کی کمانی“ سے ایک اقباس پیش کرتا ہوں، جس سے قادیانیت کے سلسلے میں زیر غور مسئلہ عام خواندہ کے روبرو زیادہ واضح ہو جائے گا۔ ڈیورنٹ نے سینئر زانے کے فلسفے کو جماعت بدرکے جانے کے متعلق یہودیوں کا نقطہ نگاہ چند فقروں میں جاہلیت سے پیش کر دیا ہے۔ خواندگان بیان کریں نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اقباس پیش کرنے سے میں خود بخود سینئر زانہ اور باطنی احمیت کے درمیان کسی قسم کے کوٹنے کا خواہاں ہوں۔ ان دونوں کے درمیان ذہن و دانش اور سیرت و کردار کے اعتبار سے بعد ہمد ہے تھامت سینئر زانے کی عموماً دیکھا کہ وہ کسی نئی تعلیم کا مرکز ہے اور جو یہودی اس پر ایمان نہ لائیں، وہ یہودیت کے دائرے سے خارج ہیں۔ ہذا سینئر زانہ کو جماعت بدر کرنے کے سلسلے میں

دوسرے ممالک کے مسلمانوں کے مقابلے میں انتشار انگیز  
 قوتوں کا بد جہازیانہ احساس ہے میرے نزدیک مسلم  
 مسلمانوں کا یہ وجدانی اور اک تعلق درست ہے اور مجھے کوئی  
 شبہ نہیں کہ اس کی بنیاد مسلمانانِ ہند کے ضمیر پر بدہمت گہری  
 ہے۔ جو لوگ ایسے معاملے میں رواداری کا نام لیتے ہیں۔ وہ  
 اس لفظ کے استعمال میں بے حد غیر محتاط ہیں۔ بلکہ مجھے اندیشہ  
 ہے کہ وہ رواداری کی حقیقت ہی سے واقف نہیں۔ رواداری  
 کی روح انسانی قلب کی بے حد مختلف روشنیوں سے رونما ہوتی  
 ہے۔ لیکن کہتا ہے ایک رواداری فلسفی کی ہے، جس کے  
 نزدیک تمام مذاہب یکساں ہیں۔ ایک رواداری مورخ کی ہے  
 جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر غلط ہیں۔ ایک  
 رواداری سیاست دان کی ہے، جو تمام مذاہب کو یکساں  
 مفید سمجھتا ہے، ایک رواداری اس انسان کی ہے، جو فکر و  
 عمل کے دوسرے طور پر قوتوں کو برداشت کر لیتا ہے، کیونکہ  
 وہ خود فکر و عمل کے مختلف طور پر قوتوں سے بالکل بے پروا  
 ہو جاتا ہے۔ پھر ایک رواداری کمزور آدمی ہے جو مخصوص  
 کمزوری کی بنا پر ان تمام زندگیوں کو انگیر کر لیتا ہے جو اس  
 کی مجذوب اشیاء یا افراد کے لیے روا رکھی جاتی ہے۔ ظاہر ہے  
 کہ رواداری کے یہ نمونے کوئی اخلاقی قدر و قیمت نہیں رکھتے۔  
 اس کے برعکس غیر مشدد طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس رواداری  
 پر کاربند ہونے والا انسان روحانی اخلاق کا اظہار کر رہا ہے۔  
 حقیقی رواداری عقل و دانش کی وسعت اور روحانی پھیلاؤ سے  
 پیدا ہوتی ہے۔ ایسی رواداری وہی لوگ اختیار کرتے ہیں، جو  
 روحانی اعتبار سے قوی ہوں۔ اپنے ایمانی حدود کی پوری پوری  
 حفاظت کرتے ہوئے دوسرے مستحقات برداشت کر لیں،  
 بلکہ بعض کی قدر بھی کویں۔ ایسے روادار کا ایمان تریکی یا اشتراکی  
 ہوتا ہے۔ اس لیے وہ دوسروں کے تعلق میں ہمدردی کے  
 معانی یہ آسانی پیدا کر لیتا ہے اور ان کے ایمان کی قدر کر سکتا  
 ہے۔ جیسے عظیم القدر ہندوستانی شاعر امیر خسرو نے اس قسم  
 کی رواداری کی حقیقت ایک بہت پرست کی کہانی کے سلسلے  
 میں بڑی خوبصورتی سے پیش کی ہے۔ بڑوں کے ساتھ بہت بڑی  
 کی شدید محبت و عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے شاعر مسلمان

نوائید گاہن کتاب کو خطاب کر کے کہتا ہے  
 اے کہ زبنت طعنہ بہ ہند دہری  
 ہم زوے اس موز پر سستش مگری  
 (ترجمہ) اے کہ تو ہندو کو بت کا لہند دے رہا ہے کیا یہ  
 ضروری نہیں کہ تو اس سے پرستش و عبادت کا طریقہ دیکھ لے۔  
 خدا کا پتھر ستاری عبادت کی صحیح قدر و قیمت محسوس  
 حکم کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس کا مرجع دیوتا ہوں، جن پر خدا پرست  
 کا کوئی عقیدہ نہیں۔ جو لوگ میں رواداری کی تقیین کر رہے ہیں۔  
 ان کی حالت یہ ہے کہ اپنے مذہبی حدود کی پوری پوری حالت  
 کرتے والے انسان کی رو سے کوئی تار واداری قرار دیتے ہیں۔  
 ان کے نزدیک یہ روش اخلاقی کمزوری کا نشان ہے۔ حالانکہ  
 سامنے غلط ہے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس روش کی قدر و قیمت  
 اصلاً حیاتیاتی ہے۔ جہاں کسی جماعت کے افراد و جدا نانا یا  
 معقول دلیل کی بنا پر محسوس کریں کہ عمرانی نظام کی اجتماعی زندگی  
 خطرے میں ہے۔ ان کی دفاعی حیثیت کا جائزہ لیتے وقت  
 زیادہ ترجیحات یا مہاریش نظر رکھنا چاہیے۔ اس سلسلے میں  
 ہر فکر و عمل کا اندازہ اس طرح کرنا چاہیے کہ اس میں قدر بقا  
 کی کیا کیفیت ہے؟ اس سلسلے میں اصل سوال یہ نہیں کہ جس  
 شخص کو کافر یا ملحد قرار دیا گیا۔ اس کے بارے میں فرد یا  
 جماعت کی روش اخلاقی اعتبار سے اچھی ہے یا بُری۔ اصل  
 سوال یہ ہے کہ یہ روش حیات بخش ہے یا حیات کش؟  
 پنڈت جواہر لال نہرو بظاہر یہ سمجھ رہے ہیں کہ جو سامترہ  
 مذہبی اصول پر مبنی ہو گا اس کے لیے لازماً ایک محکمہ اعتبار  
 قریب کی ضرورت ہوگی۔ سمجھتے کے تعلق میں تو یہ خیال درست  
 ہے لیکن تاریخ اسلام بذاتِ ہی کی متعلق کے برعکس یہ ثابت  
 کر رہی ہے کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ سو سال کی زندگی کے دوران  
 میں محکمہ احتیاج و ضرورت سے تمام مسلم ممالک کا طائفاً آشنا  
 رہے۔ قرآن نے ایسے ادارے کی طرح مخالفت کر دی ہے  
 لہذا جو تائبہ و دوسروں کی کمزوریوں کا تلاش نہ کر اور ایک  
 دوسرے کو ہٹا دینے کے لیے نہ کہ "پنڈت جی تاریخ اسلام کا مطالعہ  
 کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہمدردی اور عیسائی  
 اپنے وطنوں میں مذہبی تعزیر و تعصب سے بھاگ کر جمیل  
 اسلامی سرزمینوں میں پناہ دیتے رہے۔ جن دونیادوں پر

اسلام کا ذخیرہ قائم ہے۔ وہ اتنی سادہ ہیں کہ گھرانہ سنی میں تقریباً غیر ممکن ہے، جو کسی شخص کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے پر باہل درست ہے کہ جب کوئی شخص ایسے اصول کا اعلان کرتا ہے جو موجب کفر بنوں اور جن سے مردہ عمرانی نظام کے لیے خطرہ پیدا ہو جائے تو ایک آزاد مسلم مملکت یقیناً اس کے انسداد کے لیے قدم اٹھائے گی، لیکن اس حالت میں ملک کا اقدام خالص مذہبی مصالح کے بجائے زیادہ تر سیاسی مصالح پر مبنی ہوگا۔ پنڈت جواہر لال ایک ایسے معاشرے میں پیدا ہوئے اور اس میں انہوں نے پرورش پائی، جہاں کے حدود بھی پوری طرح متعین نہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں کوئی داخلی ہم آہنگی بھی نہیں۔ میں بخوبی اعزازہ کر سکتا ہوں۔ ایسے شخص کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ایک مذہبی معاشرہ عقائد عوام کی چھان بین کے لیے مملکت کی طرف سے مقرر کردہ محکمہ احتساب کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے اور فروغ پاکستان ہے۔ یہ حقیقت اس اقداس سے بھی واضح ہے، جو پنڈت جی نے کارڈنل ٹرین کی تحریکات سے پیش کیا۔ وہ نتیجہ کی کیا ہیں کارڈنل کے اصول کا اطلاق اسلام کے تعلق میں قبول کرونگا؟ میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام اور کیتھولک سیمینٹ کے داخلی نظاموں میں بہت بڑا فرق ہے۔ کیتھولک سیمینٹ میں بڑی بیچ اور عقل سے بالا نوعیت کے عقائد کی کثرت ہے، جس سے تازہ الحادی تعبیرات کے ممکنات برابر پرورش پاتے رہے اور یہ حقیقت سیمینٹ کی تاریخ سے واضح ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین دونوں پر قائم ہے۔ اول خدا ایک ہے لا الہ الا اللہ دوم محمد، اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان مرتبہ سیمینٹ کے سلسلے میں سے آخری ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً تمام ممالک اور تمام ادوار میں عالم انسانیت کو زندگی کا صحیح طریقہ سکھانے کے لیے وجود میں آتی رہیں، اگر عقیدہ ایسی چیز ہے۔ جیسا کہ بعض مسیحی مصنفوں کی رائے ہے، جو عقل سے بالا ہوتا ہے اور سیاسی اتحاد کے لیے اس سے اتفاق ضروری ہے۔ خواہ اس کا ماحول اعلیٰ معلوم ہو، جس میں آئے ہوئے قرآن و سادہ بنیادوں کو عقیدہ نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ دونوں کی تائید عالم انسانیت کے تجربے سے جوہل ہے اور دونوں کا

ثبوت عقلی استدلال کی بنا پر بخوبی پیش کیا جاسکتا ہے۔ ایسا کفر، جس کے بارے میں یہ فتویٰ حاصل کرنا فوری ہو کہ اس کا نتیجہ دائرہ مذہب کے اندر رہا یا باہر نکل گیا، صرف اس مذہبی معاشرے میں زیر غور آسکتا ہے، جو ایسی سادہ بنیادوں پر قائم ہو اور وہ بھی اس وقت جب الی سادہ بنیادوں میں سے دونوں یا کسی ایک کا رد مستلزم ہو۔ ایسا کفر تاریخ میں شاذ ہی واقع ہوا اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ اسلام حدود کی جتنی کے متعلق زیادہ سے زیادہ اہتمام کے باوجود ایسی تعبیر کیلئے دیتا ہے، جو اصل حدود کے اندر رہے۔ کیونکہ ایسے کفر کا اظہار، جو اسلام کی حدود سے تعرض کرے۔ تاریخ اسلام میں شاذ ہی پیش آیا۔ لہذا اس قسم کی سرکشی کے باب میں عام مسلمانوں کے احساسات طباعت شدید رہے۔ یہاں یوں کے خلاف مسلمانان ایران میں شدت احساس کا سبب بھی تھا۔ اسی طرح قادیانوں کے خلاف مسلمانان ہند کے شدید احساسات کا سبب بھی ہیں۔

یہ درست ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی فرقوں میں فقہ و الیات کے فروعی مسائل میں اختلاف پر بھی کفر کے فتوے اکثر صادر ہوتے رہتے ہیں۔ فرقوں میں لفظ کفر فروعی مسائل الیات کے اختلاف اور انتہائی کفر، جو مرتب کو طبع بدر کرنے کے خلاف بلا امتیاز استعمال کیا جاتا رہا۔ اس وجہ سے دورِ حاضر کے بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان جنہیں الیات اسلامی کی تاریخ کے بارے میں حقیقت کو علم نہیں، سمجھ رہے ہیں کہ یہ ملت اسلامیہ کے عمرانی اور سیاسی انتشار کی علامت ہے۔ حالانکہ یہ تصور باطل غلط ہے۔ اسلامی الیات کی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ فروعی اختلافات پر بھی کفر کے جو فتوے ایک دوسرے کے خلاف صادر ہوتے رہے۔ وہ انتشار ایجنز ہونے کے بجائے حقیقت الیات کے متعلق افکار میں ترکیب و ترتیب کے محرک بنے رہے۔

پروفیسر ہرگرجی کہتا ہے: جب ہم فقہ اسلامی کے نشو و ارتقاء کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک طرف یہ دیکھتے ہیں کہ ہر جہد میں حکماء کرام معمولی محرک کی بنا پر ایک دوسرے کی مذمت میں اس حد تک پہنچتے رہے کہ کفر کا فتویٰ بھی صادر

کر دیا، دوسری طرف وہی علمائے کرام زیادہ سے زیادہ وضاحت مقصد کے پیش نظر بشریوں کے ایسے ہی اختلافات میں موافقت کی کوششیں کرتے رہے۔ اسلامی دنیا کا طالب علم جانتا ہے کہ اس قسم کا کفر مسلم فقہاء کے نزدیک مطلقاً کفر و دن کفر ایک کفر کا دوسرے سے کم ہونا کہلاتا ہے، یعنی کفر کی وہ قسم، جس کا مرکز تک ملت سے خارج ہو جاتا ہے، البتہ اعتراض کرنا چاہیے کہ جب یہ معمولی کفر مطلق کے ہاتھ میں پہنچتا ہے تو بڑے فتنے کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ وہ ذہنی تساہل کی بنا پر دینی فکر کے سلسلے میں تمام مخالفتوں کو مطلق سمجھتے ہیں اور اختلاف میں اتحاد کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیتے ہیں، اس فتنے کے انسداد کی صورت یہی ہے کہ علماء دینیات کے طلبہ کے سامنے اسلام کی ترکیبی و اتحافی روح کا تصور زیادہ سے زیادہ واضح طریق پر پیش کریں اور انہیں از سر نو بتائیں کہ دینیات کے علم کلام میں منطقی تضاد اصولی حرکت کا ذیلیہ ادا کرتا ہے۔ باقی رہا بڑے کفر کا مسئلہ تو یہ صرف اسی وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی شخص کی مصلحت کی تعلیمات اسلام کے حدود پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بد قسمتی سے قادیانیت کی حیثیات کے سلسلے میں یہ صورت موجود ہے۔

مہل یہ بھی بتا دیا جائیے کہ تحریک احمدیت دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہے، ایک گروہ قادیانیوں کا ہے اور دوسرا لاہوریوں کا۔ قادیانی گروہ باقی تحریک کو مکمل بٹی تسلیم کرتا ہے، لیکن لاہوری گروہ نے اعتقاد یا مصلحت ہی مناسب سمجھا کہ قادیانیت کو ہم سر جہ میں پیش کیا جائے تاہم یہ مسئلہ کہ باقی احمدیت ایسا ہی تھا، جس کی بحث کا انکار مستلزم کفر ہو، دونوں گروہ کے درمیان مل جلنا ہے۔ احمدیوں کی اس داخلی کشمکش کے سلسلے میں یہ فیصلہ کرنا کہ کون حق بجانب ہے بہتر پیش نظر مقصد کے لیے فریضہ ہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اولاد اس کے وجود اور بھی پیش کر دے گا کیلئے بھی کا خیال، جس سے انکار ملت سے خارج ہونے کو مستلزم ہو، احمدیت کی اصل و اساس ہے اور قادیانیوں کا موجودہ امام کاہوری امام کے مقابلے میں مدعی تحریک سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ اسلام ختم نبوت کے تصور کی تہذیبی و ثقافتی تدریج

قیمت کی پوری تشریح میں نے ایک دوسری جگہ کر دی ہے۔ اس کا مفہوم بالکل سادہ ہے۔ یعنی محمدی الشریعہ مسلم کے بعد جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایک قابل عمل قانون دے کر آزاد کر دیا، جو ان کی جمعی کی گہرائیوں سے غم نہ رہا ہے۔ کسی دوسری انسانی ہستی کے آگے روحانی اعتبار سے سر تسلیم خم نہ کیا جائے۔ دینیات کے نقطہ نگاہ سے اس اصولی کا مطلب یہ ہے کہ جس عمرانی و سیاسی نظام کو اسلام کہا جاتا ہے، وہ کامل و مکمل اور ابدی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا امام ممکن ہی نہیں، جس سے انکار مستلزم کفر ہو، جو بھی شخص ایسے امام کا دعویٰ کرے وہ اسلام سے فکری کفر کی طرح ہو گا چونکہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ باقی احمدیت امام کا حامل تھا لہذا دو پوری دنیا نے اسلام کو کفر قرار دیتے ہیں، خود باقی تحریک کا استدلال، جو صرف دونوں وسطی کے کلائی کے لیے نہ سبھا جاسکتا ہے۔ یہ ہے کہ اگر اسلام کے مقدس پیغمبر کی روحانیت دوسرے نبی کی تخلیق ذکر کرے تو اس روحانیت کو کام سمجھا جائے گا، وہ اپنی نبوت کو اسلام کے مقدس پیغمبر کی نبوت پر درود روحانی قوت کی شہادت فرا دیتا ہے، لیکن اگر آپ یہ سوال کریں کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ایک سے زیادہ پیغمبروں کی تربیت بھی فرما سکتی ہے تو اس کا جواب نفی میں دیا جاتا ہے، اس کا مطلب صاف الفاظ میں یہ ہوا کہ مستند (صلعم) رحما و اشہا خری بنی زتھے۔ آخری نبی میں ہوں۔

باقی احمدیت نے تاریخ انسانیت میں عموماً اور تاریخی اشیاء میں خصوصاً ختم نبوت کے اسلامی فکر کی ثقافتی و تہذیبی قدر و قیمت کو بھی اود یہ تصور قائم کر لیا کہ ختم نبوت ان سنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی پروردگار نبوت تک نہیں پہنچ سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں نامی کا نشان ہے۔ میں اس کی نفسیات کا مطالعہ کرتا ہوں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اپنے اوصاف نبوت کی خاطر وہ اسلام کے مقدس پیغمبر کی اس خصوصیت سے فائدہ اٹھاتا ہے، جسے وہ تخلیقی روحانیت قرار دیتا ہے، لیکن ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمیت سے انکار کر دیتا ہے، کیونکہ اس روحانیت کی تخلیقی صلاحیت صرف ایک نبی یعنی باقی



تحریک احمدیہ تک محدود رکھتا ہے۔ اس طرح یہ نیا ہی  
چُپ چاپ اس بزرگ ہستی کی خاقیت پر متعجب ہو جاتا ہے  
جسے وہ اپنا روحانی محدث قرار دیتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں اسلام کے مقدس پیغمبر کا بروز ہوں۔  
اس طرح وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز  
ہونے کی صورت میں اس کی خاقیت حقیقتہً خود رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خاقیت ہے گویا حلقے کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھا  
جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاقیت کی خلاف ورزی نہیں  
ہوتی۔ دونوں خاقیتوں کو اس کی اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خاقیت ایک قرار دے کر وہ تصور خاقیت کے ذاتی  
منہوم سے ابھیں بند کر لیتا ہے۔

تاہم ظاہر ہے کہ لفظ بروز کا مکمل مماثلت کے معنی میں  
بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا، کیونکہ بروز ہر حال اصل  
سے الگ ہوگا۔ صرف موت کی حیثیت میں اصل سے متحد  
ہوتا ہے، لہذا اگر بروز کے معنی روحانی صفات میں مماثلت  
قرار دیں تو استدلال بے اثر ہوگا، لیکن اگر اس کے برعکس ہم  
بروز کے معنی آریائی تصور کے مطابق اونٹ لے لیں تو  
استدلال بظاہر قابل قبول بن جائے گا۔ مگر ساتھ ہی یہ  
بھی واضح ہو جائے گا کہ اس طریق ظہور کا مجوز ایک نبوی  
ہے جس نے ہمیں بدل لیا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے اور اس سلسلے میں ہسپانیہ کے  
عظیم القدر مسلمان صوفی محی الدین ابن عربی کی سند پیش کی جاتی  
ہے کہ ایک مسلمان ولی کے لیے بھی روحانی ارتقاء کے دوران  
میں ایسے تجربات ممکن ہیں، جنہیں صرف شعور نبوت  
سے محقق مانا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیخ محی الدین  
ابن عربی کا یہ نظریہ نفسیات کے نقطہ نگاہ سے نامحکم ہے،  
لیکن اگر اسے درست بھی مان لیا جائے تو قادیانوں کا  
استدلال شیخ محی الدین ابن عربی کے صحیح موقف سے متعلق  
کا مغلطہ نہیں پر مبنی ہے۔ شیخ اسے ایک خالصہ ذاتی تجربہ  
قرار دیتے ہیں، جس کی بنا پر کوئی ولی ان لوگوں کو دائرہ اسلام  
سے خارج قرار نہیں دے سکتا، جو اس پر اعتقاد نہ رکھیں  
اور ایسا اصلاً ہر ہی نہیں سکتا۔ دراصل شیخ کے نقطہ نگاہ کے

مطابق ایک جہد یا ایک ملک میں ایک سے زیادہ ولی پختہ  
ہیں، لیکن قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ اگر ان میں بھی لیا جائے ایک  
ولی کے لیے نفسیاتی اعتبار سے عرفان نبوت حاصل کر لینا ممکن  
ہے تو اس عرفان کی عمرانی و سیاسی اہمیت کوئی نہیں، کیونکہ  
وہ کسی نئی تنظیم کا مرکز نہیں بن سکتا اور اس اعلان کا حقدار  
نہیں ہو سکتا کہ وہی تنظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
پیروں کے لیے ایمان و کفر میاں رہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی کی صوفیانہ نفسیات سے قطع نظر  
کرتے ہوئے میں فتوحات یکہ سے متعلق عبارتوں کا مطالعہ  
غور و احتیاط سے کر چکا ہوں اور مجھے یقین ہو چکا ہے کہ  
عظیم القدر ہسپانوی صوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاقیت کا ویسا  
ہی پختہ معتقد ہے، جیسا کہ کوئی راسخ العقیدہ مسلمان ہو سکتا  
ہے۔ اگر اسے صوفیانہ کشف میں معلوم ہو جائے گا کہ اگلے جلی کر  
مشرق میں تصوف کے بعض ہندوستانی اتائی اس کی  
صوفیانہ نفسیات کے پردے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاقیت  
پر لہ لگانے کے لیے تیار ہو جائیں گے تو وہ علمائے ہند  
سے بھی پیٹے دنیا کے مسلمانوں کو قدار ابن اسلام کے خلاف  
متنبہ کر دیتا۔

اب میں احمدیت کی حقیقت پر آتا ہوں۔ تقابلی مذہب  
کے نقطہ نگاہ سے اس کے نامزد پر بحث محدود برد و پس  
ہوگی۔ اس سلسلے میں یہ امر بھی زیرِ غور آنے لگا کہ اسلام  
سے پیشتر کے موسمی تصورات کس طرح اسلامی تصوف کے  
ذریعے سے اس کے باقی پر اثر انداز ہوئے، لیکن میرے  
لیے یہاں یہ بحث شروع کرنا غیر ممکن ہے، صرف یہ کہدینا  
کافی ہے کہ احمدیت کی اصل حقیقت قرونِ وسطیٰ کے تصوف  
اور دینیات کے گہر میں چھپی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ  
علمائے ہند نے اسے خالص دینی تحریک سمجھا اور اس کے  
انساد کے لیے دینی حربے لیکر نکل پڑے، میں سمجھتا ہوں  
کہ اس تحریک سے نپٹنے کا یہ طریقہ مناسب نہ تھا۔ یہی وجہ  
ہے کہ اس سلسلے میں علماءِ معرف جزوً کا یہیاب ہوئے  
باقی احمدیت کے اہامات کا نفسیاتی تجزیہ احتیاط سے  
کیا جائے تو یہ غالباً اصل شخصیت کی داخل زندگی کا ایک

ایک پہلو پر دئے کار لانے کے لیے ایک مؤثر طریقہ ہو گا۔  
مولوی منفرد الہی نے ہالی کے اہامات کا جو مجموعہ پیش کیا، میں اس کا ذکر کر دیتا ہوں۔ اس مجموعے میں نفسیاتی بھان بین کے لیے سیر حاصل اور متنوع وغیرہ موجود ہے میری رائے میں یہ کتاب احمدیت کے ہالی کے کردار اور حقیقت کے لیے ایک کلید مہیا کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ کبھی جدید نفسیات کا کوئی نوجوان طالب علم اس کا سنجیدہ مطالعہ اپنا فرض منصبی قرار دے لے گا، اگر وہ قرآن مجید کو معیار بنالیا اور یہی اسے کرنا چاہیے، البتہ وجہ یہاں پیش نہیں کیے جاسکتے اور اگر وہ اپنے مطالعے کو ہالی احمدیت اور حاکم غیر مسلم متقون مثلاً رام کرشن بنگالی کے تجربات کی تعالیٰ حقیقت تک ترسیع دے تو اس تجربے کی اصولی حیثیت کے متعلق ایک سے زیادہ مرتبہ سرشت حیرت بخیزے لے گا، جس کی بنا پر ہالی احمدیت کے لیے نبوت کا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔

عوام کے نقطہ نگاہ سے ایک اور طریقہ بھی بنے جو کمال مؤثر اور زیادہ بار آور ہے۔ یعنی ہندوستان میں مسلمانوں کے دینی فکر کی تاریخ کم از کم ۱۹۹۹ء سے پیش نظر رکھی جائے اور اس کی روشنی میں احمدیت کی حقیقت سمجھی جائے۔ ۱۹۹۹ء دینائے اسلام کی تاریخ میں حدود درجہ اہم سال ہے۔ اس سال شیخو سلطان نے شہادت پائی اور اس کی شہادت کے ساتھ کے ساتھ ہندوستان میں سیاسی وفد کے لیے مسلمانوں کی انیل کے تمام چار ایش گل ہو گئے۔ اسی سال زاری کی جنگ ہوئی جس میں ترکی بڑا تباہ کر دیا گیا، جس شخص نے شیخو سلطان کی تاریخ شہادت کسی وہ ذرا بائیں نظر تھا۔ یہ تاریخ شیخو سلطان کے مقبرے کی دوبارہ پرکندہ ہے!

خُذْ عِزَّ الدِّينِ وَدَعِ الدُّنْيَا كَافِلًا

دروم اور ہندوستان کی عزت و شان کا ملکا جاتی رہی،  
یوں ۱۹۹۹ء میں ایشیا کے اندر مسلمانوں کا سیاسی فعال آخری حد پر پہنچ گیا، لیکن طرح جگہ حین کے دن جرمی کی ذلت خیر شکست سے جدید جرمی قوم اٹھی، اسی طرح یہ کنا بھی بالکل بجا سمجھا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۹ء میں مسلمانوں کی سیاسی انحطاط سے دور حاضر کا اسلام پیدا ہوا اور اپنے ساتھ نئے

مسائل لایا، اس نکتے کی توضیح میں آگے چل کر گردن گلفی لال میں خواندگان کو رام کی توجہ ان بعض مسائل کی طرف منطقت کرنا چاہتا ہوں، جو شیخو سلطان کی شہادت اور ایشیا میں یورپی سامراج کے فروغ کے بعد اسلامی ہند میں بڑے کل آئے۔

کیا اسلام میں خلافت کا تصور ایک مذہبی ادارے کو مستلزم ہے؟ ہندوستان اور ان ملکوں کے سلطان جو سلطنت ترکیہ کے دائرے سے باہر ہیں۔ ان کا رشتہ خلافت ترکی سے کیا ہے؟ کیا ہندوستان دارالہرب ہے یا دارالاسلام؟ اسلام میں اصولی جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ قرآن مجید کا ارشاد ہے: ”خدا کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے اصحاب امر و حکم ہوں، یعنی تمہارے فرمانروا۔“ ”تم میں سے“ کا مطلب کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جن احادیث میں امام ہندی کے طور کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے، ان کی حیثیت کیا سمجھی جائے؟ یہ اور اس قسم کے دوسرے سوالات جو بعد میں پیدا ہوئے، بدیہی وجوہ کی بنا پر صرف مسلمانان ہند سے تعلق رکھتے تھے، لیکن جو یورپی سامراج اسلامی دنیا میں تیزی سے تسلط حاصل کرتا جا رہا تھا، اسے بھی ان سوالات سے گہری دلچسپی تھی، ان پر جو بحثیں ہوئیں۔ وہ ہندوستان میں اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دلچسپ باب ہیں۔ یہ داستان بہت طویل ہے اور تاحال کسی زبردست صاحب قلم کے انتظار میں ہے، جن مسلمان قلمبروں کی نگاہیں زیادہ تر حقائق حال پر جمی ہوئی تھیں، وہ علماء کے ایک طبقے کو ایسی دینی استدلال پر کندہ کرنے میں کامیاب ہو گئے، جو ان کے نزدیک وقتی حالات سے مطابقت رکھتا تھا، مگر محض منطق کے زور سے ان حقائق پر قابو پا لینا آسان نہ تھا، جو صدیوں سے جہود مسلمانان ہند کے ضمیر پر مسلط چلے آ رہے تھے۔ ایسے حالات میں منطق یا تو سیاسی مصلحت کی بنا پر قدم آگے بڑھا سکتی ہے یا قرآن و احادیث کی تازہ تعبیر کا طریقہ اختیار کر سکتی ہے۔ دونوں صورتوں میں ظاہر تھا کہ یہ عوام کو متاثر نہ کر سکے گی۔ مسلم عوام کی شدید مذہب پسندی کو صرف ایک چیز یقینی طور پر متاثر کر سکتی تھی اور وہ آسمانی

سندھ تھی۔ عہدِ عقائد کی منتریں کئی کے لیے ضروری تھا گیا کہ کوئی ایسی الہامی بنیاد تلاش کی جائے، جو مذکورہ مسائل سے تعلق رکھنے والے دینی اصول کی تعبیر سیاسی اعتبار سے موزوں طریق پر کر دے۔ یہ الہامی بنیاد احمدیت نے مہیا کی اور احمدی خود مدعی ہیں کہ برطانوی سامراج کے لیے یہ سب سے بڑی خدمت ہے، جو انہوں نے انجام دی۔ سیاسی اہمیت کے دینی نظریات کی الہامی بنیاد کے لیے پیغمبرِ اندھو کے واسطے یہ ہو کہ جو لوگ اس مدعی کے نظریات قبول نہیں کرتے وہ طعن کا فرس اور لانا دوزخ کے شعلوں کی نذر ہوں گے۔ احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ایک عام فانی انسان کی طرح وفات پا گئے ہیں اور ان کے ظہور ثانی کا مطلب یہ ہے کہ ایسی شخصیت رونما ہوگی جو روحانی اعتبار سے مسیح کی شبیہ ہوگی۔ جس حد تک میں احمدیت کی اہمیت سمجھتا ہوں۔ اس سے تحریک کو ایک حد تک معقول شکل مل گئی، لیکن روحِ تحریک کے لیے ایسی چیزیں ضروری نہیں۔ میری رائے میں یہ نبوت کی طرف ابتدائی اقدامات تھے اور تحریک اصل مقصدِ نبوت ہی پر اور آگے نہ بڑھی۔

جو ملک تہذیب و تمدن کی ابتدائی منزلوں میں ہیں۔ وہاں منطق نہیں، بلکہ روحانی سند و اختیار سے کام لیا جاسکتا ہے۔ جہاں خاصی جمالت موجود ہو، نیز خوش اعتقادی حد درجہ، عجیب امر یہ ہے کہ خوش اعتقادی اور ذہانت بعض اوقات پہلو پہلو نظر آتی ہیں۔ پھر کسی شخص میں یہ اعلان کر دینے کی جرات ہو کہ وہ ایسے بانیِ الہام کا حامل ہے جس سے انکار دائمی لعنت کا موجب ہوگا، اس کے بعد کسی محکوم ملک میں ایسی سیاست آمیز دینیات ایجاد کر دین اور ایک جماعت بنالینا آسان ہے جن کا عقیدہ سیاسی غلامی جوہ پنجاب کے سادہ لوح کسان جو صدیوں سے ہر قسم کے ناجائز تصرفات کا تحفہِ مشرق چلے آتے ہیں۔ مبہم دینی اصطلاحات کے جال میں بھی یہ سہولت چھن جاتے ہیں، خواہ وہ کتنا ہی فرسودہ ہو۔ پنڈت جواہر لال نہرو تمام مذاہب کے راسخ العقیدہ لوگوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ متہجد جماعتیں اور اس چیز کے ظہور میں تاخیر پیدا کریں، جیسے وہ ہندوستانی قومیت

سمجھتے ہیں۔ اس طنز آمیز مشورے میں فرض کر لیا گیا ہے کہ احمدیت ایک اصلاحی تحریک ہے۔ پنڈت جی کو علم نہیں کہ ہندوستان میں جس حد تک اسلام کا تعلق ہے، احمدیت میں انتہائی اہمیت کے مذہبی اور سیاسی مسائل مندرجہ ہیں۔ میں پہلے واضح کر چکا ہوں کہ اسلام کے مذہبی فکر کی تاریخ میں احمدیت کا وعظِ ہندوستان کے اندر موجودہ سیاسی غلامی کے لیے الہامی بنیادیں مہیا کرنا ہے۔ خالص مذہبی مسائل کو چھوڑ دیجیے، صرف سیاسی مسائل کی بنا پر بھی پنڈت جی ایسے شخص کے لیے قطعاً زبانیں کروہ مسلمانان ہند کو راجائی قدامت پسندی سے متہم کریں، اگر وہ احمدیت کی حقیقی حیثیت سے آگاہ ہوتے تو مجھے کوئی شبہ نہیں کہ ایک مذہبی تحریک کے متعلق مسلمانان ہند کی روش کو مستحق تائش سمجھے جو ہندوستان کے صلیب و آلام کے لیے بانیِ الہام کی مدعی ہے۔

خواندگانِ کرام پر واضح ہو چکا ہوگا کہ آج ہندوستان میں اسلام کے رشا روں پر احمدیت کی جو زردی نظر آ رہی ہے، وہ اس ملک میں مسلمانوں کے مذہبی فکر کی تاریخ کا کئی ناگہانی مظہر نہیں۔ جن افکار و تصورات نے بالآخر اس تحریک کی شکل اختیار کی، وہ بانیِ احمدیت کی پیدائش سے بھی بہت پہلے مذہبی مباحث میں نمایاں ہو چکے تھے، میرا یہ مطلب بھی نہیں کہ بانیِ احمدیت اور اس کے رفیقوں نے سوچ سمجھ کر اپنا پروگرام تیار کیا، میں کہہ سکتا ہوں کہ تحریک احمدیت کے بانی نے ضرور کوئی آواز سُنی ہوگی، لیکن یہ آواز خدا نے حیات و قدرت کی طرف سے آئی یا عوام کے روحانی افلاس سے اُٹھی، اس کا انحصار پیدا کردہ تحریک کی حیثیت اور یہ آواز سننے والوں کے فکر و جذبہ کی نوعیت پر ہے۔ خواندگانِ کرام کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ میں استعاروں میں بات کر رہا ہوں۔ قوموں کی تاریخ حیات ہمیں بتاتی ہے کہ جب کسی گروہ کی زندگی میں مکے بعد جزیر پیدا ہوتا ہے تو انحطاط بجائے خود ولقاء الہام کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔ شاعرِ فلسفی، اولیا اور مدبر سب اس سے متاثر ہوتے ہیں اور دعوٰیوں کی ایسی جماعت بن جاتے ہیں، جو سحر آفرین یا منطق کی قوت سے زندگی کی تمام زشت و مکروہ عظمت و شان کا لہجہ ہی چھوٹانے لگے

لیے وقف ہو جاتے ہیں۔ یہ دائمی عائدہ و نو میدی کی روشنی  
صحت میں پیش کرتے ہیں۔ کردار و عمل کی روایتی اقدار کی  
جڑ کھوکھلی کر دیتے ہیں۔ اس طرح ان لوگوں کی روحانی قوت و  
بہمت تباہ کر ڈالتے ہیں، جو ان کے حلقہٴ تحریر میں آجاتے  
ہیں۔ اُس قوم کے عزم کی فرسودہ حالت کا صرف تصور کر  
لیتا کافی ہے، جو آسمانی سند کی بنا پر سیاسی ماحول کو  
آخری و قطعی چیز تسلیم کر لیتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ  
تمام کردار جنہوں نے احمدیت کے دُراے میں حصہ لیا۔  
زوال و انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح عربیہ تھے  
اسی قسم کا دُراہ ایران میں بھی کھیل گیا، لیکن وہاں وہ مذہبی  
اور سیاسی مسائل پیش نہ آئے، جو احمدیت نے ہندوستان  
میں اسلام کے لیے پیدا کر دیے۔ روس نے بائیت کے  
لیے رواداری کا انتظام کر دیا اور بائیتوں کو اجازت دی  
کہ عشق آباد میں اپنا پہلا تبلیغی مرکز قائم کر لیں۔ احمدیوں کے  
لیے انگلستان نے ایسی ہی رواداری کا اظہار کیا اور انہیں  
دوکنگ میں اپنا پہلا تبلیغی مرکز قائم کرنے کی اجازت دے  
دی۔ اس سوال کا فیصلہ شکل ہے کہ روس اور انگلستان نے  
یہ رواداری سامراجی مصلحت کی بنا پر اختیار کی یا یہ ان  
ملکوں کی خالص وسعت و قلب کا نتیجہ تھی۔ البتہ اتنا قطعی طور پر  
واضح ہے کہ اس رواداری نے ایشیا میں اسلام کے لیے شکل  
مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ اسلام کی ہیئت ترکیبی کے باب  
میں جو میرا تصور ہے۔ اس کے پیش نظر میرے دل میں خفیف  
بھی شبہ نہیں کہ اسلام کے لیے اس طرح جو مشکلات پیدا  
کی گئی ہیں، ان سے وہ زیادہ پاک و صاف ہو کر نکلے گا۔  
زمانہ بدل رہا ہے۔ ہندوستان میں حالات نے نیا رخ اختیار  
کر لیا ہے۔ جمہوریت کی نئی روح ملک کے اندر پھیل رہی ہے  
یہ یقیناً احمدیوں کی آنکھیں کھول دے گی اور انہیں یقین و لا  
دے گی کہ انہوں نے دین میں جو نئی چیزیں پیدا کیں، وہ بالکل  
بے سود ہیں۔

اسلام قرون وسطی کے تصوف کا احیا بھی برداشت نہ  
کرے گا، جس نے اس کے پردوں سے صحت مندانہ  
وجہات چھین لیے اور ان کے بدلے میں محض مبہم افکار

دے دیے، اس تصوف نے گزشتہ صدیوں میں اسلام کے  
بہترین دل و دماغ اپنے اندر جذب کر لیے اور ملک واری  
کے معاملات اور سطر درجے کے آدمیوں پر چھوڑ دیئے  
دور حاضر کا اسلام اس تجربے کے اعادے کا روادار  
نہیں ہو سکتا اور یہی برداشت نہیں ہو سکتا کہ پنجاب کا  
تجربہ دہرایا جائے، یعنی مسلمانوں کو نصف صدی تک اُن  
دینی مسائل میں الجھائے رکھا، جن کا زندگی سے کوئی بھی  
تعلق نہ تھا، اسلام تازہ فکر و تجربہ کی وسیع روشنی میں پہنچ چکا  
ہے۔ کوئی ولی یا مدعی نبوت اسے قرون وسطی کے تصوف کے  
کبڑ میں واپس نہیں لے جاسکتا۔

اب میں پنڈت جواہر لال نہرو کے سوالات کی طرف  
متوجہ ہوتا ہوں، میں سمجھتا ہوں پنڈت جی کے مقالات سے  
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اسلام یا انیسویں صدی کے  
اندر اس کی مذہبی تاریخ سے عملاً کوئی آگاہی نہیں اور نہ  
انہیں نے وہ سب کچھ پڑھا ہے، جو میں ان کے سوالات  
پر لکھ چکا ہوں، میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ سب کچھ پڑھ لیں  
جو پہلے لکھ چکا ہوں نہ یہاں انیسویں صدی میں اسلام کی  
مذہبی تاریخ بیان کر سکتا ہوں جس کے بغیر دنیائے اسلام  
کی موجودہ حالت کا اندازہ کرنا غیر ممکن ہے۔ ترکی اور  
دور حاضر کے اسلام پرسیکٹوئوں کتابیں اور مقالے لکھے جا  
چکے ہیں۔ میں ان میں سے بیشتر پڑھ چکا ہوں اور اغلب  
ہے، وہ پنڈت جی کی نظر سے بھی گزر چکے ہوں۔ میں انہیں  
یقین دلاتا ہوں کہ ان کتابوں اور مقالوں کے مصنفوں میں  
سے ایک بھی نہیں، جس نے محمول کی نوعیت سمجھی ہو یا اس  
فلت کے بارے میں صحیح اندازہ کیا ہو جس سے یہ محمول  
رونا ہوا، لہذا ضروری ہے کہ انیسویں صدی میں ایشیا کے  
اندر اسلامی فکر کی بڑی بڑی لہروں کا تذکرہ اختصاراً کر دیا  
جائے۔

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ۱۸۹۹ء میں مسلمانوں کا سیاسی  
زوال آخری حد پر پہنچ چکا تھا، لیکن اسلام کی داخلی روح  
حیات کی بڑی شہادت اس واقعے کے سوا کوئی نہیں ہو سکتی  
کہ اسے معاً اندازہ ہو گیا، دنیا میں اس کا اصل موقف کیسے

انیسویں صدی کے اندر سرسید احمد خاں ہندوستان میں، امیر جمال الدین افغانی، افغانستان میں اور مفتی عالم جان روس میں پیدا ہوئے۔ غالباً یہ اصحاب محمد بن عبد الوہاب سے متاثر ہوئے، جن کی ولادت ۱۷۴۲ء میں نجد کے اندر ہوئی۔ یہی محمد بن عبد الوہاب اس تحریک کے بانی تھے، جسے عموماً وہابی تحریک کہا جاتا ہے اور جسے سجا طور پر دورِ حاضر کے اسلام میں زندگی کی پہلی دھڑکن سمجھا جاسیے۔ سرسید احمد خاں کا اثر بحیثیت عمومی ہندوستان میں محدود رہا، تاہم اغلب بے کور دورِ حاضر کے مسلمانوں میں وہ پہلے فوجیوں، جنہوں نے آنے والے دور کے مثبت کردار کی ایک جھلک پائی۔ سرسید کی تجویز بھی کہ مسلمانوں کی بیاریوں کا علاج دورِ حاضر کی تعلیم ہے۔ مفتی عالم جان نے روس میں یہی مسلک اختیار کیا، لیکن سرسید کی حقیقی عظمت کا راز یہ ہے کہ وہ پہلے ہندوستانی مسلمان تھے، جنہوں نے اسلام کو نئے نقطہ نگاہ سے پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی اور اس کے لیے سرگرم عمل ہو گئے، ہم ان کے مذہبی نظریات سے اختلاف کر سکتے ہیں مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ انہی کی حساس روح تھی، جو دورِ حاضر کے تقاضوں کی بنا پر سب سے پہلے مصروفِ عمل ہوئی۔

مسلمانان ہند کی انتہائی قدامت پرستی زندگی کے حقائق پر گرفت کھو چکی تھی۔ وہ سرسید احمد خاں کی مذہبی روش کی حقیقی حیثیت کا اندازہ نہ کر سکے۔ شمالی و مغربی ہندوستان ملک کے باقی حصوں کے مقابلے میں زیادہ پسماندہ تھا اور یہاں پیروں کا تسلط بھی زیادہ تھا۔ سرسید کی تحریک سے جلد بعد احمدیت کی تحریک شروع ہو گئی، احمدیت سامی و آریائی تصورات کا ایک عجیب طغیان تھی، جس کے نزدیک مذہبی احیاء کا مطلب یہ نہ تھا کہ فرد کی داخلی زندگی قدیم اسلامی مہریت کے اصول کے مطابق پاک ہو جائے، بلکہ اس نے مسیح موعود کی خانہ پرستی سے عوام کی کیفیت انتظار کے لیے اطمینان کا سامان ہم پہنچا دیا۔ پھر اس "مسیح موعود" کا عقیدہ بھی یہ نہ تھا کہ فرد موعودہ قدرِ ضعف و انحطاط سے نہایت حاصل کرنے کی صورت یہ تھا کہ اپنی خوری کو غلامانہ حیثیت میں اس انحطاط کے

حوالے کر دے۔ اس ردِ عمل میں ایک نہایت نازک تضاد موجود ہے، یعنی تحریک احمدیت نے اسلام کا ضبط و نظم قائم رکھا، لیکن اس عزیمت کو تباہ کر دیا جسے تقویت پہنچانا اس ضبط و نظم کا مقصد تھا۔

مولانا سید جمال الدین افغانی مختلف وضع کے انسان تھے۔ قدرت کے طور طریقے عجیب ہیں، جس فرد کو مذہبی فکر و عمل کے اعتبار سے ہمارے عہد میں سب پر سبقت حاصل تھی، وہ افغانستان میں پیدا ہوا۔ سید جمال الدین دنیا کی تقریباً تمام اسلامی زبانوں میں جہارتِ تامر رکھتے تھے۔ انہیں خدا نے مسوکر کن فصاحت و بلاغت سے شرف فرمایا تھا۔ ان کی بے چین روح مختلف اسلامی ملکوں میں منتقل ہوتی رہی۔ ایران، مصر اور ترکی میں انہوں نے بعض نہایت ممتاز آدمیوں پر گہرا اثر ڈالا۔ ہمارے عہد کے سب سے بڑے علمائے دین مثلاً مفتی محمد عبدہ اور فوجانوں میں سے بعض لوگ جو آگے چل کر سیاسی لیڈر بنے، مثلاً زغلول پاشا مصر میں انہیں کے شاگرد تھے، انہوں نے لکھا بہت کم، مذاکرات سے بہت زیادہ کام لیا۔ اسی ذریعے سے ان تمام افراد کو چھوٹے چھوٹے جمال الدین بنا دیا، جو ان کے دائرہ ربط و تعلق میں آئے انہوں نے کسی نئی یا مجتہد ہونے کا دعویٰ نہ کیا، لیکن ہمارے عہد کا کوئی بھی فرد نہیں جس نے سید سے بڑھ مسلمانوں کے روح و قلب میں جوش و ولولہ پیدا کیا ہو، سید کی روح اب تک دنیائے اسلام میں کار فرما ہے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی کار فرمائی گمان تک پہنچے گی۔

سوال کیا جاسکتا ہے کہ ان عظیم القدر مسلمانوں کا مقصد نصب العین کیا تھا؟ جواب یہ ہے کہ انہوں نے دنیا نے اسلام میں یمن بڑی قوتوں کو کار فرما دیکھا اور تمام تر توجہات انہی قوتوں کے خلاف بغاوت پیدا کرنے پر مرکوز کر دیں۔

## ۱۔ ملائیت

علماء ہمیشہ اسلام کے لیے بہت بڑی قوت کا سرچشمہ رہے، لیکن رفتہ رفتہ خصوصاً تباہی و بے گناہی کے وقت سے انہوں نے حدودِ حرامت پسندی اختیار کر لی اور اجتناب

د قانونی مسائل کے متعلق کمزور اور ذی فیصلہ کا حق کی آزادی بھی دینے پر راضی نہ ہوئے۔ وہابی تحریک جو انیسویں صدی کے مسلم داعیان اصلاح کے لیے تحریک و عمل کا سرچشمہ تھی، دراصل علماء کے اسی جمود کے خلاف ایک بغاوت تھی۔ مغرض انیسویں صدی کے مسلم داعیان اصلاح کا اولین مقصد یہ تھا کہ عقائد کی تحدید کی جائے اور روز افزوں تجربات کی روشنی میں قانون کی نئی تعبیر کے لیے آزادی ملانی جائے۔

## ۲۔ تصوف

مسلم عوام پر ایسا تصوف مسلط تھا، جس نے عقائد کی طرف سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ لوگوں کی عملی قوت کمزور کی جا رہی تھی اور ان میں گونا گوں اہام پرستوں کا دور دورہ تھا، تصوف روحانی تعلیم کی ایک ایسی قوت تھا، جس کا درجہ بہت بلند تھا، لیکن یہ رفتہ رفتہ گرتے ہوئے عوام کی بے خبری و غرض اعتقادی سے فائدہ اٹھانے کا ذریعہ رہ گیا۔ تدریجاً اور غیر مری طریق پر مسلمانوں کی عزیمت کمزور ہو گئی اور ان میں آتی تن آسانی آگئی کہ شریعت اسلام کے پختہ نظم و ضبط سے بچاؤ کے پہلو پیدا کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔ انیسویں صدی کے داعیان اصلاح نے اس تصوف کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ دنیا کے حاضر کی تیز روشنی میں پہنچیں۔ یہ داعیان اصلاح مادہ پرست نہ تھے۔ ان کا نصب العین یہ تھا کہ مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں وہ روح اسلام سے آشنا ہو جائیں جس کا مقصد مدعا مادی دنیا سے گریز نہیں بلکہ اس کی تخریب تھا۔

## ۳۔ مسلم ملوک

ان کی نظر صرف اپنے خاندانی مفاد پر جمی ہوئی تھیں اور وہ جنب بیک اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے۔ اپنے ملک زیادہ قیمت پیش کرنے والوں کے ہاتھ فروخت کر دینے میں بھی تاثر نہیں کرتے تھے۔ دنیائے اسلام میں اس صورت حال کے خلاف بغاوت کے لیے مسلم عوام کو تیار کروینا سید جمال الدین کا خاص مشن تھا۔

ان داعیان اصلاح نے دنیائے اسلام کے فکر و احساس میں جو انقلاب پیدا کیا، اس کا تفصیلی بیان یہاں ممکن نہیں، لیکن ایک امر واضح ہے، انہوں نے بڑی حد تک کار فرماؤں کے دوسرے گروہ کے لیے زمین ہموار کر دی، مثلاً زغول پاشا مصطفیٰ کمال اور رضا شاہ داعیان اصلاح نے تعبیرات پیش کیں، استدلال سے کام لیا اور ضروری چیزیں سکول کر دیں، جو لوگ ان کے بعد برسر کار آئے۔ وہ اگرچہ رسمی علوم میں فروتر تھے، تاہم وہ اپنے صحت مند وجدانات پر اعتماد کرتے ہوئے حوصلہ مندانہ روشن فضا میں پہنچ گئے اور وقت ضرورت جبر سے کام لے کر کبھی زندگی کے نئے حالات کے تقاضے پورے کر دیے۔ ایسے آدمیوں سے غلطیاں ہو سکتی تھیں، لیکن قوموں کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بعض غلطیوں سے بھی اچھے نتیجے حاصل ہوئے۔ یہ لوگ منطقی سے کام لیتے، بلکہ ان کے اندر زندگی خود وجد و جد سے اپنے مسائل حل کر لیتی ہے۔

یہاں یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ سر سید احمد خاں، سید جمال الدین افغانی اور آخر الذکر کے سینکڑوں پیرو اور شاگرد جو اسلامی ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے، مغزیت آگے سلمان نہ تھے، انہوں نے قدیم دہشتانوں کے ملاؤں کے روبرو زانوے ادب نہ کیا اور اسی ذہنی و روحانی فضا میں سانس لیتے رہے، جس کی از سر نو تشکیل کے لیے وہ آگے چل کر کوشاں رہے۔ جدید افکار کا دباؤ تسلیم کیا جاسکتا ہے، مگر جو رنج و اشت اختیار کیا ان کی جابجی ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ترکی میں جو انقلاب پیدا ہوا اور اغلب ہے، وہ زیادہ بدیر دوسرے اسلامی ملکوں میں برپا ہو۔ بڑی حد تک اندرونی قوتوں ہی کا افریہ ہے۔ دور حاضر کی دنیائے اسلام پر سطحی نظر رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس دنیائیں موجودہ بحران تمام بیرونی قوتوں کا اثرین منت ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان سے باہر کی اسلامی دنیا اور خصوصاً ترکی نے اسلام چھوڑ دیا ہے؟ بیہوش ہوا ہر لال نہر دیکھتے ہیں کہ ترکی اب اسلامی ملک نہیں رہا۔ انہیں یہ اندازہ نہیں کہ کسی فرو یا قوم کے مسلمان نہ ہونے

کا مسئلہ اسلامی نقطہ نگاہ سے خالص فقہی مسئلہ ہے اور اس کا فیصلہ اسلام کے بنیادی اصول کے مطابق ہونا چاہیئے۔ جب تک کوئی شخص اسلام کے دو بنیادی اصول، خدا ایک ہے (لا الہ الا اللہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول ہیں (محمد رسول اللہ) کا قائل ہے تو اسے کٹر غلط بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا، اگرچہ وہ شریعت اور آیات قرآنی کی جو تعبیرات پیش کر رہا ہے، وہ غلط ہی کیوں نہ ہوں۔

شاید نہایت زبردست انداز میں وہ مفروضہ یا حقیقت بدعاسیوں، جو اتار کر لے جا رہی ہیں۔ ایسے ہم عقودی دیر کے لیے ان کا جائزہ بھی لے لیں، کیا ترکی میں عام مادی نقطہ نگاہ کا نشو و ارتقاء ہے، جو اسلام منافی نظر آتا ہے؟ مسلمان ترک دنیا میں خاصا وقت صرف کچھ کچھ اب وقت آگیا ہے کہ وہ حقائق پر نظر ڈالیں۔ مادی مذہب کے خلاف کوئی اچھا حربہ نہیں، لیکن پیشہ و صوفیوں اور ملاؤں کے خلاف یہ خاصا مؤثر ہے، جو مسلمانوں کو دانستہ فریب دیتے ہیں، تاکہ ان کی بے خبری اور خوش اعتقادی سے فائدہ اٹھا سکیں۔ روح اسلام ماقہ کے ساتھ ربط مضبوط ہے، ہرگز مخالفت نہیں، خود قرآن مجید کا ارشاد ہے: ”وَنِيَا سَے اپنا حصہ نہ بھول، یہ گزشتہ چند صدیوں میں دُنیا سے اسلام کی تاریخ کے پیش نظر ایک غیر مسلم کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ مادی نقطہ نگاہ کی ترقی خود نشانی کی ایک شکل ہے۔

پھر کیا قدیم لباس کا ترک اور لاطینی رسم الخط کا نفاذ اسلام کے منافی ہے؟ اسلام کسی خاص ملک کا مذہب نہیں۔ یہ ایک ایسا معاشرہ ہے، جس کی کوئی خاص زبان اور کوئی خاص لباس نہیں، بلکہ ترکی زبان میں قرآن کی تلاوت بھی ایسی چیز نہیں کہ اسلامی تاریخ میں اس کا نمونہ موجود نہ ہو۔ شخصاً میں اسے اندازے کی شدید غلطی سمجھتا ہوں، جن لوگوں نے دورِ حاضر میں عربی زبان و ادب کا مطالعہ کیا، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ صرف ایک ہی غیر عربی زبان ہے، جس کا مستقبل یقینی و مسلم ہے اور وہ عربی زبان ہے، اطلاعات و موصول ہو چکی ہیں کہ خود ترکوں نے بھی مقامی زبان میں قرآن

کی تلاوت ترک کر دی۔

کیا تعدد از دواج کی تیسخ اور علماء کے لیے اجازت نامے کا حصول اسلام کے منافی سمجھا جائے؟ شریعت اسلام کے مطابق اسلامی مملکت کے امیر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر شرعی اجازت سے کسی وقت خاص حالات میں عمرانی خرابی پیدا ہو تو نظر آئے تو انہیں منسوخ کر دے۔ باقی رہا علماء کے لیے اجازت نامے کا لائسنس لینے کا معاملہ تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر مجھے اختیار حاصل ہو جائے تو یقیناً اسے اسلامی ہند میں جاری کر دوں۔ قصہ گویا ہی عام مسلمانوں کی حماقت کا بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔ انہیں قوم کی مذہبی زندگی سے خارج کر کے اتار کر لے وہ کارنامہ انجام دیا، جس سے ابن تیمیہ یا شاہ ولی اللہ کا دل خوش ہو جاتا۔ مشکوٰۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی گئی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلامی مملکت کا امیر اور اس کے مقرر کردہ فرد یا افراد ہی لوگوں میں وعظ کہنے کے حقدار ہیں۔ مجھے علم نہیں کہ اتار کر اس حدیث سے آگاہ تھا یا نہیں تھا، لیکن یہ امر تعجب انگیز ہے کہ اسلامی ضمیر کی روشنی نے اس اہم مسئلے کے متعلق اس کے دائرہ عمل کو منور کر دیا۔

سو ٹرانس لیٹ کا ضابطہ قوانین جس میں قانون میراث بھی شامل ہے۔ اختیار کرنا یقیناً ایک بہت بڑی غلطی ہے، جو شخص نو جوانی کے جوشِ اصلاح میں سرزد ہوئی اور اس حد تک قابلِ معافی بھی جاسکتی ہے کہ قوم بہت آگے جانے کا زبردست جذبہ رکھتی ہے۔ جب مدت تک ملائیت کی بیڑیوں میں زندگی بسر کر چکے کے بعد رہائی نصیب ہوتی ہے تو آزادی کی خوشی بعض اوقات کسی قوم کو عمل کے ناکام سودہ راستوں پر لے جاتی ہے، لیکن ترک اور باقی اسلامی دنیا کو ابھی تک اسلامی قانون میراث کے ان اقتصادي پہلوؤں کا صحیح اندازہ کرنا ہے، جو تاحال بروئے کار نہیں آئے اندیہ قانون میراث ایسا ہے، جس کے متعلق فلاں کو میر لے کہا تھا، یہ اسلامی شریعت کی حدود جو بے مثال شارح ہے۔

کیا خلافت کی تیسخ یا مذہب و حکومت کی علیحدگی کو منافی اسلام قرار دیا جا رہا ہے؟ اسلام روح و امن

اسلامی تصور کو کلیسا اور مملکت کی علیحدگی کے یورپی تصور سے غلط فہمی نہ کرنا چاہیے۔ اسلام نے صرف وظائف کی تقسیم کی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلامی مملکت میں رفتہ رفتہ شیخ الاسلام اور وزراء کے منصب پیدا ہو گئے۔ یورپ میں یہ علیحدگی روح و مادہ کی بالبعد الطبعی تنزیت پر مبنی ہے۔ مسیحیت ابتدا میں لاہویوں کا ایک نظام تھی، جسے معاملات دنیا سے کوئی سروکار نہ تھا، اسلام ابتدا ہی سے ایک سول معاشرہ تھا، جس کے سول قوانین تھے، اگرچہ اصلاً ان کے متعلق الہامی ہونے کا عقیدہ تھا۔ بالطبعی تنزیت نے جس پر یورپی تصور مبنی ہے مغربی قوموں کے لیے نہایت تلخ فمات پیدا کیے۔ مدت ہوئی امریکہ میں ایک کتاب تصنیف کی گئی تھی، جس کا نام تھا "اگر مسیح شکاگو آئے"۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک امریکی مصنف لکھتا ہے:

مسیح سنڈ کی کتاب سے جو سبق حاصل کیا جا سکتا ہے یہ ہے کہ عالم انسانیت جن برائیوں کے باعث مصیبت میں پڑا ہوا ہے، ان کا انسداد صرف مذہبی جذبات کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے، لیکن انسداد کا ضروری کام بڑی حد تک مملکت کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ پھر مملکت کا نظم و نسق ان سیاسی شیدوں کو سونپ دیا گیا ہے، جو خرابی اور بد اطواری کا سرچشمہ ہیں۔ ایسی مشینیں ان برائیوں کے انسداد کے لیے نہ صرف آمادہ ہی نہیں، بلکہ نا اہل بھی ہیں۔ بے شمار انسانوں کو ملکیت و فلاکت سے اور مملکت کو ذلت و پستی سے بچانے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں کہ فرائض عامہ کے متعلق شہریوں میں مذہبی میلاری پیدا کی جائے۔

بہر حال مسلمانوں کے سیاسی تجربے کی تاریخ میں مذہب و مملکت کی علیحدگی صرف وظائف تک محدود تھی۔ اصل تصور اس سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا اسلامی ملکوں میں مذہب و مملکت کی علیحدگی کا مطلب یہ ہے کہ قانون سازی کے متعلق مسلمانوں کی سرگرمیاں عوام کے ضمیر سے آزاد ہو گئیں، جس نے صدیوں سے اسلامی روحانیت کی آغوش میں تربیت پائی ہے اور پھولا پھلا ہے۔ صرف

کے اعتبار سے سامراج نہیں۔ خلافت بنی امیہ کی وقت سے ایک قسم کی سلطنت بن چکی تھی۔ اس کی تہذیب کے متعلق یہ سمجھنا چاہیے کہ روح اسلام نے آنا ترک کے ذریعے سے کارفرمائی کی۔ خلافت کے معاملے میں ترکوں کے اجتہاد کو سمجھنے کے لیے ہمیں ابن خلدون کی رہنمائی پر نظر رکھنی چاہیے، جو اسلام کا بہت بڑا فلسفی مؤرخ تھا اور اسے دورِ حاضر کی تاریخ نگاری کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ میرے لیے بہتر طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کتاب "فکر اسلامی کی تشکیل" میں اسے یہاں ایک اقتباس پیش کروں:

"ابن خلدون اپنی مشہور کتاب "مقدمہ" میں اسلامی خلافت کے متعلق تین مختلف نظریے پیش کرتا ہے۔

۱۔ عالمی امامت ایک بانی ادارہ ہے، لہذا اس کے قیام سے ضروری نہیں۔

۲۔ اس کا تعلق محض وقتی مصلحت سے ہے۔

۳۔ ایسے ادارے کی کوئی ضرورت نہیں، آخری تجربہ رواج نے اختیار کر لی، جو اسلام کا ابتدائی جمہوری گروہ تھے معلوم ہوتا ہے کہ جدید ترکی نے پہلی تعمیر چھوڑ کر دوسری تعمیر اختیار کر لی ہے، یعنی معتقد کا نظریہ، جو عالمی امامت کو محض وقتی مصلحت سمجھتے تھے۔ ترکوں کا استدلال یہ ہے کہ ہمیں اپنے سیاسی فکر و نظر میں گزشتہ سیاسی تجربات کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہیے۔ گزشتہ سیاسی تحریک غیر مشتبہ طور پر واضح ہے کہ عالمی امامت کا تصور عملاً ناکام ہو چکا ہے۔ اس پر کاربند ہونا صرف اس وقت ممکن تھا۔ جب مسلمانوں کی سلطنت متحد تھی۔ پھر اس سلطنت کا شیرازہ بکھرا اور خود مختار وحدتیں پیدا ہو گئیں۔ اب یہ تصور قابل عمل نہیں رہا اور یہ دورِ حاضر کی اسلامی تنظیم میں زندہ عالم کے طور پر کام نہیں دے سکتا۔

مذہب و حکومت کی علیحدگی بھی اسلام میں کوئی غیر قانونی تصور نہیں۔ امام کی "غیبت کبریٰ" کے عقیدے کے مطابق شیعا ایران میں ایک لحاظ سے بہت پہلے یہ علیحدگی عمل میں آچکی ہے، لیکن مذہبی وسیا کا وظائف کی تقسیم کے متعلق



تجربہ ہی بتا سکے گا کہ دورِ حاضر کے ترکی میں یہ تصور کوئی عملی شکل اختیار کرتا ہے، ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اس سے وہ برائیاں پیدا نہ ہوں، جو اس نے یورپ اور امریکہ میں پیدا کیں۔

میں نے ترکوں کی نئی اصلاحات پر اختصاراً جو بحث کی اس میں روئے سخن نہایت جواہرِ لال سے زیادہ عام مسلمان خواندگان کو کام کی طرف تھا۔ جس نئی چیز کا ذکر نہایت ہی نے بطور خاص کیا ہے جیسا کہ ترکوں اور ایرانیوں نے نسلی اور قومی نصب العین اختیار کر لیے ہیں معلوم ہوتا ہے، وہ سمجھ رہے ہیں، ایسے نصب العین اختیار کر لینے کا مطلب یہ ہوا کہ ترکی اور ایران اسلام سے دست بردار ہو چکے ہیں۔ تاریخ کا طالع علمِ خوب جانتا ہے کہ اسلام ظہور ایسے زمانے میں ہوا تھا، جب انسانوں کے درمیان اتحاد کے پرانے اصول مثلاً عرفی رشتہ داری اور ملکیت کا کام نہایت ہو رہے تھے۔ اسلام نے انسانوں کے درمیان اتحاد کی بنیاد خون اور ہڈیوں پر نہیں، بلکہ اسلامی قلوب پر رکھی۔ علمائے دینیت کے نام اس کا عملی پیغام یہ ہے: ”نسلی قیود ختم کرو، دوزخِ فناء جنگیوں میں تباہ ہو جاؤ گے“ یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ اسلام فطرت کے نسل ساز منصوبوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا اور وہ اپنے خاص اداروں کے ذریعے سے ایک ایسا نقطہ نگاہ پیدا کرتا ہے، جو فطرت کی نسل ساز قوتوں کا انسداد کرتا رہے گا۔ گزشتہ ایک ہزار سال کے اندر اس نے انسانی تربیت کے سلسلے میں ایسا کام انجام دیا، جو مسیحیت اور بدعت کے دو ہزار سالہ کام سے بھی بدھجا زیادہ اہم تھا، یہ واقعہ ایک معجزے سے کم نہیں کہ ہندوستان کا مسلمان مرکز شس پستیا ہے، تو نسلی اور زبان کے اختلاف کے باوجود اسے کوئی انجینیئر محسوس نہیں۔ براہِ ہمدیہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام سرے سے نسل کا مخالف ہے۔ تاریخ سے ظاہر ہے کہ عمرانی اصلاحات کے سلسلے میں اسلام نسلی تعصب کو تمدنی بنانے کا قائل ہے اور وہ ایسا راستہ اختیار کرتا ہے جس میں مزاحمت کا کم سے کم امکان ہو۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے: ”ہم نے تمہیں نسلوں اور قبیلوں

میں تقسیم کر دیا اس لیے کہ باہم پہچانے جاؤ (و ادراصل یہ تقسیم کوئی ذلیل اختیار نہیں) اور خدا کے نزدیک امتیاز و شرف اسی کے لیے ہے، جو سب سے زیادہ متقی یعنی زندگی میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نسل کا مسئلہ بہت وسیع ہے اور انسانوں میں سے عصبیت کو ختم کرنے کے لیے بہت زیادہ وقت درکار ہے، لہذا اسلام نے اس مسئلے کے متعلق ایسا طریقہ اختیار کیا کہ رفتہ رفتہ تعصبات و امتیازات مٹا دے اور خود نسل ساز عامل نہ بنے۔ یہی معقول اور قابل عمل طریقہ ہو سکتا ہے۔ ہر آرٹھ طریقہ کی چھوٹی ”کتاب مسئلہ نسل“ میں ایک نہایت عمدہ ٹیپوٹا ہے، جسے اقتباساً یہاں پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

”اور اب انسان پر یہ حقیقت منکشف ہو رہی ہے کہ فطرت کا ابتدائی مقصد — نسل سازی — دورِ جدید کی اقتصادی دنیا کی ضرورتوں سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا اور انسان اپنے دل سے پوچھ رہا ہے: مجھے کیا کرنا چاہیے؟ جس نسل سازی پر فطرت اب تک کاربند رہی کیا اسے ختم کر دوں اور دائمی امن حاصل کر لوں یا کیا فطرت کو کھلا چھوڑ دوں کہ وہ اپنے پرانے راستے پر بڑھی چلی جائے، جس کا لازمی نتیجہ صرف ایک ہو گا یعنی جنگ۔ انسان کو پہلا یا دو سر طریقہ چن لینا چاہیئے۔ بین بین چلنا ممکن ہی نہیں۔“

غرض ظاہر ہے کہ اگر آئندہ ترک کا محرک تو انہوں کا اتحاد ہے، تو وہ روحِ اسلام کے خلاف آتیا نہیں جا رہا جتنا روحِ زمانہ کے خلاف جارہا ہے۔ اگر وہ نسلوں کی مطلقیت کا معتقد ہے تو وہ روحِ حاضر کی روح سے شکست کھائے گا، جو روحِ اسلام کے عین پہلو بہ پہلو جاری ہے۔ شخصائے بین بھمتا کہ آئندہ تو انسانی اتحاد کے جذبے سے متاثر ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلافی اتحاد جو حقیقت کے اتحاد اور ایگلو سیکشن اتحاد کے نعروں کا صرف ایک سیاسی جواب ہے۔

جو کچھ میں اوپر لکھ چکا ہوں، اس کا مطلب ٹھیک ٹھاک سمجھ لیا جائے تو یہ جان لینا مشکل نہیں کہ قومی نصب العین کے متعلق اسلام کی روش کیا ہے، اگر قومیت کا مطلب یہ سمجھا

جائے کہ ہر شخص کو وطن سے محبت ہوتی ہے، بلکہ وہ اس کی عزت کے لیے جان بھی دے سکتا ہے تو یہ قومیت مسلمانوں کے ایمان کا جزو ہے۔ اسلام سے قومیت کا تعادم اس وقت ہوتا ہے جب وہ ایک سیاسی تصور کا کردار اختیار کر لیتی ہے اور انسانوں کے اتحاد کا ایک اصول ہونے کی بجائے بن جاتی ہے۔ اس طرح مطالبہ کرتی ہے کہ اسلام محض ایک فنی عقیدے کے طور پر پس منظر میں چلا جائے اور قومی زندگی میں اس کے لیے زندہ عامل کی حیثیت باقی نہ رہے۔ ترکی، ایران، مصر اور دیگر اسلامی ملکوں میں ایسا مسئلہ پیش نہیں آسکتا۔ ان ملکوں میں مسلمانوں کو بہت بڑی اکثریت حاصل ہے اور وہاں کی کلیتیں۔۔۔ یہودی، مسیحی اور زرتشتی۔۔۔ شریعت اسلام کے مطابق "اہل کتاب" یا "مثیل اہل کتاب" ہیں اور شریعت اسلام نے ان کے ساتھ عمرانی روابط قائم کر لینے کی آزادی دیدی ہے۔ ان میں اندوہی تعلقات بھی شامل ہیں مسلمانوں کے لیے قومیت صرف ان ملکوں میں ایک مسئلہ بنتی ہے، جہاں وہ اقلیت میں ہیں اور قومیت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں کی مستقل ہستی باطل کر دی جائے۔ مسلم اکثریت والے ملکوں میں اسلام قومیت کو گورہ کر لیتا ہے۔ کیونکہ ان ملکوں میں اسلام اور قومیت عملاً ایک ہیں، لیکن اسلامی اقلیت والے ملکوں میں تہذیبی وحدت کے طور پر مسلمانوں کے لیے خود مختاری کا مطالبہ بالکل حق و بجا نہیں ہے۔ دونوں صورتوں سے اسلام کو عین مطابقت ہے۔

سطور بالا میں دُنیلے اسلام کی امروزہ حالت کا صحیح نقشہ خلاصہ پیش کر دیا گیا ہے۔ اگر اسے ٹھیک ٹھیک سمجھ لیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ اسلامی اتحاد اسلام کے دو بنیادی مقصدوں پر مشتمل ہے۔ ان میں پانچ مشہور ارکان اسلام کا اضافہ کر لینا چاہیے۔ یہ اسلامی اتحاد کے اساسی اجزاء ہیں اور یہ اتحاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حال تک قائم رہا۔ پچھلے دنوں اس میں ایران کے اندر بھائیوں نے اور ہندوستان کے اندر قادیانیوں نے خلا پیدا کیا۔ یہی اتحاد اسلام میں عمائدین کی روحانی فضا پیدا کرنے کا ضامن ہے۔ اسی کی بدولت اسلامی مملکتوں میں سیاسی اتحاد کے لیے سہولتیں مہیا ہوتی ہیں۔

مسلم مملکتوں کا اتحاد ایک عالمی مملکت کی صورت میں بھی اختیار کر سکتا ہے اسے نصب العین بھننا چاہیے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلم مملکتوں کی ایک جمعیت بن جائے یا متحدہ خود مختار مملکتیں ایسے ميثاق اور معاہدے کر لیں، جو خاص سیاسی اور اقتصادی مصلحتوں پر مبنی ہوں۔ رفتا بر زمانہ سے اس سادہ مذہب کے تصور کی انجام کے تعلق کی یہ حقیقت ہے۔ اس تعلق کی گہرائی کا اندازہ قرآن مجید کی خاص آیات ہی کی روشنی میں کیا جاسکتا ہے، لیکن یہاں ان کی تفصیل ممکن نہیں، کیونکہ اس معاملے سے اطراف کو نہاڑے گا، جواس وقت جاریہ سلسلے ہے، سیاسی اعتبار سے اسلامی اتحاد صرف اس وقت متزلزل ہوتا ہے، جب اسلامی مملکتیں ایک دوسرے سے جنگ کرتی ہیں اور مذہبی اعتبار سے اس وقت متزلزل کی نوبت آتی ہے، جب مسلمان بنیادی عقیدوں اور ارکان اسلام سے انحراف کریں۔ اس امری اتحاد کے مفاد کا تقاضا یہی ہے اپنے حلقے کے اندر کسی سرکش گروہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ البتہ اس حلقے سے باہر ایسے گروہ کے ساتھ رواداری کا وہی تڑا کیا جائے گا، جو دوسرے مذاہب کے پیروں سے مرعی رکھا جاتا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فی الوقت اسلام ایک عبوری طور سے گزر رہا ہے۔ یہ سیاسی اتحاد کی ایک صورت سے منتقل ہو کر دوسری صورت کی طرف جارہا ہے، جس کا نتیجہ ابھی تک تاریخ کی قوتوں نے نہیں کیا۔ دنیائے حاضرہ میں واقعات ایسی تیزی سے پیش آرہے ہیں کہ کوئی پیش گوئی کرنا قہراً ناممکن ہے۔ اگر سیاسی اعتبار سے دُنیا کے اسلام متحد ہو گئی تو غیر مسلموں کے متعلق اسی کی روش کیا ہوگی؟ اس سوال کا جواب صرف تاریخ ہی دے سکتی ہے۔ میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اسلام یورپ اور ایشیا کے عین درمیان واقع ہے اور یہ زندگی کے متعلق مشرق و مغرب کے نقطہ نگاہ کو متزلزل کر رہا ہے۔ اسی کو مشرق و مغرب کے درمیان ایک قسم کا واسطہ بنا جانا چاہیے، لیکن اگر اہل یورپ کی حما قوتوں نے مسلمانوں سے مصلحت ناممکن بنادی تو نتیجہ کیا ہوگا؟ یورپ میں آج کا لہجہ بروز جو حالات پیش آ رہے ہیں، ان کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے متعلق یورپ کی روش میں بنیادی تبدیلی ہو جائے۔ ہم

۱۲ مارچ ۱۹۷۹ء) ہنرمائی نس آغا خاں نے اپنے پیروؤں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا

”شہادت دو کہ اللہ ایک ہے (اشہد ان لا الہ الا اللہ) شہادت دو، محمد اللہ کے رسول ہیں (اشہد ان محمد رسول اللہ) قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ کبھی سب کا قبلہ ہے۔

تم مسلمان ہو اور مسلمانوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہیے۔ مسلمانوں کو سلام، السلام علیکم کہہ کر کرو۔ اپنے بچوں کے نام اسلامی رکھو۔ اپنی شادیاں اسلامی قانون نکاح کے مطابق کرو۔ تمام مسلمانوں کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک روا رکھو“

اب پندت جواہر لال نہرو فیصلہ فرمائیں کہ آیا آغا خاں اسلامی اتحاد کی نائنڈگی کر رہے ہیں یا نہیں؟

علامہ کے ان دونوں بیانات نے تلویانیت کو اسلامی کی ذہنی فضا سے نکال باہر کیا اور قادیانی قلم سمار ہرگز نہیں ان بیانیوں کے بعد کچھ دن کم تین سال زندہ رہے، اگر پاکستان میں جانے تک زندہ رہتے تو غلبہ تھا کہ میر زانی امت آغا خاں میں اقلیت کا دھجہ پائی۔

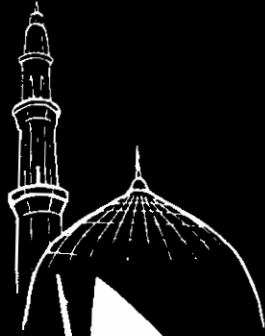
صرف یہی دھماکے نہیں کر ساراجی حرص یا اقتصاد کی استغناء کے نقصان سے سیاسی بصیرت پر پردہ ڈال دیں۔

جس حد تک ہندوستان کا تعلق ہے۔ میں چور سے وٹنی سے کہہ سکتا ہوں کہ یہاں کہ مسلمان کسی ایسے سیاسی نظریے کے دوبروہر تسلیم نہیں کریں گے، جو ان کی مستقل تہذیبی حیثیت کو تباہ کر دے۔ مستقل تہذیبی حیثیت کے متعلق اطمینان ہو جائے تو مذہب اور حب وطن کے تقاضوں میں ہم آہنگی کرنے کے لیے ان پر مجبور نہ کیا جاسکتا ہے۔

میں ہنرمائی نس آغا خاں کے متعلق ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ میرے لیے یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ پندت جواہر لال نہرو نے آغا خاں کو کیوں جیلے کا نشانہ بنایا۔ شاید وہ سمجھتے تھے کہ قادیانی اور اسماعیلی ایک ہی تھیلے کے چنے جتے ہیں، وہ بظاہر اس حقیقت سے آگاہ نہیں کہ اسماعیلیوں کی فتنی تاویلات کتنی ہی غلط کیوں نہ ہوں۔ اسلام کے بنیادی اصول پر ان کا ایمان ہے۔ بلاشبہ وہ اٹلی امامت پر یقین رکھتے ہیں، لیکن ان کے نزدیک امام ربانی اہم کا حامل نہیں ہوتا، بلکہ صرف شریعت کا شہد ہر تک ہے۔ کل ہی کی بات ہے ملاحظہ ہوسنا اور آباد



عناد اور بغض کی تصویر بن کر  
 گئے لندن بشیر الدین محمود  
 یہ مقصد آپ کا ہے اس سفر سے  
 کہ سرحد پر بچھا دی جائے بارود  
 دکھائے یورپ اگر اس کو جی  
 جہنم کی لپٹ جس میں ہو موجود  
 یہ ساری سرزمین پھر بھک سے اڑ جائے  
 اور افغانوں کی جمیٹ ہو نابود  
 کوئی اس دیں کے دشمن کو بتائے  
 کہ ساری کوششیں ہیں تیری بے سود  
 بھلا برطانیہ کو کیا پڑی ہے  
 کہ دوزخ میں تیری خاطر پڑے کوڈ  
 ہے تو بھی کیا کسی کرنل کی میسم  
 بھگا کے لے گئے ہوں جس کو مسعود  
 (مولانا خضر علی خاں)



انکاح الحائض

محمّد بن عبد الوہاب

مجلد اول

## ختم نبوت کے تقاضے

اگر بعد میں کوئی نبی آنے والا ہوتا تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اس کا کھلا کھلا اعلان ضرور کرتے

ماہنامہ  
اشراق خاص

تو نکاحِ زینبؓ پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کیے ہوئے شکوک و شبہات کا جواب دیا جا رہا ہو اور یکایک یہ بات کہہ ڈالی جائے کہ محمدؐ نبیوں کی صف میں۔ آئندہ جو نبی بھی بنے گا، ان کی مہر لگ کر بنے گا۔ اس سیاق و سباق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے بنی ہے، بلکہ اس سے وہ استدلال الٹا کمزور ہو جاتا ہے، جو اوپر سے معترضین کے جواب میں چلا آ رہا ہے۔ اس صورت میں تو معترضین کے لیے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ آپ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ کے بعد آپ کی مہر لگ گئی کہ جو انبیاء آتے ہیں ان میں سے کوئی اسے مٹا دے گا۔

ایک دوسری تاویل اس گروہ نے یہ بھی کی ہے کہ خاتم النبیینؐ کے معنی افضل النبیین کے ہیں، یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، البتہ کمالات نبوت حضور پر ختم ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ مفہوم لینے میں بھی وہی قیاحت ہے جو اوپر ہم نے بیان کی ہے۔ سیاق و سباق سے یہ مفہوم بھی کوئی نہایت

ایک گروہ، جس نے اس دور میں نبی نبوت کا فتنہ عظیم کھرا کیا ہے، لفظ خاتم النبیین کے معنی "نبیوں کی مہر" کرتا ہے اور اس کا یہ مطلب یہ لیتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو انبیاء بھی آئیں گے وہ آپؐ کی مہر لگنے سے نبی نہیں گے، یا بالفاظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپؐ کی مہر نہ لگے وہ نبی نہ ہو سکے گا۔

جس آیت میں حضورؐ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ  
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

لیکن جس سلسلہ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس کے اندر رکھ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی، بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں، مقصود کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے۔ آخر اس بات کا کیا تک ہے کہ اوپر سے

تنبہ رکھنا، بلکہ اللہ اس کے خلاف پڑتا ہے۔ لغت و مناقب  
کہہ سکتے تھے کہ حضرت، کم تر درجے کے ہی بھی، بہر حال آپ کے  
بعد بھی بنی آتے رہیں گے پھر کیا ضرورت تھا کہ اس دم کو بھی  
آپ ہی مبارک تشریف لے جاتے۔

## لغت کی رو سے خاتم النبیین کے معنی

پس جہاں تک سیاق و سباق کا تعلق ہے وہ قطعاً بطور  
پر اس ام کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النبیین کے معنی مسئلہ  
نبوت کو ختم کر دینے والے ہی کے لیے جائیں اور یہ سمجھا  
جائے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ لیکن یہ  
صرف سیاق ہی کا تقاضا نہیں ہے، لغت بھی اسی معنی کی  
مقتضی ہے۔ عربی لغت اور معادرسے کی رو سے ”ختم“  
کے معنی ختم ہونے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی  
کام کو پورا کر کے خارج ہو جانے کے ہیں۔  
”ختم القلم“ کے معنی ہیں ”ختم سے قلم“، ”کام سے  
فارغ ہو گیا۔“

ختم الانباء کے معنی ہیں ”برقن کا ختم بند کر دیا اور

اس پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس  
کے اندر داخل ہو۔“

ختم الکتاب کے معنی ہیں ”خط بند کر کے اس پر مہر  
لگا دی تاکہ خط محفوظ رہ جائے۔“

ختم علی القلب، رسول پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات  
اس کی سمجھ میں آئے، نہ پہلے سے جی ہوئی کوئی بات اس  
میں سے نکل سکے۔“

خاتم الخلق مشروب، ”وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد  
آخر میں محسوس ہوتا ہے۔“

خاتمہ الخلق، خاتمہ عاقبتہ و آخرتہ، ”ہر چیز کے  
خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔“

ختم الشیء، ”بلیغ آخرہ“ کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب  
ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا، ”اسی معنی میں ختم قدر آن  
بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خاتم  
کہا جاتا ہے۔“

خاتم القوم، ”آخر ہمر“، خاتم القوم سے مراد ہے ختم  
کا آخری آدمی اور ملاحظہ ہو لسان العرب، قاموس اور اقرب الیہ

لے یہاں ہم نے لغت کی صرف تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن بات انہی تین کتابوں پر منحصر نہیں ہے عربی زبان کی کوئی  
معتبر لغت اٹھا کر دیکھ لی جائے، اس میں لفظ خاتم کی یہی تشریح ملے گی۔ لیکن منکرین ختم نبوت خدا کے دین میں نقب لگانے  
کے لیے لغت کو محض ذکر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی شخص کو خاتم الشعراء، یا خاتم الفقہاء یا خاتم المغتفرین کہنے  
کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے، اس کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ یا مغتفر پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کا مطلب یہ  
ہوتا ہے کہ اس شخص کے کمالات اس شخص پر ختم ہو گئے، حالانکہ مباہلے کے طور پر اس طرح کے القاب کا استعمال یہ معنی ہرگز نہیں  
رکھتا کہ لغت کے اعتبار سے خاتم کے اصل معنی ہی کامل یا افضل کے ہوجائیں اور آخری کے معنی میں یہ لفظ استعمال کرنا بے غلط  
قرار پڑے۔ یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو زبان کے قواعد سے ناواقف ہو۔ کسی زبان میں بھی یہ قاعدہ نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ  
کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کسی بھی مجاز اُگسی دوسرے معنی میں بولا جاتا ہو تو وہی معنی اس کے اصل معنی بن جائیں اور لغت کی نگاہ سے  
جو اس کے حقیقی معنی ہیں، ان میں اس کا استعمال ممنوع ہو جائے۔ آپ کسی عرب کے سامنے جب کہیں گے کہ خاتم القوم، تو وہ اس  
کا یہ مطلب ہرگز نہ لے گا کہ قبیلے کا فاضل و کامل آدمی اُگیا، بلکہ اس کا مطلب وہ یہی لے گا کہ پورا کا پورا قبیلہ اُگلیا ہے، حتیٰ کہ آخری آدمی  
جو رہ گیا قافہ بھی اُگیا۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی نگاہ میں رہنی چاہیے کہ خاتم الشعراء، خاتم الفقہاء اور خاتم المغتفرین وغیرہ القاب جو بعض لوگوں کو ملے گئے  
ہیں۔ ان کے دینے والے انسان تھے اور انسان کبھی یہ نہیں جان سکتا کہ جس شخص کو وہ کسی صفت کے اعتبار سے خاتم کہہ رہا ہے اس کے  
بعد پھر کوئی اس صفت کا حامل پیدا نہیں ہو گا۔ اسی وجہ سے انسانی کلام میں ان القاب کی حیثیت مباہلے اور اعترافِ کمال سے زیادہ کچھ  
(باقی اگلے صفحہ پر)

اسی مضمون کی چار حدیثیں مسلم، کتاب الفضائل، باب خاتم النبیین میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ نہ آئے ہیں۔  
فحنت وحققت الانبیاء، پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

یہی حدیث انہی الفاظ میں ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی، اور کتاب الادب، باب الامثال میں ہے۔  
مسند الوداع ووطیاسی میں یہ حدیث جابر بن عبد اللہ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلے میں آئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں، ختم بجا الانبیاء، میرے ذریعے سے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا۔“  
مسند احمد میں تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ اس مضمون کی احادیث حضرت عائشہ بن کعب، حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کے نقل کی گئی ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) مجھے جامع و مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی (۲) مجھے رعب کے ذریعے سے نصرت بخشی گئی (۳) میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے (۴) میرے لیے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں، بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمم کر کے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی (۵) مجھے تمام دنیا کے لیے رسول بنایا گیا (۶) اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

۴۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: در رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول

اسی بنا پر تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لیے ہیں۔ عربی لغت وعلوم کے رد سے خاتم کے معنی ڈاک خانے کی ٹہر کے نہیں ہیں، جسے لگا لگا کر خطوط جاری کیے جاتے ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ ٹہر ہے جو لفظ پر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

ختم نبوت کے بارے میں نبی کریمؐ کے اشارات

قرآن کے سیاق و سباق اور لغت کے لحاظ سے اس لفظ کا جو مفہوم ہے اس کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر چند صحیح ترین احادیث ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی مر جاتا تو وہ مرا بنی اس کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا، بلکہ خاتم ہوں گے۔ (بخاری کتاب المناقب، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد چہرے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے، مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ

کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ دینی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے، اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے، جسے پُر کرنے کے لیے کوئی آئے، بخاری کتاب المناقب، باب خاتم النبیین



ہے اور نہ نبی۔ (ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ذہاب النبوة۔ مسند احمد، مرویات انس بن مالک)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر مٹو گیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے یعنی میرے بعد اب بس قیامت ہی آتی ہے (اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔) (بخاری و مسلم، کتاب الغنائل، باب اسما البی، ترمذی، کتاب الآداب، باب اسما البی، المستدرک للحاکم، کتاب التاریخ باب اسما البی)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خدوچ سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی تکلف ہے۔ (ابن ماجہ کتاب العتق، باب الدجال)

۷۔ عبد الرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے اس انداز سے کہ گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: میں محمد نبی امی ہوں۔ پھر فرمایا: ”اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (مسند احمد، مرویات ابو یزید عمرو بن العاص)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے، صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کیا گیا وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب (یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعے سے مل جائے گا)

(مسند احمد، مرویات ابو الطفیل، نسائی، ابوداؤد) ۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد اگر کوئی نبی

ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔

(بخاری و مسلم، کتاب فضائل الصحاب)

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے، جو موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ کی تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ بخاری و مسلم نے یہ حدیث غزوہ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔ مسند احمد میں اس معنوں کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے (الا انه لا نبوة بعدی) ”مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔“ ابوداؤد و طبرانی، امام احمد اور محمد بن اسحاق نے اس سلسلے میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جاتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت و نگرانی کے لیے اپنے پیچھے چھوڑنے کا قصد فرمایا تھا۔ منافقین نے اس طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنی شروع کر دیں۔ انہوں نے جا کر حضورؐ سے عرض کیا:

”یا رسول اللہ، کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟“ اس موقع پر حضورؐ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ”تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو، جو موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ رکھتے ہیں۔ یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر جلتے ہوئے حضرت ہارونؑ کو نبی اسرائیل کی نگرانی کے لیے پیچھے چھوڑا تھا اسی طرح میں تم کو مدینہ کی حفاظت کے لیے چھوڑے جا رہا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضورؐ کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارونؑ کے ساتھ یہ تشبیہ کس بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے، اس لیے فوراً آپ نے یہ تصریح فرمادی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔

۱۱۔ ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... اور یہ کہ میری امت میں تم میں کذاب ہوں گے، جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد کتاب العتق)

ہوتے۔

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت (یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت نہیں۔)

(بیہقی، کتاب الرؤایا، کربانی)

۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے۔ (مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوۃ، مسجد مکہ والمدینہ)

یہ احادیث بکثرت صحابہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور بکثرت محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ ایک آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں وہ قابل وکذب ہیں۔ قرآن کے الفاظ قائم البتین کی اس سے زیادہ مستند و معتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا۔

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابو داؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے بھی حضرت ثوبانؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”حقیقت یہ ہے کہ جہاں کذا البتین قریب ہیں ثلاثین کلھم ینزعہ منہ رسول اللہ“ ”یہاں تک کہ انھیں گئے تیس کے قریب چھوٹے فری جن میں سے ہر ایک دعویٰ کو گے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“

۱۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں، ان میں ایسے لوگ ہوئے ہیں، جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ میری امت میں اگر کوئی ہوا تو وہ عمر نہ ہوگا۔

(بخاری، کتاب المناقب)

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں یحکمون کے بجائے محمد یون کا لفظ ہے۔ لیکن مکلم اور محدث دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الہی سے سرفراز ہو، یا جس کے ساتھ پردہ غیب سے بات کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے لیے نیز فی طبۃ الہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمرؓ

سے منکرین ختم نبوت اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح حضورؐ نے اپنی مسجد کو آخری مسجد فرمایا، حالانکہ وہ آخری مسجد نہیں ہے بلکہ اس کے بعد بھی بے شمار مسجدیں دنیا میں ہی ہیں، اسی طرح جب آپؐ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد نبی آتے رہیں گے، البتہ فضیلت کے اعتبار سے آپؐ کی مسجد آخری مسجد ہے۔ لیکن درحقیقت اسی طرح کی دو باتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ خدا اور رسول کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ صحیح مسلم کے جس مقام پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے، اس کے سلسلے کی تمام احادیث کو ایک نظری اوجی دیکھو گے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ حضورؐ نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کس معنی میں فرمایا ہے۔ اس مقام پر حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ام المومنین حضرت سیموہؓ کے حوالہ سے جو روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے، جن میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے اور اسی بنا پر صرف اسی تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ باقی کسی مسجد کا یہ حق نہیں ہے کہ آدمی دوسری مسجدوں کو چھوڑ کر خاص طور پر اس میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرے۔ ان میں سے پہلی مسجد، مسجد الحرام ہے، جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا۔ دوسری مسجد اقصیٰ ہے، جسے حضرت سیامان علیہ السلام نے تعمیر کیا اور تیسری مسجد، مدینہ، طیبہ کی مسجد نبوی ہے، جس کی بنا حضورؐ ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی۔ حضورؐ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اس لیے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں کوئی جو حق مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو اور جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کر کے جانا درست ہو۔

ہو سکتی ہے۔ رسول پاکؐ کا ارشاد تو بجا ہے خود مسند و محبت ہے۔ مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر کا حق دار اور کون ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مضمون بیان کرے اور ہم اسے قبول کرنا کیا معنی، قابل التفات بھی سمجھیں۔

## صحابہ کرام کا اجماع

قرآن و سنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرام کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی، ان سب کے خلاف صحابہ کرام نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ ذکاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر تھا، بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ اُسے حضورؐ کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اُس نے حضورؐ کی وفات سے پہلے جو عہدہ آپؐ کو لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔

(طبری، جلد دوم، ص ۳۹۹، طبع مصر)

علاوہ بریں مؤرخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اشہد ان محمدًا رسول اللہ کے الفاظ لکے جاتے تھے۔ اس صریح اقرار رسالت محمدی کے باوجود اسے کافرا و خارج از امت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو مینہہ ایک مٹی کے ساتھ (INGOOD FAITH)

اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود شریک

رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن کی آیات کو اُس کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ مدینہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا بلکہ اللہ والہ تھا یہ لایح کثیر، جلد ۵، ص ۵۱) مگر اس کے باوجود صحابہ کرام نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں بلکہ لغات کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رو سے، ان مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو

ان کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جاسکتے، بلکہ مسلمان تو درگزر، ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مسیلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابو بکرؓ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے اور جب وہ لوگ اسی طرح تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا۔ چنانچہ انہی میں سے ایک لوثی حضرت علیؓ کے محلے میں آئی، جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنفیہؓ نے جنم لیا (البدایہ والنہایہ جلد ۶، ص ۳۱۶، ۳۱۷) اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہؓ نے جس جرم کی بنا پر اس سے جنگ کی تھی، وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کارروائی حضورؐ کی وفات کے فوراً بعد ہوئی، ابو بکرؓ کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہؓ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماع صحابہؓ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

## تمام علمائے امت کا اجماع

اجماع صحابہ کے بعد جو حقے نمبر پر مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ دو صحابہ کے بعد کے علمائے امت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہل صدی سے

۱۔ حنفیہ سے مراد ہے قبیلہ بنو حنفیہ کی عورت۔

لے کر آج تک ہر زمانے کے، اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا اور کہ جو بھی آپ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے، یا اس کو مانے، وہ کافری خارج از امت و اسلام ہے اس سلسلہ کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں:

۱۔ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر امام عظیم نے فرمایا کہ: جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا، وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ یونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ لا نبی بعدی (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی ج ۱ ص ۱۶۱۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

۲۔ علامہ ابن جریر طبری (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت وکیل رسول اللہ وخاتم النبیین کا مطلب بیان کرتے ہیں: جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مقرر رکھا دی، اب قیامت تک یہ دعوہ اڑا کسی کے لیے نہیں کھلے گا۔ (تفسیر ابن جریر، جلد ۲، صفحہ ۱۶۲)

۳۔ امام طحاوی (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی کتاب عقیدہ مسلمین میں سلف صالحین اور خصوصاً امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے باب میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں: اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے، حیدر نبی اور پیغمبر رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الیقین، سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا دعویٰ مکرہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔ (شرح المصابیح، العقیدہ المسلمین، دارالمحافظ مصر، صفحات ۱۵، ۸۶، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۱)

۴۔ علامہ ابن حزم اندلسی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں: یقیناً وحی کا سلسلہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی

مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عز و جل دنیا چاہے کہ خود نہیں ہیں، تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، گروہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ (المحلی، ج ۱ ص ۱۶۶) ۵۔ امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

اگر یہ دروازہ (یعنی اجماع کو حجت ماننے سے انکار کا دروازہ) کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نبوت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن بحث کے موقع پر جو شخص اس کی تکفیر میں تامل کو ناجائز ثابت کرنا چاہتا ہو، اسے لا محالہ اجماع سے مدد لینا پڑے گی کیونکہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی۔ اور جہاں تک عقل کا تعلق ہے اس عقیدے کا قائل لابی بعدی اور خاتم النبیین کی تائید کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النبیین سے مراد اولو العزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے اور اگر کہا جائے کہ نبی کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لیے کچھ مشکل نہ ہوگا اور لابی بعدی کے متعلق وہ کہہ دے گا کہ لا رسول بعدی تو نہیں کہا گیا ہے، رسول اور نبی میں فرق ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند تر ہے عرف اس طرح کی بکواس بہت کچھ کی جاسکتی ہے اور ضمن لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے، بلکہ ظاہر تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے بھی زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں اور اس طرح کی تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ فحشوں کا انکار کر رہا ہے۔ لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ اُمت نے بالاتفاق اس لفظ (یعنی لابی بعدی) سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن و احادیث سے یہ سمجھا ہے کہ حضور کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد کسی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز اُمت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا ایسے شخص کو منکر اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ (الاقتضاء فی الاعتقاد المطبوعہ

محی السنۃ لغوی (متوفی ۱۱۸۴ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اللہ نے آپ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا پس آپ انبیاء کے خاتم ہیں۔۔۔ اور ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا" (جلد ۳ ص ۱۵۸)

۷۔ علامہ زعفرانی (متوفی ۱۳۴۲ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں: "اگر تم کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے، جبکہ حضرت عیسیٰ آخر زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔ اور عیسیٰ ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے، جو گویا کہ وہ آپ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔"

(جلد ۲ ص ۲۱۵)

۸۔ قاضی عیاض (متوفی ۷۴۵ھ) لکھتے ہیں، جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے، یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی نبوت کا کاتب کر سکتا ہے اور صفائی قلب کے ذریعہ سے مرتبہ نبوت کو پہنچ سکتا ہے، جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے۔۔۔ ایسے سب لوگ کافر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والے ہیں، کیونکہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپ نبوت کے ختم کرے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ کو بھیجا گیا ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر مفہوم پر محمول ہے اس کے معنی و مفہوم میں کسی دلیل و تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا ان

تمام گروہوں کے کوہنہ میں قطعاً کوئی شک نہیں، برنبائے اجماع بھی برہائے نقل بھی" (شفاء جلد ۱ ص ۲۴۰-۲۴۱)

۹۔ علامہ شہرستانی (متوفی ۵۴۲ھ) اپنی مشہور کتاب الملک والقل میں لکھتے ہیں: "اور اسی طرح ہو گئے۔۔۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے، (بخاری علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے، (جلد ۳ ص ۲۴۹)

۱۰۔ امام رازی (متوفی ۷۴۰ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اس سلسلہ بیان میں دو خاتم النبیین اس لیے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توحیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے پورا کر سکتا ہے، مگر جس کے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے، کیونکہ اس کی مثال اس باپ کی ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی دوسرے پرست اس کے بعد نہیں ہے" (جلد ۶ ص ۵۸۱)

۱۱۔ علامہ بیضاوی (متوفی ۷۵۸ھ) اپنی تفسیر انوار التمزیل میں لکھتے ہیں: "یعنی آپ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا یا جس سے انبیاء کے سلسلے پر دم کر دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوت میں قاصر نہیں ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے" (جلد ۴ ص ۱۹۴)

۱۲۔ علامہ حافظ الدین السبکی (متوفی ۸۴۰ھ) اپنی تفسیر "مدارک التمزیل" میں لکھتے ہیں: اور آپ خاتم النبیین ہیں۔۔۔ یعنی نبیوں میں سب سے آخری۔ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ یہ عیسیٰ، تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ

پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔  
گو یا کہ وہ آپ کی امت کے افراد میں سے ہیں۔“  
(ص ۴۷۱)

۱۲۔ علامہ علاؤ الدین بغدادی (متوفی ۷۵۴ھ) اپنی تفسیر  
”خازن“ میں لکھتے ہیں: ”و خاتم النبیین، یعنی اللہ نے  
آپ پر نبوت ختم کر دی۔ اب نہ آپ کے بعد کوئی نبوت  
ہے نہ آپ کے ساتھ کوئی اس میں شریک .....  
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا“ یعنی یہ بات اللہ کے علم میں  
ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (ص ۴۷۱، ۴۷۲)

۱۳۔ علامہ ابن کثیر (متوفی ۷۴۱ھ) اپنی مشہور معروف تفسیر  
میں لکھتے ہیں: ”پس یہ آیت اس باب میں نص صریح  
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے  
اور جب آپ کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ  
نہیں ہے، کہوں کہ رسالت کا منصب خاص ہے اور  
نبوت کا منصب عام، ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی  
رسول نہیں ہوتا..... حضور کے بعد جو شخص بھی اس  
مقام کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، و دجال، گمراہ  
اور گمراہ کرنے والا ہے خواہ وہ کیسے ہی خرق عادت  
اور شبدے اور جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر لے آئے۔  
یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے، جو قیامت تک اس  
منصب کا دعویٰ ہو، (جلد ۳ ص ۴۹۳، ۴۹۴)

۱۵۔ علامہ حلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) تفسیر جلالین  
میں لکھتے ہیں: ”وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا، یعنی اللہ اس  
بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں اور  
علیؑ جب نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت ہی کے  
مطابق عمل کریں گے۔“ (ص ۷۸)

۱۶۔ علامہ ابن نجیم (متوفی ۸۵۰ھ) اصول فقہ کی مشہور کتاب  
آلہ شاہ و النظار، کتاب التبیہ، باب الزوہ میں لکھتے  
ہیں: ”اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری  
نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے، کیونکہ یہ اُن باتوں میں  
سے ہے، جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین میں  
سے ہے۔“ (ص ۱۷۹)

۱۷۔ علامہ علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) شرح فقہ البرہین لکھتے  
ہیں: ”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا  
دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔“ (ص ۲۰۲)

۱۸۔ شیخ اسماعیل حتی (متوفی ۱۰۳۵ھ) تفسیر روح البیان میں  
اس آیت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”عالم نے  
لفظ خاتم سے ت کے ذر کے ساتھ پڑھا ہے، جس کے  
معنی ہیں آخر ختم کے جس سے مہر کی جاتی ہے۔ جیسے  
طالب اس چیز کو کہتے ہیں جس سے مٹا لگایا جائے براہ  
یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے آخر  
تھے، جن کے ذریعہ سے نبیوں کے سلسلہ پر مقرر لگادی  
گئی۔ فارسی میں اسے ”مہر پیچہراں“ کہیں گے، یعنی  
آپ سے نبوت کا دروازہ سر مہر کر دیا گیا اور پیچہروں کا  
سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ باقی قاریوں نے اسے ت کے زیر  
کے ساتھ خاتم پڑھا ہے، یعنی آپ مہر کرنے والے  
تھے۔ فارسی میں اس کو ”مہر کنندہ پیچہراں“ کہیں گے۔

اس طرح یہ لفظ بھی خاتم کا ہم معنی ہی ہے..... اب  
آپ کی امت کے علماء آپ سے صرف ولایت ہی کی  
میراث پائیں گے۔ نبوت کی میراث آپ کی ختمیت  
کے باعث ختم ہو چکی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے  
بعد نازل ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے میں قاجح  
نہیں ہے کیونکہ خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ  
آپ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا..... اور علیؑ  
آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ  
نازل ہوں گے تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
پیرو کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ آپ کے قبلے کی  
طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔ آپ کی امت کے  
ایک فرقہ کی طرح ہوں گے۔ نہ اُن کی طرف وحی آئے گی  
اور نہ وہ نئے احکام دیں گے۔ بلکہ وہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے..... لہذا لای سنت  
والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ  
نے فرمادیا۔ وَلَکُمْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا: لا نبی بعدی  
اب جو کوئی کہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
کوئی نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس نے  
نص کا انکار کیا۔ اور اسی طرح اُس شخص کی بھی تکذیب کی جائے  
گی جو اس میں شک کرے، کیونکہ حجت نے حق کو باطل  
سے عزیز کر دیا ہے اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
نبوت کا دعویٰ کرے اس کا دعویٰ باطل کے سوا کچھ اور  
ہو ہی نہیں سکتا۔ (جلد ۲۲، ص ۱۸۸)

۱۹۔ فتاویٰ عالمگیری جسے بارہویں صدی ہجری میں اورنگزیب  
عالمگیر کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء  
مترتب کیا تھا، میں لکھا ہے: اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے  
اور اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو  
اس کی تکذیب کی جائے گی۔ (جلد ۲، ص ۲۶۳)

۲۰۔ علامہ شولکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) اپنی تفسیر فتح القدیر میں  
لکھتے ہیں: ”بمجموعہ نے لفظ خاتم کو ت کے زیر کے ساتھ  
پڑھا ہے اور عام مسلم نے زیر کے ساتھ پہلی قرائت کے  
معنی میں یہ کہ آپؐ نے انبیاء کو ختم کیا، یعنی سب کے  
آخر میں آئے اور دوسری قرائت کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ  
اُن کے لیے مہر کی طرح ہو گئے، جس کے ذریعہ سے ان  
کا سلسلہ سر مہر ہو گیا اور جس کے شمول سے ان کا گروہ  
مزین ہوا۔ (جلد ۴، ص ۲۷۵)

۲۱۔ علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۸۰ھ) تفسیر روح المعانی میں لکھتے  
ہیں: ”نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے۔ لہذا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے خود بخود  
لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم المرسلین بھی ہوں اور آپؐ کے  
خاتم انبیاء و رسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں  
وصف نبوت سے آپؐ کے متعین ہونے کے بعد اب  
جن و انس میں سے ہر ایک کے لیے نبوت کا وصف متعلق  
ہو گیا۔ (جلد ۲۲، ص ۲۶۲)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بعد جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہوئے اسے کافر قرار دیا جائے  
گا۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔“

(جلد ۲۲، ص ۳۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین  
ہونا ایک ایسی بات ہے، جسے کتاب اللہ نے صاف صاف  
بیان کیا، سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی، اور امت  
نے اس پر اجماع کیا۔ لہذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے،  
اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ (جلد ۲۲، ص ۳۹)

یہ ہندوستان سے لے کر مراکش اور اندلس تک اور  
ترکی سے لے کر یمن تک ہر مسلمان ملک کے اکابر علماء و فقہاء  
اور محدثین و مفسرین کی تصریحات ہیں۔ ہم نے ان کے ناموں  
کے ساتھ ان کے سنین ولادت و وفات بھی دے دیے  
ہیں، جن سے ہر شخص بیک نظر معلوم کر سکتا ہے کہ پہلی صدی سے  
تیرھویں صدی تک تاریخ اسلام کی ہر صدی کے اکابر اہل  
میں شامل ہیں۔ اگرچہ ہم جو دھوئیں صدی کے علمائے اسلام کی  
تصریحات بھی نقل کر سکتے ہیں، مگر ہم نے قصداً انہیں اس لیے  
چھوڑ دیا کہ اُن کی تصریح کے جواب میں ایک شخص یہ حیلہ کر سکتا  
ہے کہ ان لوگوں نے اس دور کے مدعی نبوت کی ضد میں ختم  
نبوت کے یہ معنی بیان کیے ہیں۔ اس لیے ہم نے پہلے علمائے  
تحریریں نقل کی ہیں، جو ظاہر ہے کہ آج کے کسی شخص سے کوئی  
ضد نہ کر سکتے تھے۔ ان تحریروں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت  
ہو جاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج تک پوری دنیا نے اسلام  
متفقہ طور پر خاتم النبیین کے معنی ”آخری نبی“ ہی سمجھی ہی  
ہے، جس کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے  
لیے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ  
عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی  
اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعوے کو  
ماننے وہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

اب یہ دیکھنا ہر صاحب عقل آدمی کا اپنا کام ہے کہ لفظ  
خاتم النبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے، جو قرآن کی  
عبارت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے، جس کی تصریح نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمادی ہے، جس پر صحابہ کرامؓ  
کا اجماع ہے، اور جسے صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر  
آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف ماننے رہے ہیں۔

اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لینے اور کسی نئے مذہبی کے سے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔  
یہ لوگوں کو ایسے مسلمان تسلیم کیا جاسکتا ہے جنہوں نے باب نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے، بلکہ اس دروازے سے ایک صاحبِ حرمِ نبوت میں داخل بھی ہو گئے ہیں اور یہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔  
اس سلسلے میں یمن باتیں اور قابلِ غور ہیں؛

**کیا اللہ کو چاہئے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟**

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔ قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے اُن بنیادی عقائد میں سے ہے، جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر ایسے ایک نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بد بجا دوائی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے اس کا کھلا کھلا اعلان کرانا اور حضور دُنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے جب تک اپنی اُمت کو اچھی طرح خبر دے نہ کر دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔ آج اللہ اور اس کے رسول کو چاہے دیں دیا مان سے کیا دشمنی تھی کہ حضور کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنے والا بھی ہوتا، جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہو سکتے، مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا، بلکہ اس کے برعکس اللہ اور اس کا رسول، دونوں ایسی باتیں فرما دیتے جن سے تیس سو برس تک ساری اُمت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اب اگر بعض محالِ نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو

اور کوئی نبی ابھی جائے تو ہم بے خوف و خطر اس کا انکار کر دیں گے۔ خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی باز پرس ہی کا تو ہو سکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا تو ہم یہ سارا ریکارڈ برسرِ عدالت لا کر رکھ دیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ معاذ اللہ اس کفر کے خطرے میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہی نے ہمیں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اس ریکارڈ کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا۔ لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی مذہبی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے سوتھ لینا چاہیے کہ اس کفر کی پاداش سے بچنے کے لیے وہ کون سا ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش کر سکتا ہے، جس سے وہ رہائی کی توقع رکھتا ہو۔ عدالت میں پیش ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا ہمیں جائزہ لے لینا چاہیے اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لیتا چاہیے کہ جس صفائی کے گھر وہ سے پر وہ یہ کام کر رہا ہے، کیا ایک عقل مند آدمی اس پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟

**اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟**

دوسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اس شخص میں پیدا ہو گیا کرے، جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اس کا اہل بنالیا ہو۔ نہ یہ کوئی ایسا انعام ہے جو کچھ خدمات کے صلے میں عطا کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ ایک منصب ہے جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے۔ وہ ضرورت جب دامن ہوتی ہے تو ایک نبی اس کے لیے مقرر کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے۔

قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے



ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں، جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں:

اول یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آنے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔  
دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو، یا اس میں تحریف ہو گئی ہو، اور اس کے نقشب قدم کی پروری کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لیے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہاڑم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور کو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قلوب میں انبیاء آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اچھی صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ و تحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ جو کتاب آپ لائے تھے، اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی، نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جو ہدایت آپ نے اپنے قول و عمل سے دی، اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لیے دوسری ضرورت بھی ختم ہو گئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی۔ لہذا تکمیل دین کے لیے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔

اب رہ جاتی ہے جو حتمی ضرورت، تو اگر اس کے لیے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور کے زمانے میں آپ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہو گئی۔

اب ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے جس کے لیے آپ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو؟ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے اس لیے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے، تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لیے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لیے وہ آئے؟ نبی تو اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لیے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لیے، یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لیے۔ قرآن اور سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہو چکی ہیں، تو اب اصلاح کے لیے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انسا کی

**نئی نبوت اب اُمت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے**

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو اس کو مانیں گے وہ ایک اُمت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لاعلمہ دوسری اُمت ہوں گے۔ ان دونوں اُمتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا، بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا، جو انہیں اُس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر ان کے لیے علما بھی ہدایت اور قانون کے مآخذ الگ الگ ہوں گے، کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے

ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔ اس بنا پر ان کا ایک مشترک معارفہ بن جانا کی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔ ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لئے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے، جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادر ہی بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے سر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے، جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو۔ اب جو شخص بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے۔ یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی، اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

## مسیح موعود کی حقیقت

نئی نبوت کی طرف ملانے والے حضرات عام طور پر ماواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور مسیح نبی تھے، اس لیے ان کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی، بلکہ ختم نبوت بھی برحق اور اس کے باوجود مسیح موعود کا آنا بھی برحق۔

اسی سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح موعود سے مراد عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں۔ ان کا تو انتقال ہو چکا۔ اب جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ مثیل مسیح، یعنی حضرت عیسیٰ کے مانند ایک مسیح ہے، اور وہ فلاں شخص ہے، جو اچکا ہے۔ اس کا ماننا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے ہم یہاں پورے حوالوں کے ساتھ وہ مستند ادایات نقل کیے دیتے ہیں، جو اس مسئلے کے متعلق حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بتایا جا رہا ہے۔

### احادیث در باب نزول عیسیٰ ابن مریم ع

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور آئیں گے تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، اور خنزیر کو ہلاک

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے، تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرق نہ رہا ہوتا رہے۔ نبی خواہ "ظلی"، ہو یا "موزی" امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب۔ ہر حال جو شخص نبی ہوگا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا، اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کا فرق رہا نہیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے، لہذا جو کچھ قرآن سے امت ہے اور جو کچھ سنت و اجماع سے

کردیں گے نہ اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔ (دوسری روایت میں حرب کے بجائے جزیرہ کا لفظ ہے یعنی جزیرہ ختم کر دیں گے) اہل اور مال کی وہ کثرت ہو گی کہ اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور (حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔) (بخاری کتاب اعداد الاشیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم مسلّم باب بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ ترمذی ابواب الفتن، باب فی نزول عیسیٰ۔ مسند احمد مرویات ابو ہریرہؓ)

۲۔ ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ان الفاظ میں ہے کہ لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسیٰ ابن مریم.... "قیامت قائم نہ ہوگی جب تک نازل نہ ہو لیں عیسیٰ ابن مریم.... اور اس کے بعد وہی معنوں ہے جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوا ہے (بخاری کتاب المظالم باب کسر الصلیب۔ ابن ماجہ، کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال)

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیسے ہو گئے تم جب کہ

تہمدے درمیان ابن مریمؑ آئیں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہو گا۔ (بخاری کتاب اعداد الاشیاء باب نزول عیسیٰ علیہ السلام بیان نزول عیسیٰ مسند احمد مرویات ابن ہریرہؓ)

۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام ابن مریمؑ نازل ہوں گے پھر وہ حضورؐ کو قتل کریں گے اور صلیب کو مٹا دیں گے اور ان کے لیے نماز جمع کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہو گا اور وہ خراج باقظ کر دیں گے اور روحا کے مقام پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے، یا دونوں کو جمع کریں گے۔ راوی کو شک ہے کہ حضورؐ نے ان میں سے کون سی بات فرمائی تھی۔

(مسند احمد، بسند مرویات ابن ہریرہؓ، مسلم کتاب الحج باب جواز التمتع فی الحج والعمرة)

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے (و قال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد حضورؐ نے فرمایا: اس انشائیں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے،

۱۔ صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰؑ) کو صلیب پر "لغت" کی موت دی جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا۔ اور انبیاء کی اقول کے دیران عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت نہ کر دی جتنی کہ حضورؐ تک کو حلال کرنا جو تمام انبیاءؑ کی شریعت میں حرام ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں، نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لیے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیروں کے لیے سوز وصال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد و مٹھرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

۲۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت قوموں کے اختلافات ختم ہو کر سب لوگ ایک ملت اسلام میں شامل ہو جائیں گے اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیرہ مانا گیا جائے گا۔ اسی بات پر آگے احادیث نبویہ، ۵۰ دلائل کو دی ہیں۔

۳۔ یعنی نماز میں حضرت عیسیٰؑ امامت نہیں کریں گے بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہو گا اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔

۴۔ مدینہ سے ۳۵ میل کے فاصلے پر ایک مقام۔

۵۔ واضح ہے کہ اس زمانے میں جن صاحب کوشلی مسیح قرار دیا گیا ہے انہوں نے اپنی زندگی میں نہ حج کیا اور نہ عمرہ۔

صغین بائزھر رہے ہوں گے اور نماز کے لیے تیکر قامت  
 کی جا چکی ہوگی کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں گے اور  
 نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے اور اللہ کا دشمن  
 (یعنی دجال) ان کو دیکھتے ہی اس طرح گھٹنے لگے گا جیسے  
 نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو  
 اُس کے حال ہی پر چھوڑ دیں تو وہ آپ ہی قتل کر جائے۔  
 مگر اللہ اس کو اُن کے ہاتھ سے قتل کرے گا اور وہ اپنے  
 نیزے میں اُس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے، (مشکوٰۃ  
 کتاب الفتن، باب الملام، بحوالہ مسلم)

۶۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا میرے اور اُن (یعنی عیسیٰ علیہ السلام)  
 کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اترنے  
 والے ہیں، پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ  
 ایک میانہ قد آدمی ہیں۔ رنگ مائل بزمغی و سپیدی ہے،  
 دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان  
 کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا ب ان سے بانی  
 ٹپکنے والا ہے، حالانکہ وہ پیچھے ہوئے نہ ہوں گے  
 وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے، صلیب کو  
 پاش پاش کر دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ  
 ختم کر دیں گے، اور اللہ ان کے زمانے میں اسلام  
 کے سوائے تمام ملتوں کو مٹا دے گا اور وہ مسیح و دجال کو  
 ہلاک کر دیں گے اور زمین میں وہ چالیس سال ٹھہریں  
 گے۔ پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی  
 نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ابوداؤد، کتاب الملام، باب خروج الدجال، مسند  
 احمد، روایات ابوہریرہؓ)

۷۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سُننا ہے کہ... پھر عیسیٰ ابن  
 مریم نازل ہوں گے مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے  
 گا کہ اُٹھو، آپ نماز پڑھا لیں، مگر وہ کہیں گے  
 کہ نہیں، تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر بنو  
 لے یعنی تمہارا امیر تم ہی میں سے ہونا چاہیے۔

یہ وہ اُس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے، جو  
 اللہ نے اُس اُمت کو دی ہے، (مسلم، بیان نزول  
 عیسیٰ ابن مریم مسند احمد بسلسلہ روایات جابر بن عبد اللہ)  
 ۸۔ جابر بن عبد اللہ (قتضہ ابن حنیہ) کے سلسلہ میں روایت  
 کرتے ہیں کہ پھر عیسیٰ بن خطاب نے عرض کیا، یا رسول اللہ  
 مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ اس  
 پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی  
 شخص (یعنی دجال) ہے تو اس کے قتل کرنے والے  
 تم نہیں ہو بلکہ اسے تو عیسیٰؑ ابن مریم ہی قتل کریں  
 گے اور اگر یہ وہ شخص نہیں ہے تو تمہیں اہل عبد العزیز  
 ذبیہوں میں سے ایک آدمی کو قتل کر دینے کا کوئی  
 حق نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن، باب قتله ابن  
 حنیہ، بحوالہ شرح السنہ جوہی)

۹۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ (دجال کا قتله  
 بیان کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)  
 اُس وقت یکایک عیسیٰؑ ابن مریم علیہ السلام مسلمانوں  
 کے درمیان آجائیں گے۔ پھر نماز پڑھیں گی اور ان  
 سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ! اُسے بڑھو، مگر  
 وہ کہیں گے کہ نہیں، تمہارے امام ہی کو اُسے بڑھنا  
 چاہیے، وہی نماز پڑھا لے۔ پھر صبح کی نماز سے  
 فارغ ہو کر مسلمان دجال کے مقابلے پر نکلیں گے، فرمایا:  
 جب وہ کتاب حضرت عیسیٰؑ کو دیکھے گا تو گھٹنے لگے  
 گا، جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ پھر وہیں کی طرف  
 بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے اور حالت یہ  
 ہوگی کہ درخت اور پتھر بکرا ٹھیں گے کہ اُسے  
 روح اللہ! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے  
 و دجال کے پیروں میں سے کوئی نہ بچے گا جسے وہ  
 (یعنی عیسیٰؑ) قتل نہ کر دیں۔ (مسند احمد، بسلسلہ  
 روایات جابر بن عبد اللہ)

۱۰۔ حضرت نو اس بن سمان گلابی (قتضہ دجال بیان کرتے  
 ہوئے) روایت کرتے ہیں: اس اثناء میں کہ دجال  
 یہ کہہ کر رہا ہوگا، اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا

اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں، سفید مینار کے پاس، زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے تریں گے۔ جب وہ سر جھکا دیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں، اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے دھلکے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کا ترکہ پہنچے گی۔ اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گی۔ وہ زندہ نہ بچے گا پھر ابن مریم و قبال کا بیچا کریں گے اور لڑکے کے دروازے پر اسے چاکیوں کے اندر قتل کر دیں گے۔ (مسلم ذکر الدجال۔ ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال ترمذی، ابواب الفتن، باب فی فتنۃ الدجال۔ ابن ماجہ کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال)

۱۱۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قبال میری امت میں نکلے گا اور چالیس (۴۰) میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس عینے یا چالیس سال تک رہے گا۔ پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا۔ ان کا علیہ فروہ بن مسعود (ایک صحابی) سے مشابہ ہوگا۔ وہ اس کا بیچا کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے کہ وہ آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی۔ (مسلم، ذکر الدجال)

۱۲۔ حذیفہ بن اسید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں تشریف لائے اور ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہو رہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ فرمایا وہ ہرگز قائم نہ ہوگی، جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں پھر آپ نے وہ دس نشانیاں یہ بتائیں: (۱) دھواں (۲) جبال (۳) وابتلا جہنم

۱۔ واضح رہے کہ لڈ (LYDDA) فلسطین میں عداوت اسرائیل کے دانا سلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا جوائی اڈہ بنا رکھا ہے۔

(۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) عیسیٰ ابن مریم کا نہون (۶) یا جوج و ما جوج (۷) تین بڑے خفت، ایک مشرق میں (۸) دوسرا مغرب میں (۹) تیسرا جزیرۃ العرب میں (۱۰) سب سے آخر میں ایک زبردست آگ جو زمین سے اُٹھے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی 'مختر' کی طرف لے جائے گی۔ (مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة۔ ابوداؤد کتاب الملاحم، باب اماتات الساعة)

۱۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آقا و مہر و غلام ثوبان روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔ (دس کتاب الجہاد مسند احمد، بسند روایات ثوبان)

۱۴۔ مجمع بن حارثہ انفصاری کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابن مریم و قبال کو لڑکے کے دروازے پر قتل کر دیں گے۔ (مسند احمد ترمذی، ابواب الفتن)

۱۵۔ ابوامامہ باہلی (ایک طویل حدیث میں و قبال کا ذکر کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ عین اُس وقت جب مسلمانوں کا امام مسیح کی نماز پڑھنے کے لیے آگے بڑھا ہوگا، عیسیٰ ابن مریم اُن پر اتر آئیں گے۔ امام پیچھے پلٹے گا تاکہ عیسیٰ آگے بڑھیں، مگر عیسیٰ اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ تمہیں تم ہی نماز پڑھاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لیے ہی کھڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہی نماز پڑھائے گا۔ سلام پھرنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ دروازہ کھولو، چنانچہ وہ کھولا جائے گا۔ باہر و قبال ۷۰ ہزار مسیحیودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ جو نبی کو عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی نظر پڑے گی وہ اس طرح گھٹنے لگے گا، جیسے ملک پانی

۱۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا اپنا قول ہے۔  
۲۔ زمین دھنس جانا۔

میں گھٹاتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا۔ عیسیٰ مکیں گے میرے پاس تیرے لیے ایک ایسی مغرب ہے جس سے تو پتہ کر نہ جاسکے گا۔ پھر وہ اُسے لُڈ کے مشرقی دروازے پر بنالیں گے اور اللہ یودیوں کو ہلے گا۔۔۔ اور زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی، جیسے برتن پانی سے بھر جانے سے سب وینا کا کلمہ ایک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔ (ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال)

۱۶۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔۔۔ اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فجر کی نماز کے وقت اتر آئیں گے مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ اے روح اللہ! آپ نماز پڑھائیے۔ وہ جواب دیں گے کہ اس اُمت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں۔ تب مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر عیسیٰ اپنا حربہ لے کر دجال کی طرف چلیں گے۔ وہ جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا، جیسے سیسہ پگھلتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنے حربے سے ابھی کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگیں گے مگر کیں انہیں چھینے کو مکہ نہ ملے گی، حتیٰ کہ درخت پکادیں گے لے لے مومن یہ کافر ہیں موجود ہے اور پتھر پکادیں گے کہ لے مومن، یہ کافر یہاں موجود ہے۔ (مسند احمد، طبرانی، حاکم)

۱۷۔ سمر بن جندب (ایک طویل حدیث میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: پھر صبح کے وقت مسلمانوں کے درمیان عیسیٰ ابن مریم آجائیں گے اور

اللہ، دجال اور اس کے شکوک کو شکست دے گا۔ یہاں تک کہ دیواریں اور درختوں کی جڑیں پیکاراٹھیں گی کہ اے مومن، یہ کافر میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آ اور اسے قتل کرو۔ (مسند احمد، حاکم)

۱۸۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم اور خلائق پر بھاری ہو گا یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فیصلہ آجائے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں (مسند احمد)

۱۹۔ حضرت عائشہؓ (دجال کے قتل میں) روایت کرتی ہیں: پھر عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں ایک امام عادل اور عالم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔ (مسند احمد)

۲۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سفینہ (دجال کے قتل میں) روایت کرتے ہیں: پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو افق کی گھاٹی کے قریب ہلاک کر دے گا۔ (مسند احمد)

۲۱۔ حضرت عذریٰ بن یمان (دجال کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں: پھر جب مسلمان نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوں گے تو ان کی آنکھوں کے سامنے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اتریں گے۔ اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے کہ میرے اور اس دشمن خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔۔۔ اور اللہ دجال کے ساتھیوں پر

لے۔ افق، جسے آج کرائیق کہتے ہیں، شام اور اسرائیل کی سرحد پر موجود ریاست شام کا آخری شہر ہے۔ اس کے لگے مغرب کی جانب چند میل کے فاصلہ پر کعبۃ نامی جبین ہے جس میں سے دیائے آردن نکلتا ہے اور اس کے جنوب مغرب کی طرف پہاڑوں کے درمیان ایک نیش ماستہ ہے جو تقریباً ڈیڑھ دو ہزار فٹ تک گرائی میں آکر اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں سے دیائے آردن کعبۃ میں سے نکلتا ہے۔ اسی پہاڑی راستے کو عقبۃ افق (افق کی گھائی) کہتے ہیں۔

مسلمانوں کو مسقط کر دے گا اور مسلمان انہیں خوب ماریں گے یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکڑا نہیں گئے۔ اے عبد اللہ، اے عبد الرحمن، اے سلمان، یہ رہا ایک یہودی، مارا۔ اس طرح اللہ ان کو قنا کر دے گا اور مسلمان غالب ہوں گے اور صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیرہ ساقط کر دیں گے۔ (مسند رک حاکم مسلم میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ آئی ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری جلد ۶ ص ۵۰ میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

یہ جملہ ۲۱ روایات ہیں جو ہم اصحابیوں سے صحیح سندوں کے ساتھ حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں وارد ہوئی ہیں، اگرچہ ان کے علاوہ دوسری بہت سی احادیث میں بھی یہ ذکر آیا ہے، لیکن طویل کلام سے بچنے کے لیے ہم نے ان سب کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ صرف وہ روایتیں لے لی ہیں جو سند کے لحاظ سے قوی ترین ہیں۔

### ان احادیث سے کیا ثابت ہوتا ہے ؟

جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کئی مسیح موعود یا مثیل مسیح یا "برور مسیح" کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے، نہ ان میں اس امر کی کوئی گھنٹا کش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کر دے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں ان عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے

رہی ہیں، جواب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم علیہ السلام کے لطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لا حاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے اور اگر نہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے سرگزر بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزار ہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے۔ بہر حال اگر کوئی شخص حدیث کو نہ ماننا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کی آمد کا قائل ہی نہیں ہو سکتا، کیونکہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ احادیث کے سوا کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے عیسیٰ ابن مریم ہوں گے نہ کہ کوئی مثیل مسیح۔ دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا یہ دوبارہ نزول ہی ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہو گا۔ نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے، نہ ان کو تجدید دین کے لیے دنیا میں لایا جائے گا، نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نہ وہ اپنے منہ نہول کی ایک الگ امت بنائیں گے۔ وہ صرف ایک کارنامہ کے لیے بھیجے جائیں گے، اور وہ یہ ہو گا کہ قتال کے فتنے

لے جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں انہیں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۹ ملاحظہ فرمائی جاوے، جس میں اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ اس نے اپنے ایک بندے کو ۱۰۰ برس تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کر دیا۔ فَأَمَّا أَنَا اللَّهُ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ قَوْمٌ مُّشْرِقُونَ۔ علامہ رفعتا زانی (رحمۃ اللہ علیہ) تخریج عقائد نفسی میں لکھتے ہیں: یہ ثابت ہے کہ محمدؐ آخری نبی ہیں، اگر کہا جائے کہ آپ کے بعد مصلیٰ کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں، آیا ہے، مگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے، کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے اس لیے یہ نہ ان کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کریں گے، بلکہ وہ سولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔ (ابن حجر ص ۱۰۰)

کا استعمال کریں۔ اس غرض کے لیے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ یہ عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں۔ وہ اگر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہو گا، اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا اسی کو اگے رکھیں گے، تاکہ اس منصب کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابقہ پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لیے واپس آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر۔ پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اور اس بنا پر ان کی آمد سے مہم نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

ان کا آنا متنبیہ اسی نوعیت کا ہوگا جیسے ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجلنے سے

آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر اگر جیسے فرائض صدارت سمجھانے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کر دے کیونکہ یہ ان تمام کاموں کے لیے جو کہ کج خلقی کے نام سے کہے جاتے ہیں ان کے دور صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو جسے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی معاملہ حضرت علیؓ کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے ضمن آجانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر وہ اگر پھر نبوت کا منصب سمجھائیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کریں، یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سد باب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے اور دوسری طرف وہ قبر دہی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لیے نہ ہوگی۔ اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ ان کی سابقہ نبوت پر توجہ بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی اس

اور یہی بات علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے، بہر حال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے، مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے، کیونکہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے اور اب وہ اصول اور فروغ میں اس شریعت کی پیروی پر تکیف ہوں گے۔ لہذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام معزز کرنے کا اختیار ہوگا، بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور آپ کی ماتحتی میں امت محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔ (جلد ۲۲ - ص ۲۲)

امام رازی اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

انبیاء کا دور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک تھا۔ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو انبیاء کی آمد کا نہ ختم ہو گیا۔ اب یہ بات بعید قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نازل ہونے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے (تفسیر کبیر، ج ۳ - ص ۲۲۲)



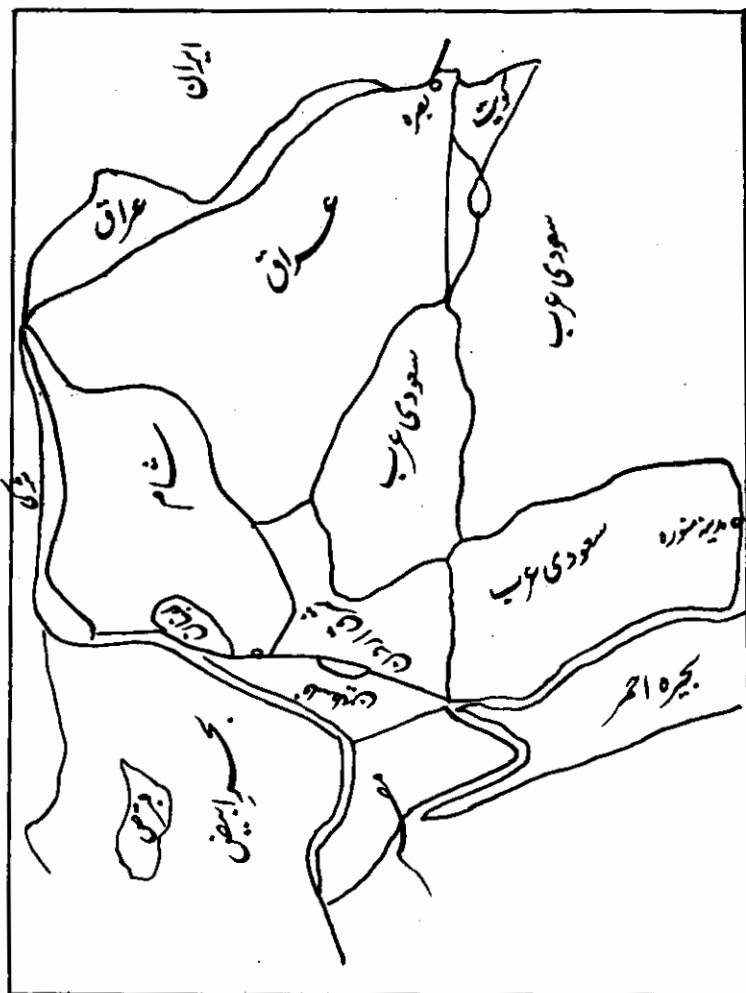
نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کی ساری اُمت ابتدا سے اُن کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اُس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے، بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی سابقہ نبوت پر ایمان رکھیں گے جس طرح آج رکھتے ہیں۔ یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اُس وقت ہوگی۔

آخری بات جو ان احادیث سے اور بکثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں جس کے فتنہ عظیم کا امتیض حاصل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا، یہودیوں میں سے ہوگا۔ اور اپنے آپ کو ”مسیح“ کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا، جب تک کہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل یہ فیصلے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا، تو انیسائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینی ترغیب کی کہ خدا کی طرف سے ایک ”مسیح“ آنے والا ہے، جو ان کو اس ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشینگوئیوں کی بنا پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو، لوہا کو ملک فتح کرے، بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لاکھ فلسطین میں جمع کر دے اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے۔ لیکن ان کی ان توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے اُس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اُس مسیح کو (PROMISED MESSIAH) کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ اُن کا لڑ بھڑاس آنے والے دور کے مہمانے خوابوں سے بھر اڑا ہے۔ تلمود اور ربیوں کے ادبیات میں اُس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اُس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جمی رہے

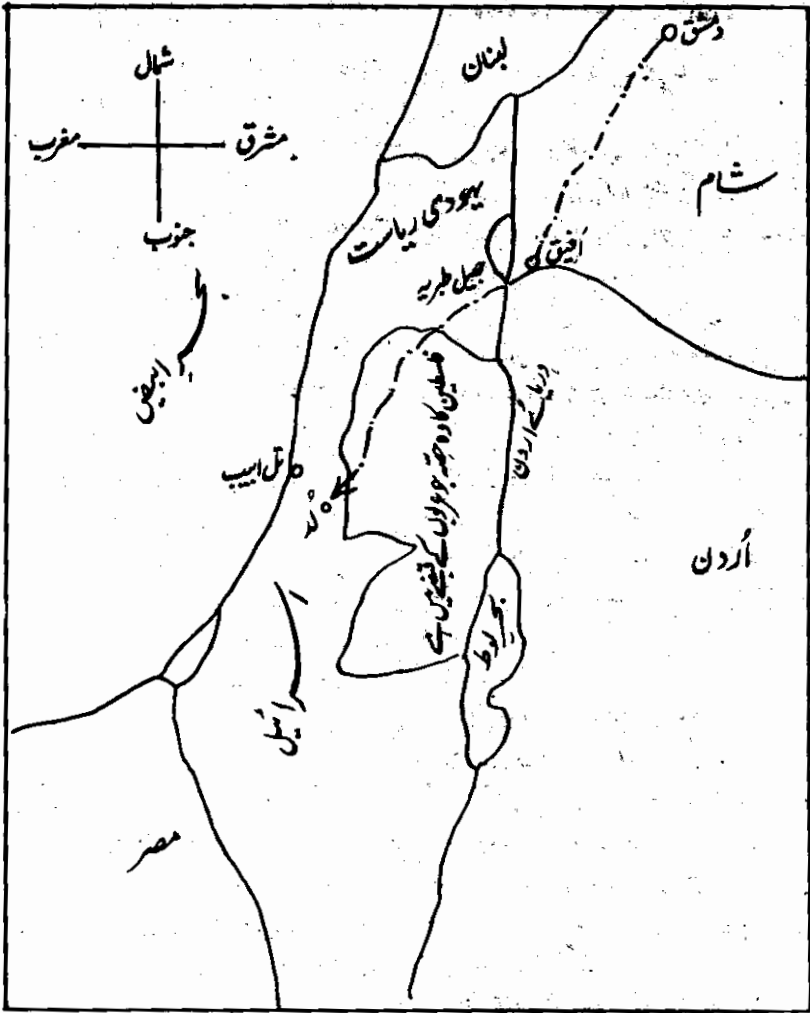
ہیں اور یہ اُمید لیے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موجود ایک زبردست جنگی کھسپا سی لیڈر ہوگا، جو دیائے نیل سے دیائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس ملائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اُس دجالِ اکبر کے ظہور کے لیے کسیچ بالکل تیار ہو چکا ہے، جو حضور کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موجود بن کر اُٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کیے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھج کھج کر چلے آ رہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنس دان اور ماہرین فنون اُس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اُس کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کے لیے ایک خطرہ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ اپنی ”میراث کا ملک“ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں، اُسے مقابل کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندریہ، مصر سے سینا اور ڈیلا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں جس میں مدینہ، مئورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہر ہوگا سے فائدہ اُٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجالِ اکبر اُن کا مسیح موجود بن کر اُٹھے گا، جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُتھنا نہیں فرمایا ہے بلکہ یہ بھی

—



# حقیقی مسیح کے نزول کا مقام



۵۰  
پہاڑ بجاب میل

\*\*\*\*\*

”میری امت میں میں جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک ہی کے گناہ میں اللہ کا نبی ہوں۔“  
(حدیث نبوی)

\*\*\*\*\*

ملک میں پھیلا دیا گیا ہے، وہ ایک جبل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

اس جبل سازی کا سب سے زیادہ مضحکہ انگیز پہلو یہ ہے کہ جو صاحب اپنے آپ کو ان پیشین گوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں، انہوں نے خود عیسیٰ ابن مریم جنے کے لیے یہ دلچسپ تاویل فرمائی ہے:

”اُس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔۔۔۔۔ پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حادہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد، جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اُس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے، اچھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا، کشتی نوح میں، ۸۸-۸۹)

یعنی پہلے مریم بنے، پھر خود ہی حادہ بنے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہوئے! اس کے بعد پیشکش آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو حادثہ کی رو سے دمشق میں ہونا تھا، جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور و معروف مقام ہے اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری پُر لطف تاویل سے یوں رفع کی گئی۔

”واضح ہو کہ دمشق کے لفظی تعبیر میں میرے برعکاس اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے، جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں، جو یزیدی الطبع اور یزید پلیدی کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس

(باقی صفحہ ۲۶۳ پر)

بتا دیا ہے کہ اُس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا اسی بنا پر آپ نقشہ مسیح و جمال سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے۔  
اس مسیح و جمال کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کئی ذیل

مسیح کو نہیں بلکہ اُس اہل مسیح کو نازل فرمائے گا جسے دو ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر شکارنے لگا چکے تھے۔ اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں بلکہ دمشق میں ہوگی کیونکہ یہی مقام اُس وقت عین محاذ جنگ پر ہوگا۔ براہ کرم دوسرے صفحے پر نقشہ ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ اسرائیل کی سرحد سے دمشق بشکل ۵۰-۶۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ پہلے جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں ان کا معنوں اگر آپ کو یاد ہے تو آپ کو

کو یہ سمجھنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مسیح و جمال، ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں ٹھہرے گا اور دمشق کے سامنے جا بیٹھے گا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے حصے میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ ابن مریم صہم نازل ہوں گے اور نماز فجر کے بعد مسلمانوں کو اُس کے مقابلے پر لے کر نکلیں گے۔ اُن کے حملے سے وصال پسپا ہو کر اُفتخ کی گھائی سے (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۱)

اسرائیل کی طرف پلٹے گا اور وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آخر کار لہ کے مہوائی اوٹے پر پہنچ کر وہ اُن کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ (حدیث نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۵) اُس کے بعد یہودی جن جن کو قتل کیے جائیں گے اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائے گا۔ (حدیث نمبر ۹، ۱۵، ۲۱) عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ کی طرف سے اٹھا رکھی حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ (حدیث نمبر ۲۰، ۲۱، ۲۲) اور تمام قبیلے

ایک ہی ملت مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی (حدیث نمبر ۶، ۱۵) یہ ہے وہ حقیقت جو کسی اشتباہ کے بغیر حادثہ میں صاف نظر آتی ہے۔ اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ ”مسیح موعود“ کے نام سے جو کاروبار کیا

# حضور کے بعد

## کسی کو نبی مان لینے کا

### نتیجہ کیا ہوگا؟

ماہنامہ  
اشادہ خالص

(اسلامی) تصور حیات میں توحید کے بعد سب سے بڑی اہمیت عقیدہ ختم نبوت کو حاصل ہے۔ جو اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہی وہ اصل بنیاد ہے جس کی وجہ سے اسلام دوسرے الہامی مذاہب سے ممتاز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی گزشتہ پیغام کے متعلق: ”نہیں فرمایا کہ اس کی تکمیل ہو چکی ہے اور اس کی حفاظت کا میں ذمہ دار ہوں۔“ دنیا کے تمام وہ صحائف جو ٹم ہو چکے ہیں، ان کا گم ہو جانا ہی ان کے وقتی اور عارضی ہونے کی ایک بین دلیل ہے اور جو موجود ہیں ان کی ایک ایک آیت تلاش کیجئے، آپ کہیں بھی ان میں اپنی تکمیل اور حفاظت کے وعدہ کے متعلق ایک خفیف سے خفیف اشارہ تک نہ پائیں گے، بلکہ اس کے برعکس ایک آنے والے نبی کی عالمگیر اور دائمی تعلیم، اور اس تعلیم کے عملی نمونہ کے متعلق آپ کو جہاں تصریحات ملیں گی۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں:-

”خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی سننا یہ تیری اُس درخواست کے متعلق ہوگا، جو تو نے خداوند اپنے خدا سے جمع کے دن خواب میں کی تھی کہ مجھ کو نہ خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سننی پڑے اور نہ ہی ایسی بڑی آگ کا نظارہ ہوتا کہ میں مر نہ جاؤں۔“ (استثنا: ۱۸، ۱۵، ۱۶)

”اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں، سو ٹھیک کہتے ہیں، میں اُن کے لیے اُن کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا وہی اُن سے کہے گا اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جو کہیں کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ اُن سے تو میں اُن کا حساب اُس سے لوں گا۔“ (۱۸، ۱۸، ۱۹)

”اور مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے۔“

اور اُس نے کہا: خداوند سینا سے آیا  
اور شعیب سے اُن پر آشکارا ہوا  
وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا  
اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا

اُس کے داہنے ہاتھ پر اُن کے لیے آتشیں شریعت ہوگی (استثناء ۲۰۳)

قرأت ان مذکورہ بالا آیتوں میں صاف طور پر بتا رہی ہے کہ ایک اور نبی موسیٰ علیہ السلام کے مثل  
اس دنیا میں تشریف لانے والے ہیں جو اپنے ساتھ ایک اور آتشیں شریعت بھی لائیں گے اور اُن کے  
مُنہ میں خدا اپنا کلام بھی دے گا۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ کا پیغام آخری نہیں  
ہے اور اس لحاظ سے اُن کا نمونہ بھی دائمی نہیں۔  
اس کے بعد یسعیاہ نبی ایک اور رسول کی خوشخبری سناتے ہیں۔

نئے جیون کو خوشخبری سنانے والی اُوں کے پہاڑ پر چڑھ جا اور اسے یہ وشلیم کو بشارت دینے والی ندور  
سے اپنی آواز بلند کر، خوب پکارا ورت ڈر۔ یہوواہ کی بستیوں سے کہہ ”دیکھو۔ اپنا خدا دیکھو۔ خداوند خدا  
بڑی قدرت کے ساتھ آئے گا اور اس کا بازو اس کے لیے سلطنت کرے گا۔ دیکھو اُس کا صلہ اُس کے  
ساتھ ہے اور اُس کا اجر اُس کے سامنے وہ چوپان کی مانند اپنا گھ چرائے گا۔ وہ بڑوں کو اپنے ہانڈوں میں جمع  
کرے گا اور اپنی بغل میں لے کر چلے گا اور اُن کو جو دودھ پلاتے ہیں، ہستہ آہستہ لے جائیگا“ (یسعیاہ ۴۰: ۱-۵)

انبیائے نبی اسرائیل کے دیگر صحائف اور زبور میں بھی آئندہ آنے والوں کی بشارتیں ہیں۔  
ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی بھی نبی کا پیغام اور اس کی اپنی زندگی بھی ہمیشہ کے لیے  
واجب الاماعت نہیں۔

”انجیل کو دیکھئے وہ اعلان کرتی ہے۔  
میں تم سے رج کرتا ہوں کہ جو تم پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے  
بڑے کام کرے گا۔ کیونکہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے میں دے  
کر دوں گا۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا  
تو وہ نہیں دوسرا دعا کرے گا کہ برکت تمہارے ساتھ ہے۔“ (یوحنا ۱۴: ۱۱-۱۶)

”میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رکھ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے  
بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلانے لگائیں  
اور تمہیں اطمینان دینے لگتا ہوگا۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں۔ جس طرح دنیا دیتی ہے، میں تمہیں اُس طرح  
نہیں دیتا۔ تمہارا دل نہ ٹھہرنے اور نہ ڈرنے“ (یوحنا ۱۴: ۲۶)

”لیکن میں نے باتیں اس لیے تم سے کہیں کہ جب اُن کا وقت آئے تو تم کو یاد آ جائے کہ میں نے تم سے کہہ  
دیا تھا اور میں نے شروع میں تم سے یہ باتیں اس لیے نہ کہیں کہ میں تمہارے ساتھ تھا۔ مگر اب میں اپنے  
بھینچنے والے کے پاس جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تم کہاں جانا ہے۔ بلکہ اس لیے کہ میں  
نے یہ باتیں تم سے کہیں۔ تمہارا دل غم سے بھر گیا۔ لیکن میں تم سے رج کرتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ

مند۔ بچے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن آخر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرانے کا۔ گناہ کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجھ کو ٹھہرا لیا گیا ہے، مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں، مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام چٹائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا (یوحنا ۲: ۱۹-۱۵)

ان آیات میں انجیل نے صاف اعلان کیا ہے کہ خود انجیل خدا کا آخری کلام نہیں اور اس وجہ سے اس کا پیش کرنے والا بھی وہ آخری انسان نہیں جس کا ہر فعل اور قول قیامت تک لوگوں کے لیے نجات کی آخری اور واحد سند ہو۔ مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک اور آئے گا جو اُس کے پیغام کی تکمیل کرے گا۔ مگر محمد رسول اللہ کا پیغام اپنے بعد کسی اور آئے والے کا پیغام نہیں دیتا۔ خداوند تعالیٰ نے جس طرح دین کے متعلق آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے بالکل اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی کہا ہے۔

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کرنے والے ہیں۔“

بقیہ: صفحہ ۲۶۰

میں سکوت رکھتے ہیں، دمشق سے ایک مشابہت اور مذہب رکھتا ہے۔ (عاشیہ ازالہ اوہام ص ۶۲ تا ۷۳)

پھر ایک اور انجیل یہ باقی رہ گئی کہ احادیث کی رو سے ابن مریم کو ایک خید منارہ کے پاس آکر تھا چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آکر اپنا منارہ خود بنوا لیا۔ اب اسے کون دیکھتا ہے کہ احادیث کی رو سے منارہ وہاں ابن مریم کے پہلے موجود ہونا چاہیے تھا اور وہاں وہ مسیح موعود صاحب کی کثرت لیت آتی ہے بعد تعبیر کیا گیا۔

آخری اور زبردست انجیل یہ تھی کہ احادیث کی رو سے تو عیسیٰ ابن مریم کو لڑکے کے دروازے پر وصال کے قتل کو نا تھا۔ اس شکل کو رخصت کرنے کی فکر میں پہلے طرح طرح کی تاویلیں کی گئیں۔ کبھی تسلیم کیا گیا کہ لڑکیت المقدس کے دیوتا میں سے ایک گاؤں کا نام ہے (ازالہ اوہام، شائع کردہ انجمن احمدیہ، سہرہ، بتقطع خورد صفحہ ۲۶۰) پھر کہا گیا کہ لڑکے ”آن لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں۔ جب وصال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے، تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سہرا لہ اوہام ص ۷۳۔) لیکن :-

اس سے بھی بات مذہبی توصات کہہ دیا گیا کہ لڑکے سے مراد لہ صیانت ہے اور اس کے دروازے پر وصال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اثر اشرار کی مخالفت کے باوجود وہیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی (الہدای ص ۹۱)

ان تاویلات کو جو شخص بھی عقلی آنکھوں سے دیکھے گا کہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ جڑے بربوط۔ (FLASE IMPERS JNATION) کا صریح ارتکاب ہے جو عملی اعلان کیا گیا ہے۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودی)

حضور سرورِ دو عالمؐ نے اسی مضمون کی کئی طریقوں سے صراحت فرمائی ہے مثال کے طور پر ہم پہلے چند احادیث نقل کرتے ہیں:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا حال یہ تھا کہ ان کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اس کی جانشینی کرتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے بلکہ خلفا ہوں گے۔“

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونہ میں اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر انظارِ حیرت کرتے تھے، مگر کہتے تھے کہ اس اینٹ کی جگہ پر کیوں نہ کر دی گئی اور وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“

عبدالرحمان بن جبر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے نکل کر ہمارے سامنے تشریف لائے اور اس انداز سے کہ گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں یہ فرمایا، میں محمدؐ نبی اُمّی ہوں (تین بار یہ فقرہ آپ نے دہرایا) اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت (یعنی کسی نبی کی امت) نہیں۔“

یہ عقیدہ اسلام میں اس قدر بنیادی اہمیت رکھتا ہے کہ علماء امت نے کسی مدعی نبوت سے دلیلِ نبوت کے مطالبہ کو بھی کھڑے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقعِ دو کہ میں اپنی نبوت کے دلائل پیش کروں تو اس پر فلسفہ تشریحِ اسلام کے اس رمز شناس نے یہ قانونی حکم (RULING) دیا:

”جو شخص اُس سے کسی علامت کا مطالبہ کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

اسی طرح حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے اس کی اہمیت کا یوں انظار کیا ہے:-

امت نے اس لفظ (الابی بعدی) سے یہ سمجھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتا دیا ہے کہ آپ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول۔ اور یہ کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ جو شخص اس کی تاویل کرے اسے کسی خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے اس کا کلام ہڈیان ہے اور یہ تاویل اس پر تکفیر کا حکم لگانے میں مانع نہیں ہے، کیونکہ وہ اُس نص کو جھٹلارہا ہے جس کے متعلق تمام امت کا اجماع ہے کہ اس کی تاویل و تخصیص نہیں کی جاسکتی۔“

یہ سب تصریحات اس حقیقت کو ثابت کرتی ہیں کہ سلطانِ کائنات کی طرف سے روئے زمین پر بننے والے انسانوں کو جس آخری نبی کے ذریعہ سے مستند ہدایت نامہ اور ضابطہ قانون بھیجا گیا اور جس کو اس ضابطہ کے مطابق کام کر کے ایک مکمل نمونہ قائم کر دینے پر مامور کیا گیا وہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گواہی ہے چنانچہ قرآن ارشاد فرماتا ہے:-

”مکہ میں“ اے نبی! لوحِ انسان! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کے لیے آسمانوں



اور زمین کی سلطنت ہے۔ جس کے سوا کوئی خدا نہیں جو مارنے اور چلانے والا ہے۔ پس ایمان لاؤ خدا پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے فرامین پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو۔ امید ہے تم راہِ راست پاؤ گے۔

”اے محمد! ہم نے تمہیں تمام انسانوں کے لیے ڈرانے والا بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ (النساء-۲)

”اے محمد! ہم نے تمہیں لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس پر خدا کی گواہی کافی ہے۔ (اللہ) معاملہ پھر یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ انسانوں پر یہ حقیقت بھی پوری طرح واضح کر دی کہ نبی اکرم صلی علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہی وہ کامل نمونہ ہے جس کی پیروی تمہارے ایمان کی اولین شرط ہے اور جس کی غیر شرط اطاعت پر تمہاری دنیوی فلاح اور آخری نجات کا انحصار ہے۔

”تمہارے لیے رسول خدا میں ایک اچھا نمونہ ہے اس کے لیے جو امید رکھتا ہے اللہ کی اور یومِ آخرت کی اور جو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔“

اس آیت میں حق تعالیٰ نے زندگی کے ہر مرحلہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان اس امر کا مستقاضی ہے کہ حضور سرورِ دو عالم کی بلاچون و چرا پیروی کی جائے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں بار بار اس کی تاکید کی گئی ہے:-

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔“ (النساء)

”اہل ایمان کا کام تو یہ ہے کہ جب اُن کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ (رسول) انکے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔۔۔۔۔ اور اگر تم اس کی (دینی رسول کی) اطاعت کرو گے تو ہایت پاؤ گے۔“ (التورہ-۱)

”پس قسم ہے تیرے پروردگار کی، نہیں! وہ ہرگز مومن نہیں جب تک کہ وہ اپنے آپس کے جھگڑے میں سمجھ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں۔ پھر تو جو کچھ فیصلہ کرے اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی نہ پائیں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔“ (النساء-۹)

”کسی مومن یا مومنہ کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دے تو ان کے لیے اپنے معاملہ میں خود کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔“ (احزاب-۵)

”رسول جو کچھ حکم نہیں دے اُسے تمھارا اور جس سے تمھیں روکے، رکھاؤ۔“

”اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی۔ پھر اُن میں سے ایک گروہ اس کے بعد منہ پھیرتا ہے اور یہ لوگ مومن نہیں ہیں اور جب وہ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ (رسول) اُن کے مابین فیصلہ کرے، تو اُس وقت اُن میں سے ایک گروہ روگردانی کرتا ہے۔“ (النور-۴۷)

حضور نے اس آیت کی اس طرح ترمیم فرمائی ہے:-

”جس نے محمد کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد کی نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اللہ کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے درمیان محمد ہی نشان امتیاز ہے۔“

ان آیات سے یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ حضور سرور دو عالم کی مستقل بالذات پیشوائی رہنمائی تسلیم کرنے پر ہی ایمان کا انحصار ہے۔ اس لحاظ سے ہر دوسرے انسان کی اطاعت سنت رسول اللہ کے تحت ہوگی نہ کہ اس سے آزاد ہو کر۔ حضور ہی وہ واحد معیار حق ہیں، جو ہر تنقید سے بالاتر ہیں اور اس بنا پر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر ایک کو انہی کے معیار کامل پر جانے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو، اس کو اسی درجہ میں رکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور خداوند تعالیٰ کے مٹا کے آخری نمائندے ہیں۔ انہیں اس بات پر مامور کیا گیا ہے کہ وہ خالق کائنات کی پسند و ناپسند کو قیامت تک دنیا کے لیے واضح فرما دیں، اس کے اوامر و نواہی کی قطعی تعبیر و تفصیل پیش کر دیں اور خدا کے دیئے ہوئے اصولوں کو عملی حالات پر منطبق کر کے بتا دیں کہ یہ اُن کی آخری شکل ہے۔

ایمان باللہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے لیے ایک خالق، ایک رب، ایک آقا، ایک ہادی اور ایک قانون ساز کا وجود تسلیم کرے۔ اس کے سامنے جو بدیہی اور ذمہ داری کو محسوس کرے اور اس کی پسند کو اختیار کرنے اور اس کی ناپسند سے بچنے کی فکر کرے۔ یگو وہ ذات مقدس، وہ بزرگ و برتر وجود جس کی وجہ سے انسانوں کو یہ سعادت نصیب ہوئی اور جب تک کائنات قائم ہے نصیب ہوتی رہے گی، وہ حضور سرور دو عالم کی ذات بابرکات ہے۔ لہذا اُن پر ایمان لانے اور بلا تامل اطاعت کرنے میں ہی انسان کے لیے راہ نجات ہے۔ صحیح مسلم میں آپ کا وہ خطبہ مذکور ہے جو اس حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے۔

”خدا الہی کے بعد، بہترین کلام خدا کا کلام ہے اور بہترین طریقہ اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ بدترین امور نئی باتیں ہیں اور ہر نئی بات گمراہی ہے۔“

مُسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے:-

”میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ جانشینوں کا طریقہ اختیار کرو، اس کو اچھی طرح پکڑے رہو اور اس کو ذات سے دہائے رکھو۔ ہاں نئی باتوں سے بچنا، ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

حضور سائب کتاب کا یہ ارشاد آپ کے خاتم النبیین ہونے کا فطری اقتضا ہے کیونکہ انہی کی ذات سے حکمت ربانی اور معرفت الہی کے سارے چشے چھوٹتے ہیں اور ابد تک طالبان راہ حق کے لیے فیض یابی کا سامان ہم پہنچاتے رہیں گے۔ اُن کی ذات سے منہ موڑ کر اور ان کے طریقہ کو چھوڑ کر کوئی شخص راہ ہدایت نہیں پاسکتا۔ تمام اطاعتیں اُن کی اطاعت کے ماتحت اور اُن کی اطاعت سے مشروط ہیں۔ ماں، باپ، استاد، سرشد، حاکم غرض جو کوئی بھی ہو اس کی اطاعت حضور کی اطاعت کی تابع ہوگی جو ان کی اطاعت سے آزاد ہے، اُن کی اطاعت سے بند گان خدا آزاد ہیں۔

بعض اُپسراں خویش را کہ دین ہست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ سب عقیدہ ختم نبوت کے طبعی اور لازمی مقتضیات ہیں۔ دین اسلام میں یہ عقیدہ محض ایک مابعد الطبعی تصور کی حیثیت سے شامل نہیں بلکہ اسلامی تہذیب و تمدن کی تشکیل میں اُس نے نہایت اہم حصہ ادا کیا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اپنی تصنیف ”اسلامی الہیات کی تشکیل“ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

”اس تصور کی عقلی اہمیت یہ ہے کہ اس سے باطنی تجربے کی نسبت ایک تنقیدی روش پیدا ہو جاتی ہے جو یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہر قسم کا فحشی اقتدار جو فوق الفطرت، بنیاد پر قائم ہونے کا مدعی ہو تو تاریخ انسانی میں ختم ہو گیا ہے۔ اس قسم کا عقیدہ ایک نفسیاتی قوت ہے جو اس طرح کے فوق الفطری اقتدار کی نفی کرتی ہے۔“

مسلمانوں کے تہذیبی ارتقا میں ایک چیز جو سب سے نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے باوجود اپنی بے علی کے قرآن اور سنت کو اپنا آخری رہنما اور ثالث تسلیم کیا اور اس بات کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے کہ اسی کی روشنی میں اپنا زندگی کا سفر جاری رکھیں۔ انہوں نے بلاشبہ قرآن و سنت کے بعض جزوی مسائل میں اختلاف بھی کیا، مگر اس بات کو کبھی گوارا نہ کیا کہ ان سے ہٹ کر کسی اور کو حق و باطل کی سد مان لیا جائے۔ جو چیز بھی سامنے آئی انہوں نے اُس کا تنقیدی جائزہ لیا اور اسی ایک معیار پر کچھنے سے کھڑے کو الگ کرتے رہے۔

دُنیا میں یہ مشروع ہی سے ہوتا چلا آ رہا ہے کہ انسانوں نے اپنی قوت تنقید کا سارا زور خارجی تجربہ پر صرف کیا اور باطنی تجربہ، خواہ کتنا ہی گمراہ کن اور باطل کیوں نہ ہو اس کی زد سے محفوظ رہا۔ اس سے انسانوں کے اندر طرح طرح کی گمراہیاں پروان چڑھیں۔ تمہیں کمریسی کا تصور بھی اسی کا ایک شاخسانہ ہے۔ حضورؐ جو نہ وہ آخری انسان ہیں جنہیں خدا نے نبوت سے سرفراز فرمایا، اس لیے خدا تعالیٰ نے فوج انسانی کو ہر قسم کے فتنے سے محفوظ کرنے کے لیے اپنی کتاب میں اس امر کی صاف طور پر ہدایت فرمادی۔

”اور اگر تم نے اس علم کے بعد جو تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آیا ہے، ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے مقابل میں تمہارا کوئی کارساز اور مددگار نہ ہوگا۔“ (بقرہ - ۱۲۰)

”اور اگر تم ان کی خواہشوں کی پیروی کرو گے، بعد اس کے کہ تمہارے پاس ”العلم“ آچکا ہے تو تم اس وقت ظالموں میں سے ہو گے۔“ (بقرہ - ۱۷۰)

اس بات کی صراحت حضورؐ سرورِ دو عالم نے یوں فرمائی ہے :-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں یعنی کتب و سنت۔ جب تک ان دونوں پر مضبوطی سے قائم رہو گے اس وقت تک تم گمراہ نہ ہو گے۔“

لہذا اسلامی تہذیب کی تشکیل اُن معروضی اقدار پر کی گئی ہے جن کو خداوند تعالیٰ نے نبی آخر الزماںؐ کے ذریعہ اہل دُنیا پر نازل فرمایا اور ان پر یہ فرض عائد کیا کہ وہ ہر تجربہ اور مشاہدہ کو خواہ وہ خارجی ہو یا داخلی، اسی ایک معیار پر پرکھ کر دیکھیں اگر وہ اس پر پورا اُترتا ہو تو اُسے قبول کریں ورنہ بغیر تامل کے رد کر دیں۔ ایک مسلمان کو اب اس امر کا پورا یقین ہے کہ کوئی ”کلمہ“ طور کی چوٹی پر جا کر اُسے کسی نئی الہامی قدرت سے شناسا نہیں کر سکتا بلکہ رسالتِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیائے تشریف لے جانے کے بعد اُس کا صرف یہی فرض ہے کہ ”قاران کی چوٹیوں“ سے پیکار نہ والے ہادیِ برحق نے جو کچھ کہا ہے اُس پر بلا تامل عمل کرے۔ اس امر میں امت کے سارے علماء، صلحاء اور متعلمین متفق ہیں۔ اس طرزِ عمل کے ملتِ اسلامیہ کے مختلف عناصر کو باہمی مودت اور اخوت کے ان مضبوط رشتوں میں منسلک کر دیا ہے جو وقتی مفادات، یا اشتراکِ نسل و وطن سے کہیں زیادہ پائیدار ہیں۔

پھر اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت کے حقیقہ ہی نے مسلمانوں کو ایک الگ امت بنایا ہے۔ وحدت فکر اور اشتراک عمل بلاشبہ ایک قوم کے مختلف اجزا کو جوڑتے ہیں۔ انہی سے قوم کو ایک زبردست قوت رابطہ و مضابطہ میسر آتی ہے جو اجسام کے تعدد اور مفوض کے تکثر کے باوجود لوگوں کو ایک جگہ جمع کرتی ہے، مگر جو جذبہ ایک قوم کو دوسری قوم سے الگ ہونے کا شعور دیتا ہے، اسے ایک علیحدہ امت کی تشکیل پر ابھارتا ہے۔ اس کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ تیرا اپنا ایک مستقل وجود ہے۔ وہ باہمی اشتراک کا نہیں بلکہ دوسروں سے اختلاف رکھنے پر ہی وہ جذبہ ہے جس کے پر وان چڑھنے اور پھیلنے پھولنے سے قومیں بنتی ہیں اور امتیں وجود میں آتی ہیں۔ غالباً اسی تصور کی ترجمانی اس عارف ربانی نے کی تھی جب اس نے بیانِ گزشتہ کیا:-

”یہ نہ سمجھو کہ میں زمین میں صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بھوکا اس کی ساس سے جدا کر دوں“

اسلام نے نسل و زبان اور رنگ کی ہم آہنگی سے قوم کے مختلف افراد میں وحدت و اتحاد پیدا کرنے میں مدد نہیں لی، بلکہ اس کے برعکس ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت سے یہ کام لیا ہے۔ اس نے مسلمانوں کو ایک الگ امت بناتے وقت وطنیت کی دیواریں حاصل کرنے کی بجائے نبوت کی مدد بند کی ہے۔ ملت اسلامیہ کی یہ وہ سرحد ہے جس کی حفاظت و پاسبانی امت کے ہر فرد نے کی ہے۔ اسے دنیا کی ہر چیز سے عزیز تر رکھا گیا اور اس کے متعلق مسلمانوں کا احساس اس قدر نازک اور شدید رہا ہے کہ جب کسی من جلتے نے اس سرحدی دیوار میں رخسہ ڈالنے کی کوشش کی ہے تو پوری ملت کے اندر بجا پیدا ہو گیا۔ علامہ اقبال مرحوم نے اسی بنیادی فکر کی توضیح میں فرمایا ہے:-

”مسلمانوں اور دنیا کی دوسری قوموں میں اصولی فرق یہ ہے کہ قومیت کا اسلامی تصور دوسری اقوام کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ ہماری قومیت کا اصل اصول نہ اشتراک زبان ہے، نہ اشتراک وطن نہ اشتراک اعراض اقتصادی۔ بلکہ ہم لوگ اس برادری میں، جو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی تھی اس لیے شریک ہیں کہ مظاہر کائنات کے متعلق ہم سب کے معتقدات کا سرچشمہ ایک ہے۔“

اپنے اسی خیال کی صراحت انہوں نے اپنے ایک بیان میں جو اخبار اسٹیٹس مین (STATES MAN) میں ۱۰ جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں طبع ہوا اس طرح فرمائی:-

”اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوجودیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ کوئی فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً اگر وہ خود اپنی یقین رکھتے ہیں اور رسول اکرم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاتا، کیونکہ وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں ہمایوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا، لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ۱۰ ملک جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے

کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا، لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم کی شخصیت کا سرہون منت ہے۔

اس نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے گا تو یہ حقیقت از خود منکشف ہوگی کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کے آنے کی گنجائش ہے وہ درحقیقت اسلام کے استحکام پر ضرب لگاتا ہے۔ نبوت کے ابرار کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کی بحیثیت ہمیشہ پرانگیذی اور افراط کے خطہ میں مبتلا رہا اور ہر نئے نبی کے آنے پر کفر اور اسلام کی ایک نئی تفریق پیدا ہو جاتے۔ اسلام نے دراصل نبوت کا دروازہ بند کر کے ملت اسلامیہ کو ایک وحدت اور پائیدار قوت عطا کی ہے۔

امت مسلمہ کا یہی وہ مضبوط حصہ رہا جس نے اسے سخت سے سخت حملوں سے بچا کر آج تک زندہ رکھا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب کسی قوم کے دل میں نئی آرزو پیدا ہوتی، جب کسی نئی اُمت کے اندر انگڑائی آتی، اور اُس نے اپنی ان آرزوؤں اور انگلیوں کی تکمیل کرنے کا عزم کیا تو اُس کے اندر ایک حرکت سی محسوس ہونے لگی۔ اُس نے اپنی حد بندیوں کو توڑ کر اپنے دائرہ اختیار کو وسیع کرنے کا عزم کیا۔ اسی جدوجہد نے اسے داخلی استحکام بخشا۔ مگر جب وہ اس میدان میں ٹھک ہار کر بیٹھ گئی، جب اس کے اندر تخلیقی صلاحیتیں ختم ہو گئیں تو پھر اُس کے لیے اپنے قومی وجود کو بچانا بھی محال ہو گیا۔ ان حالات میں مختلف قوموں نے مختلف تدابیر اختیار کیں۔ انہیں مجبور ہو کر ملکی، لسانی، نسلی حد بندیوں کے پیچھے پناہ ڈھونڈنا پڑی۔ ان سب سہاروں کی تعمیر میں نفرت اور خوف دہراس کے جذبات نے بنیادوں کا کام دیا۔ جن اقوام نے ان کے بغیر جینا چاہا انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بالآخر دنیا سے نیست و نابود ہو گئیں۔ دوسرے ممالک کو تو فی الحال نظر انداز کیجیے۔ اور صرف ہندوستان میں دیکھئے کہ یہاں یونانی آئے، پارسیوں نے آئے، باختریوں نے آئے، ہن آئے اور معتقد تو میں یکے بعد دیگرے آئے۔ لیکن آج ذرا چراغ لے کر ڈھونڈتے تو سہی کہ ان قوموں کا کہیں سراغ بھی مل رہا ہے۔ یہ کہیں باہر تو واپس نہیں جلی گئیں۔ پھر انہیں کیا ہوا کیوں نظر نہیں آتیں؟ اس کا جواب تاریخ یہی دیتی ہے کہ جب اُن کے اندر تخلیقی صلاحیتیں ختم ہو گئیں تو وہ اپنے زندہ رہنے کے لیے کوئی پناہ گاہ نہ ڈھونڈ سکے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ملیا میٹ ہو گئیں۔ اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ملت اسلامیہ کی تاریخ کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ آخر اس امت کے وجود کو کس چیز نے آج تک برقرار رکھا ہے۔ اس نے نہ تو ملکی حد بندیوں کے اندر پناہ لی، نہ ہی نسلی تفریق کی قبا اس کے بدن پر اس آئی۔ لہذا جب کبھی اس نے ان سہاروں پر زندہ رکھنے کی کوشش کی گئی تو وہ بجائے مفید ہونے کے، اس کے لیے مضر ثابت ہوئے۔ اس کے وجود کو جس حصار نے دنیا کی دست برد سے محفوظ رکھا ہے وہ یہی عقیدہ ختم نبوت ہے۔

آئیے اب اسلام کے اس اساسی تصور پر ایک دوسرے زاویہ سے نگاہ ڈالیں۔ بنی اسرائیل کے نزدیک دنیا صرف بنی اسرائیل سے عبادت ہے۔ خدا صرف بنی اسرائیل کا خدا ہے۔ اس لیے بنی اسرائیل کے انبیاء اور صحیفوں نے اپنے پیغام کو صرف اسی ایک قوم تک محدود رکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنا پیغام صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھینٹوں کو دیا اور غیر اسرائیل کو اپنا پیغام سننا کہ بچوں کی ردائی کھٹوں کو دینی پسند نہ کی۔ مگر اس کے برعکس پیغام محمدی دنیا میں خدا کا پہلا

اور آخری پیغام ہے جسے کالے، گورے، عرب و عجم، ترک و تاتار، ہندی و چینی، زنگی و فرنگی، امیر و غریب سب کے لیے عام کیا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن ارشاد فرماتا ہے: ”برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی تاکہ وہ تمام دنیا کو شہاد کرنے والا ہو۔ وہ خدا کہ اسی کی ہے سلطنت آسمان و زمین کی۔“ (الفرقان)

”ہیکہ دے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت ہے۔“

”ہم نے نہیں بھیجا تم کو اے محمد! لیکن تمام انسانوں کے لیے خوشخبری منسلک والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر۔“

”اے محمد! ہم نے تم کو تمام اہل عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

ان آیات سے یہ امر پوری طرح ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء میں سے صرف حضور سرور کائنات نے اپنے پیغام کے متعلق دائمی، آخری، کامل اور عالمگیر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”مجھ سے پہلے تمام انبیاء صرف اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے اور میں تمام قوموں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔“ ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ حضور جو نیکو آخری پیغمبر ہیں اس لیے خداوند تعالیٰ نے حضور کو ایسے عالمگیر پیغام سے نوازا جو ساری نوع بشری کے لیے ہے۔ آپ کی تعلیم و ہدایت اتنی مکمل اور جامع ہے کہ اب اس میں کسی ترمیم اور اضافہ کی ضرورت نہیں۔ اب کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہی جس کا انکشاف انسانیت کے لیے ضروری ہو، اور نہ ہی عمل صالح اور ہدایت کا کوئی گوشہ ایسا رہ گیا ہے جس کو آشکار کرنے کے لیے نوع انسانی کسی نبی کی محتاج ہو۔ اس حقیقت کا متعصب سے متعصب متشککین تک نے اعتراف کیا ہے۔ مثال کے طور پر باسور تھ اسٹھ کہتا ہے:

”اسلام میں ہر چیز ممتاز ہے، یہاں دھندلا پن اور راز نہیں۔ ہم تاریخ رکھتے ہیں۔ ہم محمد کے متعلق اس قدر جانتے ہیں جس قدر کو تھم اور ہٹن کے متعلق۔ میتھالوجی، فرضی افسانے اور مافوق الفطرت واقعات ابتدائی عرب مصنفین میں نہیں ہیں یا اگر ہیں تو وہ آسانی سے تاریخی واقعات سے الگ کیے جاسکتے ہیں۔ کوئی شخص یہاں نہ خود کو دھوکہ دے سکتا ہے اور نہ ہی دوسرے کو دے سکتا ہے۔ یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور ہر ایک تک وہ پہنچ سکتی ہے۔“

پیغام محمدی کے بارے میں مسلمانوں کے اس طرز فکر نے کہ یہ خدا کا وہ آخری الہام ہے جس کی حفاظت کا خود خالق کائنات نے وعدہ فرمایا ہے، اور اس وجہ سے یہ اپنی اصل شکل میں ہمارے پاس موجود ہے ان کے غور و فکر کے سارے انداز کو بدل دیا ہے۔ مسلمان جب تک خدا اور نبی اُمّی پر ایمان رکھتا ہے کبھی اپنے دل کے اندر یہ ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ کوئی ”فوق البشر“ براہ راست خدا سے ہم کلام ہو کر اُسے منشا، ایز دی سے شناسا کرے۔ وہ جانتا ہے کہ خدا نے اپنی رضائی صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری طرح واضح فرمادی ہے، لہذا اسے معلوم کرنے کے لیے کسی محسوس اور ظہیم کا بہن اعظم کی ضرورت نہیں جو خیمہ نبوت میں ”قدس الاقداس“ کے پاؤں جاکر احکام الہی کے اسرار و رموز سے اُسے واقف کرے۔ اُسے علم ہے کہ نبوت کا باب بند ہو جانے کے بعد اس کے لیے منشا ربانی کو جہتے کی صرف ایک



اس لیے ہم نے صرف چند اقتباسات پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ لیکن اگر اس سلسلہ میں مزید تلاش جستجو کی جائے اور اسی نقطہ نظر سے دوسرے الہامی ادب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بحیثیت مجموعی جس قدر اس کتاب نے لوگوں میں عقل و فکر کو اُجاگر کیا ہے اور مسائل پر غور و فکر کرنے کی عادت ڈالی ہے، دُنیا کی کوئی دوسری کتاب اس معاملہ میں اس کی سا جھی نہیں ہو سکتی۔ علامہ اقبال نے اسی موضوع کے متعلق فرمایا ہے :-

”قرآن میں عقل و تجربہ سے بار بار خطاب کرنا اور اس بات پر زور دینا کہ فطرت کا مشاہدہ اور تاریخ کا مطالعہ علمِ انسانی کے سرچشمے ہیں یہ سب اسی ایک تصویر یعنی ختمِ نبوت کے مختلف پہلو ہیں۔ پھر عقل کی طرف قرآن کی اس دعوت نے مسلمانوں کے اندر استقامتی طریق تحقیق کو رواج دیا کیونکہ حضور کے تشریف لے جانے کے بعد مسلمانوں کو قرآن و سنت سے احکام کا استنباط کرنے کے لیے جس خود اعتمادی کی ضرورت پڑی اس کے لیے یہ طریقہ بہت مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے۔ حقیقت کی کڑھ تک پہنچنے کے لیے ظن و تخمین کچھ کام نہیں آتے۔ بلکہ اس کے لیے مشاہدہ، تجربہ اور پیمائش کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر گستاو لیبو اپنی کتاب ”مذہنِ عرب“ میں اس مسئلہ کی نسبت یوں رقم طراز ہیں :-

”تجربہ اور مشاہدہ کو اقوالِ اساتذہ کے مقابل میں تحقیقاتِ علمی کے اصول قرار دینا عموماً یوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت تسلیم کرنا چاہیے کہ اس کے مؤجد عرب تھے۔ کل محققین یورپ علی الخصوص ہیمولڈ جنہوں نے عربی تصنیفات کو دیکھا ہے اب اس امر کے قائل ہیں۔ ہیمولڈ یہ لکھنے کے بعد کہ علمی ترقی کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان خود اپنے ارادے سے یعنی بذریعہ تجربہ و حوادثِ طبیعہ کو پیدا کر سکے، بطورِ تمثیل لکھتا ہے۔ ”عربوں نے یہ درجہ جس سے مستعدین بالکل ناواقف تھے حاصل کر لیا تھا“۔ موسیولڈی لکھتے ہیں:

”دارالعلوم بغداد کی تعلیم میں بہت بڑی بات یہ ہے کہ اس کا طرزِ استدلال بالکل علمی اصول پر مبنی ہے، یعنی معلوم کے ذریعہ غیر معلوم کو دریافت کرنا، حوادث کا درست مشاہدہ کر کے ان معلومات کے ذریعہ سے عدل نکالنا اور ان ہی قضا کو ماننا جو تجربہ سے ثابت ہو چکے ہوں، یہ ان اساتذہ کے اصول تحقیق تھے۔ نویں صدی عیسوی کے عربوں کو یہ یتیمِ خیر طریقہ تحقیق معلوم تھا جو مدتِ ہائے دراز کے بعد ہمارے حال کے محققین کے ہاتھوں میں بڑی بڑی اکتشافات اور ایجادوں کا آلہ بن گیا“۔

مگر اس ضمن میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسلام نے جس عقل کی طرف دعوت دی ہے وہ دورِ جدید کی بنجرِ عقلیت پرستی سے بالکل مختلف ہے۔ پھر اُس نے جس طرز سے لوگوں کے فہم و شعور کو اُجاگر کیا ہے وہ بھی عہدِ حاضر سے کیسے جداگانہ ہے۔ جدید تمدن کی سبب سے بڑی بد نصیبی اور نارسائی یہی ہے کہ اس نے عقل کو بے زماں چھوڑ دیا کہ مدھر چاہے جاتے اور جو چاہے کرے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے راہ روی میں ان گلی کوچوں کی طرف نکل گئی جہاں تک اُس کی رسائی ممکن نہ تھی اور بالآخر اسے رُسو ہونا پڑا۔ اہل یورپ کے پاس چشمِ نگراں تو ہے، لیکن ان کی بڑی محرومی یہ ہے کہ ان کے دلوں کو وحی اور الہام سے منور نہیں کیا گیا اور یہ نعمتِ اتباعِ نبوت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

دل بیدار نہ اوندہ بونا نا تے فرنگ  
دیں قدر بہت کہ چشمِ نگراں دارو



اگر اہل مغرب تسخیرِ زمان و مہاں کی صلاحیتوں کو احکامِ الہی کے تحت بروئے کار لاتے تو انہیں ان مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑتا، جن میں وہ آج اپنے آپ کو بُری طرح گرفتار پاتے ہیں۔ تہذیبِ فرنگ نے انسان کو جس بربادی کی طرف دھکیلا ہے، وہ اسی ”بے زمام“ عقل کی پرستش کا فطری نتیجہ ہے۔

عصرِ حاضرِ ماحرود زنجیرِ پادشاہت جان بے تلبے کہ من دارم کہا است  
 اسی طرح ہدایتِ رہنمائی کے بغیر استقرانی طریقِ تحقیق بھی اہلِ یورپ کے لیے سخت مہلک ثابت ہوا۔ یورپی تہذیب کی اصل روح کی بجا دو تسخیر اور اثباتِ خودی میں مضمر ہے، جس کی بدولت انسان کا کائنات میں ایسے تصرفات حاصل ہوئے جو پہلے کبھی نہ ہوتے تھے اور یہ سب کچھ ہم نے مشاہدہ اور تجربہ کا۔ ان کی بدولت انسان کے اندر تصرف و ایجاد کی بے پناہ قوتیں پیدا ہوئیں اور انہوں نے ایک ایک کر کے ان سب رکاوٹوں کو دور کر دیا، جو انسان کے لیے سنگِ گراں تھیں اور جن کی وجہ سے اشیاء کے باہمی روابط میں ہم آہنگی پیدا نہیں ہو سکتی تھی لیکن جدید یورپی تہذیب کی بڑی کوتاہی یہ ہے کہ روحانی اور اخلاقی اقدار کی پامالی کے باعث اس کا توازن بگڑ گیا۔ اس لیے موجودہ انسان نے مشاہدہ اور تجربہ سے فطرت اور زندگی کے واقعات و حوادث کی صحیح تعبیر کرنے کی بجائے مادیت پرستی کو اپنا شعار بنالیا۔ وہ مادی زندگی کی لذتیں ایسا مہمک ہو گیا کہ ان کے علاوہ کچھ سوچ نہیں پاتا۔ اسے کبھی اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ اگر عمل کی یہ ساری مجنونا تہمک و دوکس لیے ہے؟ کیا یہ مقصود بالذات ہے؟ یا کسی بڑے مقصد کے حصول کا ذریعہ۔ یہاں آکر اس کا ذہن ابھڑ کر رہ جاتا ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ مادی فوائد و لذت کا جمع کرنا ہی انسان کا مسلح نظر ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں نے مشاہدہ اور تجربہ سے زندگی کی روحانی اور اخلاقی اقدار کو معلوم کیا۔ انہوں نے مادی زندگی کو ایک بالاتر روحانی زندگی تک پہنچنے کا

وسیلہ بنایا۔  
 اگر تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ عقلیت اور مذہبیت ابتدائے آفرینش سے لے کر ہر بد سل تک آپس میں برسرِ پیکار رہے۔ کبھی عقلیت ”مذہبیت پر غالب آجاتی اور اسے زندگی کے ہر میدان سے خارج کر دیتی اور کبھی مذہبیت عقلیت کو شکستِ فاش دے کر فتح کے شادیاں بجاتی ہے۔ ان دونوں کے درمیان یہ جنگ کئی صدیوں تک جاری رہی۔ البتہ کبھی کبھی خدا کے پاکیزہ بند سے درمیان میں آکر ان کے مابین صلح کو اذیت دے۔ مگر وہ صلح وقتی اور عارضی ہوتی اور پھر میدان کا زرار گرم ہو جاتا۔ حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر نہ صرف ان کے درمیان مصالحت کو اپنی بلکہ عقل کو تابعِ فرمانِ نبوت کر کے اس کی حدود و کار کو بھی ہمیشہ کے لیے متعین کر دیا۔ حضور کا یہ آخری اور قطعی فیصلہ اس وجہ سے بھی تھا کہ آپ نبی ہونے کے علاوہ ختم المرسلین بھی ہیں۔

علمائے اسلام نے صرف کائنات اور اس کے خارجی مظاہر کو ہی جاننے کی کوشش نہیں کی بلکہ دین کے حکمت کے نیچے فلسفہِ عمومی کی جو ایک جوئے حیات رواں دواں ہے، اس میں غوطہ کھا کر تاریکی اور زندگی کا راز دریافت کیا اور پھر اس سے نورِ انسانی کو آشنا کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے جس جس گوشے سے متعلق تفصیلی ہدایات پیش فرمائی تھیں، ان سے جزئیاتِ مرتب کیں، اور پھر ان کی رہنمائی میں ان مسائل کو حل کیا جن کو تاریخ کی اضطرابی چال نے جہم دیا تھا۔ مسلم قوم کی اس کاوش اور تلاش و جستجو کو اسلامی اصطلاح میں ”اجتہاد“ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ملتِ اسلامیہ

میں اسے ایک خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ یہ فرض سب سے پہلے رسول اللہ کے رفقاء نے سرانجام دیا، ان کے بعد اس فرض کی ادائیگی میں بے شمار صلحاء اُمت نے اپنی کاوشیں وقف کیں۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ، قاضی ابویوسفؒ، غزالیؒ، خطابیؒ، عزالدین ابن عبد السلامؒ، اشعریؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ اور شاہ ولی اللہ ایسے جلیل القدر علمائے اسلام سب اسی ایک کام کی وجہ سے تاریخ اسلام میں ممتاز نظر آتے ہیں۔

اس سے کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ رسالت مصلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جتنے انبیاء گزرے ہیں ان کے ماننے والوں نے دینی مصباح کو سمجھ کر ان سے تفصیلات اخذ نہیں کیں۔ ان میں یقیناً بہت سے ایسے علماء نظر آتے ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے جزوی احکامات مستنبط کیے۔ مگر ان میں اور علماء اسلام میں ایک بنیادی اور اساسی فرق نظر آتا ہے اور اس فرق کو ہر وہ شخص جان سکتا ہے جس نے مختلف مذاہب کی تاریخ کا ایک محققانہ اور گہری نظر سے جائزہ لیا ہے۔

ان کی تحقیقات پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ انہوں نے ہر زمانے کے نئے نئے تقاضوں اور نئے مسئلوں کے متعلق دو مختلف اور متضاد طریقے اختیار کیے ہیں۔ ایک گروہ نے معاشرہ کے ارتقاء کا سرے سے انکار کر کے بغیر کسی فکری کاوش کے انبیاء علیہم السلام کے احکامات کو اندھا دھند نافذ کرنا شروع کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاریخ انسانی نے جب کوئی ورق اٹا تو اس میں خدا کے ان پاکباز بندوں کی تعلیمات بھی گم ہو کر رہ گئیں۔ اس کے برعکس دوسرے گروہ نے بجائے اصل تعلیمات کے مضمرات کو ڈھونڈ کر ان کو وقت کی مناسب جزئیات پر منطبق کرنے کے خود اپنی من گھڑت باتوں کو دین کی حیثیت سے پیش کرنا شروع کیا۔ ہوا و ہوس کے غلام انسانوں کو جب ”مقام کبریا“ پر فائز ہوئے کا زعم ہونے لگا تو وہ اپنا دماغی توازن قائم نہ رکھ سکے اور انہوں نے رشد و ہدایت کے اصل ماخذ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے خود اپنے نفس سے ایسی ایسی چیزیں وضع کرنا شروع کیں جن کی اصل دین میں معمولی سی معمولی عجائبات بھی نہ تھیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں کی نظر میں اصل دین بے وقعت ہو کر رہ گیا اور عقیدت کا مرکز ان کی اپنی شخصیتیں اور خیالات بن گئے۔ زمانہ نے جس قدر ترقی کی، عوام اسی نسبت سے اپنے اصل مرکز سے ہٹتے چلتے گئے۔ اور ایک وقت ایسا آیا جس میں بھی اس امر کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوئی کہ ان حضرات سے ان کے پیش کردہ افکار و خیالات کی سند بھی پوچھ لی جائے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں قرآن حکیم ان کی اس غلطی کو واضح کرتے ہوئے کہتا ہے :-

”کہو اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندی نہ کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔“

ان آیات سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق کسی کو مطاع مطلق مان لینا ہی اس کو رب قرار دینے کے مترادف ہے۔ اور یہ مقام صرف خدا کے لیے ہی مخصوص ہے۔ رسول کی بھی بلا چون و چرا پیروی صرف اس لیے کی جاتی ہے کہ خداوند تعالیٰ اسے خود اپنے احکامات کا پیغامبر بنانا ہے، اور اس کے افکار و اعمال کے ذریعہ وہ نوع انسانی پر اپنا منشا واضح کرتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ان فرستادوں کے علاوہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو منتر عن الخطا ہوئے کا دعویٰ کر سکے۔

اور نوع انسانی سے یہ مطالبہ کرے کہ تم اس کے ہر قول و فعل کو بغیر کسی سند کے قبول کر لو۔ عیسائیت میں اس کے برعکس دیکھیے کہ وہاں پوپ کی عصمت، کیتھولک مسیحیوں اور پادریوں کے اجماع یعنی کلیسا (CHURCH) کی عصمت کل مسیحیوں کا متفقہ عقیدہ رہا ہے؛ ایک محسوس کلیسا کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ اس پر ہمیشہ روح القدس کا سایہ رہتا ہے۔ اس پہلے مسائل میں کلیسا سے امکان خطا ہے ہی نہیں۔

مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے درمیان اس ضمن میں جو اختلاف پایا جاتا ہے، اس نے ان کے خیالات و افکار کے علاوہ ان کی معاشرتی زندگی کو بھی متاثر کیا ہے۔ علامۃ المسلمین کے سامنے جب کوئی نیا نظریہ یا خیال پیش کیا گیا تو انہوں نے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے کس قدر اقرب ہے؟ انہوں نے اس کا مزاج جتنا اس کے قریب پایا، اسی نسبت سے اسے جلدی قبول کیا اور جہاں یہ دیکھا کہ اس کا تعلق اپنے ماخذ سے کم ہے، وہاں اسے ماننے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ پوری قوت سے دبانے کی بھی کوشش کی۔

یہی نہیں بلکہ خود ان بزرگان دین نے دوسرے مذاہب کے علماء کے برعکس بالکل ایک دوسری پوزیشن اختیار کی۔ انہوں نے لوگوں سے یہ کہنے کی بجائے کہ تم ہمارے اقوال کو بالکل بے خطا اور تنقید سے بالاتر سمجھو، ان سے اس امر کا تقاضا کیا کہ ان کی کسی رائے کو ماننے سے پیشتر اسے کتاب و سنت کی کسوٹی پر اچھی طرح پرکھ کر دیکھ لو۔ اور اگر وہ ان کے قریب ہو تو مان لو، ورنہ رد کر دو۔ چنانچہ امام مالکؒ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ کے سوا ہر شخص کے کلام میں قابلِ افہام اور قابلِ ترک باتیں ہیں۔“

اسی طرح امام ابو حنیفہؒ نے بھی فرمایا:۔  
”جو شخص یہ نہ معلوم کر سکے کہ ایک بات میں نے کتاب و سنت کی کس دلیل کی بنا پر کھنچ لی وہ میرے قول پر فتویٰ نہ دے۔“

قاضی ابو یوسف، فقہ حنفی کے ایک دوسرے بزرگ نے بھی یہی ارشاد فرمایا:۔  
”یہ بات کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ہمارے قول پر فتویٰ دے، جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو کہ وہ بات ہم نے کہاں سے کہی ہے۔“  
عصام بن یوسف سے پوچھا گیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ آپ بہت سی باتوں میں امام ابو حنیفہؒ سے بھی اختلاف کر جایا کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ اسلام میں اجتہاد کی روح کو سمجھنے کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کہنے لگے ”اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو فہم و فراست میں سے وہ حصہ عطا فرمایا ہے جو ہم کو نصیب نہیں ہوا۔ اس لیے وہ ایسی باتوں تک پہنچ جاتے ہیں جن تک ہم نہیں پہنچ پاتے۔ اور یہ ہمارے لیے ممکن نہیں ہے کہ ہم ان کے کسی قول پر بلا سمجھے بوجھے فتوے دے دیں۔“

امام شافعیؒ نے بھی اس امر کی تاکید فرمائی ہے:۔  
”میں جو بات بھی کہوں اور جو اصول بھی پھر اؤں، جب اس کے خلاف کوئی بات رسول اللہ

سے مل جاتے تو پھر حضور ہی کی بات اصل ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سلسلہ میں یہ قطعی فیصلہ صادر فرمادیا:-

”اللہ اور رسولؐ کی بات کے ہوتے ہوئے کسی بات کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔“

پھر چونکہ یہ حضرات حق کو اپنے ہی اقوال کے اندر محدود نہ سمجھتے تھے، اس لیے ان کے قلوب میں وسعت، نگاہوں میں بلندی اور علم میں کشادگی پیدا ہوئی۔ انہوں نے اپنے طرز عمل میں زیادہ سے زیادہ رواداری پیدا کی اور اپنی فطرت کو زیادہ سے زیادہ آفاقی اور مزاج کو حقیقت پسند بنایا۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کا دائرہ ممکن حد تک وسیع کیا، تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ افراد سما سکیں۔ ”سُلم“ قوم کی اسی خوبی کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبالؒ نے اپنی کتاب ”اسلام اور احمدیت“ میں لکھا ہے۔

یہ پیغام ہے کہ مسلمانوں کے مذہب ہی فرقتے فقہ اور دینیات (THEOLOGY) میں اختلاف کی وجہ سے اکثر و بیشتر ایک دوسرے پر الحاد کا الزام لگاتے رہتے ہیں۔ دینیات کے فردعی مسائل کے اختلاف میں اور نیز الحاد کی ایسی انتہائی صورتوں میں جہاں ملحد کو جماعت سے خارج کیا جاتا ہے، لفظ کفر کے غیر محتاط استعمال کو آج کل کے تعلیم یافتہ مسلمان، جو مسلمانوں کے دنیائی مناقشات کی تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں، ملت اسلامیہ کے اجتماعی و سیاسی انتشار کی علامت تصور کرتے ہیں۔ یہ ایک بالکل غلط تصور ہے۔ اسلامی دینیات کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فردعی مسائل کے اختلاف میں ایک دوسرے پر الحاد کا الزام لگانا یا بحث انتشار ہونے کی بجائے دنیائی فکر کو متحد کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ پروفیسر ہرگرڈ رانج (HURGRONJE) لکھتے ہیں کہ جب ہم فقہ اسلامی کے نشوونما کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک طرف تو ہر زمانے کے علماء خفیف سے اشتغال تھے بعد ایک دوسرے کی مذمت یہاں تک کرتے ہیں کہ ایک دوسرے پر کفر کا الزام عائد ہو جاتا ہے اور دوسری طرف یہی لوگ زیادہ سے زیادہ اتحاد و عمل کے ساتھ اپنے پیروروں کے اختلاف رفع کرتے ہیں، جو کچھ اوپر عرض کیا گیا ہے اس پر ایک گہری نگاہ ڈال لے اور پھر اس امر کا جائزہ لیجیے کہ مسلمانوں کا یہ طرز عمل اسلام کے کس بنیادی فکر کا نتیجہ ہے۔ آپ اس معاملہ پر جس قدر بھی غور کریں گے یہی پائیں گے کہ ملت اسلامیہ کا یہ ذہنی ارتقا صرف ختم نبوت کی وجہ سے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چونکہ وحی کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا، اس لیے مسلمانوں نے خدا کے منشا کو حضورؐ کی تعلیم سے اخذ کرنے کی کوشش کی۔ حد تو یہ ہے کہ جہاں جہاں مسلمانوں نے ایک دوسرے سے اختلاف بھی کیا وہاں بھی دلیل صرف یہی پیش کی گئی کہ اس معاملہ میں میری سرکار نے یوں حکم دیا ہے۔ یہی ایک مرکز شغل ہے جس کی طرف امت مسلمہ کا ہر فرد خواہ اس کا تعلق کسی طبقے یا زمانے سے ہو جھکتا رہا اور جب تک وہ دنیا میں موجود ہے، جھکتا رہے گا۔ اس کی جستجائے نگاہیں ہمیشہ افکار و خیالات نظریات اور تصورات کے سنگریزوں میں اُن ہیروں کی تلاش رہیں جن میں انہیں نبوتِ محمدی کی جوت نظر آئے۔

یہ طرز عمل اپنے نتائج کے اعتبار سے تاریخ انسانی میں ریشی اہمیت کا حامل رہا ہے۔

کائنات اسباب و اثرات کا ایک وسیع اور پیچیدہ طلسم ہے جو غیر محدود زمان و مکاں میں پھیلا ہوا ہے۔ اور طبعی قوانین کا پابند ہے۔ انہی قوانین کی تلاش و جستجو کائنات کے مختلف گوشوں

میں وحدت پیدا کرتی ہے۔ انسان نے جس رفتار سے انہیں دریافت کیا، اسی سرعت کے ساتھ زمان و مکاں کے اسرار و رموز اس پر کھلتے چلے گئے اور بالآخر اس نے ان دونوں کو متحد کر کے پوری کائنات کو ایک وحدت کی حیثیت سے استعمال کرنا شروع کیا۔

آج سے چند سال پیشتر اس وحدت کی آخری شکل جو ممکن تصور کی جاسکتی تھی وہ صرف یہ تھی کہ ایک ہی زمانے میں ملک، رنگ، نسل کے اختلافات کو یکسر ختم کر کے پوری دنیا کو ایک اکائی اور پوری نوح انسانی کو ایک وحدت بنا دیا جائے، مگر عصر حاضر نے اپنی انتہائی عبادات اور اختراعات سے انسانیت کو وحدت کے وسیع تر مفہوم سے آشنا کیا ہے۔ چنانچہ اس نئی وحدت کے لیے نہ صرف مکان کی تسخیر ضروری معلوم ہوئی بلکہ زمانہ کا حجاب ختم کر دینا بھی لازمی سمجھا گیا اس نئے نظریہ کے مطابق زمانہ منفرد آفات کا ایک تواتر ہے اور اس لحاظ سے اس کائنات کے سارے واقعات و حادثات ایک متحرک جلوس کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

تسخیر زمان و مکاں کا یہ عمل صرف آب و گل کی دنیا میں جاری نہیں بلکہ اس کا سلسلہ قوانین اخلاق بھی موجود ہے۔ البتہ ان دونوں میں ایک بنیادی فرق یہ پایا جاتا ہے کہ نظام تکوینی کے قوانین انسان اپنی کاوش و محنت سے دریافت کرتا ہے مگر اس کے برعکس انسانی ہدایت کا ضابطہ باری تعالیٰ خود اپنی مرضی کے مطابق اپنے انبیاء کے ذریعہ انسانوں پر نازل فرماتے ہیں۔ ان دونوں میں جو چیز قدر مشترک کی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ دونوں نے انسانیت کے راستے سے زمان و مکاں کی رکاوٹوں کو ختم کر کے اسے ایک وحدت بنانے کا عزم کیا۔ جو کام عالم طبیعیات میں قانون طبیعی کی دریافت سے سرانجام پایا، وہی کام عالم اخلاق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی وجہ سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ حضور سرور دو عالم نے جس طرح انسان کے گرد ولایت کی دیواروں کو گرا کر اسے ایک دوسرے سے بالکل قریب کر دیا، اسی طرح انہوں نے اس قوم کو عقیدہ ختم نبوت عطا فرما کر ماضی و حال کے تفرقہ کو بھی یکسر مٹا ڈالا۔ حضور کے دوسرے احسانات کی طرح انسانیت پر یہ بھی ایک عظیم احسان ہے کہ انہوں نے قانون شرعی کو اپنی آخری شکل میں پیش فرما کر اخلاقی اعتبار سے ازل وابد کی طنابیں کھینچ دیں اور انسان پر اس راز کو آشکارا کیا کہ جس طرح قانون طبعی کے مطابق یہ کائنات ایک وحدت ہے، اسی طرح قانون اخلاق کی روشنی میں یہ بھی ایک ہی ہے۔ یہیں ہمارے فرد کے درمیان جو جمادات نظر آتے ہیں وہ محض جاری نظر کا دھوکہ ہیں۔

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک دلیل کو کم نظری قصہ جدید و قدیم

(اقبالؒ)

دنیا کی تاریخ پر ایک نگاہ ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ قدیم اقوام اور مذاہب میں اس قسم کے تصورات عام طور پر پائے جاتے ہیں کہ فلاں شخص، گورہ یا لبقہ کسی مذہبی رہنما کا وارث ہے اور اس وجہ سے وہ دور پر فوقیت رکھتا ہے۔

اس قسم کی برتری کا احساس اسلام سے قبل اکثر مذہبوں میں موجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ آخری نبی ہیں جن کو انسانیت کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا اور ان کے بعد قیامت تک کے لیے یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا اس لیے حضور نے اپنا ذات کسی فرد یا خاندان کو نہیں چھوڑا بلکہ۔

خلافت کا تاج پوری اُمت کو پہنایا ہے۔  
 اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جنہوں نے تم میں سے ایمان قبول کیا اور عملِ صالح کیا کہ وہ ان

کو زمین میں اپنا خلیفہ بناتے گا۔  
 یہ تصورِ مسلم قوم کے اندر ہر قسم کی نسلی اور نسبی فضیلتوں کو ختم کر کے شرافت اور نیکی کو معیارِ بزرگی  
 ٹھہرا تا ہے اور یہ ایک ایسی منزل ہے، جس کی طرف ہر فرد بڑھنے کے لیے یکسر آزاد ہے اور ہر  
 ایک کو یکساں مواقع پیشتر ہیں۔ اس راہ میں کسی پر کوئی پابندی نہیں اور دنیا کی کوئی چیز اس کے ہاتھ  
 میں حائل نہیں ہو سکتی۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے لوگوں نے آپ کے خاندان کی نسبت جب دریت  
 کیا تو آپ نے جواب دیا تھا ”سلمان ابنِ اسلام یہ جواب ایک شخص کا جواب نہیں بلکہ ایک تہذیب  
 کا جواب ہے، جو انہوں نے زندگی کے ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کو حل کرنے کے لیے دیا تھا۔ اقبال  
 نے اس واقعہ کو اپنے اس شعر میں نقل کیا ہے سے

فارغ از آب و اُم و اعمام باش  
 بھو سلمان زادۃ اسلام باش

اسی طرح اس اعتقاد نے کہ حضورؐ کی وارث پوری ملتِ اسلامیہ ہے، نہ کہ ایک فرد خاندان یا  
 کوئی مخصوص طبقہ، اسلامی سوسائٹی کو قیصریت، پاپائیت اور مغربی تصورِ والی ریاست مذہبی  
 (THEOCRACY) کے فتنوں سے باطل محفوظ کر دیا۔ یہاں اب کوئی شخص یہ کہہ کر اپنی بات نہیں منسک  
 کر چوں اہلِ کاتلیق فلاں نسل یا نسب سے ہے جو خدا کو زیادہ عزیز ہے اس لیے اس کے قول کو بلا  
 سند تسلیم کر لیا جائے۔ یہاں اسے اپنے اس نسب کی وجہ سے سماج میں کوئی امتیازی مقام حاصل نہیں  
 ہو سکتا۔ جو بڑی کسی انسان کو مل سکتی ہے وہ اس تقویٰ کی وجہ سے ہے اُس نے اپنی ذات میں یہ کیا  
 محو اس ضمن میں یہ یاد رہے کہ اُس کی نیکی کا یہ امتیاز اُسے قانون سے بالاتر نہیں بنا سکتا۔ قانون  
 کی نظر میں مسلم سوسائٹی کا ہر فرد، خواہ امیر ہو یا غریب، شریف ہو یا وضع، آمر ہو یا مأمور دوسرے  
 کے برابر ہے کسی کے عابد و ناہد ہونے سے قانون کے اجرا و لغا میں سرِ مو کوئی فرق واقع نہیں ہو سکتا۔  
 رسالتِ مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے جس سختی سے اصول کی اہمیت کو واضح فرمایا اس کا اندازہ اس ایک واقعہ  
 سے لگایا جاسکتا ہے۔

”ایک مرتبہ قریش کے ایک معزز گھرانے کی ایک عورت نے چوری کی چوری کی سزا اسلام میں ہاتھ کاٹ  
 دینا ہے۔ لوگوں نے جب عورت کے خاندان کی عظمت اور پھر سزا کی نوعیت پر نگاہ کی تو بعض لوگوں  
 کو یہ چیز گراں گزری اور انہوں نے قانون کے استعمال میں اسی فرقِ مراتب کو ملحوظ رکھنا چاہا جس کے  
 وہ جاہلیت میں عادی تھے۔ چنانچہ اس امر میں زید سے جو آنحضرتؐ کو نہایت محبوب تھے درخواست  
 کی گئی کہ وہ اس عورت کے بارے میں آپ سے سفارش کریں انہوں نے لوگوں کے اصرار سے مجبور  
 ہو کر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی۔ آپ ان پر نہایت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تم  
 اللہ کی حدود کے معاملہ میں سفارش کرتے ہو؟ پھر لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیا جس میں یہ فرمایا  
 کہ تم سے پہلے بھی بہت سی قومیں اس وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ جب ان میں کوئی معمولی آدمی چوری کرتا  
 تو اس کو سزا دیتے اور اگر کوئی بااثر آدمی چوری کرتا تو اس سے وہ درگزر کر جلتے۔ لیکن میں ایسا  
 نہیں کروں گا۔“

خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا:-  
 ”اُس ذات کی قسم جس کی نطقی میں محمدؐ کی جان ہے، اگر فاطمہ بنت محمدؐ نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹ دیتا۔“  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک سپہ سالار کو ضروری ہدایت دیتے ہوئے اس اصول کی طرف ان الفاظ میں توجہ دلائی:  
 ”اگر کسی شخص کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے، مگر اس کی اطاعت کے واسطے۔ اس مجب سے خدا کے قانون میں شریف اور حقیر سب برابر ہیں۔“  
 اسلام کا یہ علیل القدر فرزند خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد خود اپنے اہل و عیال کو یہ تنبیہ فرمانا رہتا ہے:

”جن باتوں کی میں نے مانعت کر رکھی ہے اگر تم میں سے کوئی ان میں مبتلا پایا گیا تو یاد رکھو اس کو دو گنی سزا دوں گا۔“  
 اس کے علاوہ اس مقصود نے حکومت پر کسی خاص فرد یا گروہ کی اجارہ داری کو ختم کر کے اسے عام سلسلہ کا حق دار قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی ریاست کی عاملہ عام مسلمانوں کی راسے سے ہی بنتی ہے۔ وہی اس کو معزول کرنے کے مختار ہوتے ہیں۔ ہمارے انتظامی معاملات اور تمام وہ مسائل جن کے متعلق خدا کی شریعت میں کوئی صریح حکم موجود نہیں ہوتا، وہ مسلمانوں کے اجماع سے ہی طے کیے جاتے ہیں اور الہی قانون جہاں تعبیر طلب ہوتا ہے وہاں کوئی مخصوص طبقہ یا نسل اس فرض کو سرانجام نہیں دیتا بلکہ عام مسلمانوں میں سے ہر وہ شخص اس کا حق رکھتا ہے جس نے اس کی قابلیت، ہم پہنچائی ہو۔ یہاں جس شخص کو خلیفہ منتخب کیا جاتا ہے، اس کی اصل حیثیت صرف یہی ہے کہ تمام خلفاء اپنی رضا مندی سے اپنی خلافت کو انتظامی اغراض کے لیے اس شخص کی ذات میں مرکوز کر دیتے ہیں مگر خلافت کی یہ خلعت اسے سوسائٹی میں کسی امتیازی سلوک کا مستحق نہیں ٹھہرائی۔ قانون کی نگاہ میں اس کی حیثیت عام شہریوں کے برابر ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور گزارش یہ ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ ہی نے مسلمانوں کے نظام مملکت کو ایک خاص سلیکے میں ڈھال دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ انسانوں کو براہ راست جلالی کی رہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی اس لیے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے معاملات باہمی مشورہ سے طے کریں تاکہ غلطی کا امکان کم سے کم ہو جائے۔ حضور سرورِ دو عالمؐ نے خود اپنی زندگی میں نہ صرف مشوروں کو شہنا، بلکہ ان میں سے بعض کو قبول فرما کر ان پر عمل بھی کیا۔ اسی سے اسلام میں شورائی نظام کی بنیادیں مستحکم ہوئیں۔

اس سلسلے میں قرآن مجید نے جو اصولی ہدایت دی ہے وہ یہ ہے: **وامرهم شورى بينهم**  
 ”اور ان کا نظام باہمی مشورہ پر مبنی ہے۔“

اس اصولی ہدایت کی وضاحت بھی خود حضورؐ نے اس طرح فرمائی ہے:-  
 ”مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آئے پڑے جس کا ذکر نہ تو ہمیں قرآن میں ہو اور نہ سنت میں تو ایسی ضرورت میں کیا کیا جائے؟ آپ نے

فرمایا کہ اس معاملہ پر مسلمانوں کے صالح لوگ غور کر کے فیصلہ کریں گے۔  
 اسی اصول پر سرورِ عالم کے صحابہؓ سختی سے کاربند رہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ جو اسلام میں پہلے خلیفہ ہیں، مسلمانوں کے مشورہ عام ہی سے خلیفہ منتخب ہوئے اور خلافت کی ہاگ ٹوڈ بھلنے کے بعد تمام امور کا فیصلہ جن کے بارے میں کتاب و سنت میں کوئی واضح ہدایت موجود نہ تھی، لوگوں کے مشورے ہی سے کیا، ان کے اس طرزِ عمل سے متعلق سنن دارمی کی یہ حدیث ملاحظہ ہو:-

”ہم سے یمون بن مہران نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس خرفیق معاملہ کوئی مقدمہ لائے تو وہ پہلے اس پر کتاب اللہ کی روشنی میں غور کرتے۔ اگر اس میں ان کو کوئی ایسی چیز مل جاتی جس سے ان کے معاملہ کا فیصلہ ہو سکتا تو اس کے مطابق وہ اس کا فیصلہ کر دیتے۔ اور اگر کتاب اللہ میں ان کے فیصلے کے لیے کوئی چیز نہ ملتی اور سنت رسول اللہؐ میں کوئی چیز مل جاتی تو پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ لیکن اگر سنت رسول اللہؐ میں بھی کوئی چیز نہ پاتے تو مسلمانوں سے دریافت کرتے کہ یہ سائنے اس طرز کا معاملہ آیا ہے، کیا کسی شخص کے علم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا فیصلہ ہے جو اس قسم کے معاملہ سے متعلق ہو؟ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کے پاس متعدد ایسے اشخاص جمع ہو جاتے جو اس قسم کے معاملے سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ بیان کرتے۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتے کہ امت کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو رسول کا علم محفوظ کیے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر اس تلاش کے بعد بھی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت نہ ملتی تو پھر قوم کے لیڈروں اور ان کے اچھے لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے اور جب وہ کسی بات پر جم جاتے تو اس کے مطابق وہ معاملے کا فیصلہ کر دیتے۔“

حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس شورائی نظام نے جس حد تک ترقی کی اس کی تفصیل مولانا شبلی شامیؒ نے اپنی تصنیف ”الغاروق“ میں وضاحت کے ساتھ پیش کی ہے:-

”حضرت عمرؓ نے بیز کسی شمال اور نمونے کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی اور اگرچہ وقت کے اقتضا سے اس کے تمام اصول و فروغ مرتب نہ ہو سکے تاہم جو چیزیں حکومت جمہوری کی روح ہیں، سب وجود میں آگئیں۔ ان میں سب کا اصل الاصول مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا یعنی جب کوئی انتظام پیش آتا تھا تو ہمیشہ ارباب شوریٰ کی مجلس منعقد ہوتی تھی اور کوئی امر بغیر مشورہ و رخصت رائے کے عمل میں نہیں آسکتا تھا۔“

”مجلس شوریٰ کا انعقاد اور اہل الرائے کی مشورت استعسان و تبرع کے طور پر نہ تھی، بلکہ حضرت عمرؓ نے مختلف موقعوں پر صاف صاف فرمادیا تھا کہ مشورے کے بغیر خلافت سرے سے جائز ہی نہیں۔“

مجلس شوریٰ کے بارے میں یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ اس میں وہی لوگ شریک کیے جاتے تھے جنہیں عوام کا اعتماد حاصل ہو، اور جو دینی و دنیوی معاملات میں چھری بصیرت رکھتے ہوں۔ پھر مشورہ صرف مجلس شوریٰ کے ارکان سے ہی نہ لیا جاتا بلکہ جب کوئی ضرورت پیش آتی تو عام رعایا سے بھی رائے طلب کی جاتی۔ مولانا شبلی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-  
 ”مجلس شوریٰ کے ارکان کے علاوہ عام رعایا کو انتظامی امور میں مداخلت حاصل بھی مسموعات



اور اضلاع کے حکم اکثر رعایا کی مرضی سے مقرر کیے جاتے تھے، بلکہ بعض اوقات باطل انتخاب کا طریقہ عمل میں آتا تھا۔ کوفہ، بصرہ اور شام میں جب عمال خراج مقرر کیے جانے لگتے تو حضرت عمرؓ ان تینوں صوبوں میں احکام بھیجتے کہ وہاں کے لوگ اپنی اپنی پسند سے ایک ایک شخص انتخاب کر کے بھیجیں جو ان کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دیانتدار اور قابل ہو۔

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اس دنیا میں نبوت کا وارث پوری اُمت کو قرار دے کر اگر ایک طرف اُس کے مقام کو بلند کیا ہے تو دوسری طرف اس کی فترداریوں میں بھی اضافہ کیا ہے۔ قرآن مجید میں اس حقیقت کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے:

”اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے تاکہ تم دُنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ

خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد جہاں مسلمانوں کو اُمت وسط بنانے کی بشارت دے رہا ہے وہاں اس حقیقت کو بھی ان پر واضح کر رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسولؐ کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے تم کو عام انسانوں پر گواہ کے طور پر اُٹھنا ہو گا اور اپنے قول و فعل سے اس بات کو ثابت کرنا ہو گا کہ رسولؐ نے جو کچھ تمہیں پہنچایا ہے، وہ تم نے عوام الناس تک پہنچانے میں اور جو کچھ اس مقدس ذات نے تمہیں دکھایا ہے، اُسے نوع انسانی کو دکھانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور جب تک تم اس دنیا میں موجود ہو تمہیں شاہد علی الناس کے اس مشن کی تکمیل میں مصروف رہنا ہو گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا ترسی، راست روی، عدالت اور حق پرستی کی جو تعلیم دی ہے، اُسے اپنے افعال و کردار میں قیامت تک کے لیے محفوظ رکھنا تمہارا فرض ہے اور اسی میں تمہاری زندگی ہے۔ دین کی کامیابی بھی اسی سے وابستہ ہے اور آخرت کی فلاح کا راز بھی اسی میں منظر ہے۔

گزشتہ صفحات میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اُس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ یہ عقیدہ ایک بالعد الطبعی تصور کی حیثیت سے دین اسلام میں شامل نہیں، بلکہ اسلامی تہذیب و تمدن کی ترتیب و تشکیل میں اسے ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہی ایک عقیدہ ہے جس نے مسلمانوں کے سامنے قیامت تک ایک بیکہ محسوس کی شکل میں واحد معیار حق پیش کیا، انہیں رُشد و ہدایت کی معروضی تقدیر عطا کی۔ اُن کے باہم ابھراؤ کو ایک اُمت بنایا، امن میں خود اعتمادی پیدا کی اور عقل و فکر سے خود کام لینا سکھایا۔ عالم اخلاق میں زمان و مکاں کی ساری حد بندیوں کو ختم کیا، اور ملت اسلامیہ میں ہر قسم کے نسلی، نسبی اور قومی امتیازات کو مٹا کر سوسائٹی میں ایک صحیح قسم کی معاشرتی، معاشی اور سیاسی مساوات کی راج بیل ڈالی۔

از رسالت دین ما آئین ما  
جنو ما از جنو ما لایغک است  
اہل عالم را پیام رحمتیم  
چوں گل از باغِ خاں اشراف است  
ہم نفس ہم مدعا شقیم ما  
از شعلہ مہر او تابندہ است

از رسالت دہ جہاں تگوین ما  
از رسالت مد ہزار ما یک است  
ماز حکم نسبت او ملتیم  
واخش از دست وادن مروں است  
از رسالت ہم نوا شقیم ما  
نرو از حق ملت از دے زندہ است  
(رموز بے خودی)



(عبد المجید صدیقی)

(اقبال)



ہم کو ایک علی اور حقیقت پسند انسان کے نقطہ نظر سے تحریک قادیانیت کا تاریخی جائزہ لینا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ اس نے اسلام کی تاریخ اصلاح و تہذیب میں کون سا کارنامہ انجام دیا اور عالم اسلام کی جدید شکل کو کیا عطا کیا؟ نصف صدی کی اس پرشور اور ہنگامہ خیز مدت کا حاصل کیا ہے؟ تحریک کے بانی نے اسلامی مسائل اور متنازع فیہ امور پر جو ایک وسیع و ہیب کُتب خانہ یا دگر چھوڑا ہے اور جو تقریباً ۷۰ برس سے موضوع بحث بنا ہوا ہے، اس کا خلاصہ اور ماحصل کیا ہے؟ قادیانیت عصر جدید کے لیے کیا پیغام رکھتی ہے؟

ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لیے پہلے ہم کو اس عالم اسلامی پر ایک نظر ڈالنی چاہیے جس میں اس تحریک کا ظہور ہوا اور یہ دیکھنا چاہیے کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں اس کی کیا حالت تھی اور اس کے کیا حقیقی مسائل و مشکلات تھے؟

اس عہد کا سب سے بڑا واقعہ جس کو کوئی مؤرخ اور کوئی مُصلح نظر انداز نہیں کر سکتا، یہ تھا کہ اسی زمانہ میں یورپ نے عالم اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی۔ اس کے جلو میں جو نظام تعلیم تھا وہ خدا پرستی اور خدا شناسی کی روح سے عاری تھا۔ جو تہذیب تھی وہ اتحاد اور نفس پرستی سے مسموم تھی۔ عالم اسلام، ایمان، علم اور ملوثی طاقت میں کمزور ہو جانے کے وجہ سے اس نوخیز و مُصلح مغربی طاقت کا آسانی سے شکار ہو گیا۔ اس وقت مذہب میں جس کی نمائندگی کے لیے صرف اسلام ہی میدان میں تھا اور یورپ کی ملحدانہ اور مادہ پرست تہذیب میں تصادم ہوا۔ اس تصادم نے ایسے نئے سیاسی، تمدنی، علمی اور اجتماعی مسائل پیدا کر دیئے جن کو صرف طاقتور ایمان، راسخ و غیر متزلزل عقیدہ و یقین، وسیع اور عمیق علم، غیر مشکوک اعتماد و استقامت ہی سے حل کیا جاسکتا تھا۔ اس صورت حال کا مقابلہ

کرنے کے لیے ایک طاقتور علمی و روحانی شخصیت کی ضرورت تھی جو عالم اسلام میں رُوحِ جہاد اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر دے، جو اپنی ایمانی قوت اور دماغی صلاحیت سے دین میں ادنیٰ تحرکت و ترمیم..... کے بغیر اسلام کے ابدی پیغام اور عصر حاضر کی بے چین رُوح کے درمیان مصاکحت و رفاقت پیدا کر کے اور شوق و پُر جوش مغرب سے آنکھیں ملا سکے۔

دوسری طرف عالم اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا، اس کے چہرے کا نسب سے بڑا داغ وہ شریکِ جمعی تھا جو اس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تفریضے بے مہابا پُنج رہے تھے۔ غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورت حال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کر رہی تھی جو اسلامی معاشرہ کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا قہقہہ کرے جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید و سنت کی دعوت اور اپنی پوری قوت کے ساتھ **أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ** کا نعرہ بلند کرے۔

اسی کے ساتھ بیرونی حکومت اور مادہ پرست تہذیب کے اثر سے مسلمانوں میں ایک خطرناک اجتماعی انتشار اور افسوس ناک اخلاقی زوال رونما تھا۔ اخلاقی انحطاط فسق و فجور کی مدینک، تعیش و اسراف نفس پرستی کی مدینک، حکومت و اہل حکومت سے مروجیت ذہنی غلامی اور ذلت کی مدینک، مغربی تہذیب کی انتقالی اور بحرانِ قوم و مملکت کی تقلید کفر کی مدینک پہنچ رہی تھی۔ اس وقت ایک ایسے مصلح کی ضرورت تھی جو اس اخلاقی و ذہنی انحطاط کی طرح ہوئی رُو کو روکے اور اس خطرناک بُرجان کا مقابلہ کرے جو محکومیت و غلامی کے اس دور میں پیدا ہو گیا تھا۔

تعلیمی و علمی حیثیت سے حالت یہ تھی کہ عوام اور محنت کش طبقہ دین کے مہادی و اولیات سے ناواقف اور دین کے فرائض سے بھی غافل تھا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ شریعتِ اسلامی، تاریخِ اسلام اور اپنے ماضی سے بے خبر اور اسلام کے مستقبل سے یائوس تھا۔ اسلامی علوم روبرو زوال اور پُرانے تعلیمی مرکز عالم نزع میں تھے۔ یہی وقت ایک طاقتور تعلیمی تحریک اور دعوت کی ضرورت تھی۔ نئے مکاتب و مدارس کے قیام، نئی اہل فکر و اسلامی تصنیفات اور نئے سلسلہ نشر و اشاعت کی ضرورت تھی جو امت کے مختلف طبقوں میں مذہبی و واقفیت، دینی شعور اور ذہنی اطمینان پیدا کرے۔

اس سب کے علاوہ اور اس سب سے بڑھ کر عالم اسلام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاءِ علیہم السلام کے طریقِ دعوت کے مطابق اس امت کو ایمان اور عملِ صالح اور اس صحیح اسلامی زندگی اور سیرت کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت، دشمنوں پر غلبہ اور دین و دنیا میں فلاح و سعادت اور صربندی کا وعدہ فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام کی ضرورت دینِ جدید نہیں، ایمانِ جدید ہے۔ کسی دور میں بھی اس کو نئے دین اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں تھی۔ دین کے ان ابدی حقائق و عقائد اور تعلیمات پر نئے ایمان اور نئے جوش کی ضرورت تھی، جس سے زمانہ کے نئے تقنوں اور زندگی کی نئی ترغیبات کا مقابلہ کیا جاسکے۔

زندگی کے ان شعبوں اور ضرورتوں کے لیے جن کا ذکر مذکورہ جہاں عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں مختلف شخصیتیں اور جماعتیں سامنے آئیں جنہوں نے بغیر کسی دعوے اور بغیر امت سازی کی کوشش کے وقت کی ان ضرورتوں اور مطالبوں کو پورا کیا اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کو متاثر کیا۔ انہوں نے کسی نئے مذہب اور کسی نئی نبوت کا علم بلند نہیں کیا اور نہ مسلمانوں میں کوئی تغیر کیا۔ اور انتشار پیدا کیا۔ انہوں نے اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو کسی بے نتیجہ کام میں ضائع نہیں کیا۔ ان کا نفع ہر ضرر سے خالی، ان کی دعوت ہر خطرہ سے پاک اور ان کا کام ہر شہسہ سے بالاتر ہے۔ عالم اسلام

نے اپنا کچھ کھوئے بغیر ان سے نفع حاصل کیا اور مسلمان ان کی مخلصانہ خدمات کے ہمیشہ شکر گزار رہیں گے۔ ایک ایسے نازک وقت میں عالم اسلام کے نازک ترین مقام ہندوستان میں جو ذہنی و سیاسی کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا، مرزا غلام احمد صاحب اپنی دعوت اور تحریک کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ وہ عالم اسلام کے حقیقی مسائل کو حل کر دیتے ہیں۔ وہ مسئلہ کیا ہے؟ وفاتِ مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ سے جو کچھ وقت بچتا ہے وہ عزتِ جہاد اور حکومتِ وقت کی وفاداری اور اخلاص کی دعوت کی نذر ہو جاتا ہے۔ ربِ صدی کی تصنیفی و علمی زندگی اور جدوجہد کا مجموعہ اور ان کی دلچسپیوں کا مرکز یہی مسئلہ اور اس کے سلسلہ میں مخالفین سے نبردِ آزمائی اور معرکہ آرائی ہے۔ انکار کی کئی قطعیتوں سے ان مضامین کو خارج کر دیا جائے جو حیاتِ مسیح و نزولِ مسیح اور ان کے دعویٰ اور اس سے پیدا ہونے والے بحث سے متعلق ہیں تو ان کے تصنیفی کارنامہ کی ساری اہمیت اور وضعت ختم ہو جائے گی۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ اس عالم اسلام میں جو پہلے سے مذہبی اختلافات اور دینی نزاعات کا شکار تھا اور جس میں اب کئی نزاع کے برداشت کرنے کی طاقت نہ تھی، وہی نئی نبوت کا طعنے بلند کر کے ہیں اور جو اس پر ایمان نہ لائے اس کی تکفیر کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے اور مسلمانوں کے درمیان ایک آہنی اور ناقابلِ جبر و دیوار کھڑی کر دیتے ہیں جس کے ایک جانب ان کے متبعین کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو ہندو ہزار افراد پر مشتمل ہے، دوسری طرف پورا عالم اسلام ہے جو سرکش ہے چین تک پھیلا ہوا ہے اور جس میں عظیم ترین افراد، صالح ترین جماعتیں اور مفید ترین ادارے ہیں۔ اس طرح انہوں نے عالم اسلام میں بلا ضرورت ایسا اشتداد اور ایک ایسی نئی تقسیم پیدا کر دی جس نے مسلمانوں کی مشکلات میں ایک نیا اضافہ اور عصرِ حاضر کے مسائل میں نئی پیچیدگی پیدا کر دی۔

مرزا غلام احمد صاحب نے دو حقیقتیں اسلام کے علمی و ذہنی ذخیرہ میں کوئی ایسا اضافہ نہیں کیا جس کے لیے اصلاحِ تجدید کی تاریخ ان کی معترف اور مسلمانوں کی نسل جدید ان کی شکر گزار ہو۔ انہوں نے نہ تو کوئی عمومی دینی خدمت انجام دی جس کا نفع دنیا کے سارے مسلمانوں کو پہنچے، نہ وقت کے جدید مسائل میں سے کسی مسئلہ کو حل کیا، نہ ان کی تحریک موجودہ انسانی تذبذب کے لیے جو سخت مشکلات اور موت و حیات کی کشمکش سے دوچار ہے کوئی پیغام رکھتی ہے، نہ اُس نے یورپ اور ہندوستان کے اندر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی قابلِ ذکر کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس کی جدوجہد کا تمام تر میدان مسلمانوں کے اندر ہے۔ اور اس کا نتیجہ صرف ذہنی انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش ہے جو اس نے اسلامی معاشرے میں پیدا کر دی ہے۔ وہ اگر کسی چیز میں کامیاب کچھ جاسکتے ہیں تو صرف اس میں کہ انہوں نے اپنے غاقدان اور وراثت کے لیے سرخا خاں کے اسلاف کی طرح میوٹائی کی ایک مسند اور ایک دینی ریاست پیدا کر دی ہے جس کے اندر ان کو روحانی سیادت اور مادی عیش و عشرت حاصل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں وہ ذہنی انتشار نہ ہوتا، جس کا پنجاب خاص میدان تھا، اگر انگریزی حکومت کے اثر سے اسلامی معاشرہ میں اسلام کی بنیادیں متزلزل اور اسلامی ذہن ماؤف نہ ہو چکا ہوتا، اگر مسلمانوں کی نئی نسل دینی تعلیمات اور اسلام کی اصلاحی و تجدیدی شخصیتوں اور نیابتِ انبیاء اور عظمتِ انسانی کی حقیقی صفات سے اتنی بے خبر نہ ہوتی اور آخر میں حکومتِ وقت کی پشت پناہی اور سرپرستی نہ ہوتی تو یہ تحریک جس کی بنیاد زیادہ تر الہامات، خوابوں، تاویلات اور بے کیف و بے مغز لکھتے آفرینیوں پر ہے اور جو عصرِ جدید کے لیے کوئی نیا اخلاقی و روحانی پیغام اور مسائلِ حاضرہ کو حل کرنے کے لیے کوئی مجتہد از مقام نہیں رکھتی، کبھی بھی اتنی مدت تک باقی نہیں رہ سکتی تھی جیسی کہ اس برسرِ انحطاط سوسائٹی اور اس پرانگندہ و داغ و پراگندہ دل نسل میں رہ سکی۔ اسلام کی صحیح تعلیمات اور دعوت سے انحراف اور ان مخلصین و مجاہدین کی جو جوامعی قریب میں اس ملک میں پیدا ہو

اور اسلام کے عروج اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے پہلے اپنا سب کچھ شاکر چلے گئے، ناقدری کی سزا اُٹانے پر وہی کہ ہندوستانی مسلمانوں پر ایک نئے ذہنی طاعون کو مسلط کر دیا اور ایک شخص کو ان کے درمیان کھڑا کر دیا جو اُمرت میں فساد کا مستقل بیج بویگا ہے۔

دشمن یونیورسٹی کے طلبہ و اساتذہ کے سامنے اسلام کی تاریخ اصلاح و تجدید کے موضوع پر ایک سلسلہ تقریر کے دوران میں راقم مسطور نے تحریک باطنیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

”حضرت! میں جب باطنیت، اخوان الصفا، امدادِ ان کی بھائی اور ہندوستان کی قادیانیت کی تاریخ پڑھا ہوں تو مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ان تحریک کے بانیوں نے اسلام اور بعثتِ محمدی کی تاریخ پڑھی تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص تنہا جزیرۃ العرب میں ایک دعوت لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں نہ مال ہے نہ اسلحہ۔ وہ ایک عقیدہ اور ایک دین کی دعوت دیتا ہے اور کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ ایک نئی اُمت، ایک نئی حکومت، ایک نئی تہذیب وجود میں آ جاتی ہے۔ وہ تاریخ کا رخ تبدیل کر دیتا ہے اور واقعات کا دھارا بدل دیتا ہے۔ ان کی بلند حوصلہ طبیعتوں نے ان سے کہا کہ اس کا نیا تجربہ کیوں نہ کیا جائے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ ذہانت، دماغی صلاحیت، تشکیلی لیاقت بھی رکھتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ ہیں، پھر کیوں نہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی اور کس طرح انہی واقعات کا ظہور نہ ہوگا جو طبعی اسباب اور عمل کے تحت گزشتہ دور میں ہو چکے ہیں۔ ان کو اُمید تھی کہ پھر اسی سحر کا ظہور ہوگا جس کا تاریخ نے چھٹی صدی میں مشاہد کیا، اس لیے کہ حضرت انسانی ناقابلِ تبدیل رہتے اور لوگوں میں ہمیشہ سے ہر دعوت قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔“

ان بلند حوصلہ انسانوں نے اس یکہ و تنہا ہستی کو تو دیکھا جو بغیر کسی سرمایہ اور بغیر کسی فوجی طاقت و حمایت کے ایک دینی دعوت لے کر کھڑی ہوئی، لیکن اس کے پیچھے اس ربانی حمایت اور ارادہ الہی کو نہیں دیکھا جو اس کی کامیابی، غلبہ اور قیامت تک باقی رہنے کا فیصلہ کر چکا تھا اور جس نے اعلان کر دیا تھا:

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ سُلَيْمًا بِأَعْيُنِي وَأَوْحَى  
الْحَقَّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ  
(د القصص، ۱۷۷)

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسولِ ہدایت اور پتے دین کے ساتھ تاکہ سب دینوں پر غالب کرے خواہ شُرک کرنے والے کتنا ہی بُرا مانیں۔

تبصرہ یہ ہوا کہ وقتی طور پر ان کی کوششیں کامیاب اور بار آور ہوئیں اور انہوں نے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں اپنے ساتھی اور پیرو پیدا کر لیے۔ ان میں سے بعض (باطنیت) نے عظیم الشان سلطنت (فاطمیہ) بھی قائم کر لی اور یہ سلطنت عرصہ تک چلی پھولی اور ایک زمانہ میں اس کے سوڈان سے مراکش تک قبضہ کر لیا، لیکن جب تک ان کی تنظیم ان کے مخفی تنظیمات اور ان کی شیعہ بازیاں باقی رہیں، یہ عرصہ بھی باقی رہا لیکن پھر وقت آیا کہ یہ سب عجز و اقتدار اور یہ سب ترقی و اقبال ایک انسان بن کر رہ گیا۔ ان کے مذاہب ایک مختصر دائرہ میں محدود ہو کر رہ گئے، جن کا زندگی پر کوئی اثر اور دنیا میں کوئی مقام نہیں۔

اس کے بالمقابل اسلام جس کو رسول اللہ نے کر آنے اور آج بھی دنیا کی عظیم ترین روحانی طاقت ہے۔ آج اس کے ساتھ ایک عظیم الشان اُمت ہے۔ آج بھی وہ ایک تہذیب رکھتا ہے اور بہت سی سلطنتوں اور قوموں کا مذہب ہے۔ نبوتِ محمدی کا آفتاب آج بھی بلند اور روشن ہے اور تاریخ کے کسی دور میں بھی وہ گہمی میں نہیں آیا۔

قوم کے ساتھ ساتھ چلیے  
ہر ماہ قومی ڈائجسٹ پڑھیے



ہر ماہ لاکھوں نئے الفاظ کے ساتھ